سلسلہ مطبوعات — ۲۳

طبقاتِ شعرائے ہند

تالیف

کریم الدین

مقدمہ

محمود الٰہی

اُتر پردیش اُردو اکادمی ۔ لکھنؤ

طبقات شعرائے ہند

اکادمی ایڈیشن ۱۹۸۳

تعداد ۱۰۰۰

قیمت ۲۴/- روپے

عزیز الجبار خاں سکریٹری اُترپردیش اُردو اکادمی نے وجیتا آفسیٹ پرنٹرز دہلی ۲
چھپواکر بلبھرہ ہاؤس، قیصر باغ، لکھنو ۲۲۶۰۰۱ سے شائع کی۔

پیش لفظ

کریم الدین کا تذکرہ "طبقات شعرائے ہند" سنہ ۱۸۴۷ء میں شائع ہوا تھا لیکن اس کا شمار ہمیشہ اُن کتابوں میں ہوتا آیا ہے جو آسانی سے دستیاب نہیں ہوتیں اور اب تو اس کے صرف چند نسخوں کی نشان دہی کی جا سکتی ہے۔

اُتر پردیش اُردو اکادمی نے کم یاب کتابوں کے عکس کی اشاعت کا ایک جامع منصوبہ مرتب کیا ہے۔ طبقات شعرائے ہند کے عکس کی اشاعت اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اُمید ہے کہ اکادمی کی دوسری مطبوعات کی طرح اسے بھی حُسنِ قبول حاصل ہوگا۔

محمود الٰہی
چیرمین مجلس انتظامیہ

اُتر پردیش اُردو اکادمی
قیصر باغ، لکھنؤ
۱۲ر نومبر سنہ ۱۹۸۲ء

مقدمہ

محمود الٰہی

اُردو تذکرہ نگاروں میں مولوی کریم الدین (۱۸۲۱ء - ۷۹) کی شخصیت کئی حیثیتوں سے منفرد ہے۔ پہلی بات تو یہی ہے کہ انھوں نے سب سے زیادہ تذکرے لکھے۔ اُن کی علمی اورادبی زندگی کا آغاز تذکرہ نگاری ہی سے ہوا اور اس سے اُن کی دلچسپی عمر کے آخری حصے تک باقی رہی۔ چھ تذکرے اُن سے یادگار ہیں جن میں سے دو نامکمل ہیں اور چار مکمل۔ اب تک ان کے دو تذکرے گلدستۂ نازنیناں اور طبقات شعرائے ہند[1] کا ذکر کیا جاتا رہا ہے حالانکہ ان کے باقی تذکرے بھی کم اہم نہیں۔ انھوں نے ۱۸۴۴ء میں جب ان کی عمر ۲۳-۲۴ سال کی تھی گلدستۂ نازنیناں لکھا جس کے اتمام کی تاریخ غالب کے بھانجے عارف نے "کہو گلدستۂ گلزارِ جنت" سے نکالی۔ یہ تذکرہ اوائل ۱۸۴۵ء میں شائع ہوا تھا، پھر انھوں نے صرف معاصر شعرا کا ایک تذکرہ لکھنے کا ارادہ کیا۔ اس کے لیے انھوں نے بڑا اہتمام کیا اور وہ یہ کہ مہینے میں دو بار وہ اپنے مکان پر محفل مشاعرہ منعقد کرتے تھے مشاعرے میں جو کلام پڑھا جاتا تھا وہ اُسے پرچہ مشاعرہ کی صورت میں شائع کر دیتے تھے مشاعرے کے انعقاد اور

---

[1] عام طور پر اس کا نام "طبقات الشعرائے ہند" بتایا جاتا ہے۔ یہ غلطی غالباً اس لیے عام ہو گئی کہ کتاب کے آخر میں کاتب نے "تمام ہوا تذکرہ طبقات الشعرائے ہند" لکھ دیا۔

پرچہ مشاعرہ کے اجرا کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں:

"یہ مشاعرہ میرے مکان پر چودھویں تاریخ ماہ رجب ۱۲۶۱ھ (اتوار ۲۰ جولائی ۱۸۴۵ء) شروع ہوا۔ اسی سال میں درمیان ماہ ذیقعد (نومبر ۱۸۴۵ء) کے موقوف ہوا جب تک وہ مطبع (رفاہ عام) میرے پاس رہا، مشاعرہ پندرہویں روز چھپا کیا۔ تیرہویں ماہ شوال (۱۶ اکتوبر ۱۸۴۵ء) تک چھپا۔

"ہر مہینے میں دو پرچے نکلا کرتے تھے، اس میں ہر ایک شاعر کا حال مع اشعار لکھنے کا ارادہ تھا تا کہ پچھلوں کے واسطے ایک تذکرۂ ہند تیار ہوتا جاوے۔" (طبقات ص ۱۴)

جیسا کہ مندرجہ بالا بیان سے واضح ہوتا ہے کریم الدین نہ تو مشاعرہ جاری رکھ سکے اور نہ پرچۂ مشاعرہ اور اُن کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی کہ وہ پچھلوں کے واسطے ایک تذکرۂ ہند تیار کرتے جائیں،

کریم الدین مشرقی اور مغربی میلانات کا بڑا صحت مند امتزاج تھے۔ اگر ایک طرف انھوں نے دہلی کالج میں داخلہ لے کر مغربی علوم کی تحصیل کی تو دوسری طرف وہ مشرقی علوم میں مفتی صدرالدین آزردہ اور مولوی مملوک العلی کے شاگرد تھے۔ ایک طرف مشرقی علوم کے منتہی تھے اور دوسری طرف انھیں اُن مستشرقین یورپ سے بھی فیض حاصل ہوا تھا جو دہلی کالج کی سربراہی کر رہے تھے۔ انھیں کالج کے اُن ذمہ داروں کا اعتماد بھی حاصل تھا، اس لیے مطبع رفاہِ عام کے ختم ہوتے ہی کالج کی اُردو سوسائٹی نے چند اہم کتابوں کے ترجموں کی ذمہ داری ان کے سپرد کی۔ کالج کے پرنسپل ڈاکٹر اشپرنگر نے ان سے فرمائش کی کہ وہ عربی زبان میں شعراے عرب کی تاریخ لکھیں جن کے حکم کی تعمیل میں انھوں نے "فرایدالدہر" کے نام سے ایک کتاب لکھی جس کے تعارف میں انھوں نے کہا تھا:۔

" انھوں نے (ڈاکٹر اشپرنگر نے) ازراہِ قدر دانی اس کم بضاعت بندہ کریم الدین کو ارشاد کیا کہ ایک کتاب کتب تواریخ اور چند تذکرہ شعراے عرب سے اس طرح پر کہ کسی شاعر مشہور کا حال نہ رہ پائے مع بیان اس کی تصنیفات اور حال حیات کے اگر تو قلم بند کرے تو وہ کتاب اہل ہند کو خصوصاً ان لوگوں کو جو شائق تاریخ ہیں، بہت مفید ہوگی۔

"بندہ نے حسب الارشاد ایک تذکرہ زبان عربی میں مسمی فوایدالدھر تیرہ صدیوں پر اس طور کہ ہر ایک صدی کے شاعر اسی صدی میں مندرج کر کے تیار کیا۔"

تذکرہ فوایدالدھر (عربی) اشاعت پذیر ہوا یا نہیں اس کے بارے میں وثوق کے ساتھ کچھ نہیں کہا جاسکتا لیکن اس کے مطالب و مشتملات کا علم تاریخ شعرائے عرب سے ہو جاتا ہے جو مطبوعہ صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے۔ اس کے تعارف میں کریم الدین کہتے ہیں:۔

"جب اس سے (فرایدالدہر) سے فراغت ہو چکی، صاحب بہادر نے (ڈاکٹر اشپرنگر نے) ارشاد کیا کہ اس کا ترجمہ زبان اردو میں تیار کرتا کہ شعرائے اردو باشندگان ہندوستان کو حالات شعرائے عرب اور اُن کی عادات اور بود و باش اور فطانت عقل اور تصانیف کتب سے آگاہی ہو، اس لیے بندہ نے یہ ترجمہ اس اصل کتاب مؤلفہ اپنی سے اردو میں درمیان ۱۲۶۳ھ مطابق ۱۸۴۷ء کے تیار کیا اور نام اس کا تاریخ شعرائے عرب رکھا گیا۔"

مولوی کریم الدین کا پانچواں تذکرہ "طبقات شعرائے ہند" ہے جس کے حوالے اردو میں متداول ہیں۔ ان کا آخری اور نامکمل تذکرہ وہ ہے جس کی چند قسطیں "پنجابی اخبار" لاہور میں بطور ضمیمہ شائع ہوئی تھیں۔ یہ تذکرہ بھی عربی شعراء سے متعلق تھا۔

تذکروں کی تعداد میں اضافہ کرنا کوئی خاص بات نہیں اور نہ اس کا شمار کریم الدین کی امتیازی خدمات میں ہوگا۔ ان کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ تذکرے کو تاریخ کی ایک شاخ سمجھتے تھے اور اپنے تذکروں کو ادبی تاریخ کا نمونہ بنانا چاہتے تھے جسے اردو میں اپنے طرز کی پہلی شعوری کوشش سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

وہ تذکرہ نگاری کی قدیم روش سے مطمئن نہیں تھے۔ اُن کا پہلا تذکرہ گلدستۂ نازنیناں اگرچہ خود اُن کی صراحت کے مطابق تذکروں کی اس صنف سے متعلق ہے جس کا نام انتخاب دواوین ہے لیکن انھوں نے اس کی وجہ تالیف جو بیان کی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ایک نئے انداز کی بیاض اشعار مرتب کرنا چاہتے تھے جس میں شعر گوئی کے اصول و آداب بھی بتائے گئے ہوں، نیز

عروضی اور فنی حیثیت سے اشعار پر تنقید کی گئی ہو وہ گلدستۂ نازنیناں میں اپنے اس ارادے کو عملی جامہ تو نہ پہنا سکے لیکن عجالۃ العلالۃ لکھ کر انھوں نے بڑی حد تک اس کی تلافی کر دی۔ اگر یہ سمجھ لیا جائے کہ عجالۃ العلالۃ اور گلدستۂ نازنیناں ایک سلسلے کی دو کڑیاں ہیں تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ اُردو شعرا کے تذکروں میں عروضی اور فنی بحث اس تفصیل کے ساتھ پہلے کبھی نہیں کی گئی تھی۔

کریم الدین کی تذکرہ نگاری کا جوہر تاریخ شعرائے عرب اور طبقات شعرائے ہند میں کھلتا ہے جہاں واضح طور پر وہ ایک نئے نقطۂ نظر کے مبلغ اور ایک نئے انداز فکر کے حامل نظر آتے ہیں تاریخ شعرائے عرب ۱۸۴۷ء میں شائع ہوئی اور طبقات کا سال اشاعت ۱۸۴۸ء ہے لیکن دونوں تذکروں میں ایسی شہادتیں موجود ہیں جن سے یقین کیا جا سکتا ہے کہ دونوں تذکرے ایک ساتھ زیر تسوید تھے، پھر بھی نہیں دونوں کا مطالعہ اس نتیجے پر آسانی سے پہنچا دیتا ہے کہ یہ ایک ہی جذبے کے دو مظاہر ہیں۔

اس میں کلام نہیں کہ کریم الدین نے زندگی، علم اور زبان و ادب کی نئی قدریں دہلی کالج سے سیکھیں۔ اُنھوں نے اس نظریے کو بلا تکلف قبول کیا کہ بدلتے ہوئے حالات میں قدیم طرز سے وابستگی ایک غلط بات ہے اُن کی پوری زندگی علم و ادب کو زمانے سے ہم آہنگ کرنے میں صرف ہوئی۔ تاریخ شعرائے عرب اور طبقات شعرائے ہند اُردو سوسائٹی کی تحریک پر لکھے گئے جس کے ذمہ داروں سے اُنھیں تذکرہ نگاری کے نئے آداب معلوم ہوئے اور ادبی تاریخ کے مبادیات کا پتہ چلا وہ عربی زبان و ادب کے منتہی تھے۔ اُن کی نظر سے عربی تذکرے گزرے تھے جن کا میلان فارسی تذکروں کی بہ نسبت تحقیق اور تعین زمانہ کی طرف زیادہ تھا۔ گارساں دتاسی کی تاریخ کی پہلی جلد (مطبوعہ ۱۸۳۹ء) اُن کے سامنے تھی۔ ان سب کے امتزاج سے انھوں نے اُردو میں تذکرہ نگاری کے ایک نئے طرز کی بنیاد رکھی جسے بجا طور پر اُردو میں ادبی تاریخ کا نقش اوّل کہا جا سکتا ہے۔

طبقات شعرائے ہند کے مؤلف کی حیثیت سے جہاں کریم الدین کا نام آتا ہے وہاں فیلن صاحب اور گارساں دتاسی کا نام بھی لیا جاتا ہے۔ اس کے سرورق پر انگریزی اور اُردو میں یہ عبارتیں ملتی ہیں :-

A HISTORY

OF

URDU POETS

CHIEFLY TRANSLATED FROM

GARCAN DE TASSY'S HISTORIES DE LA

LITERATURE HINDOUSTANIE

BY

FFALLON ESQR. AND MOULVI-

KAREEMOODDEEN WITH ADDITION.

"شعرائے اُردو کا (کذا) مسٹر ایف فیلن صاحب بہادر اور مولوی کریم الدین نے کارسند ٹسی (کذا) کی تاریخ سے ۱۸۴۸ء میں ترجمہ کیا اور نو سو چونسٹھ شاعروں اُردو گو کے اشعار اور حال بھی دواوین مختلف میں سے منتخب کرکے اس میں مندرج کر دیا گیا۔"

ان عبارتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا بڑا حصہ دتاسی کی تاریخ کے ترجمے پر مشتمل ہے۔ ترجمے کے فرائض فیلن صاحب اور کریم الدین نے انجام دیے۔ اس میں اضافے بھی کیے گئے ہیں۔ سرورق کی عبارت کے علاوہ کتاب میں کہیں اور فیلن کا نام نہیں آیا۔ دیباچے میں کریم الدین نے کئی جگہ اپنا ذکر کیا ہے لیکن ہر جگہ عبارت کا انداز ایسا ہے کہ جیسے اس تذکرے کی تالیف میں وہ کسی اور کو شریک نہیں سمجھتے۔ دتاسی نے اپنی تاریخ کے ترمیم شدہ اڈیشن کے مقدمے میں لکھا ہے کہ فیلن نے میری تاریخ کا ترجمہ لکھ کر کریم الدین کو دیا لیکن اس کے باوجود دتاسی نے اُن کی کاوشوں کو سراہا ہے۔

دتاسی نے ایک جگہ ہندوستانی مصنفین کے اس طرز پر سخت نکتہ چینی کی ہے کہ وہ دوسروں کی کتابوں کا ترجمہ کر لیتے ہیں اور ماخذ کا حوالہ نہیں دیتے۔ وہ کہتا ہے:

"مولوی کریم الدین کی یہ دونوں کتابیں واقعات ہند اور مفتاح الارض اور

ان کے علاوہ ان کی دوسری تصانیف دراصل تراجم سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں۔
مولوی کریم الدین اپنے دوسرے اہلِ وطن کی طرح اس بات کو کوئی عیب نہیں سمجھتے کہ کسی دوسرے مصنف کے خیالات کو بلا تکلف اپنی کتاب میں درج کریں۔

"ہندوستان میں یہ آزادی عام طور پر علمی دُنیا میں برتی جاتی ہے مترجمین کو اُن بین الاقوامی معاہدوں کی مطلق پروا نہیں ہوتی جن کے مطابق ان کا فرض ہے کہ وہ جب کسی مصنف کی کتاب سے کوئی مضمون لیں تو اس کا اعتراف کریں۔

"ممکن ہے یہ شعار ہندوستان کے مؤلفین و مصنفین کے لیے عارضی نفع کا باعث ہوا ہو لیکن ذہنی ترقی کے لیے اس سے بڑھ کر اور کوئی مضر بات نہیں ہو سکتی"۔

(خطبات گارساں دتاسی انجمن ترقی اُردو، ص ۴۲۹)

ہندوستانی مصنفین اور خود کریم الدین پر اتنی سخت تنقید کرنے کے باوجود دتاسی طبقات کا تعارف اپنے پانچویں خطبے (۴ر دسمبر ۱۸۵۴ء) میں اس طرح کراتا ہے:

"یہ درحقیقت میری تاریخ کی پہلی جلد سے حذف و اضافہ کے ساتھ تالیف کی گئی ہے جس سے وہ ایک نئی کتاب ہو گئی ہے اور استفادہ کے لیے کارآمد ہے۔ اضافہ تقریباً تمام کا تمام یا تو خاندان تیموری کے شاہزادوں کا ہے جو اپنا وقت بہلانے کے لیے اُردو شاعری کیا کرتے تھے یا دہلی کالج کے پروفیسروں کے حالات سے متعلق ہے۔ پروفیسروں کا حال دلچسپ ہے ایک تو اس لیے کہ اہل علم و فضل کا ذکر ہے، دوسرے اس وجہ سے کہ تفصیل سے کیا گیا ہے"۔ (خطبات ص ۹۷)

اگر ایک طرف کریم الدین نے دتاسی کی تاریخ سے استفادہ کیا (جس کا ذکر آگے آئے گا) تو دوسری طرف دتاسی نے بھی طبقات کی خوشہ چینی کی۔ اپنے سالانہ خطبات اور اپنی تاریخ کے ترمیم شدہ اڈیشن میں اُس نے کئی جگہ طبقات کے بیان نقل کیے اور ان کا حوالہ دیا۔ اُس نے اپنی تاریخ کا جو مقدمۂ ثانی لکھا تھا اُس میں اپنے نئے مآخذ کی فہرست بھی پیش کی تھی۔ اس فہرست میں طبقات بھی شامل ہے جس کے بارے میں وہ کہتا ہے:

طبقات الشعراء مصنفہ کریم الدین ۱۸۴۸ء میں دہلی سے شائع ہوئی تھی۔

اسے میری تاریخ کی پہلی جلد کہا جاتا ہے لیکن یہ ایک بالکل جداگانہ تصنیف ہے ..."

یہ بیانات اس بات کی وضاحت کے لیے نقل کیے گئے ہیں کہ خود دتاسی نے کریم الدین کی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔ طبقات کی تالیف کا محرک دتاسی کی تاریخ ہے یا کچھ اور، یہ ایک اہم سوال ہے۔ اس کے جواب کے لیے کریم الدین نے کافی مسالہ نہیں چھوڑا ہے لیکن انھوں نے جو کچھ بھی کہا ہے اگر اسے مرتب کیا جائے تو کسی فیصلہ کن منزل پر پہنچا جا سکتا ہے۔

گلدستۂ نازنیناں کی اشاعت، مشاعروں کا انعقاد اور معاصرین کا تذکرہ تیار کرنے کی غرض سے "پرچہ مشاعرہ" کا اجرا ایسی حقیقتیں ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ کریم الدین کا میلان تذکرہ نگاری کی طرف تھا۔ ان کا یہ بھی ارادہ تھا کہ وہ ایک جامع تذکرہ تیار کریں۔ اسی اثنا میں انھیں دتاسی کی تاریخ کا علم ہوا جسے انھوں نے اپنا ایک اہم ماخذ قرار دیا۔ اس بات کی وضاحت وہ دیباچہ میں اس طرح پیش کرتے ہیں :-

"گرچہ میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ بہت تذکرہ جمع کر کے اس تذکرہ کو فراہم کروں لیکن پہلے مجھ سے چونکہ دی تاسی نے زبان فرنچ میں درمیان ملک فرانس کے ایک تذکرہ ان تذکروں مفصلہ ذیل سے بہت اچھی طرح پر تالیف کر لیا تھا، اس لیے اردو تذکروں سے جو اس کے دستیاب نہیں ہوئے اور اس کے تذکرے سے مدد لے کر یہ تذکرہ میں نے فراہم کیا۔

"فہرست ان تذکروں کی یہ ہے جس سے دی تاسی نے اپنے تذکرے کی تالیف کی: نکات الشعراء۔ تذکرہ شعرائے اردو (مصحفی) تذکرۂ فتح علی حسینی گلزار ابراہیم۔ گلشن ہند، دیوان جہان، گلدستۂ نشاط۔ میں نے سوائے اس تذکرے کے جس میں اوپر کے مندرج تھے "تذکرۂ حکیم قدرت اللہ اور گلشن بےخار سے بھی مدد لی ہے۔

(ص ۸-۹)

کریم الدین دتاسی کی تاریخ کا اعتراف اس سے زیادہ اور کیا کرتے۔ ان کے اس اعتراف کے نمونے طبقات میں جگہ جگہ ملتے ہیں۔ ماخذ کو کھنگالنے اور مطالب کے اخذ و ترک

میں دتاسی سے بے پناہ غلطیاں ہوئیں۔ کریم الدین نے اس حسن ظن اور اس خوش فہمی کی بنا پر کہ دتاسی نے تذکرہ بہت اچھی طرح پر تالیف کیا تھا، دتاسی کے آخذ تک براہ راست پہنچنے کے بجائے کہیں اس کے بیانات کا ترجمہ اور کہیں اس کا نفس مفہوم طبقات میں شامل کر لیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لغزشوں اور کوتاہیوں میں وہ دتاسی کے شریک و سہیم بن گئے کریم الدین کی سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ جن آخذ سے وہ دتاسی سے کہیں اچھے طور پر استفادہ کر سکتے تھے، انھیں ہاتھ نہیں لگایا۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں ان کی تحقیقی اور تنقیدی بصیرت مفلوج اور معطل ہو کر رہ گئی۔

بہر حال اس بحث سے یہ حقیقت کسی قدر واضح ہو گئی کہ کریم الدین نے جن کا فطری رجحان تذکرہ نگاری کی طرف تھا، اپنا ماخذ نہیں چھپایا، انھوں نے دتاسی کی تاریخ سے اس حد تک استفادہ کیا کہ اس کے بیانات کا ترجمہ بھی طبقات میں شامل کر لیا۔ ترجمے میں فیلن نے اُن کی مدد کی تھی۔ ان باتوں کے پیش نظر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ کریم الدین کا کوئی کارنامہ نہیں ہے۔ میں دتاسی کی تاریخ کی جلد اوّل (مطبوعہ ۱۸۳۹ء) کو بھی کوئی اہم کارنامہ نہیں سمجھتا۔ اس نے جس نہج پر یہ کتاب مرتب کی تھی، اس کی مثال اُردو میں مفقود نہیں تھی، ہمارے تذکرے عام طور پر حروف تہجی کے لحاظ سے مرتب کیے گئے ان میں نہ تو شعرا کی شخصیت کی مکمل تصویر کشی ملتی ہے اور نہ ان کے فکر و فن پر تنقیدی نظر ڈالی گئی ہے۔ ان میں نہ تو شعرا کے مکمل حالات لکھے جاتے تھے اور نہ یہ بتایا جاتا تھا کہ ان کا زمانہ کیا تھا۔ یہ ساری خامیاں دتاسی کی تاریخ میں روایتی اہتمام کے ساتھ موجود ہیں۔ ہاں اس نے یہ ضرور کیا کہ جن مطبوعہ یا قلمی نسخوں کا اسے علم ہوا اس کا حوالہ ضرور دیا۔ دتاسی کا کارنامہ دراصل اس کا وہ مقدمہ ہے جو اس نے اپنی تاریخ پر لکھا تھا۔ اس مقدمے میں اس نے اُردو پر (اور ہندی پر بھی) لسانی نقطۂ نظر سے بحث کرنے کی کوشش کی۔ اس زبان کی اہمیت اور افادیت پر روشنی ڈالی، اس کی سماجی، سیاسی، معاشی اور ادبی قدروں کو اُجاگر کرنے پر زور دیا۔ اُردو اور ہندی تذکروں پر تنقیدی نگاہ ڈالی اور تذکرے کو ادبی تاریخ بنانے کے سلسلے میں ایک خاکہ پیش کیا۔ کریم الدین نے طبقات میں بڑی حد تک دتاسی کے مقدمے کو بھی شامل کر لیا انھوں نے دتاسی کی تاریخ پر وقیع اضافے کیے ہیں۔ ان اضافوں کی بنا پر انھیں تذکرہ نگاری کے ایک نئے طرز کا موجد بلکہ اُردو کا پہلا ادبی مورخ کہنا غلط نہ ہوگا۔

دتاسی نے اپنی تاریخ میں شعرا کا ذکر حروف تہجی کے لحاظ سے کیا تھا کریم الدین نے اُنھیں ادوار و طبقات میں تقسیم کیا جو ادبی تاریخ کے مبادیات میں شامل ہے۔ دتاسی نے مقدمے میں کہا تھا۔

"جو تذکرے میری کتاب کے ماخذ و مصادر ہیں وہ سب حروف تہجی کے لحاظ سے تحریر کیے گئے ہیں۔ میں نے بھی اسی اصول کو اپنایا ہے۔ اگرچہ شروع شروع میں میرا خیال تھا کہ میں اس کی ترتیب تاریخی رکھوں گا ـــــــ اور میں یہ چھپانا نہیں چاہتا کہ یہ انداز زیادہ اچھا ہوتا یا کم از کم میں نے اپنی کتاب کا جو نام رکھا ہے اس کے پیش نظر یہ زیادہ مناسب ہوتا لیکن میرے پاس نامکمل اطلاعات ہیں اس لیے اس ارادہ کو عملی جامہ نہ پہنا سکا۔

"بات یہ ہے کہ ان تذکروں سے شعرا کے زمانے کا تعین نہیں ہوتا۔ ان میں اگرچہ کثرت سے مثالیں پیش کی گئی ہیں لیکن ان سے شعرا کے اسالیب کا پتہ لگانا مشکل ہے، کیوں کہ نقل در نقل کے عمل کی وجہ سے اصل متن اس طرح مسخ ہو گیا کہ وہ اس عہد جدید کے اسلوب کا نمائندہ معلوم ہوتا ہے۔"[1]

دتاسی کی ادبی تاریخ کا تصور کریم الدین کے ہاتھوں قوت سے عمل میں آیا، اس نے اپنی تاریخ کا ایک خاکہ پیش کیا تھا اور کریم الدین نے اسے ایک زندہ حقیقت بنا کر پیش کیا۔ ایک نے اپنی کتاب کو جو نام دیا، اس کے ساتھ وہ بوجوہ انصاف نہ کر سکا اور دوسرے نے سچ مچ تذکرے کو تاریخ بنا دیا۔ اُردو تذکروں کو کریم الدین کی یہ بڑی دین ہے اور ڈاکٹر سید عبداللہ کے الفاظ میں تذکرۂ کریم الدین اُردو شاعری کی تاریخ نویسی کی طرف پہلا قدم ہے۔[2]

دتاسی نے اپنی تاریخ کا جو خاکہ بنایا تھا اور جس میں وہ رنگ نہ بھر سکا خود اس کے الفاظ

---

[1] دتاسی کی عبارتوں کا ترجمہ فرانسیسی سے کیا گیا ہے اس میں غلطیوں کا امکان ہے لیکن اس کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ اس کا نفس مفہوم خبط نہ ہونے پائے۔

[2] رسالہ اُردو، اپریل ۱۹۴۲ء

میں یہ تھا :-

"اگر میں تاریخی ادوار کے لحاظ سے اپنی کتاب کو تقسیم کرتا تو مجھے اس کے کئی حصے کرنے پڑتے پہلے حصے میں اُن مصنفین کو رکھتا جن کا زمانہ اچھی طرح معلوم ہے، دوسرے حصے میں انھیں جگہ ملتی جن کا زمانہ مشکوک ہے اور تیسرے میں وہ ہوتے جن کا زمانہ نامعلوم ہے"

کریم الدین نے دتاسی کے اس خاکے کو بہتر ترمیم و اضافہ کے ساتھ قبول کیا۔ انھوں نے کتاب کو قسم اوّل، قسم دوم اور تکملہ کے نام سے تین حصوں میں تقسیم کیا جس کی تفصیل اُن کے اپنے الفاظ میں پیش کی جاتی ہے :-

" قسم اوّل : اس میں حال متقدمین کا ہے جو (زبان) ہندی (کے) اکثر مصنف گزرے ہیں"[۵]

---

[۵] اُردو کے عالموں اور مصنّفوں نے ہندی زبان و ادب کی ترویج و اشاعت میں جو دلچسپی لی ہے وہ اہل نظر سے پوشیدہ نہیں، جوں جوں تلاش اور تحقیق کا دائرہ وسیع ہوتا جائے گا اور لسانی اور ادبی مسائل پر علمی نقطۂ نگاہ اپنانے کا ذوق بڑھتا جائے گا، یہ حقیقت واضح ہوتی جائے گی کہ ہندی کے ساتھ اُردو والوں کا برتاؤ قابلِ تحسین حد تک مثبت اور ہمدردانہ رہا ہے۔ طبقات کے عمیق مطالعے کے دوران میرے سامنے یہ حقیقت بھی آئی کہ یہ ہندی ادب کی پہلی تاریخ بھی ہے جس سے ابھی تک ہندی والے ناآشنا رہے ہیں۔

گارسین دتاسی کی کتاب "ہندوستانی ادب کی تاریخ" (۱۸۳۹ء) سے اردو تذکرہ نگاری ادبی تاریخ کی حدود میں داخل ہوئی اور پھر کریم الدین کے "طبقات شعرائے ہند" (۱۸۴۸ء) سے اُردو والوں کو ادبی تاریخ کا واضح تصور بھی ملا اور اس کا ابتدائی نمونہ بھی۔ تقریباً یہی روایت ہندی میں بھی ملتی ہے۔ ہندی میں وارتاوں، بھگت مالوں اور ہزاروں وغیرہ کو وہی حیثیت حاصل ہے جو اُردو میں تذکروں کو ہے۔ ہندی کے ناقدین اور محققین بھی دتاسی کی محولہ بالا کتاب کو ہندی ادب کی پہلی تاریخ تسلیم کرتے ہیں۔

آج تاسی کی تاریخ جس شکل میں ہمارے سامنے موجود ہے وہ تدوین و تالیف کے کئی مرحلوں سے گزری ہے، اس نے ۱۸۳۹ء میں اس کی پہلی جلد شائع کی اور دوسری جلد ۱۸۴۷ء میں اشاعت پذیر ہوئی

(باقی حاشیہ ص پر)

قسم دوم : طبقات شعرائے اُردو میں

طبقۂ اوّل : ان میں اُن شعرا کا ذکر ہے جو بانی اُردو کے تھے اور اس زبان اُردو کے شیوع میں کوشش بلیغ کی۔

طبقۂ دوم : اس میں اُن شعرا کا ذکر ہے جو مصلح اُردو اور مروّج زبان کے تھے اور انھوں نے الفاظ کریہہ کا استعمال یک قلم زبان ریختہ سے موقوف کیا

طبقۂ سوم : اس میں وہ شاعر ہیں جو طبقہ دوم کے شاگرد تھے۔ ان کو الفاظ صحیحہ اور محاورات دلچسپ کے استعمال کرنے کا بہت شوق تھا

طبقۂ چہارم : اس طبقہ میں وہ شاعر ہیں جو کہ ہم عصر اس بندہ کے ہیں اور اُن سے ملاقات بندہ کی ہے یا اکثر جائے پر ان کو دیکھا ہے یا آنکہ اُن کا حال سُنا ہے اور ملاقات نہیں ہوئی

تکملہ : اس میں وہ شاعر ہیں جن کی تاریخ وفات یا حیات کی معلوم نہیں ہوئی گرچہ وہ کسی اور طبقہ کے لائق تھے مگر بہ سبب نہ ملنے اُن کی تاریخ کے داخلِ تکملہ اُن کو کردیا۔"

مذکورہ بالا تفصیلات سے یہ نتیجہ نکالنا مشکل نہیں ہے کہ کریم الدین نے طبقات شعرائے ہند کو

(بقیہ حاشیہ صـــ) اس کے بعد سنہ ۱۸۷۰ء میں اس نے تین جلدوں میں پوری کتاب دوبارہ شائع کی یہی تینوں جلدیں آج ہندی والوں کے نزدیک ادبی تاریخ کا پہلا نمونہ قرار پاتی ہیں یہ حقیقت واضح کردی گئی ہے کہ "طبقات شعرائے ہند" خود دتاسی کی تاریخ کا ایک اہم ماخذ ہے۔ اپنی بہت سی خامیوں کے باوصف، یہ جس طرح اُردو کی ادبی تاریخ کا پہلا نمونہ ہے اسی طـــرح ہندی کی بھی پہلی ادبی تاریخ ہے۔

طبقات اُردو والوں کے لیے تو ایک جانی پہچانی کتاب ہے ضرورت اس کی تھی کہ ہندی دنیا میں اس کا تعارف کرایا جائے۔ مقام مسرت ہے کہ شعبہ ہندی گورکھپور یونیورسٹی کے اُستاد ڈاکٹر رام چندر تیواری نے جن کا ذوقِ تحقیق مسلّم ہے طبقات کے اس حصہ کو جو ہندی شعرا اور مصنفین سے متعلق ہے بڑی محنت سے مرتب کیا ہے یہ کتاب دیوناگری رسم خط میں ضروری حواشی اور موصوف کے ایک طویل فاضلانہ مقدمہ کے ساتھ شائع ہو گئی ہے۔

جس نہج پر تقسیم کیا ہے وہ تذکرہ نگاری کی قدیم روش سے بڑی حد تک مختلف ہے۔ یہ تقسیم ایک مورخ کا نتیجۂ فکر ہو سکتا ہے، ایک روایتی طرز کے تذکرہ نگار کا نہیں۔ ان کے یہ الفاظ محمد حسین آزاد کے ان جملوں کے ابتدائی نقوش معلوم ہوتے ہیں جو "آب حیات" کے ہر دور کی تمہید میں استعمال کیے گئے ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ دتاسی کی تاریخ کا ایک بڑا حصہ کسی نہ کسی شکل میں طبقات میں شامل کر لیا گیا اور یہ بھی صحیح ہے کہ دتاسی کی ادبی تاریخ کا مجوزہ خاکہ کریم الدین کی نظر سے گزر چکا تھا۔ لیکن مندرجہ بالا بیانات سے یہ حقیقت بھی سامنے آ گئی کہ ادبی تاریخ کے موضوع پر اُن کا ذہن زیادہ صاف تھا۔ ابھی ابھی کہا گیا ہے کہ انھوں نے دتاسی کا مقدمۂ تاریخ بھی طبقات میں شامل کر لیا تھا۔ اس مقدمے پر انھوں نے جو اضافہ کیا ہے وہ اُردو میں اپنے طرز کی پہلی آواز ہے جو تذکرہ نگاری کی مروّجہ روش کے خلاف صدائے احتجاج بھی ہے اور ایک نئے انداز کی تذکرہ نگاری کے لیے دعوت فکر و نظر بھی۔ دتاسی کے مقدمہ تاریخ اور کریم الدین کے مقدمۂ طبقات کے تقابلی مطالعے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ڈاکٹر سید عبداللہ نے اُردو زبان کی پیدائش اور میر کے نکات الشعرا کے سلسلے میں جو مباحث کریم الدین کی طرف منسوب کیے ہیں[1] وہ در اصل دتاسی کے نظریات ہیں۔ ان کا شمار دتاسی کی خدمات میں کرنا چاہیے ہاں مقدمۂ طبقات کے یہ الفاظ جو وقیع اضافے کی حیثیت رکھتے ہیں، کریم الدین کے ہیں تو دتاسی کے نہیں:۔

> "کتب تذکرہ اور طبقات چونکہ شاخیں فن تاریخ کی ہیں اس لیے اکثر اہل علم و فضل نے بہ لحاظ تکمیل فن تواریخ کے اس فن کی کتابیں ...... تصنیف کی ہیں ...... مگر افسوس کہ کسی نے اس کو شاخ تاریخ نہ رکھا۔
>
> "واضح ہو کہ تاریخ اس کو کہتے ہیں جس میں واقعات یا حالات زمانہ اس طور پر لکھے جائیں کہ اس سے یہ معلوم ہو سکے کہ فلانے زمانے میں یہ حادثہ یا واقعہ گزرا بخلاف تذکرہ کے (کہ) اس میں خاص ایک قسم کے لوگوں کا حال لکھا جاتا ہے مثلاً تذکرۂ شعرا یا تذکرۂ انبیا یا تذکرۂ اولیا وغیرہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ تذکرہ خاص ہے اور تاریخ عام کہ وہ تذکروں کو بھی مشتمل ہوتی ہے۔

---

[1] رسالہ اُردو ۱۹۴۳ء

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تذکرہ ایک قسم کی تاریخ ہے بشرطیکہ اس میں ہر ایک شخص کے زمانہ کا بھی حوالہ ہو، اور اگر صرف حال ہو اور تاریخ کسی کی دریافت نہ ہوسکتی ہو اور نہ مصنف کے بیان سے واضح ہو کہ کس زمانے کا یہ حال بیان کرتا ہے تو اس صورت میں داخل تاریخ نہ ہوگا بلکہ ایک قسم علاحدہ مقابل تاریخ کے ہوگی۔ اس صورت میں نسبت تضاد کی ہوگی۔

"غرضیکہ تاریخ میں بحث واقعات زمانہ سے ہوتی ہے اور تذکرے میں اشخاص کا بیان ہوتا ہے۔ یہ خلاصہ اس بیان کا ہے جس کی تفصیل کے واسطے تطویل درکار ہے۔"

کریم الدین نے طبقات کا جو نقشہ تیار کیا تھا اس کے مطابق وہ اُسے مرتب نہ کرسکے۔ وہ اس کی پوری طور پر پابندی نہ کرسکے کہ شعرا کی پیدائش اور وفات کی تاریخیں لکھیں یا ان کے حالات بیان کریں۔ شعرا کو ادوار او طبقات میں تقسیم کرنے کے باوجود ان کے یہاں تاریخی تسلسل کی بڑی کمی ملتی ہے اور غالباً یہ صرف اس لیے ہے کہ اُنھوں نے دتاسی کے بیانات پر اعتماد کرلیا اور ماخذ کی چھان بین کے بغیر اندھادھند اس کی تقلید کی۔ پھر یہ بات ہے کہ ایک ایسی تاریخ کی تالیف کے لیے جو ہندی اور اُردو زبانوں کے مصنّفین اور شعرا کے ذکر پر مشتمل ہو ماخذ و مصادر کی فراہمی، وسعت مطالعہ اور تحقیقی و تنقیدی شعور میں پختگی کی ضرورت پڑتی ہے۔ اُنھوں نے جس عمر میں طبقات کو مرتب کیا اس عمر میں یہ تمام لوازم ایک شخص میں شاذ و نادر مجتمع ہوتے ہیں طبقات کے حصہ اوّل میں اور حصہ دوم کے پہلے ٹ تک غلطیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور یہی وہ سرحد ہے جہاں تک دتاسی کا عکس انھوں نے پورے طور پر قبول کیا۔ ان کی غلطیوں پر یہ کہہ کر پردہ نہیں ڈالا جاسکتا کہ وہ دتاسی سے متاثر ہوگئے۔ ان غلطیوں کا نقصان بہرحال اُن کی طرف ہوگا اور یہ پہلے کہا جاچکا ہے کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں ان کی تحقیق اور تنقیدی بصیرت مفلوج اور معطل ہو کر رہ گئی۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ طبقات کے اس حصہ سے خود مطمئن نہیں تھے اُنھوں نے ایک جگہ تعلّی کی ہے یا حقیقت حال ان الفاظ میں واضح کی ہے:۔

"جن شعرا کا حال اپنے معاصرین میں سے میں نے لکھا ہے یقیناً اس طرح کا حال کسی تذکرہ نویس نے شائقین میں سے نہیں لکھا" (ص۹)

کریم الدین کی مراد طبقہ چہارم سے ہے جو کتاب کے ۱۲۰ صفحات کو محیط ہے۔ یوں
نے دوسرے اور تیسرے طبقے میں بھی دو ناسی کے بیانات پر گراں قدر اضافے کیے ہیں لیکن اُن کی
کا جوہر طبقہ چہارم میں کھلتا ہے جہاں شعرا کی شخصیت کے دل کش مرقع بھی ملتے ہیں اور اُن کے کلا
تنقیدی انداز میں تعارف بھی۔ کوئی ایسا تذکرہ مشکل سے ملے گا جس میں اس کے مصنف نے ا
شعرا کا حال نہ لکھا ہو۔ معاصرین پر قلم اٹھانا بڑا نازک کام ہے۔ ایسے موقع پر یا تو قلم سراپا مدح و
بن جاتا ہے یا طنز و ملامت کے تیر برساتا ہے۔ کوئی تذکرہ نگار جذباتیت کے اس کوچے سے
نکل سکا۔ میر اور شیفتہ جیسے اہلِ نظر بھی اس کے شکار ہیں۔ کریم الدین کے یہاں یہ آلائش برائے
انھوں نے ایک مشاہد اور مبصر کی حیثیت سے جو رائے قائم کی، اس کا اظہار کیا ہے۔ وہ نہ تو تعلق
پاس کرتے ہیں اور نہ زیرِ بحث شعرا کی سماجی حیثیت سے مرعوب ہوتے ہیں، وہ اپنا فرض
صرف حقائق کا اظہار کریں۔ وہ شعرا کی سیرت و شخصیت کا نقشہ اُن سے بہت قریب ہو کر
وہ ان حالات کو بھی بیان کر دیتے ہیں جس کا اظہار عام حالات میں مستحسن نہیں سمجھا جاتا، و
میں اپنے پڑھنے والوں کو بھی شریک کر لیتے ہیں۔ خواہ اس کا اثر خود اُن پر یا زیرِ بحث شخصیت پر
یا خراب۔ معاصرین پر نہ تو اتنے بے لاگ تبصرے کی مثال کریم الدین سے پہلے ملتی ہے اور نہ ا
سیرت نگاری کی، اس بات کے ثبوت میں یہ بیانات پیش کیے جا سکتے ہیں۔

شیفتہ نے جس طوائف (نزاکت) کے بارے میں ایک شان دار نثری قصیدہ لکھا
جسے "بہ صفائی فکر و جودتِ ذہن و درستی فہم وحید عالم و یکتائے زماں"[۱] بتایا ہے، اُس کا ذکر کر
ان الفاظ میں کرتے ہیں :-

" اپنے وقت میں یہ رنڈی بہت خوبصورت اور حسین اور نمکین تھی۔ شاہ جہان آباد
میں اُس کے حُسن کا چرچا تھا۔ سننے میں آیا ہے کہ نواب مصطفٰے خاں شیفتہ کی آشنا تھی۔
اب بُڑھیا ہو گئی ہے۔ قابل دیکھنے کے نہیں ہے۔" (ص ۳۹۲)

کریم الدین کے یہ بیانات بھی قابلِ توجہ ہیں :-

---

[۱] گلشن بے خار۔ ص ۲۲۹

"رمز (پسر ظفر شاہ)..... گانا بجانا سننے کا اور رقص دیکھنے کا بہت بہت ذوق ہے یہ بات تو تمام خاندان تیموریہ کے حق میں گویا منحصر ہو گئی ہے۔" (ص ۴۱۶)

"تحیر۔ فرزند جناب شاہ رفیع الدین..... مگر افسوس کہ یہ شخص میراث پدری سے محروم رہا۔" (ص ۳۶۰)

"آتش۔ مشہور شعرائے لکھنؤ سے ہے..... باشندے اس طرف کے ناسخ اور آتش کو اُستادوں میں شمار کرتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ ہم وزن ہونا دونوں کا باب شاعری میں ٹھیک ہے۔ لیکن جودت طبع میں دونوں کی اختلاف ہے۔

"جب تک دیوان اس شاعر کا چھاپا نہیں گیا تھا بہت دھوم دھام السنۂ عوام پر جاری تھی۔ بروقت مطالعۂ دیوان اس کے جس کو خود اس نے آپ صحیح کروا کے اور مقابلہ خود کر کے درمیان ۱۸۴۵ء کے چھپوایا ہے، دریافت ہوا کہ آتش ایک شاعر فی زمانا اچھا شاعر ہے اس زمانے کے شعراء کے برابر ہے۔ کوئی درجہ یہاں کے شعراء مشاہیر سے زیادہ نہیں رکھتا۔ یہ سچ ہے کہ:-

ہر گُلے را رنگ و بوے دیگر است

ہر ایک اُستاد کا طور و طرز نئے طرح کا ہوتا ہے۔" (ص ۲۵۴)

"رونق۔ شعر ان کے سیدھے سیدھے پُرانے مضمونوں کے ہیں۔ نئی بات اس کے شعروں میں نہیں پائی جاتی اور شعر بھی کچھ اچھے نہیں۔" (ص ۲۰۷)

"یکتا۔ مرزا نوشہ سے اصلاح لیتا تھا..... بعضے آدمیوں نے مجھ سے یہ بیان کیا کہ اکثر اُستادوں کے اشعار وہ چُرا کر اپنی طرف نسبت اُن کی کر لیتا ہے مگر یہ بات قابل اعتماد نہیں، کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو کسی روز کوئی شعر دُزدیدہ اُس کا پکڑا بھی جاتا۔ یہ بات آج تک نہیں ہوئی۔ مجھے یقین ہے کہ یہ بات میں نے غلام حسین بیدل سے سُنی تھی بلکہ ایک شعر چوری کا بھی مجھ کو بتلایا تھا مگر مجھ کو یقین ہے کہ وہ شخص ایسا نہیں، مضبوط شاعر ہے۔" (ص ۴۱۳)

"نظیر (اکبرآبادی) یہ شاعر بھی بہت بڑا شاعر ہے۔ گرچہ ہمارے زمانے کے شعرا اس کو

غیر ثقہ کہیں مگر اُس کی پُرگوئی اور اُستاد ہونے میں کوئی شک نہیں۔" (ص ۵۰۴)

اس طرح کی مثالیں اکثر شعرا کے حالات میں مل جائیں گی۔ یہاں اُن کا ایک اور بیان نقل کیا جاتا ہے جس میں اُن کی تذکرہ نگاری کی امتیازی خصوصیات مجتمع ہو گئی ہیں۔

"رسا۔ مرزا کریم الدین صاحب۔ ایک بادشاہ زادے پُرانے شوقین سخن گوئی اور شعر خوانی کے۔ جن ایام میں درمیان سنہ ۱۲۶۱ھ کے میرے مکان پر مشاعرہ ہوتا تھا، میں نے اُن کو دیکھا تھا۔ سب شاعروں سے پہلے آتے اور جب تک تمام شاعر نہ پڑھ لیتے بیٹھے رہتے۔ گرچہ اُن کے پڑھنے کی نوبت دو تین شخصوں کے بعد، یا اوّل یا بیچ میں آتی مگر تا تمام مشاعرہ ہرگز نہ ٹلتے۔ عمر اُن کی اس سال ستر برس کی تھی، بہت ضعیف تھے مگر مضامین رقانہ کی بندش مثل جوانوں کے جوش و خروش رکھتے تھے۔ مرزا رحیم الدین حیا جو تمام بادشاہ زادوں میں ہمارے ایام میں شاعر مشہور اور مستند اور اُستاد مشہور ہیں جن سے چند سلاطین وغیرہ اصلاح بھی لیتے ہیں، وہ انھیں سے تربیت یافتہ ہیں . . . . . .

بالفعل میرے زمانے میں رسا ندکور اپنے دوسرے چھوٹے بیٹے ندا پر بہت محنت کرتا ہے، چنانچہ اس کو چند بار میرے مکان پر مشاعرہ میں لاکر شعر پڑھوائے، گرچہ یہ یقین نہیں ہو سکتا کہ اس نابالغ لڑکے نے کہ ابھی دس یا گیارہ برس کی عمر رکھتا ہے یہ شعر کہے ہوں گے مگر اس میں بھی شک نہیں کہ، اس کو رسا ندکور نے آپ کہہ کر دے دیا اور نام اس کا اس میں ڈال دیا ہو۔

"بہر تقدیر رسا ایک شاعر اوسط رتبے کا ہے، نہ بڑے شاعروں میں نہ چھوٹوں میں۔ گرچہ استعداد کتابی اس کو اتنی بھی نہیں کہ الفاظ صحیحہ عربیہ کو جو اُردو میں مستعمل ہوتے ہیں صحیح حروف میں لکھے کیونکہ اکثر اپنے اشعار جو وہ میرے مکان پر ہمراہ اپنے، اپنے ہاتھ سے لکھ کر لاتے تھے، اُن میں ایسی غلطیاں بہت تھیں یعنی بجائے طا کے تا اور برعکس خط بھی بہت کریہہ جو بہت کم پڑھنے میں آوے۔

" اشعار اوسط رتبہ کے کہتے ہیں، نہ بہتر نہ بدتر مگر رحم دل اور خوش خلق اور سادہ آدمی ہیں۔ دغا اور فریب اُن کو مطلق نہیں آتے۔ ایک دفعہ وہ مشاعرہ میں آئے تھے

رات کو مینھ برسنے لگا۔ بہت ششدر و حیران بہ سبب بُعدِ مکان کے ہوئے کیونکہ شاعر قاضی کے حوض پر مبارک النسا بیگم کے مکان پر جو میرے پاس کرایہ کو تھا، ہوا کرتا تھا اور وہ قلعہ میں رہا کرتے تھے۔ قلعہ میں اور اس مکان میں قریب تین ہزار قدم کے فاصلہ تھا۔ وہ چونکہ تن تنہا تھے اس لیے بہت گھبرائے کہ راہ میں بہ سبب نہ ہونے روشنی اور کیچڑ دلدل کے لغزش پا اور عدم رفتار ضرور ظہور میں آوے گی۔ تمام کپڑے خراب ہو جائیں گے۔ میں نے ایک اپنے نوکر مسمّیٰ میاں جان کو اُن کے ہمراہ روشنی کرکے روانہ کیا۔ راہ میں اُنھوں نے اُس کا جوتا پہن لیا۔ اپنا جوتا چونکہ بیش قیمت تھا، اُس کو دیدیا کہ تو لے چل۔ وہ ننگے پیر اُن کے ہمراہ جوتا اُن کا اُٹھائے ہوئے گیا۔ جب گھر پہنچے اُس کو ایک جوتا نیا، اُس کے جوتے کی قیمت سے زیادہ قیمت کا بخشا اور اُس کا جوتا بھی پھیر دیا اور کہا کہ تو آیا کر، میں تجھ کو خوش کیا کروں گا۔ تو نے مجھ پر بہت احسان کیا ہے۔ ایک دفعہ کے تیرے احسان سے بہت محظوظ ہوا ہوں، ساری عمر یہ تیرا احسان مجھ پر رہے گا۔۔۔۔۔" (ص ۴۲۲)

ان کی ایک اور بڑی خصوصیت ہے جس کے بغیر اُن کا ذکر ناتمام رہے گا، وہ ہے تحقیق کی طرف اُن کا میلان۔ عربی اور فارسی زبانیں کبھی تحقیقی کارناموں سے خالی نہیں ہوئیں۔ ان زبانوں میں تحقیق کی ایک عظیم الشان اور زندہ روایت ملتی ہے۔ عقل اور مذہب کی تطبیق، مذہبی اصول و مسائل کی تدوین اور روایات کی چھان بین کے سلسلے میں ان زبانوں میں بیش بہا ذخیرۂ تحقیق موجود ہے۔ علم اسماء الرجال کا دائرہ اگرچہ مذہب تک محدود رہا ہے لیکن اس سے پتہ چلتا ہے کہ قدما کھرے اور کھوٹے کی تفریق میں ایک عمر صرف کر دیتے تھے۔ زبان و ادب کے موضوع پر بھی ان زبانوں میں کم ذخیرہ نہیں لیکن اس کا تعلق زیادہ تر قواعد اور معانی و بیان وغیرہ کے مباحث سے ہے۔ تاریخ نویسی اور بالخصوص ادبی تاریخ نویسی میں تحقیقی نقطۂ نظر عربی میں کسی قدر ملتا ہے لیکن فارسی میں اس کی مایوس کُن حد تک کمی تھی۔ متن میں الحاق اور اضافے کی نشان دہی، اس کی تصحیح اور اس کی تدوین تو بھی تحقیق کی ایک شاخ ہے۔ عربی، فارسی اور اُردو میں اس فن کا تعلق بھی صرف مذہبیات سے رہا ہے۔ تصحیح متن دراصل مطبعوں کی دین ہے۔ جب طباعت و اشاعت کی سہولتیں عام ہوئیں

تو اس فن کی طرف توجہ کی گئی، اُردو والوں نے یہ فن مغرب سے سیکھا۔ یوں تو اس کا پہلا کامل اور جامع نمونہ، سرسید کے یہاں ملتا ہے۔ لیکن ایسا بھی نہیں ہے کہ اُن سے پہلے یہ فن سرے سے مفقود رہا ہو۔ فورٹ ولیم کالج سے دہلی کالج تک اُردو نے جو سفر طے کیا ہے، اُس میں کہیں کہیں تحقیقی نقوش اُبھر آئے ہیں۔ دہلی کالج کی اُردو سوسائٹی کی اکثر تالیفات میں تحقیقی عناصر ملتے ہیں۔ کریم الدین نے تاریخ ابوالفداء پر تکملہ یا تتمہ کے نام سے جو کتاب لکھی ہے، وہ اُن کے ستھرے مذاق کا آئینہ ہے۔ تاریخ شعرائے عرب اور طبقات شعرائے ہند میں بھی یہ نقوش نمایاں ہیں۔ ان میں شعراء کے نام کا اشاریہ بھی ہے، جو جدید طرز پر مرتب کیا گیا ہے۔ کریم الدین مغربی انداز تحقیق کی قدر کرتے تھے، اسے وہ پوری طرح نہ اپنا سکے لیکن یہی بہت ہے کہ وہ اپنے پیش رَوؤں سے نہ صرف آگے تھے بلکہ ایک ایسے راستے پر گامزن ہوئے جو جدید تحقیق کی عہد آفریں شخصیتوں کا راستہ تھا۔

⁂

فہرست تذکرہ شعرائے ہند کی

صفحہ

دیباچہ ا سی ۱۲ تک

باب الالف

باب بی اور پی کا

باب بی اور پی کا

بیر

میں یہ تھا:۔
''گرمیں
پڑھنے پہلے
انھیں بگاڑ
کریم الدین
کتاب کو قسم اول
الفاظ میں حاشیہ کی
'' قسم
گزرے

باب تے کا

باب ثی کا

تخلص	نام	صفحہ	تخلص	نام	صفحہ
			جعفر	میر جعفر زٹلی	۱۰۸
ثابت	مرزا معز الدین	۲۸۹	جعفر	جعفر علیخان	۱۶۸
ثابت	اجابت خان	۲۹۰	جرأت	مرزا مغل	۱۸۹
ثابت	شجاعت اللہ خان	ایضاً	جیہا		۱۹۸
ثاقب	شمس الدین	۲۹۰	جینا	جینا بیگم	ایضاً
ثاقب	میر شہاب الدین	۲۹۱	جرات	قلندر بخش	۲۰۵
ثروت	مرزا محمد صادق	۲۹۱	جذب	میر عزت اللہ خان	۲۴۶
ثروت	سید درویش علی	۲۹۱	جراح	غلام ناصر	ایضاً
ثنا	میر شمس الدین	۲۹۱	جعفر شریف		۲۸۰

باب جیم اور چی کا

تخلص	نام	صفحہ	تخلص	نام	صفحہ
			جگ جیون داس		۲۸۱
			جان محمد	شاہ جان محمد	۳۱۴
چتربھوج مصر	ایضاً	۱۷	جلال		ایضاً
جالیسی	جالیسی داس	۲۰	جلال	جلال الدین حسین	ایضاً
چاند	چاند	۴۵	جلال	ملا جلال بلخی	ایضاً
جہاندار	جہاندار شاہ	۸۴	جوہر	شیو رام	ایضاً
جیون	جیون لعل	۸۵	جرون	میر رمضان علی	ایضاً
جہانگیر	میر جہانگیر	۸۶	جران	کاظم علی	۳۱۴
جانی	بیگم جان	۹۶	جران	مرزا نعیم بیگ	ایضاً
جان	جان علی	۱۰۳	جانی جیندرا		۳۱۵
جان	جان عالم	۱۰۴	جعفری	میر باقر علی	۳۲۱

باب حی کا

باب خی کا

باب دال کا

باب ذال کا

باب ری کا

باب زی کا

باب سین کا

باب شین کا

تخلص	نام	صفحہ
صورت	ایضاً	۳۰
صاحب	•	۱۱۴
صانع	نظام الدین احمد	۱۱۴
صابر	صابر شاہ	۱۴۱
صاحب	مظفر الدولہ نواب ظفر یاب خان	۳۴۰
صادق	صادق علیخان	۳۴۱
صاحب	امۃ الفاطمہ بیگم	۳۷۱
صاحبقران	امام علی	۳۷۲
صبا	کانجی مل	۳۷۲
صبر	مرزا غلام حسین خان	ایضاً
صبا	منو لعل	۳۷۳
صفدر	میر صفدر علی	ایضاً
صفدری	میر صادق علی	ایضاً
صنعت	کریم الدین	۳۷۴
۶۰ صید	•	۴۱۴
صہبائی	مولوی امام بخش	۴۱۳
صابر	مرزا صابر	۴۱۷
صفا	مرزا غنی صاحب	۴۲۵
صبا	میر وزیر علی	۴۲۰

باب صاد کا

تخلص	نام	صفحہ
صادق	صادق علیخان	۴۸۹
صادق	میر جعفر خان	۴۸۹
صبا	•	ایضاً
صفا	نام آور خان	ایضاً

باب ضاد کا

تخلص	نام	صفحہ
ضمیر	گنگا داس	۳۷۴
ضیا	مرزا ضیا بخت	ایضاً
ضبط	میر حسن شاہ	۴۸۹
ضمیر	شیخ مداری	ایضاً

باب طا کا

تخلص	نام	صفحہ
طالب	طالب حسین	۲۸۱
طالب	حافظ طالب	۳۷۴
غالب	شیر محمد خان	۴۱۸
طور	•	۴۵۳
طوماس	جان صاحب	۴۵۴
طالع	میر شمس الدین	۴۸۵
طرہ	طرہ باز خان	۴۹۰

باب ظا ؤکا

باب عین کا

باب غین کا

باب فی کا

باب قاف کا

باب کاف اور گاف کا

تخلص	نام	صفحہ	تخلص	نام	صفحہ
سرور	نواب غلام حسین خان	۴۱۹	ملول	شاہ شرف الدین	ایضاً
مشتاق	غلام علی	۴۳۱	محو	۔	ایضاً
مومن	حکیم مومن خان	۴۴۳	منتظر	شیخ امام الدین	۴۹۸
سرور	شیخ محمد بخش الہ	۴۵۶	مہر	رجب بیگ	ایضاً
مولوی مملوک العلی مدرس اول مدرسہ دہلی		۴۶۳	مہر	منشی مہر چند	ایضاً
موہن نادی جابا		۴۸۴	باب نون کا		
رایل	سید کاظم علی	۴۹۶	تخلص	نام	صفحہ
مبتلا	مرزا کاظم بیگ	ایضاً	نابہاجی	ایضاً	۲۵
مبتلا	۔	ایضاً	نواز	۔	۲۶
محو	حسین علیخان	ایضاً	نند داس	نند داس جیو	ایضاً
محو	شیخ عظیم اللہ	ایضاً	نانک	نانک شاہ	۲۷
محشر	اکرام اللہ خان	ایضاً	ناجی	محمد شاکر ناجی	۱۲۰
مرزا	ہدایت اللہ	۴۹۷	نثار	عبد الرسول	۱۲۱
مسیح	براتی	ایضاً	نجف	نجف علی	ایضاً
مشتاق	حافظ تاج الدین	ایضاً	ندیم	مرزا علی	ایضاً
مشتاق	محمد واصل	ایضاً	نظام	نواب غازی الدین خان	۱۲۱
مشہور	۔	۴۹۷	نظیر	۔	۱۹۳
معقول	۔	ایضاً	نوازش	نوازش حسین خان	ایضاً
متمنی	محمد امین	ایضاً	نصیر	نصیر الدین	۲۱۸
منل	مغلطیخان	۴۹۸	نیچند	نیچند	۳۹۲

باب ہا کا

باب یی کا

تمت تمام شد (۱۰۶۲)

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکر ہی اوس صانع بیچون بیچگون کا جسنی صفحہ ہستی پر صدہا عالم و فاضل نیک کامل پیدا کرکے لوگون کی دلونمین شوق تذکرہ اور تاریخ نویسی کا دیا۔ اور نبی اپنی حبیب مصطفی اور اوسکے اولاد نجبا اور اصحاب نجبا کو متصف بصفات حسنہ کرکے لوگونکے دلونمین شوق اونکے اتباع اور اقتدا کا پیدا کیا۔ بعد حمد و صلوٰۃ بندہ کریم کریم الدین سب ارباب ہنر اور واقفان تاریخ و سیر کے خدمت مین عرض کرتا ہے کہ کتب تذکرہ اور طبقات چونکہ شاخین فن تاریخ کی ہین اسلئی اکثر اہل علم و فضل نے بلحاظ تکمیل فن تواریخ کی اس فن کی کتابین بہت ہر ایک زبان مروجہ مین جسکو یہہ خیال پیرامون خاطر ہوا ہی تصنیف کی ہین خصوصاً زبان عرب اور زبان فارسی وغیرہ مین اس قسم کی کتابین بہت تصنیف ہوئی ہین۔ اون کی دیکھا دیکھی زبان اردو مین بہی اس طریق تصنیف کا استعمال کیا ہی مگر یہہ شوق تذکرہ نویسی کا اون ایام مین پیرامون خاطر لوگون کے ہوا جب بنیاد اردو کی کامل ہونے شروع ہوئی چنانچہ نکات الشعراء تصنیف میر تقی کی جسمین بیان فارسی اور اشعار اردو اور تذکرہ علی ابراہیم جو سب تذکرون سے بڑا ہے اوسمین تخمیناً تین سو شاعر کا بیان آیا ہے یہہ تذکرہ اس مصنف نے بارہ برس کی محنت مین طیار کیا تہا سنہ ۱۱۹۶ ہجری سی سنہ ۱۲۰۸ تک

۲ اونی اس کتاب کے تصنیف پر محنت کی وہ مرشدآباد مین رہتا تہا اور تذکرہ نواب
محمد میر خان اردو شعرا کا شاہجہان آباد مین طیار ہوا بعد ازان اسی طرح اس فن
مین کتابین اردو شعرا کی لکہی مگر افسوس کہ کسینی اوسکو شاخ تاریخ نہ کہا سچ ہی ہر ایک شخص
کو اپنی خیال کی پختگی منظور ہوتی ہی گرچہ وہ مفید نفس الامر مین ہو یا مضر ہو بعضی اوستاد جنکو
علو تبہ اور بلند فکری نے خراب کیا وہ حال نفس الامر اور رقعے کی لکہنی کی درپے نہین
ہوئی اونکی خیال مین جو سمایا تہوڑا سا حال خیالی لکہہ کر شعر اوس کی لکہہ دئے جسکا
حال لکہنا منظور تہا گرچہ وہ پسند خاطر مورخین کی نہ ہو — اگر کسی پر بہت مہربانی
داعی ہوئی تو اوسکے شعر بہت لکہہ دئی ہین اس سی معلوم ہوتا ہی کہ اون لوگون
کو صرف تشہیر اشعار اور اپنے ناموری مقصود تہی علاوہ ازین انتخاب اشعار مین
ہی بہت لاپروائی کی ہی تجربہ ہی کہ جس کے اشعار بہت اچہی ہوتی ہین اور
وہ مسلم الثبوت استاد تہا اوس کی شعر اس طرح انتخاب کئی ہین کہ برا ہونا افکار اوس
شاعر کا ثابت ہو جاوی ایسی ایسی حکمت عملی بعضی تذکرہ نویسون کی ہی حال یہہ
ہی کہ انتخاب کی بہت قسمین ہین ازانجملہ ایک قسم کو انتخاب بیاضی کہتی ہین یہہ وہ قسم
ہی جو اکثر شاعر اپنی دیوان کا آپ انتخاب کرکی ایک بیاض مین ثبت کرتے ہین چنانچہ
بیاض سعدی کی یہی معنے ہین کہ وہ انتخاب بیاض ہی جو سعدی نے اپنی اچہی
اچہی شعر آپ انتخاب کرکے علیحدہ ثبت کئی ہین یہہ انتخاب مختص بدیوان واحد
ہی عام ہی کہ مصنف خود اپنی دیوان کا انتخاب کری یا کوئی اور صاحب
طبع سلیم اوسکے دیوان کا انتخاب کری — دوسری قسم انتخاب دواوینا اس کی دو صورتین
ہین ایک یہہ بطور فردیات یا مطلعات یا ابیات کی ہر ایک شاعر کی دیوان
سی انتخاب کیا جاوی یا یہہ کہ ہر ایک غزل مرغوب مین سے چند شعر اچہی اچہی نکالکر اوسکو
چہوٹی غزل کری یا چند شعر اوسمین ثبت کئی جائین جیسا کہ مولوی امام بخش صہبائی

دیباچہ

نی ایک انتخاب دواوین واسطے سوسائٹی کے چھپوایا ہی یا آنکہ بندہ نے ایک انتخاب ۳۰
دواوین مسمی گلدستہ نازنینان اسی طور کا انتخاب کر کے درمیان سنہ ۱۲۶۱ ہجری کی چھپوایا
غرضیکہ تذکرہ نویس شاعرین نے ان دو نو قسمون کی انتخاب اور تاریخ نویسے اور حال تحقیق
لکھنے سے احتراز کیا ہی معلوم نہین کہ اونکے کیا غرض تہے مگر بہر سبب ہم یہہ کہتے ہین کہ این ہم
غنیمت است کیونکہ اگر وہ لوگ اتنا بہی نہ لکھتے تو سراسر تیرگی جہالت اور ضلالت تہا.
اس فن کے کچہہ نہ دکھلائی دیتا حاصل کلام یہہ ہے کہ جو وہ لوگ لکہہ گئی سو وہ بہی غنیمت
ہی کیونکہ جو شخص زیادہ تلاش اور سعی کریگا بیشک وہ زیادہ لکہہ سکیگا اب
اسواسطے سب صاحبون کے خدمت مین بندہ کمترین کریم الدین یہہ عرض کرتا ہی کہ جب
بندہ ایک تذکرہ شعراء عرب کا زبان اردو مین واسطے سوسائٹی کے لکہہ کر چھپوا چکا
اوسوقت یہہ ارادہ پیرامون خاطر عاجز کے ہوا کہ ایک تذکرہ شعراء ہند کا بہی تاریخوار
جسمین ہر ایک شاعر کے سن زندگانی کا حال معلوم ہو جاوے اور یہہ معلوم ہو کہ وہ
شاعر کس زمانہ مین موجود تہا سوا ورحالات صادقہ اوسکے کی جہان سے پاؤن
جمع کر کے چھپواؤن اسلئے یہہ تذکرہ چند تذکرون سے تالیف کر کے نام اسکا طبقات شعراء ہند
رکہا اس کی تالیف سے درمیان سنہ ۱۸۴۷ع کی فرغت پائی واللہ المستعان وعلیہ التکلان

بیان السنہ مروجہ ہندوستان کا

اور تحقیق اردو کی

واضح ہو کہ گیارہوین صدی عیسوی کی پیشتر تمام ہندوستان مین بجاے استعمال زبان
ویدکے زبان متاخرین ہندوستانیون کے مروج تہی— ایام سلطنت راجہ بہرت کے
جو ایک بڑا اولی سلطنت ہندوستان کی تہی وہ زبان رایج ہوئے جسکو عوام الناس
بہاشا کہتے ہین اور خاص لوگ اسکو زبان ہندی کہتی ہین یہہ زبان ابہی حالت

دیباچہ

ابتدا ہی مین یہہ خوب طرحپر رایج ہونے نپائی ہے کہ محمود غزنوی نے ہندوستان پر حملہ کیا
بعد ازان جب پٹہانونکے عملداری مین قریب بارہوین صدیکے چلی اور اسمین مسلمان اور
ہندو لین دین کرنے لگی اوسوقت جن شہرونمین کہ مسلمان قابض ہوگئی تہے جانبین کے
زبان ملکر ایک نئی زبان رایج ہوئی۔ جب شاہ تیمور نے دہلی پر قبضہ پایا اوسوقت یہہ
زبان مستحکم اور مضبوط ہوگئی اوسی اثنا مین ایک بازار لشکر کا درمیان شہر دہلی کے
مقرر ہوا اوس بازار کا نام تاتاری بولی مین اردو رکہا گیا معنی اردو کے مغلون
کی زبانمین لشکر کی مین یہہ زبان اردو۔ زبان ہندی۔ اور مغلون اور مسلمانون
کی بولے سی مرکب ہوکر مستعمل ہوئی جسکو شعرا زبان ریختہ کہتے ہین اس زبان مین
الفاظ فارسی اور تاتاری اور ترکی اور عربی بہت مستعمل ہین بالفعل ہماری
زمانہ مین جو ۱۸۴۳ع ہین یہہ زبان شاہجہان آباد اور لکہنو اور قرب و جوار ان
شہرون مین بلکہ اکثر دیہات مین بہی جاری ہی مگر جو لوگ بہت اچہے بولنی والے اس
زبان کی ہین اونکے اصل شاہجہان آباد سے ہے گرچہ وہ کہین ہون یا آنکہ اونہونے
اس شہر مین تعلیم پائی ہوگی اور زبان اردو کے صاف کرنی مین کوشش بلیغ
اٹہائی ہوسگے گرچہ لکہنو کے زبان کی عوام الناس تعریف کرتے ہین مگر اوس زبان
مین بوزیلی بولی بہت ملگئی ہے اور سوا ازین عربی الفاظ وہان کی خواص
اپنی گفتگو مین بہت استعمال کرتی ہین یہہ کچہہ خوبی اردو کی نہین ہی خوبی اردو
کی وہ ہے جو کہ صاف زبان اور محاورہ دلچسپ میر امن مصنف کتاب
چار درویش کے اور میر حسن مصنف بدر منیر کے ہین یہہ دونو باشندے
دہلی کی تہی غرضیکہ دہلی جیسکہ دار السلطنت بادشاہت اور مملکت کی
کی ہے اسیطرح پر اگر اوسکو دار السلطنت اردو بہی کہین تو بجا ہے
کیونکہ اس زبان کا وہ ہی مبدا و منشا ہی

دیباچہ

بیان دکہنی زبان کا

تہیا اوسی زمانہ مین کہ جب تیمور نے ہندوستان مین لشکر کشی کی درمیان ملک دکہن
کی بہی اختلاف اون شہرون جنوبیہ کے زبان مین ہوگیا تہا جو مسلمانون کے قبضہ مین اگئی
تہی اون شہرونمین یہہ زبان جو مسلمانون اور ہندون کے زبان سی ملکر مستعمل ہونے
تہی اوسکو زبان دکہنی کہنے لگی تہی ان دونون زبانون یعنی زبان اردو اور زبان دکہنی
نی ہر ایک شہر مین جہان مسلمانون نوآمد ولایت نی اپنی حکومت پہیلائی تہی شیوع تام
پایا تہا

بیان زبان قدیم

گو زبان قدیم یعنی زبان ہندی جو راجہ بہرت کی وقت مین مستعمل ہوئی تہی دریائی
بلاد شمالیہ ہندوستان کے شمالی پہاڑون اور خصوصاً دیہات کی جاری رہی جسکا
رواج آج کی زمانہ تک پہاڑی شہرون اور قصبات اور اکثر اطراف ہندوستان
موجود ہی اس زبان کو ٹہیٹہ ہندی — اور برج بہاکہا — اور پوربی بہاکہا
کہتی ہین اگرچہ یہہ سب زبانین بظاہر مختلف ہین مگر سب کی قواعد ایک ہین اور سبکو
ہندی کہتی ہین — یہان سی واضح ہوا کہ ہندوستانمین دو زبانین ہین ایک قدیم یعنی
ہندی جو کہ کئی زبانکو شامل ہے — دوسری زبان متاخرین کے یعنی اردو ہندی
زبان اوس زمانہ مین جاری ہوئی تہی جبکہ استعمال سنسکرت کا متروک ہوگیا تہا —
اب اردو کے بہی تین قسمین ہین دو قسم ہندوستان کی شمال [illegible] جاتے ہین شمال
دکہن مین اردو اور برج بہاکہا اور جنوب مین زبان دکہنی جو صرف مسلمان
بولتی ہین — یہہ سب زبانین فارسی حروف اور ہندی اور دیوناگری مین
لکہی جاتی ہین — جیسے کہ جرمنی زبان حروف رومی اور گاتک دونون مین
لکہی جاتی ہی اسی طرح پر بعضی جا سی اکثر حروف فارسی مین یہہ زبانین لکہی

دیباچہ

۶ حال میں اور ہندو اپنے آبا و اجداد کے اتباع سے دیوناگری حروف میں لکھتے ہیں)
(واضح ہو کہ گاتھ لوگ اصل باشندے جرمن کے تھے ان وحشی قوموں نے یورپ کے
شمال سے آکر رومی سلطنت کو غارت کیا تھا)

زبان اردو حروف عربی اور ہندوستانی دونوں میں لکھی جاتی ہے وہ جو عربی
خط میں لکھی جاتی ہے اوسکو خط نسخ کہتے ہیں جو دکھن ملکوں میں بہت کام میں آتا ہے
اور ہندوستانی خط میں نستعلیق اور شکستہ ہوتی ہے جسکو ہندوستانی بہت اپنے
استعمال میں لاتے ہیں۔ ہندی حروف دو قسم پر ہوتے ہیں — دیوناگری — اور
کیتی ناگری — ناگری کے بہی کئی قسمیں ہیں مگر بالفعل یہہ بتلانا ضرور ہے کہ کیتی ناگری
وہ حروف ہیں جسمیں کبیر کے شعر لکہے ہوئے ہیں بعضے رسالے بہی ان حرفوں کے
کلکتہ میں چہپے ہیں خطوط جو کہ لکھے جاتے ہیں وہ ناگری حروف شکستہ میں لکھے جاتے
ہیں غرضکہ ان سب حروف میں اردو لکھی جاتی ہے — اسمیں کچھ شک نہیں کہ علم زبان
اردو امور تجارت اور انتظام ملکی میں بہت مفید ہے مگر ہماری غرض اس بیان سے
متعلق نہیں ہے ہم فقط بلحاظ فصاحت اور بلاغت اوس زبان کے ایک ضرب المثل
فارسی کا ترجمہ اردو میں لکھتے ہیں وہ یہہ ہے کہ زبان عربی تمام ممالک شرقیہ مسلمانوں کی
اصل اور جڑ ہے اور سبہی کا مل — اور ترکی زبان فنون اور قصص کی بنیاد ہے
— اور زبان فارسی اشعار اور تاریخ اور قصص اور مضامین عالیہ خطوط اور
انشا کے بنیاد ہے مگر اردو زبان ان تینوں زبانوں کی فوائد و عوائد اور خوبیوں
کو مشتمل ہے — بالفعل روز بروز اس زبان کی ترقی ہوتی جاتی ہے بجائے
فارسی کی تمام کچہریوں اور دفتروں میں اور ملکی کاموں میں مستعمل ہو گئی ہے
خصوصاً ہماری زمانہ میں بسبب سوسائٹی اردو کے اس زبان نے بہت
رواج پایا اکثر علوم و فنون جو اور زبانوں میں رائج تھے اس زبان میں اون

دیباچہ

اون کتابون کا ترجمہ ہو کر بہت چہپ گئی ہین — سوا ازین تصانیف اردو بہت
دلچسپ ہین نہ صرف اشعار بلکہ تواریخ اور فلسفہ مین بہی ہین

تواریخ اردو

اب ہم تاریخ کے حول کا بیان کرتی ہین درمیان ہندوستان کے زمانہ وسط مین بہی
قدر سے تاریخین نظم مین بزبان اردو لکہی گئی ہین چاند کے اشعار جو درمیان بارہوین
صدی عیسوی کی تصنیف ہوئی ہین اور لال کاوی کی تاریخ جو بندلا مین سترہوین
صدی کے ابتدا مین لکہی ہی اون تاریخون کے دیکہنی سی اونکی فضیلت تاریخی ثابت
ہوتی ہی — ہندی اور اردو مین دلچسپ کتب تذکرہ کے بہی موجود ہین سب سے
اچہا تذکرہ بہگتا مالا ہی اس کتاب مین مشہور گروؤن کا حال مندرج ہے یہہ کتاب
سولہوین صدی عیسوی کی اخر مین تصنیف ہوئی ہی — کتب فلسفہ اس زبان مین سب
سی بہتر ہین اسی سبب سے ہندی زبان کی قدر علما کے نزدیک بہت ہی اکثر رسائل شیوع
مذہب مین بہی زبان ہندی یا اردو مین مشہور ہوئے ہین جیسا کہ یورپ مین عیسائی مذہب
کی پادریون نے تعلیم مذہب — اور عبادت کی باب مین واسطی پہیلانی اس کار
خیر کی زبان عوام کو اختیار کیا ہی اوسیطرح سے ہندوستانیون نی بہی ہندو اور مسلمانون
نی اکثر زبان ہندی مین اپنی سلسلے جاری کرنیکی واسطے رسالہ تصنیف کرکے مشہور
کردئی ہین چنانچہ — کبیر — اور نانک — اور داؤدو — بیربہان — بہگتاورنی ہندو
سی تہے — اور سید احمد — اور مولوی اسماعیل صاحب نے جو کہ سب سی آخر مصلح دین
اسلام گذری ہین اکثر رسالے اردو زبان مین پہیلا کر شیوع مذہب کی فکر کی ہی
ان فرقون مذکورہ بالا کے اشعار صوفیانہ اور کتب مذہبیہ اور نماز مین سب سے
زبان مین ہین اس زبان جیسی قدر کسی زبان سے کم نہین اس زبان کو اشعار
اور تواریخ اور قصص کے بیان کرسکتے ہین یہہ سچ ہے کہ —

دیباچہ

۸ کہ ہر گل را رنگ و بوئی دیگر است ہر ایک زبان مین ایک رنگ شعر کا علیحدہ ہے ہی لیکن
اردو کو کوئی زبان نہین پہنچ سکتی — یہہ خوبی صرف ترتیب الفاظ اور اسلوب
عبارت ہی کے نہین ہے بلکہ مضامین مفیدہ در باب قدرت خدا اور پیدایش خلق اور
عجائبات ملکون کے بہی ان کتابون مین ہین مضامین فلسفہ اور تصوف کا نہ عام فہم اس زبان
مین ایسے بہرے ہین کہ آدمی کو تہوڑی سی عقل چاہیے سب فنون سے آگاہی پیدا کر سکتا
گرچہ اوسنی اون علوم کے اصطلاحات سی واقفیت نہ پیدا کی ہو فی الحقیقت جس شاعر
کا آپ دیوان کہولکر دیکہیے گا اوسمین قربت خدا جو کہ عبارت ونحن اقرب الیہ من حبل الورید سی ہے
اور مضامین فلسفہ اور خیالی اور ویسہ ایسے پاؤگے جو ارسطو اور افلاطون کی دیان
مین نہ آئے ہون گی — تشبیہ شعرا اردو کے نزدیک جو بہت اونکی اشعار مین
مستعمل ہوتے مین یہہ ہین — عاشق کو بلبل سے معشوق کو گل سے — کمر کو بال سے
— گردن کو صراحی سے — رفتار کو کبک کی رفتار سے علی ہذا القیاس اسطور پر اونکی نزدیک
مستعمل ہین — دکہنی زبان مین کنول کا پہول — بلبل ہزار داستان اور تیتری اور
پروانہ اور ہرن اور مرگ اور چکور کے بہت تشبیہین ہوتی ہین دکہنی زبان مین
قصی بہی منظوم بہت ہین اور فارسی اور ترکی مین بہی یہی حال ہے یہہ تینون
زبانین چند وجوہ سے مشابہت رکہتے ہین — اسی زبانین بہت دلچسپ گیت
عوام الناس کے بہی ہین اور ناٹک ہین جو یہی زبان ہندی مستعمل ہوتے ہین — اکثر
کتب اردو کا ترجمہ فارسی اور عربی اور سنسکرت سی ہی مگر یہہ ترجمہ بہ نسبت اصل کی
بہت مفید اور ذی قدر ہین اسلئے کہ اونمین اصل مضامین متعلقہ یا مشکلات کے
خوب طرح پر تفصیل اور تشریح کی ہی یہہ ترجمے بجائی اصل کے ہر وقت کام ہوئی اصل
کی اونکے خلیفہ ہو سکتی ہین اور وہ قصی جو فارسی زبان سی ترجمہ ہوئی ہین بجائی
اصل کی گویا ایک نئی تصنیف ہی بلکہ بعضی ترجمی اصل سے بہتر ہین چنانچہ ویسے جو

دیباچہ

یخ شیر شاہی کا ترجمہ کیا ہی اوس کے حق میں یہ کہہ سکتی ہیں سے

یہ اپنی طور پر بہی فارسی اوسکی تمام   نیک اچہی طرح پایا اوسنی حسن انصرام

شاردو تصنیفات بلکم وکاست ٹہیک اور مطابق واقع کی ہیں بہ نسبت فارسی کی
اقع میں زبان اردو رتبہ اوسط درمیان مبالغہ فارسی اور سادہ پن سنسکرت
رکہتی ہی — شعراء جو زبان اردو میں شعر کہتی ہیں اوسکو زبان ریختہ بولتی
نیا و اقع میں زبان [illegible] ہے جو ہندوستان کی عورتوں کے بول چال میں مستعمل
ہا — گرچہ میں یہ ارادہ کیا تہا کہ بہت تذکرہ جمع کرکے اس تذکرہ کو فراہم کروں
یکن پہلے مجہسی جو تکہ دی تاسی نے زبان فرنچ میں درمیان ملک فرانس کے ایک
کرہ ان تذکروں مفصلہ ذیل سے بہت اچہی طرح پر تالیف کر لیا تہا علاوہ اردو
تذکروں سے جو اوسکے دستیاب نہیں ہوئی اور اوس کی تذکرہ سے دو دیگر
یہ تذکرہ میں فراہم کیا جن شعراء کا حال اپنی معاصرین میں سی سے لکہا ہی مثلاً اکہا
حال کسی تذکرہ نویسے نی شاعقین میں سی نہیں لکہا وہ فہرست اون تذکروں کی
یہ ہی جس سی دی تاسی نے اپنی تذکرہ کی تالیف کی

نکات الشعراء	تصنیف میر تقی
تذکرہ شعراء اردو	ایضاً مصحفی
تذکرہ فتح علی حسنی	ایضاً فتح علی حسینی
گلزار ابراہیم	ایضاً نواب ابراہیم علی خان
گلشن ہند	ایضاً لطف
دیوان جہان	ایضاً بینی نراین
گلدستہ نشاط	ایضاً منولال

تاسی بہی کہتا ہی کہ یہ تذکرہ میں بہت کوشش سے فراہم کرکی اپنا ایک تذکرہ زبان فرنچ

دیباچہ

۱۰ مین جمع کیا او یہ سب تذکرہ میری پسند نہین — کیونکہ یہ سب تذکری ایسی طرح پر لکھی گئی
ہین کہ کچہ انسی تسلی نہین ہوتی اکثر جانی او نہین نام شعرا کا اور کچہ انتخاب اشعار کا لکھا ہے
جسکا حال بہت لکھا ہی اونکی پیدایش کی تاریخ نہین لکھے اور نہ تاریخ وفات کسیکے لکھی ہی
اور حالات خانگی اونکی بہت کم لکھی ہین اونکے تصنیفات کا ذکر بہی بہت کم ہی اور یہ بہی بہت کم
لکھا ہی کہ اس شاعر کا دیوان بہی ہی یا نہین شاید یہ بسبب رشک کی تذکرہ نویس لکھتی
ہون کیونکہ اگر یہ کہینگے کہ اوس کی تصنیف سے ایک دیوان بہی ہی تو شاید اسی یہ نتیجہ
نکلے کہ وہ بڑا شاعر تہا اور یہ امر انکو چہپانا منظور ہو — میر سب تذکرہ نویسون سے
اور ہی طور پر چلا ہی وہ ہر ایک شاعر پر طعنہ آمیز گفتگو کرتا ہی اور چور شاعر اکی
بیان کرتا ہی اور جو مقام غیر تحقیق یا معیوب عروض مین پاتا ہی اوسکو اصلاح دیتا ہے
علاوہ ازین وہ بیان کرتا ہی کہ میرا تذکرہ سب تذکرہ نویسون سے اول ہی حالانکہ
یہ غلط ہی — مینی سواء اس تذکرہ کی جسمین اوپر کی تذکرہ مندرج ہیں تذکرہ حکیم
قدرت اللہ خان اور گلشن بیخار سو بہے روسے ہی — واضح ہو کہ ہندو مصنفین
کا سلسلہ بارہوین صدی عیسوی سی آج تک چلا آتا ہی شاید کسی راجہ کے کتبخانہ
مین کوئی تصنیف اس صدی سی پیشتر کی بہی ہو مگر یورپ مین مشہور نہین ہوئی البتہ
عوام گیت اس سے بہت قدیم زمانہ کی ہین — الا جانب شمالی مسلمانون کی شاعری
تیرہوین صدی کے اخیر اور چودہوین صدی کی ابتدا سے شروع ہوئے ہین —
مگر مشہور شاعر جنہون نے اس زبان کو رونق دی اٹہاروین[18] صدی مین تہی مثل سودا
اور میر — اور حسن کے اور سلسلہ دکہنی مصنفین کا — سولہوین صدی سے آج تک
جاری ہی ابتک نئے نئے مصنف پیدا ہوتے جاتی ہین اس دکہنی زبان سے
انگریز لوگ بہت غافل ہین مگر مجکو معلوم ہوتا ہے کہ اس زبان مین مختلف اقسام
کی کتابین سبسی بہتر موجود ہین تمام بیان شاعری کا

دیباچہ

مقدمہ

چونکہ زمانہ قدیم مین یعنی قبل رواج پانے زبان اردو کے زبان ہندی ہندوستان مین رایج تھی جیسا کہ اوپر بیان ہوا اسلئے اب ہمکو ضرور ہوا کہ جو شاعر زبان ہندی کا اول گذرا اور زمانہ ہر اوسکا شعراء اردو سے پیشتر تہا اوسکا حال اول بیان کیا جائے ہر چند کہ مین تاریخ نویسی شعراء مصنفین مین حتی الوسع کوشش کرونگا الا جسکا سن و سال دریافت نہ ہوگا لاچار اوسکو آخر قسم تذکرہ مین بطور تکملہ مندرج کرونگا اسی لحاظ سے ترتیب حروف کا خیال نہ کرکے جس شاعر کا بیان جسجاے مناسب جانا مندرج کردیا اسیواسطے ایک فہرست ترتیب حروف پر اخیر مین پیوستہ کرنے کی ضرورت ہوئی جس مصنف کا حال جس صاحب کو دیکھنا منظور ہو اوس فہرست سے نشان صفحہ بیان اوس شاعر کا ملیگا — ترتیب اسکے اس طور پر ہے کہ قسم اول مین متقدمین کا حال بیان کیا گیا ہے اور قسم ثانی مین چار طبقے ہین طبقہ اول مین اون شاعرون کا بیان ہے جنہونے اردو شعر کہنا شروع کیا اور اس زبان کی بنیاد ڈالے — دوسرے طبقہ مین اون شعراء کا حال ہے جنکو بانی اردو اور مصلح اردو کہنا چاہئے اور در واقع مین انہونے اس زبان کو اصلاح دیکر جاری کیا اور اوسکے تزئین اور زیب اور زینت مین معروف ہوئے — طبقہ تیسیری مین اون شاعرون کا بیان کیا ہے جو کہ طبقہ ثانیہ کے شعراء کے شاگرد گذری ہین اور انہون نے اس زبان کی تراشش و خراش مین بہت کوشش کرکے نئی نئی محاورت کو استعمال مین لاکر زبان اردو کو رونق بخشے — چوتھی طبقہ مین اپنے ہمعصرون کا حال لکہونگا جنسے ملاقات کی ہے یا انکہ میری زمانہ مین وہ موجود ہین گرچہ مین اونسے نہ ملا ہون یا گذر گئے ہون سب کا حال حتی الوسع تاریخوار لکھنے کا ارادہ رکہتا ہون انشاءاللہ تعالی لیکن بالفعل یہ بیان کرنا بہت ضرور ہے کہ تاریخ اور تذکرہ مین کیا فرق ہے اور تذکرہ کس فن مین داخل ہے

بیان فرق تاریخ اور تذکرہ کا

قسم اول

واضح ہو کہ تاریخ اوسکو کہتی ہین جسمین واقعات یا حالات زمانہ کی اسطور پر لکہی جائین کہ اوسسے یہ معلوم ہو سکی کہ فلانے زمانہ مین یہ حادثہ یا واقعہ گذرا بخلاف تذکرہ کی کہ اوسمین خاص ایک قسم کے لوگونکا حال لکہا جاتا ہی مثلا تذکرہ شعرا یا تذکرہ انبیا یا تذکرہ اولیا وغیرہ اسی معلوم ہوا کہ تذکرہ خاص ہے اور تاریخ عام کہ وہ تذکرون کو بہی مشتمل ہوتی ہی اور یہ بہی معلوم ہوا کہ تذکرہ ایک قسم تاریخ کی ہے بشرطیکہ اوسمین ہر ایک شخص کے زمانہ کا بہی حوالہ ہو اور اگر صرف حال ہے ہو اور تاریخ کسی کی وفات نہ ہو سکتی ہو اور نہ مصنف کی بیان سے واضح ہو کہ کس زمانہ کا حال یہ بیان کرتا ہی تو اسصورت مین داخل تاریخ نہوگا بلکہ ایک قسم علحدہ مقابل تاریخ کی ہوگی اسصورت مین نسبت تضاد کی ہوگی غرضیکہ تاریخ مین بحث واقعات زمانہ سے ہوتی ہی اور تذکرہ مین اشخاص کا بیان ہوتا ہی یہ خلاصہ اوس بیان کا ہی جسکے تفصیل کی واسطی تطویل درکار ہے

قسم اول

اسمین حال متقدمین کا ہی جو ہندی اکثر مصنف گذری ہین

بلابہادرا

یہ ایک مصنف کتاب بلابہادرا چانتی کا ہی وارڈ صاحب اس ہندی کتاب کا اپنی تصنیف مین ذکر کرتے ہین جو کہ اوسکے تصنیف سی درباب تواریخ علم اور دیوتا ہندوون کے ہی لیکن اوسکے کچھ تفصیل نہین لکہے شاید یہ کتاب تواریخ بلدیو کی بابت ہوگی جو کہ کرشنا کا بہائی تہا

بل رام

یہ مصنف بہت ولاس کا ہی اس کتاب مین بیان پیدائش دنیا کا ہی جسمین مطلب

بیان متقدمین کا

اور انجام وجود انسان کا اور طرز ترکیب کائنات کی سے طور مکت یعنی نجات حاصل کرنیکے ۱۴
مندرج ہی بلرام بہائی کرشنا کا تہا

بہرتری

یہہ ایک مصنف براج بہاکہا کی بہجن کا ہی جو سرنگے ار جوگی گاتی ہین مگر یہہ معلوم نہین ہوتا
کہ یہہ شاعر وہی بہرتری ہی جو بکرماجیت کا بہائی تہا اور جسنی ایک کتاب [illegible]
کی تصنیف کی ہی جسکو یہولن نے چہپوایا ہی اگر یہہ وہی مصنف ہے تو یقیناً یہہ نظم بہت پرانی
ہی اور وہ بہی بہت پرانا اور متقدم ہی

بہاونداس

اس مصنف نے ایک شرح ہندی مین ویدانتا کی تصنیف کی ہی یہہ کتاب سنسکرت سی ہندی
مین ترجمہ ہوئی ہی اوسمین چودہ باب ہین نام اوسکا امرت دہارا ہی یعنی (امرت
پہل کا چکہنا) کولبروک صاحب متوفی نے ایک رسالہ فلسفہ ہند کی باب مین جسمین
وید کا حال ہی ہی شرح لکہا ہی اوس رسالہ کا ترجمہ فرانسیسی بانین پوتیر صاحب نے کیا ہی
رسالہ لندن کی ایشیاٹک سوسائٹی کے رپورٹ مین موجود ہی اور راقم حروف نے اپنی آرایش محفل
مین اس وید کا کچہہ ذکر کیا ہی

بہوپتی یا بہودیو

قوم سے کایتہ ہی اوسنی ہندی نظم مین ایک کتاب سنہ بہاگوت تصنیف کی ہی۔ ایک بہاگوت
بنام پوتہو بہاگوت ہندی نظم مین درمیان کتب خانہ سرکار کمپنی کے ولایت مین ہی لیکن اوس
کتب خانہ کے فہرست سی معلوم ہوتا ہی کہ یہہ بہاگوت ایک اٹہارون پرب اوس بہاگوت
پران کا ہی جو کہ زبان سنسکرت سی ترجمہ ہوا ہی جسکے نہین معلوم مین ہندون کی شک
ہی دسوین کتاب دسم اسکندہ ہی جسمین کرشنا کی تواریخ ہی اور جس کی مضمون پر
پریم ساگر لکہا گیا ہی اوسکا ترجمہ ہندی مین ۱۷۴۳ء فوبز صاحب کی پاس ایک فہرست

قسم اول

ہی جیسے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ فرزادہ قلی خان کے کتب خانہ مین ایک جلد اس کتاب کی موجود ہے
اور ایک جلد فورٹ ولیم کی مدرسہ کی کتب خانہ مین موجود ہی جسکا نام پوتہی دسم اسکندہ
ہی اور اسی کتب خانہ مین ایک اور کتاب بنام سری بہاگوت دسم اسکندہ کی ہی اور ایک
چوتہی کتاب بہاکہا زبان مین اسی نام کی سرکار کمپنی کی کتب خانہ مین درمیان انگلنڈ کی ہے
- اور درمیان اوس فہرست کتب قلمیہ شرقیہ کی کہ وہ فرزادہ قلی خان کی پاس تہی
اوسمین ایک کتاب ہی مندرج ہی بنام ـــ اکادس اسکندہ سے بہاگوت دگیا
تاہ کے کرشن بارجن ـــ الغرض اطلیہ مین ایک کتب خانہ بنام بورجیہ* ہی
جسمین ایک کتاب بنام ارجن گیتا کی ہی شاید یہہ کتاب ترجمہ بہاگوت گیتا کا ہو اگر بالفرض
وہ ہندی مین ہو لیکن مجکو معلوم ہوتا ہی کہ زبان سنسکرت مین ہی - اور اوسکا ترجمہ
اطلیہ زبان مین ہوا ہے ایک پادری نے جو ہندوستان مین آیا تہا وہ ترجمہ کیا ہی اسکی بہی ایک
کتاب قلمی بورجیہ کی کتب خانہ مین ہی اور فرانسیسی زبان مین ہی اسکا ترجمہ بنام بہاگودم زبان
تامل کیا گیا ہی

بہاری لعل

ہم عہد کبیر کا یہہ ہندوستانی منتخب مصنفون مین سی ہی - انگریز لوگ اس مصنف
کی شعر کو ایک شاعر انگریزی طامسن کے شعر سے تشبیہ دیتی ہین - اسنی ایک دیوان
لکہا ہی اوسکو ستسئی کہتی ہین جو کہ ہندون کی زبان پر بسبب شہرت کی چڑہا ہوا ہے
اور جسکا ترجمہ بہت فصاحت سی سنسکرت نظم مین پنڈت ہری پرساد نے بدولت
چیت سنگ راجہ بنارس کی کیا ہی جی پورکہ دار الخلافہ قدیم جوانیہ کا ہی - وہان کی لوگ
بسبب خوش کلامی کے اوس کی بہت فریفتہ تہی یہہ شخص سولوین صدی عیسوی کی
درمیان تہا - اوس کے اشعار جس ترتیب سی کہ موجود ہین وہ اصلی کمبخت اعظم شاہ کے

---

* بورجیہ نام ایک بڑی پادری روم کا تہا جسنے یہہ کتب خانہ اطلیہ مین بنایا ہی

قسم اول

ہن علیحدہ علیحدہ شامل کیے تہی اور بعضی رسالون مین یہ سبلہ شاکی ملاکر ایک رسالہ بنایا ہی
ہی جو سادہ کے محفل مین پڑہا جاتا ہی اوسی مضمون کا ایک رسالہ بنام ادی آدپیس کے
بنایا گیا ہی اس رسالہ مین تمام مسایل سادہ کے منحصر کی گئی ہین درمیان بارہ حکم کے جو بار بار
کی طرح سے لکہے گئی ہین لیکن وی وظیفۃً تمیز نہین ہو سکتی کہ یہ وہی ہین — ولسن صاحب
نی یہ مسایل سادہ کی درمیان اپنی ایک کتاب کے ہندون کی مذہب کی بابت تصنیف کی ہی
ظاہر کئی ہین اس بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ سادہ کی قوم فقط ایک خدا کو مانتی ہین —
جیسی انگریزی زبان میں کوئیل کہلاتے ہین اور اونکو ہندی مین ست کرہ اور ست نام
بہی کہتی ہین اور کبہی ست نامی بہی کہی جاتے ہین مگر یہ نام خاص کرکے فرقہ کا ہی اونکی بندگی
بہی سیدہی سادہی ہی اور خصوصاً بت پرستی کو ناپسند کرتے ہین اور تعظیم گنگا کی اور
اور دریاؤن سی نہین کرتی اور ہر ایک قسم کی زیور کی اونکو ممانعت ہی اور وہی لوگ
کسی کو سلام بہی نہین کرتے اور قسم بہی نہین کہاتی ہین — اور وہی ہر طرح کی عیش و عشرت
اور لذت سی پرہیز رکہتے ہین مثل تماکو — اور پان — اور افیم اور شراب وغیرہ کے
— اور وہی ناچ مین بہی نہین شامل ہوتی — اکثر باتون مین ظاہرا یہ قوم مشابہ ہی کیوکر
جو یورپ مین ایک قوم ہی یہ بات بلاشبہ معلوم ہے کہ بعض مسایل سادہ کی کبیر اور نانک
اور اور اہل عقاید ہندوستان کی سی اور سوا اس کی بعضی مسایل عیسائی مذہب
بہی لی گئی ہین — لیکن در باب وجود کائنات کے اور کم درجہ کی دیوتاؤن اور
مکت اور نکلنی روح مین موافق رائے ولسن صاحب کے یہ ہی کہ قوم سادہ کی بہی شامل اور
ہندوستانیون کے خیالات کی مطابق ہین — اور اونکا کوئی مندر نہین ہی لیکن
وی وقت معین پر جمع کسی مکان مین یا صحن مین ہوتے ہین مجلس اونکے اوسوقت
ہوتی ہی جب پورا چاند ہوتا ہی اور تمام دن دلچسپ گفتگو مین گذارتے ہین اور
شام کو مجتمع ہوکر بہائی چارہ کی طور پر کہانا کہاتی ہین بعد ازان رات کو وی اونہ

بیان متقدمین کا

گاتے ہین جو بیرہ بان سنے اونکو دہی تہرا اور نظم داد و اور ناٹک اور کچہ بہی گاتی ہین۔ ۱۵

یہہ بزرق خصوصاً درمیان دہلے اور آگرہ اور جی پور۔ اور فرخ آباد کے نسبت اور
شہرون کے بہت ہین ایک محفل سالانہ اونکے درمیان ان شہرون کی بڑی ہوتی ہے کتب
مذہب سادہ کی جسمین واقف ہون وی یہہ ہین۔ پوتہی گیان بانی ستادہ ستنامی کی پہہ
کی۔ یہہ کتاب جو مذہب سادہ کی ہے بہوانی داس نی جو ایک بڑا شخص تہا فرخ آباد مین
اس قوم مین اوسنی ترپٹ صاحب کو بہیجی تہی اور اوس صاحب نے لندن کی بادشاہی
کتب خانہ ایشیاٹک سوسایٹی مین داخل کی تہی۔ دوسرا کتاب بیان قواعد مذہب سادہ
کی زبان ہندوستانی مین ہی یہہ بہی ترپٹ صاحب کی معرفت داخل اوسی کتب خانہ مین
ہوئی ہے

برج بسی داس

اسنی ایک بڑی مثنوی بنام برج بلاس کے تصنیف کی ہی جسمین بیان عیش و عشرت
اور حال زندگانی کرشنا کا جب کہ وہ برج اور بندرابن مین رہتا تہا لکہا ہی اور
یہہ بہی اوس کتاب مین ہی کہ کرشنا متہرا کو گیا اور کنس مقتول ہوا یہہ مثنوی بہاکہا مین ہے

چتربہوج مصر

اس مصنف نی بیاس دیو کے بہاگوت کی دسوین جلد کا برج بہاکہا مین ترجمہ
کیا ہی اس کتاب مین کرشنا کا حال لکہا گیا ہی مگر اوسنے یہہ کتاب دوہرہ و [illegible]
چوپائی مین لکہی ہے پریم ساگر جو لا لو جی لال کا بنایا ہے جسکا کلکتہ مین چہاپا ہوا ہے
اوس کتاب کا یہہ پریم ساگر خلاصہ ہی اس کتاب کا ذکر لالو جی کی ذکر مین [illegible]

یہہ راگ ملار اوسکا بہت مشہور ہے

برج مین نیکی آہ گیا ... برج کا ... [illegible] ... اتہائے
ہنی ہنی بوند پون [illegible] چکی بجلے چہٹا ... برج مین نیکی آہ گیا

قسم اول

۱۸ گرجت لگن مردنگ بجاوت ناچت مورنٹا
گاوت چاترک اور پک کوکل پر کہنی ن بٹہا — برنج مین بیٹکے اج گہٹا
سب مل داین دیت سندلالی ہٹی اونچی اٹا
چتر بہوج سامی گوردہرن لال ہرکسنی بیت بٹا — ایضاً

دیوراجہ

مصنف لکہا سکہا۔ اور ستایا یا داٹ صاحب نے اپنی تاریخ ہنود مین ان دونون کتابون کا ذکر کیا ہی مگر ان دونون کتابون کا حال کچھ نہین لکہا نہ وجہ تسمیہ بیان کی ہے ان کی تصنیف سی ویراشٹ جام ایک گزشتہ ہی اوسین چونسٹ گہڑیون کی چونسٹ کبت لکہی ہین اوسین کا ایک یہہ کبت ہی مضمون اوسکا وقت صبح بانگ مرغ کے ہے

کبت

کی بہکوہ کوکرا کورکی دا کی تریا کہون کا ہو ہنی ہی
یول اٹہو اندہرا ادہ راتک نرت کو بہت کی کہیت دہنی ہے
جاکر جو رگی پا پرو سیوان کی سی سوا کدہون پہیر نیبنی ہے
سوہنی جو کہن شام سو جان ان ہین اگہار ئی رین گہنی ہی

گوکل ناتہہ

کاشی کا رہنیوالا شاعر گوکل ناتہہ کامصنف مہابہارت دربنہ اور ہری ونسہ دربنہ کا یہہ مختصر ترجمہ مہابہارت اور ہری ونسہ کا بہا شا زبان مین ہی۔ راجہ سیوذتہ نراین کاشی والے کے حکم سی اوسنی یہہ ترجمہ ٹہیک طیار کیا تہا لیکن اسمین فقط ایک یہہ عیب ہے کہ جس زبان سی وہ ترجمہ کرتا ہی اوسکے الفاظ بہت استعمال مین لاتا ہے یہہ عیب اکثر ترجمون مین پایا جاتا ہے جو فارسی اور سنسکرت سی اردو مین ہوئی ہین۔ سوا ترجمہ فارسی مہابہارت کی جو ابوالفضل کیطرف منسوب ہے

بیان متقدمین کا

ایک اور نیا ترجمہ اس کتاب کا نقیب خان بن عبد اللطیف خان نے نواب محل دار کے حکم ۱
سے اوسکے مکان مین کیا تہا درمیان سنہ ۱۱۹۷ ہجری کی وہ ترجمہ ملیا رہوا ہے مگر صرف
اتنا فرق ہی کہ نقیب خان نے زبانی پنڈتون کی ترجمہ کیا ہی ابو الفضل نے اپنی آپ پڑہکر
ترجمہ کیا ہی — ایک اور بہی فارسی ترجمہ مہابہارت کا مسمی بیاس ہندو نے کیا ہی

داؤد

یہ شخص داود پنتہی کے قوم کا بانی ہی یہ قوم رامانندی کی شاخون مین سی ایک شاخ
ہی اس سے معلوم ہوا کہ وہ وشنو کی بدعت مین شریک ہی یہ شخص کبیر پنتہی کی آدمیون
مین سے ایک آدمی کا چیلا تہا یہ اوسکے چیلون مین پانچوین پشت کا چیلا تہا نیز کمال
جمال بیحل بدہن — داؤد — یہ داؤد ذات کا دہنیا تہا آوقت صاف کیا کرتا تہا
— مولد اوسکا احمد آباد ہی لیکن بارہ برس کے عمر مین وہ سانبہر مین گیا جو اجمیر مین واقع ہے
پہر وہان سی کلیان پور — پہر وہانسی نرانا کو جو سانبہر سی چار کوس ہے اور جی پور
سی بیس کوس واقع ہی گیا — اون ایام مین وہ پینتیس ۳۵ برس کا تہا وہان اوسے ہاتف
غیبی کے آواز سنکر اپنی زندگی راہ مذہب مین صرف کر فقیرانہ عمر بسر کرنی شروع کے
تب وہ پہاڑ بہیرانہ پر جو نرانا سی پانچ کوس ہے جا کر رہا اور بعد ایک عرصہ کے غائب ہو گیا
کچہہ پتا نہ لگا کہ کیا ہوا اوس کے پنتہہ کے لوگ یہ یقین کرتے ہین کہ وہ نور الہی مین مجذوب
ہوا — وہ کہتے ہین کہ یہ واردات قریب ایکہزار چہ سو ۱۶۰۰ عیسوی کے درمیان عہد اخیر اکبری یا
شروع عہد جہانگیر مین واقع ہوا تہا نرانا مین جو داؤد پنتہیون کے عبادت کا مقام تہا اوس مین
اب تک چارپائی اور اوسکا اصل کتب کی متن جسکی وہ لوگ بہت تعظیم کرتے ہین موجود ہے —
جسجگہ کہ وہ غائب ہوگیا تہا اوس پہاڑ پر ایک چہوٹا سا مکان بنا ہوا ہے اس پنتہ کی
اصول مختلف کتابون مین درمیان بہاکہا کی منظوم ہین — معلوم ہوتا ہی کہ اکثر تصنیفات
کچہہ کے بہاکہا مین ہے لیکن یہ سب تصنیفات اسمین مشابہ ہین — وارڈ صاحب

قسم اول

۲۰ — آرائش تاریخ ہندوستان کتاب اردو کے والی سے انتخاب کیا ہے یہہ کتاب ٹیپو کے زبانین
ہی نفیس سٹنز صاحب شہوار ولسن صاحب مشہور کی نے اس ہمارہ کی رسالہ کا ترجمہ
کیا ہے جسکو اردو میں گزشتہ کہتی ہین پروفیسر ولسن صاحب کا بہی اسکے ترجمہ کر لیا اور دیکہا
اردو دنیا بار رسے پہر پہر بانگی ہون   کہین ہارا لکہہ گیا ہو میتین ہارا کرن

جایسی

ملک محمد جایسی گروہ مسلمان ہی ہے اونہی دوہرہ اور کتب ہندی لکہی ہین لیکن اردو
اشعار بہی لکہے ہین — گرارک — اور ڈاکٹر گلکرسٹ صاحب اپنی تصنیفات مین اونکا
ذکر کرتے ہین اونہی ایک ثنوی پدماوت لکہی ہے اسمین پدماوتی بادشاہزادی چتوڑ کا
حال ہے ایک جلد اوسکی ناگری حروف مین سرکار کمپنی کے کتب خانہ مین موجود ہے
اوسمین ہر ایک صفحہ کے پشت پر تصویرین کہنچی ہوئی ہین — پارس مین بادشاہی کتب خانہ
کی ہی فارسی مین بہی اس مضمون کی کتابین ہین — مگر اردو مین بہی بالفعل پدماوت
طیار ہوئے ہے — پدماوت لنکا کے راجا کی بیٹی ہے اوسکی شادی رتن سنگہ چتوڑ کی راجہ
ساتہہ ہوئی ہے مگر جب سلطان علاؤالدین اس شہر پر درمیان ۱۳۰۳ کی چڑہ کر آیا اور
اپنا قبضہ کرکے وہ عورت مع اپنی ہمراہیون تیرہ ۱۳ ہزار عورتون کی ایک اگ کی بیچ مین
جلکر خاک سیاہ ہوکر ستے ہوگئی باین خیال کہ مسلمانون کی قبضہ مین آنے سے بہتر ہے
یہہ سو شہر چتوڑ نہین ہے جسپر اکبر شاہ قابض ہوا تہا درمیان ۱۵۶۹ع اسی مصنف
نے ایک دوسرے ثوابات تصنیف کی ہے اوس کی بہی ایک جلد کلکتہ کے ایشیاٹک سوسایٹی
مین موجود ہے

کبیر

بیجک نام ایک کتاب ہندی بہت اچہی ہے اوسمین سے اس موحد نو مذہب کا
حال لکہنا چاہتا ہون واضح ہو کہ کبیر سکندر شاہ لودی کے وقت مین جو کہ درمیان

بیان متقدمین کا

۱ درمیان [illegible] کے سلطنت کرتا تہا موجود تہا کبیر مذکور ذات کا جولاہا تہا
جو اوس کا سوت بنتا تہا رامانند کی بارہ بڑی شاگردوں میں سے یہ بہی ایک مرید تہا اوسنی بہی ایک
نیا مذہب ایجاد کیا تہا جو بہت پہیل گیا ہی کبیر کے معنی بزرگ کی ہیں - اوسکو گیانی
بہی کہتی ہیں جس کے معنی دانا ہیں مگر یہہ دونو اوس کے تخلص ہیں اونکو ہندو گرو کبیر
اور مسلمان کبیر صاحب کہتی ہیں یہہ مشہور ہی کہ کبیر کو ہندو اور مسلمان دونو مانتی ہیں اور
دونو فرقے اوس کی صورت عبادت میں اختلاف کرتی ہیں ہندو کہتی ہیں کہ ہماری [illegible]
کی موافق تہا اور مسلمان اوسے اپنا جانتی ہیں - چنانچہ اوس کی مرنی پر دو فرقو میں
لڑائی ہوئی کیونکہ ایک فرقہ اوسکو دفن کرنا چاہتا تہا دوسرا فرقہ درپے جلانی کی تہا
اسی اثنا میں کبیر اون پر ظاہر ہوا اوسنی کہا کہ میرا کفن اوٹہاکر دیکہو وان جب دیکہا
تو ایک ڈہیر پہولون کا پایا کبیر کا لاشہ نہ ملا - بنار راجہ بنارس لے آدہی
پہول لیجاکر اپنی شہر میں جلائے اور اوس کی راکہہ کو ایک مندر میں کبیر چورا میں امانت
رکہا - بخلاف اوس کی بجلی خان پٹہان جو کہ مسلمانوں کا سردار تہا اوسنی ایک مقبرہ
اوسکا علیحدہ بنوایا اور وہ نصف پہول لیجاکر اوسنی گاڑی یہہ روضہ مگہر میں نزدیک
گورکہپور کے جہان وہ فوت ہوا تہا بنایا گیا ہے ان دونوں جگہوں میں کبیر پنتہی لوگ
جاتی ہیں - تصانیف منسوبہ کبیر کے قسم کی بہت جلدیں ہیں اور وہ اتنی کثرت
سی ہیں کہ یقین کامل نہیں ہوتا کہ وہ فقط اوس کی ہی تصنیف سی ہونگی علاوہ ازین
بیشک بعض کتابیں اوس کی ماتحت تصنیف سی ہیں مگر اون تصانیف میں جکو راماینی اور
سبد کہتی ہیں اکثر البتہ قدما کے تصنیف ہیں اور اکثر اردو تصانیف سی بیشتر کے وہ
تصنیف کی ہوئی ہیں مگر سب میں ایک ہی قسم کے عبارت ہی اور الفاظ میں البتہ فرق معلوم
ہوتا ہے جنین کہ تہی بہی تخیا فارسی لفظ نہیں ہی پرنس صاحب صاحب نے انتخاب
۴۳ منور ریختہ کبیر کا صحرا [illegible] اور [illegible] زمانہ [illegible]

قسم اول

اور جرل ہنڈیت صاحب نے بہی اوس کے بجاک کا کچھ انتخاب کیا ہی اور مسٹر ولسن صاحب کے
بہی پاس اوس کے ایک جلد ہی اور کبیر کی دوہرہ بہی ناگری حرفون مین موجود جیسا راماینی
ریختہ وغیرہ اس بجاک مین تین سو نیٹ ساکہر ہے اور ایکسو بارہ بیت مسمی سبد اور چوراسی
شعر نام رامانے وغیرہ کل ایکسو انچاس صفحہ مین

فہرست اوسکی کتابونکی یہہ ہی

۱ سکہ ندان — یہہ کتاب اوس کی کتابون مین کی گویا کنجی ہی عبارت اوس کے [illegible]

۲ گورکہ ناتہہ گوشتی — اسمین ایک تقریر ہے کبیر اور گورکہ ناتہہ کے

۳ کبیر پنجی

۴ بلاکہ رامینی

۵ رامانند گوشتی — رامانند اور کبیر سی جو تقریر ہوئی اسمین اوسکا بیان ہی:

۶ انندرام ساگرہ

۷ سبد اوسلے

۸ منگلا — اسمین چہوٹے چہوٹے دوہرہ ہین

۹ بسنت — اسمین سو دعائین ہین نظم مین

۱۰ ہوری — ہوریان ہین جنکو ہوری کہتی ہین

۱۱ ریختہ — اسمین گیارہ ریختہ ہین مضمون ان شعرون کی صوفیانہ ہین

۱۲ جہولنا — اسمین پانسو جہولنی ہین مختلف قسمون کی ہیچ اونکا اور ونکی مختلف ہے

۱۳ کہاروا — اسمین پانسو کہاروی ہین

۱۴ ہنڈولا — اسمین بارہ ہنڈولے ہین

۱۵ بارہ ماسہ — اسمین مذہب کبیر پر ہدایت کی گئی ہے

۱۶ چانچرا — اسمین بائیس چانچری ہین

بیان متقدمین کا

ب — اسمین چونتیس حرف ناگری کی مذہبی معنی ہین — ۳۴

ار — اسمین فارسی الف بے کے معنی بطور مذہب بیان کئی ہین

ینی — اسمین شعر اور رسایل مذہبی اور تقریر مین ہین

پانچہار سکہی ہین

چہہ سو چوراسی باب ہین

عار بنام آگہم بانی وغیرہ اوسکے ہین — یہہ ایک مشکل سلسلہ کبیری مذہب
دریافت کرنیکا ہے — اکثر کبیر پنتہی لوگ کو بہت سا کہی اور سبد — اور اوسکی
ر اونکو اونکی مواقع پر گاتی ہین — اوس کی تصنیف کا ایسا سلیس طور ہے جو لوگ
یعی و ترغیب دیکر فریفتہ کرتا ہی اور عبارت بہی اوسکے قوی ہوتی ہے اور اونکو طور
کبیر کی شعر کے چار رمز ہین مقصود — مایا — آتما — من — اور منضا مین
یدکے تمام کتب مصنفہ کبیر سی یہہ معلوم ہوتا ہے کہ توحید خدا پر مضبوط اور
سے عداوت و نفرت رکہتا تہا اوسنے یہہ کتابین ہندوؤن اور مسلمانون کی بینی
لے تصنیف کی ہین وہ پنڈت اور شاستر اور ملان — اور قران پر اپنی تصانیف
ر — اور کبیر ہی کے مسائل سے نانک سکہون کے گرو نے لیا ایک مذہب ایجاد
کبیر پنتہیون سی اکثر باتوں مین مشابہ ہین — ایک صاحب کے یہہ رائے ہے کہ کبیر پنتہی
ی اصل کتابین یہہ دو ہین ست نام کبیر — اور — مُلانی جسکے ایک علی نام
کبیر موجد مذہب و مصلح برہمنون کے ایسا تہا جیسا کہ سید احمد مسلمانونکے مذہب
جد ہی — کبیر و اصلی تبدیلی اور تغیر مذہب کی وعظ و پند کرتا تہا چنانچہ اوسکی
حاصل ہوا کیونکہ قریب تمام صوبہ بنگالہ بہار اور اودہ اور مالوہ ان
کبیر پنتہی جو اپنی اچہی اطوار اور چلن سے مشہور ہین موجود ہین

کنہر داس

بیان متقدمین کا

لال

لال کوی مشہور شاعر ہندی ہے اوسنے چہتر پرکاش [illegible] کے نظم مین تصنیف کیا ہی
جسمین بیان تراہیون اور سلسلہ تخت نشینون [illegible] بندیل کہنڈ کا ہی اس کتاب
مین شجاعت اور بہادری اونکی بیان کی ہی یہہ تاریخ راجہ بندیل کہنڈ جسمین چہتر سال
مشہور کے وقت مین اغلب ہی کہ اوسکی حسب خواہش تصنیف ہوئی ہی کیونکہ اوس مین اوسکے
علداری کا حال اوسمین مفصل بیان کیا گیا ہی اور اوسکے باپ چنپت راجہ بیسرے کا بہی
حال مشرح اوسمین لکہا ہی کہ یہہ راجہ مثل اوسکے مسلمانون کے مقابلہ پر نہین ہوا۔
اورنگ زیب کو جو تمام سلاطین مغلیہ مین سے شجاع اور نیک اطوار بادشاہ تہا اس راجہ
نے شکست دی تہی چونکہ اورنگ زیب ہندوونکو بہت ستاتا تہا اونکی مندرون کو توڑکر مسجدین
بناتا تہا اسلئے مغضوب ہر ہندو کا ہو گیا تہا اور یہی باعث ان راجاؤن کی سرکشی
کا تہا بسبب تعصب مذہبی اور نہ بہاگنی چہتر سالکے اور اوس کی بہادری کی فتح بعد اورنگ زیب کے
ہوئی بسبب اوس کی شجاعت اور نیک نیتی کی لشکریونکو اوسے محبت تامہ تہی اس کتاب کا
ایک انگریزی ترجمہ بہی ہی

موتی رام

مشہور ہندی شاعر ہی جسنی ایک قصہ مادہونال تصنیف کیا ہی جسکا ترجمہ اردو مین بہی
ہوا — اور للوجی لال نے کیا ہی یہہ قصہ براج بہاکا مین ہی اوسکو قصہ مادہونل
کہتی ہین اوسنی ایک اور کتاب بہی بنام قصہ دل آرام اور دلربا تصنیف کی ہی اور ایک
قصہ گل ربا اوسکا بنایا ہوا ہے

نابہاجی

ایک مشہور ہندی مصنف ہی اکبر شاہ بادشاہ کی علداری کے آخر مین شہرت رکہتا تہا
اور اسکا علداری جہانگیر مین بہی موجود تہا — ترجمہ کا وہ قدر [illegible]

قسم اول

۲۰ نابا کرتا تہا - کہتی ہین کرده اندہا پیدا ہوا تہا جب پانچ برس کا ہوا اوسکے ماباپ نے سبب تنگی اور مفلسی کے اوسکو جنگل مین اس لحاظ سے چہوڑ دیا کہ آپ ہی مر رہیگا احوال مین اگر اودہسی - اور کپیل جو شاد ہے توم کی مذہب کی ہادی تہی اوسکو جنگل مین پاکر رحم کہاکر اپنی ہمراہ اوسکو اٹہا لائی اور کپیل نے اوسکے آنکہ نہین کسند ال اکا پانی ڈالا جسی اوسکو دکہنی لگا ہبدازان اپنی مت مین اوسکو لاکر و شادہے مذہب مین اگر اوس نے اوسکو داخل کیا جب وہ جوان ہوا اوسوقت اوسنی بہگتا مالا اپنی گرو کے کہنی سے تصنیف کی اس کتاب مین ہندوؤن کی بڑی بڑی گرودن کا حال لکہا ہے - نرائن داس نی اوسکو اصلاح دیکر شاہجہان کے وقت مین اور مضامین زیادہ کئی - گرشنا داس نی سنہ ۱۷۱۳ع مین اوسپر شرح لکہی ہے یہہ کتاب اردو مین ہو گئی ہی ولسن صاحب نے جو فرقہ ہنود کی باب مین ایک کتاب تصنیف کی ہے اوسمین اس کتاب سے بہت مدد لے ہی

نواز

کبشوار یہہ شخص مسلمان ہے اوسنے شکنتلا کا ترجمہ برج بہاکہا نظم مین کیا ہی فرخ سیر کے حسب خواہش یہہ ترجمہ اوسنی کیا تہا

ہندو امین حیجو

مصنف ہے اودہا تر کا یہہ ایک ہندی مثنوی کتاب گرندا کی طور پر ہے اسمین کرشنا اور رادہا کے عشق کا قصہ ہے اس کی اصل جو سنسکرت مین ہی ولسن صاحب نی انگریزی ترجمہ اوسکا کیا ہی جو ایشیک رسالہ چوتہی مین اوسکے تصنیفات مین چہاپا اس شخص کے تصنیفات مین ایک مجموعہ

کرت سری سوامی نیدہ داس جیو کا جو ڈاکٹر اسپنجر صاحب کے پاس موجود تہا مینی دیکہا اوسمین کتابین مفصلہ ذیل بہ لکہی ہوئی ہین اور وہ تمام تصنیفات ایک جلد مین

قسم اول

۴۸ بتیاکاہی کیون بید بیگے	اتہانے ۴
وہہ گیہ سے وتن وہن دہاوت	اسنا لاگی دہن کے
کہ کےبیت بیت ڈ گہہ پاؤ	سیوکرت تن من کے
دوار دوار ٹسوان جون ڈولے	نہین سدہ رام بہجن کے
ماکہہ جنم اکارت کہویا	لاج نہ لوگ ہنسن کی
نانک ہر جس کیون نہین گاوت	کمت بناسی تن کی

دوھرہ

اُٹ گلین سندر چتر گیانی اور دہونت ۔ ہرنگ کہی نا لگاجو پریت نہین بہگونت ۱

سیوا

یہہ ایک مصنف دکہنی ہے اسنی دکہنی زبان مین روضۃ الشہدا امام حسین علیہ السلام کی شہادت مین لکہی ہے یہہ کتاب ۱۲۹۸ھ مین اوسنی تصنیف کے تہی اوسکی مرثیہ بہی امام باڑون مین پڑہی جاتی ہین

سیوا نارائین

بانی ایک فرقہ سیوا نارائنی کا قوم سے راجپوت ترنیوانہ تہا پیدایش اوس کے ایک گانوں مین جسکو چندولون کہتی ہین وہ غازی پورکے پاس واقع ہے محمد شاہ کے وقتین ہوئی ایک کتاب اوسنے ۱۷۳۵ء مین تصنیف کی ہے اوسنی اپنے اعتقادات اور مسائل واضح کرنیکو گیارہ مختلف کتابین ہندی نظم مین تصنیف کی ہین ۔ جس کے یہہ فہرست ہے

۱	لودا گرنت	۵	گرو نیاس
۲	سنت ولاس	۶	سنت اچاری
۳	وجن گرنت	۷	سنت اپادیا
۴	سنت سندرا	۸	شعبدا وسلے

۹ سنت پروا ۱۱ سنت ساگر

۱۰ سنت نیا

یہ معلوم نہیں ہوکہ کتاب مسمی سنت سار اُنہیں وہ تمام اونکے تصنیف سے ہے یا اورکسی کی ہی ہر کیف یہ کتابیں یورپ میں نہیں ہے موجود ہیں ایک بار وہیں کتاب جو سبکے کنجی یا مہر ہے وہ اس فرقہ کی سردار اور گدی نشین کی پاس رہتی ہے یہ کتابیں اب تک جاری نہیں ہوئی ہیں یہ شخص غازیپور کے علاقہ میں یعنی بلندہ میں رہتا ہے جہاں ایک مدرسہ بہی اب تیار ہوا ہے اس فرقہ کا گدی نشین اسی جا رہتا ہے

سندر داس

مشہور ہندی شاعر ہے جسنے مضامین عاشقانہ میں اشعار لکھے ہیں اور جنہوں لوگوں نے یہ خطاب کاوی راج یا مہا کاوی دیا ہے اوسکو کبیسر ار بھی کہتی ہیں وہ شاہجہان کی وقت میں تہا اوسنے اس بادشاہ کی مددگاری سے سبب کہ تصنیف کیا ہے - سندر سنگار سنبت ۱۶۸۹ میں تصنیف کی ہی اس کتاب میں ترتیب سے اور طبایع عاشقانہ و معشوقانہ اور اوسکے اور باتیں بہت تحقیق سے ترتیب وار بیان کی ہیں ایسی اشعار لوگ بہت پسند کرتی ہیں ولسن صاحب کی پاس ہے وہ کتاب ہے - اور ایک کتاب پوستہ سندر سنگار ہی مگر یہ معلوم نہیں کہ یوستہ سندر بہاکا بہی یہہ مصنف ہی یا اور کوئی اوسکا کتاب سنگہاسن بتیسی کا بہی ترجمہ براج بہاکا میں سنسکرت سے بحکم شاہجہان کے اوسنے کیا ہی اور یہی انا سندر کا بہی وہ مصنف ہی-

کبت گہنڈتا

ڈہگ بیچی سندر بیٹہیں گے چنکے نس نیہ ہیند ا پیسی

بتان سنو بتیان کہو بتیان لگ اور ن کی لیجے

ہنس موحوت جاجا ہنس لیو کہا ہنس آئی جہان اتیان ناہسنی

قسم اول

۴۰ رجہ وارن تو رجہ وارن وہ جو رجھاوت ہین تمسی رسنی

صورت

صورت کبتوا ربتیان پچیسی کا ترجمہ برج بہاکہا مین اوسنی ہی محمد شاہ کی وقتین بحکم راجہ جیسنگہ سوائی جی پور کی راجہ کی یہہ راجہ وہی ہی جسنی فرانس اور یورپ کی کل بادشاہون سی ایک عالم کی درخواست واسطے ترجمہ یوکلڈ کی زبان سنسکرت مین کی تہی یہہ سب قصے قدیم سنسکرت قصون مشہور اور بہت کتہا سے تصنیف کئی ہین انہین سی سنگاسن بتیسی اور ہتوپدیش اور بتہا نترا کا مضمون لیا گیا ہی اس کا مصنف ساہو اسے

سورداس

مشہور شاعر ہندی گو ماہر علم موسیقے کا بیٹا بابا رام داس کا جو علم موسیقی جانتا تہا گذرا ہی سورداس اندہا تہا وہ سولوین اور ستروین صدی مین موجود تہا اوس کے بہت دوہرہ ہین جو عام لوگ گاتے ہین خصوصاً مذہبی اشعار اوس کے ہندی مین بہت گائی جاتی ہین یہہ دوہرہ سورداس کے اکثر ویشنو فقیر گاتے ہین سورداس مذکور شنیدہ کا بانی ہی اور ویشنو ناو کے قوم کا بہی بانی سمجہا جاتا ہی ہندی مین اندہے کو سورداس کہتی ہین اور خصوصاً ان ایام مین ان اندہی فقیرون ہندون کو جو راگ گاتی ہین ہر ایک شخص سورداس کہتا ہی اوسکی دوہرہ فارسی حروف مین بہی ہین ایک دیوان بہے سورداس کا ہی جسکو سور ساگر کہتی ہین بطور غزلیات اوسمین اشعار ہین آخر شعر مین سورداس کا نام پایا جاتا ہی ایک کتاب نلدمن بہاکہا ہی سورداس کیطرف منسوب کرتے ہین اغلب ہی کہ ابو الفضل نے اس کتاب سی فارسی ترجمہ کیا ہی جو فارسی نلدمن مشہور ہی کیونکہ وہ خود آئینہ اکبری مین مقر ہی کہ یہہ ترجمہ مینے کیا ہی یہہ بہجن سورداس کا اکثر ہندو گاتی ہین

بیان متقدمین کا

جبتی رسنارام کہو ناز دہرم سادہ سب جیتو — اب ترہ بید ون کہا رہیو
ہر دتی پرکاس بہو گرگنستین بودہ مت گہرت لی تجو بہیو
سار کستار تبی شنکا کو شنکا بہیس سیو جان گہیو
نام پرتیت بہئی جو جن کے سب کہی دکہہ دور دیہو
سوردہ اس وہین دہن وہ پرانی جن ہر کو برت لی نبہیو

پدماکر

یہہ شخص گوالیار کیطرف یا گوالیار مین رہتا تہا قریب تیس برس کی ہوا کہ موجود تہا

کبت

چالوس و چندر کلی چت مین سو چیت کرجت بن باگن گنہر ای گہوم رہے
کہین پدماکر سیو ریخ ناچت ہین چاہین چکورن چکور بکر چونب رہے
کدم انار آنب اگراشوک تہوک لتن سمیت نونی نونی لگ توم رہے
پہلا رہی پہیل رہی پہول رہی پہب رہی جہل رہی جاب رہے جہک رہی جہوم رہے

سندرداس

داؤد کا چیلا ہے اسکی سوئی نامی ہین چنانچہ یہہ ایک سونہ اوسکا ہے ــ
بار بار کہون توسے سوادہان کیون نہ ہوت ممتا کی پوٹ سر کاہین کو دہرت ہی
میرو دہن میرو دہام میرو ست میری بام میرو پشو میرو گرام
بہولا ہی پہرت ہو ــ تو تو بہیا باورا بکائی گیا ہہ تیری اسوانہ کوب کرا
تامین تو پرت ہی ــ سندر کہت توہی ایک ہون نہ آوی لاج کاج کو بگار کے
اکاج کو کرت ہے ــ

تلسیداس

ہندو مصنف مشہور نے تذکرہ بہگتا مالا مین اوسکا ذکر ہر کہ وہ دل مین بہت محبت

قسم اول

اپنی بیوی سی رکہتا تہا اسواسطی راما کی پوجا بہت کرتا تہا کیونکہ اوسکی بیوی کا نام بہی
راما تہا اسواسطی اوسکو محبت رام سے ہوئی تہی تبہی تو وہ رام کو بہی تا تبلاتا از ادانہ
سرگردان پہرا کرتا تہا اول بنارس گیا پہر چترکوٹ میں جاکر ہنومان جی سے ملاقات کے
ہنومان نی اوسکو دوہرہ کہنی کی طاقت بخشی اس مصنف کی شہرت دہلی تک درمیان
عہد شاہجہان کی جب پہنچی اس بادشاہ نی اوسکو بلوایا مگر اوسکی مذہبی مسایل سی ناراض
ہوکر اوسی قید کیا اوسوقت ہزار ہا بندر قید خانہ توڑنے لگے شاہجہان نی تعجب کرکی
فوراً چھوڑ دیا بلکہ اوسپر عنایت کرنی کا اقرار کیا جب اوسنی اس حرکت بیجا کا عوض چاہکر
یہہ عرض کی کہ دہلی قدیم کو جو راما کی بستی ہے چھوڑکر اور آباد کر بادشاہ نی منظور کیا اسوقت
اوسنی نیا شہر شاہجہان آباد بنایا — پہر تلسی داس بندرابن کو گیا جہان اوسنی نبہا جی
سی ملاقات کی اوسی جائی رہا اور سیتا اور راما کو راد ہا اور کرشنا سی بہتر جانکر
اونکی عبادت اور پرستش کیو اسطی لوگون کو تعلیم کرنی لگا — تلسی داس باشندہ چترکوٹ
کا اول بنارس کی راجہ کا دیوان ہوا اوسکا گرو جگناتہہ داس تہا جو نابہا جی کے
ساتہہ آگرہ داس کا چیلا ہوا وہ اپنی گرو کی ساتہہ گوبردہن گیا اوسکی بعد بنارس میں
رامائن تصنیف کرنی شروع کی سمبت ۱۶۳۱ میں اوسنی کہ جب وہ اکتیس برس کا تہا جہان ایک
مندر سیتا رام کا بنا ہوا ہی اور اوسکی پاس ایک پاٹ شالہ بنایا جو ابتک موجود ہی
وہ سمبت ۱۶ میں درمیان وقت جہانگیر کے فوت ہوا رامائن اوسنی پورنی بہاشا
مین لکہی ہی اوسکے سات کانڈ مین سوا اوسکے اور بہت اوس کی تصنیف ہی —
ایک سات سائی ہے اور رام گیتاولی — اور گیتا ولی — اور رامایا پترکا — اور
راما جنا — اور راما شلاکا قنوج کی زبان مین سب اوسکی تصنیف بہی بہت مشہور
ہین اوسکے اشعار کا بہت اثر تمام ہندون کے دلون پر ہوتا ہی یہہ شعر اوسکی ہین
تلسی ہسنا تو بیلے جو تو تجری رام   تاتر کاٹ نکالئی کمہین بہلو نہ چہام

قسم اول

۲۴ بت کی بالکل رد کرتا ہی

ولبہا سوامی

ولبہا سوامی نے لکشمابہٹ کا قوم سی برہمن باورتہ والا بہاچری کا سولوین صدی کے ابتدا مین موجود تہا ۱
گوکل گانو مین جو جمنا کی کنارہ پہتراسی تین کوس پورب مین واقع ہے رہتا تہا بعد ازان
وہ ہر ایک مندر کا درشن کرنی کے واسطی گیا بعد فراغت زیارت کی بنارس آکر مقیم
ہوا اور اپنا پیغام پورا کرکے گنگا مین ہنومان کے گہاٹ مین جاکر غائب ہو گیا کہتی ہین
کہ ہر وقت اوس کی غائب اور غرق ہونی کی ایک بڑا شعلہ اوس جائی سے نکلا تہا
کرشنا ن جو کے مسایل سے اونی اپنی فرقہ کی ہدایت کی اوس کی کتاب شتنا دیپا ہی
اور ایک بارتا ہے اونی کرشنا سی ہدایت پائی تہی

بابا لعل گرو

قوم سے چہتری مولد اوسکا مالوہ تخمیناً جہانگیر کے وقت مین درمیان سنہ ۱۶۰۵ء کے
پیدا ہوا اور ایک ہزار چہہ سو اٹہائیس عیسوین مین درمیان ایک شنبہ لگن اور نیک
ساعت کی ہدایت چتانہ سوامی کی اوسنی کمال حاصل کیا چتانہ سوامی نے عجب
طور پر اوسکو کرامت دکہلائی تہی کہتی ہین کہ یہہ فقیر مانگتا اوسجائی پر آنکلا تہا
جہان بابا لعل بیٹہا ہوا تہا اوسنی وہان جاکر اوسے کچہہ خیرات مانگی بابا لعل نے
کچہ چاول اور تہوڑی لکڑی پکانی کے واسطے اوسکو دی — چتانہ سوامی نے اپنے
پیرون پر ہنڈیا رکہہ کر وہ چاول پکائی یہہ حال دیکہہ کر بابا لعل اوسیوقت اوسکے
پانون پر گر پڑا اور چیلا اوسکا ہو گیا چتانہ سوامی نے ایک چاول پکا ہوا اوسکو
دیا ساتون طبق کہل گئے تمام جہان کا حال بابا لعل پر آشکارہ ہو گیا وہ اپنے
اوسی گرو چتانہ سوامی کے ہمراہ لاہور تک گیا وہان سے اوس کی گرو نی
اوسکو طرف دوارکا کی گوپی چندن لانے کے واسطی بہیجا وہ دو گہڑی

بیان متقدمین کا

۲۵

صدمین لی آیا باوجودیکہ ان دونو جاون مین فاصلہ کئی سو میل کا تہا بسبب اس شہرت
نار کرامتی کی جب اوسکی روحانی ترقی ثابت ہوئی اوسوقت اوسکی گرو نے اوسکو حکم
کہ بچہ ملکونکے سیر کرو لوگونکو ہدایت کرکے راہ راست پر لاؤ اسواسطے وہ دہیان پور
جوکہ قریب سرہند کے واقع ہی آکر رہا ایک مندر وہان اوسنے بنایا جہان بہت
ن کو اپنے طریقہ پر لایا ۔ بابا لعل کے مذہب کا خلاصہ یہہ ہی کہ ایک خدا کو مانتا
ر رسوم باطلہ ظاہری کو ترک کرنا چاہئی یہہ طریقہ اوسنے وید ۔ اور تصوف
سے چون بیچ نکالا تہا وہ لوگ جو اوسکے مذہب اور طریقہ پر چلتے تہے وہ بابا لعلی کہلاتے
ہے ۔ اوسکے متبعین مین سی ایک بادشاہزادہ دارا شکوہ مشہور ہے جو بڑا عیاش
کا اور نیک آدمی تہا ۔ اس بادشاہزادی نے اس دانا کو اپنے پاس واسطے
ہی اوس کی مسایل مذہبی کی بلایا تہا سات دفعہ وسی اس بادشاہزادی کی ملاقات
ہی ہر ایک ملاقات مین جو جواب وسوال اور گفتگو ان دونون مین ہوئی تہی وہ منشی ننی
اس بادشاہزادی کے سرکار مین ملازم تہی لکہی ہے ۔ اول یاد داس چہتری
اور دوسرا رای چند برہمن ہی جنہونے اون سات ملاقاتون کا حال لکہا ہی یہہ
قات درمیان سنہ ۱۶۴۹ ع مین ہوئی تہی ان دونو شخصون نے فارسی مین بنام
ر النکات اس کتاب کو لکہا تہا پہر اوسکا ترجمہ ہندی مین ہوا اور نام اوسکا
مولہ واجوبہ دارا شکوہ وبابا لعل رکہا گیا ۔ افسوس درمیان ان اشخاص محفل
لکہا ہے کہ بابا لعل خوش گفتار اور فصیح کلام تہا چونکہ وہ تمام صفات خدا کی
ر مسائل وحدانیت بیان کیا کرتا تہا اسواسطے بہت لوگ اوس کے پاس دور دور سے آئے ہوئے
آتی ہے اوسنے بہت ہندی شعر مذہبی مضمون کی تصنیف کئی ہین جو اکثر لوگون کو
وہین بعد اوس کے مرنی کی جا بلون نی اوس کی پوجا کرنے شروع کرتی
ب وہ بہی ہین

قسم اول

خسرو

خواجہ ابو الحسن خسرو دہلوی امیر منیر تنویر مملکت ہنر پروری اور سخن سازی کا دبیر قلمرو سخن
اور نکتہ پردازی کا طوطئ شیرین مقال گلزار جاوید بہار ہندوستان جنت نشان کا۔
طاؤس خوشخرام شبستان وحدت و عرفان کا الملقب بہ ترک اللہ مظہر تمام عشق حضرت
اویس ملقب بلقب محمد کاسہ لیس کا مرید محبت آگین جناب ولایت انتساب محبوب الٰہی
سلطان زمان زمین حضرت نظام الدین اولیا کا ہی کمالات اس والا منزلت اور
عالی مرتبت کی قطع نظر عشق شیخ اجل اور قرب بارگاہ لایزال ولم یزل کے اس درجہ
کی ہین کہ احاطہ تحریر و تقریر مین آوین۔ اوسکو طوطی ہند کہتی ہین اباء و اجداد اوسکی
چنگیز خان کی وقت مین ماوراء النہر سے ہندوستان مین آکر رہی اوسکے والد پر بادشاہ تغلق شاہ
کی بہت عنایت کی تہی وہ ہندوں کی لڑائی مین شہید ہوئے خسرو تیرھوین صدی عیسوی
مین درمیان شہر مومنہ آباد کی پیدا ہوا اپنی باپ کی عہدہ پر سرفراز ہوا سلطان
محمد تغلق شاہ جسکے تعریف مین خسرو نے کئی قصیدی لکھی ہین اوسکی بہت محبت رکہتا تہا
اوسنی سات بادشاہون کی خدمت کے مضمون کی مصاحبت مین رہا ہے پیرانہ سالی
مین شیخ سعدی سے بہی خسرو نے ملاقات کی کہتی ہین کہ سعدی بہی اشتیاق ملاقات کے ہندوستان مین
اوس ہی کے واسطے آیا خسرو نے آخر زندگانی مین سب امیرون کی مدحین اپنی کتاب
سے نکالڈالین تہین صرف ایک خدا کے حمد جسکی سب امیر و فقیر تابع ہین رہنی دی اوس کی
اشعار اکثر گویئے آج کی روز تک گاتی ہین۔ بعد وفات نظام الدین اولیا کوکہ
پیر و مرشد خسرو کے تہی خسرو کو بہت رنج ہوا تہا چنانچہ اوسی رنج مین مبتلا ہوکر درمیان
[illegible] کی فوت ہوا۔ اپنی پیر کے قبر کی سامنی مدفون ہوا ایک قران شریف
بڑی حروف کا لکہا ہوا جسکے جلد قریب پونی گز کے ہے ایک بڑی رحل پر سرہانے
قبر امیر خسرو مذکور کی رکہا رہتا ہی اکثر لوگ جو اوس روضہ پر واسطے زیارت کے

رتے ہین اگر پڑے ہوئی ہوتے ہین تو وہ اوس خوان کو پڑہ کر اوسکی روح کو
ہین سبز علامت اوس کی قبر پر پڑا رہتا ہی — نظام الدین اولیا کی قبر ایک مسجد کے
ہین ہون بیچ بہت متصل مسجد سی بنی ہوئی ہی اور امیر خسرو کے قبر دہنی بائین جانب
برابر ہر دو کہس قبر کی واقع ہی اکثر طوایف بروز عرس شاہ نظام الدین امیر خسرو کے
ناچتی ہین اور اکثر قولین امیر خسرو کے گاتی ہین — شاہ نظام الدین اولیا کے قبر پر
قوالی ہوتی ہی یہہ عرس ستروین تاریخ ماہ شوال کو ہر سال ہوتا ہی اور ستروین
رجب کو بہی ہنگامہ بہت بڑا ہوتا ہی کہتی ہین کہ خسرو نے ننانوین کتابین فارسی کے
اور نظم مین تصنیف کی ہین اور اوسکے پانچ ہزار شعر کا ایک دیوان ہی — انجملہ
ہے مضمون پسندیدہ نظامی گنجوی کی خمسہ کے مقابل اوسنی تصنیف کیا ہے — اور
کتاب قران السعدین دہلی کی بادشاہ علاء الدین کے بیان مین اوسکے تصنیف سی ہے
ایک کتاب دہلی کی بیان مین ہی اوسکو علم موسیقی مین اتنی مہارت تہی کہ آج تک
پیدا نہین ہوسکے اوس فن کی اگر موجد کہین تو بجا ہی آخر عمر مین ریختہ کہنے کا شوق
اوسکو ہوا میر نے کہا ہی کہ بہت ریختی اوسکے موجود ہین — جودت طبع خداداد
اوسکے کا کیا حال لکہون کہ چیستان اور مکرنی اور پہیلی اور ریختہ جو وہ کہتا تہا کوئی
اوسکا مقابلہ نہ کر سکا — چند روز جب سے خسرو نے ہمراہ رکاب شیخ نظام الدین اولیا کے
یادہ گئی ہین شیخ مذکور اس شخص سے نہایت خوش تہے اکثر بار یہہ کہا کرتے تہے
کہ روز قیامت کو اگر پوچہین گے کہ ہماری واسطے کیا تحفہ لایا کہون گا کہ سوز سینہ
ترک اللہ کا — بعضی ارباب سیر نے لکہا ہی کہ حضرت سعدی سے ملاقات جب
خسرو کے ہوئی اون ایام مین یہہ شعر خسرو نے کہے جس کنایۂ حال ملاقات سعدی
دلالت ہوتی ہے وہ یہہ ہی

خسرو مست اندر ساغر معنی بریخت ۔ شیرہ از خمخانۂ مستی کہ در شیراز بود

قسم اول

۲۰ ایک غزل اوسکے جو کہ بہت مشہور و معروف زبان ہندی کے خسرو کی تصنیف سی ہی اور
اوسکو آج تک سب قوال گاتے ہین بکہر جاتے ہی وہ یہہ ہے

زحال مسکین مکن تغافل دورا نینان بنائی بتیان ۔ چو تاب ہجران ندارم ای جان نہ لیہو کاہی لگائی چہتیان
یکایک از دل دو چشم جادو بصد فریبم ببرد تسکین ۔ کسی پڑی ہی کہ جا سناوی ہمارے پی سون ہماری بتیان
شبان ہجران دراز چون زلف و روز وصلت چو عمر کوتہ ۔ سکہی پیا کو جو مین نہ دیکہون تو کیسی کاٹون اندہیری رتیان
چو شمع سوزان چو ذرہ حیران ز مہر آن مہ بگشتم آخر ۔ نہ نیند نینان نہ انگ چینان نہ آپ آوی نہ بہیجی پتیان
بحق آنمہ کہ روز محشر بداد مارا فریب خسرو ۔ سپیت منکے دورای راکہون جو جانے پاون پیا کی گہتیان

شمس ولی اللہ

یہ شخص درمیان دکہن کے تہا اوسکو ولی اللہ کہتی ہین تخلص اوسکا ولی ہی مگر اوسکے بیانات
سی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ وہ سنی تہا نہ شیعہ بلکہ دونون مذہب کے بیچ بیچ مین اوسکا طریقہ تہا
ایک دیوان بہی اوسکا موجود ہی بالفعل کلکتہ مین چہاپا گیا ہی لیکن اس شاعر کو قریب
تین سو برس سے زیادہ گذری ہین بہت بڑا متقدمین سے ہی گرچہ وہ ارادہ گفتگو اردو
کا رکہتا تہا اور زبان ریختہ مین اشعار کہنے کی بہت جہت جو اور سعی کوشش کرتا تہا
لیکن بار دو اوسکے بالکل اچہی نہین بعض الفاظ کہ یہہ شکل ہستے اور متروک کی بہت
استعمال کرتا تہا اور اور الفاظ دکہنی بہی اشعار مین بہت کہتا تہا مگر پہر بہی غنیمت ہے
کہ اول زمانہ مین ایسا فکر کرنا بہی غنیمت ہی عروض و قافیہ مین اوسکو اچہا دخل تہا
اوسکا دیوان سبہی تمام دیکہا ہے اوسمین بہت قصیدے اور غزلین اور رباعیات
اور قطعے ہین مگر ازاو معلوم ہوتا ہی کہ کسی کی تعریف نہ کرتا تہا ۔ ایک مثنوی تعریف اوسنے
شہر سورت کی بنائین عمارت مسلس مین لکہی ہی اوسکے متقدم اور اول اور بانی
اردو ہونے مین کوئی شک نہین بعض بعض اشعار اوسکے بہت دلچسپ اور بامضمون
باریک ہین گرچہ اردو اوسکے اشعار ٹہیک اور بہت مطابق محاورہ مستعمل زبان اردو

بیان متقدمین کا

۹ ہماری زمانے کے بیچ مین اگرچہ کوئی شک نہین کہ وہ تمام ہندوستانی شاعرونکا رہبر اور ہادی شعرگوئی مین ہی کیونکہ سب سی افضل اوسکی شعر گوئی ہین یہہ چند شعر اوسکے تمام اوسکی دیوان کی گویا جان ہین جنکی بہت تحفہ مضمون ہین اور مطابق محاورۂ زبان مروجہ حال کے ہین وہ یہہ ہین

طاقت نہین کسیکو کہ ایک حرف کہہ سکے ۔ احوال گر کہون مین دل بیقرار کا

آئی وہ لے ہماری طرف تیغ ناز لے ۔ اوس شوخ کو خیال اگر ہے شکار کا

مسند گل منزل شبنم ہوئے ۔ دیکھہ رتبہ دیدۂ بیدار کا

جنون عشق ہوا اسقدر زمین کو محیط ۔ کہ پارسا کو ہوئے موج بوریا زنجیر

دو رنگی سی تیری ای سرو رعنا ۔ کبہی راضی کبہی بیزار ہین ہم

خط کے آنی کی خبر دار کیا گلرو کو ۔ نشہ ہوش ہی اس بادۂ ریحانی مین

ایکدل نہین آرزو سے خالی ۔ برجا ہی محال اگر خلا سے

میرا دل تجہے کر کے بیوفا سے ۔ پسند خاطر خوبان ہوا ہے

ترک کرای رقیب فرو سے ۔ آہ میرے عصائی مو سے ہی

بہت شعر اس شخص کے اپنی مجموعہ سابق مین یعنی گلدستہ نازنیان مین کہہ چکا ہون اسواسطے بہت شعر لکہنے کے کچہہ ضرورت نہین

ابوالفضل

شیخ ابوالفضل مشہور وزیر بادشاہ ذیشان اکبر کا ہی شہرت اس فاضل کی اتنی ذکر اوصاف اوسکی سے اور ذکر اون خدمات سے مستغنی ہی جو کہ اوسنے ہندوستانیون بلکہ اہل یورپ کے واسطے کین ہمکو کچہہ غرض متعلق نہین مگر اسیقدر ہی اوسکو صرف مصنف اردو قطع نظر وزارت سے تصور کرنا چاہئی علاوہ تصانیف کتب نایاب زبان فارسی کی جو ہمکو اوسے حاصل ہوئی ہین اور جسکے دستگیر کرنے

قسم اول

ل تصانیف کی علاوہ آپ آئینہ اکبری مین بیان کرتا ہے کہ سینے مہنت ایک ہند

زبانے میرے جیسیان علم نجوم کے تہی — ایک فارسے کتاب زیچ جدید الغ بیگ سے آ

کی حکم کے بموجب ابوالفضل نے ہندی مین ترجمہ کیا تہا مگر اسمین ایک شخص الغ بیگ

امیر فتح اللہ شیرازی — اور کشن جالیسی — اور گنگادہر — اور مہیش

اونکی مقام پر ہوگا تہی مختصر حال بہرت اور نہایت اس فاضل بے بدل

کہ اکبر بادشاہ نے بحقیقتاً قدردانی کی اپنی جلوس کی انیسوین برس مین شیخ

شیخ مبارک کی بیٹے کو کہ فیضی سے چہوٹا تہا اپنی پاس بلایا اور تفسیر آیۃ الکرسی سے

بہرکہ کر شرف حضور سے مشرف ہوا بادشاہ کو وہ تفسیر پسند آئی — پہر تو دن بدن

کا مورد الطاف ہوکر پایہ اوسکی مرتبہ کا امرای عظام اور وزرای کرام سی زیا

بادشاہ کا مقرب اس مرتبہ مین ہوا کہ مقرب بادشاہ کی درگاہ کی اوسپر حسد لگ

شاہزادون نے ارکین دولت سی اتفاق کرکے ورطہ اسبابات کی ہوئی کرکے او

بیچ کئے کرین — اتفاقاً شیخ مبارک نے اپنی حیات کی زمانہ مین کلام اللہ کی تفسیر تصنیف

تہی اور نام بادشاہ کا اوسمین درج نہ کیا تہا — شیخ نے باپ کے مرنے کی

نسخہ لکہوا کر اکثر ولایتون کے طرف بہیجوادئے اور موافق رسم اہل

اوس کتاب کی عنوان کو اکبر بادشاہ کی نام سی مزین نہ کیا اکبر اسبابات کے

ہونے سے بہت آزردہ ہوا اور شیخ پر بہت عتاب فرمایا شاہزادہ سلیم

امرای قابو پاکر بادشاہ کے خاطر مین رنجش بڑہاوسے — اور شیخ کو مجرم سے

لیکن شیخ تقرب کے زمانہ مین اکثر عرض کیا کرتا تہا کہ مین سوا بادشاہ

اور کو نہیں جانتا بلکہ شاہزادون سے بہی بیٹے نہیں ہوتا اس سبب سے

آزردہ رہتی ہین اور اکبر اسبابات کو خوب جانتا تہا اور اوس کے م

اور عقلمندی سی بہت خوش تہا اسواسطے بعد کتنی مدت کے تقصیر اوسکی

بیان متقدمین کا

کرکے اوسکے حال پر عنایت فرمائی اور اوسکے جدا ہی بلا ضرورت جابیر نہ کہتا تہا یہان
تک کہ بسبب ورود کے دکن کی خدمتون کی سرانجام کرنیکے واسطے مامور ہوا۔ اور اوس ملک مین
بڑی خدمتین بہت تدبیر اور محنت سے بجا لایا جبکہ شیخ بموجب طلب بادشاہ کی ملک کی بعض
کامونکی واسطے چند رفیق ہمراہ لیکر دار الخلافہ اگرہ کے طرف تہا اوس وقت شاہزادہ
سلیم نافرمانی کی ساتہہ بسر کرتا تہا اور شیخ سے بہت آزردہ رہتا تہا شیخ کے دکہن سے انیکی
خبر سنکر قابو پاکر راجہ نرسنگہ دیو کو کہ وہ بہی سرکشی اور نافرمانی مین شاہزادہ کا رفیق
اور بادشاہ کے درگاہ کا منصوب تہا اس بات پر آمادہ کیا کہ شیخ کا رستہ روک کر اوسکا
کام تمام کرے۔ نرسنگہ دیو یہہ کام اپنی ذمہ پر لیکر جلد دکہن کے راہ کیطرف کوچ کیا اور
اوجین کے قریب پہنچ کر راجپوتونکے فوج کی ساتہہ گہات سے نکل کر شیخ کے قتل کا ارادہ
کیا شیخ نے بمقتضای شجاعت اور جوانمردی کے ثابت رہ کر مردانگی کی داد دی
اور اپنے ہمراہیون کی ساتہہ غنیم پر بہت حملے کئے راجپوتون مین سے ایک جماعت کثیر نے
ہجوم کرکے اطراف و جوانب سے گہیر لیا آخر کو ماہ ربیع الاول سنہ ۴۷ جلوس مین مطابق
ایکہزار گیارہ ہجری کے شیخ نیزہ کے زخم سے زمین پر گرکر آخرت کے طرف راہی ہوا
اور ہمراہی اوسکے بہی مارے گئے راجہ نرسنگہ دیو نے شیخ کا سر تن سے جدا کرکے الہ آباد
مین شاہزادہ کے خدمت مین بہیج دیا اکبر یہہ خبر سنکر بیخود ہوا اور اپنے سینہ اور موہنہ
پر ہاتہ مارا اور رای رایان پتر داس کو کہ اوس حدود کا فوجدار اور منصب سہ ہزاری سے
سرفراز تہا شیخ عبد الرحمن جو کہ بیٹا شیخ ابو الفضل کا تہا اور اور بہت امرا اوسکے
ساتہہ کرکے نرسنگہ دیو کی مار ڈالنے کا حکم دیا اور کہا کہ جب تک اوس بدمذہب کا سر
ملاحظہ مین لڑائی سے [illegible] تہا دین موہنہ نہ دکہلا دین اور پہر بادشاہ نے فرمایا کہ شیخ کے مرنیکا
برابر اوسکا اس قدر رنج نہین کہتا اوس کی جوہر و اور جیبہ مجکو ملتی پر کتنا اور بفرخ
مین پہنچانا مگر یہہ ہم کو خوب معلوم ہے کہ اس شخص کا مذہب دہریہ تہا [illegible]

قسم اول

۴۴ زمانا تہا حتی کہ بادشاہ کو پہر آفتاب پرست کر دیا تہا اور اوسکا اثر اتنا ہوا چونکہ ابو الفیض فیضی مشہور ہے وہ بدمذہب تہا بلکہ اوسے نے اولا بادشاہ کو بگاڑا تہا بادشاہ افتاب پرستی کرنے لگا تہا

اشعار ابو الفضل

منت خدا یرا کہ گہرہای شاہوار — کز تاب میکند با نجم سرا بہرے

الماس کلک سفتہ و در سلک انتظام — آوردہ آنچنانچہ خوش آید بجوہرے

از قدر در خوراست کہ ہر جوہرے ازان — سازند گوشوارہ خورشید خاوری

بہر نثار شاہ کہ گوہر شناس عقل — چون او درے ندیدہ بہ پاکیزہ گوہرے

سلطان عہد اکبر غازی کہ بر سپہر — خورشید کسب کردہ ازو ذرہ پرورے

زر بخشی سرورے کہ ز الطاف جود اوست — خورشید عاجز از عمل کیمیاگرے

در عہد او زبسکہ ہنر را رواج شد — عیبست ہر چہ ہست بغیر از ہنروری

از یمن عہد بادشہ و جہد اوستاد — طبعم نمود یاری و توفیق یاورے

دہ سال و پنج پیش پدر کافرین برو — تحصیل کردہ ام ز علوم متعبرے

دود چراغ خوردہ شب آوردہ ام بروز — معذورم از نماندہ دماغ مرا ترے

شاہا منم کہ بعد ہزار آرزوے دل — رخ نمودہ سوے جناب تو رہبرے

دارم خیال آنکہ دماغ امید من — از عطر التفات تو یابد معطرے

دست مرا بگیر کہ دستم ز کار رفت — در بحر غم زبسکہ نمودم شناورے

این چشم دارم از نظر بندہ پرورت — کز عین التفات برین تحفہ بنگرے

تفسیر دلکش است موشح بنام شاہ — تاریخ نام او شدہ تفسیر اکبری

بہاگوداس

یہ شخص کہ جسکے قریب باکرنس سے تہا جو سے بیک کا مرتب یا مصنف ہے یہ

بیان متقدمین کا

کتاب کبیر پنتھے کے قوم کی کتابون مین سے سبسے زیادہ مروج ہی - دوسری کتاب کبیرنے
خود بنارس کے راجہ کو بہیجی تہے یہہ بجک جو بہاگودا سکی تصنیف ہی کبیر پنتہی کے قوم مین اکثر
لوگ اسی پر عمل کرتی ہین یہہ نظم مین تصنیف ہوا ہے اور بہت واضح بیان ہے بلکہ اسمین
دلیلین بہت ہین بہ نسبت اپنی مذہب کے مفصل بیان کرنیکے اور ون کی مذہب پر حملہ اعتراض
کئی ہین اسیواسطے یہہ کتاب ایسی دشوار فہم ہی کہ اصول تحقیق مذہب کبیر کا دریافت ہونا
قریب ناممکن ہے چنانچہ کبیر پنتہے لوگ اوسکے تشریح مقام پر مختلف ہین اُس قوم
کی علماء کی ہاتہہ مین ایک رسالہ ہی جسمین مشکلترین مقامون اُس کتاب کے کنجی ہی لیکن
یہہ کتاب چند آدمیونکے پاس ہے اور اوسکی کثرت بہی نہ ہونیسے کچہہ نقصان حادث نہین
ہوتا کیونکہ اصل متن سے کچہہ کم ہی او متنی ہی   منقل ہے *

احمد

گجراتی ہے علی ابراہیم اپنی تذکرہ گلزار ابراہیم مین لکہتا ہی کہ یہہ مصنف ہم عہد اور
ہم وطن ولی مرحوم کا ہی یہہ شخص زبان سنسکرت اور برج بہاکہا سی خوب
واقف تہا اور زبان ریختہ مین کہتا تہا یہہ اون کی اشعار اسلئے نقش طبع لاحقین نکرہ
ہواکی نکلی جاتے ہی گرچہ دیکہنی والے خوب ہسنیگی گر چونکہ وہ متقدمین سے ہی اسلئی ہم
یہہ سبب غنیمت جانتی ہین

گر بیضۂ زاغ کسی در زیر سیمرغ نہد — از اصل خود نماید بیرون آخر کہ بیضہ ہی
گر طفلکی بازی گری کو بندہ و حاکم شود — اصلی کہ دارد کی رود آخر نمود اپنے پر
گر بچۂ شیر کسی با شیر روبہ پرورد — مردی کہ دارد کی رود آخر نمایاں ہو پر

ولسن صاحب کے بیان سی جو ایشیاٹک رسار چیز کے سولہوین جلد سے صفحہ
(۴۰) مین ہی یہہ دریافت ہوا کہ کبیر اور نانک کا ارادہ یہہ تہا کہ مسلمانون اور
ہندوؤن کو دونو کو ملاکر ایک نیا مذہب اختراع کری

قسم اول

ادہم

تخلص عبداللہ ادہم کا ہی جو کہ مصنف ایک مثنوی کے متعلق مسمی مجموعۃ العاشقین کا ہے
اس مثنوی کے ایک جلد برٹش موزیم* میں بیچ لندن مین موجود ہے اوس کتاب مین
تصویرین اوسکے حکایات اوسمین ہی کہنچی ہوئی ہین اور چند اولیاء اللہ کا بہی اوسمین
تذکرہ ہی جو کہ مسلمان گذری ہین - اور اہل ہنود کا بہی اوسمین بیان ہے، جو کہ وہی
کرشن کے پرستش کیا کرتے تہے — اور نصارے کا بہی اوسمین ذکر ہے اور حضرت
مریم علیہا السلام اور حضرت عیسے ع کا حالت صبا کا نقشہ جیسا کہ اہل فرنگ کہنچتے
ہین ویسا ہی ٹہیک کہنچا ہوا ہے یہہ بڑی تعجب کی بات ہی کہ جسجاے اہل التصوف اور
اورکمال کا حال لکہا ہی اوسے جاے ہندون اور دیوتاؤن کا بہی حال مثل کرشن
- اور وشنو - کرشنا وغیرہ کا ہے

آزاد

میر فقیر اللہ قدما سے ہے معاصر شمس ولی کا ہی یہہ شعر اوس کے ہین

سب صنعتین جہانکے آزاد ہمکو آئین   پر جس سے یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

بعض آدمیون معاصرین ولی نے اس شعر کو اسطرح پر نقل کیا

آئین جہان کے ساری ازادمنین ہر   ایسا ہنر نہ آیا جسسے کہ یار ملتا

بایزید انصاری

اس شخص نے ایک فرقہ جلالیہ کی بنا ڈالی تہی - بموجب بیان مصنف کتاب
دبستان المذاہب کے معلوم ہوا کہ یہہ سنہ ۱۲۵ھ مین دہجان جالندہر کے جو پنجاب مین واقع
ہے پیدا ہوا تہا اسجاے مین فقط یہہ بیان کرنا ضرور ہے کہ یہہ مصنف دبستان اور

* یہہ ایک مکان درمیان لندن کے بنا ہی جہان عجائب اور غرائب تمام جہان کے رکہی جاتی
ہین اس مکان کا حال سیر یوسفی مین لکہا ہی جسمین دیکہنا ہو

بیان متقدمین کا

اورا خون درویزہ جوکہ مصنف مخزن افغانے کتاب پشتو کا ہی بیان کرتی ہین کہ بایزید ۴۵
انصاری مذکور سی اول تصنیف پشتو زبان مین جاری ہوئے اور بعد اوسکے فارسی اور عربی مین
بہی اوسکے تصنیفات ہوئے بات یہہ ہی کہ اوسنی ہند مین واسطے توضیح اپنی مسائل ہندو ونکے
واسطے — اور فارسی مین ایرانیون کی لئی اور پشتو مین افغانون کی واسطے کتابین
تصنیف کی تہین سوا اور تصنیفات کی ایک کتاب خیر البیان اوسنی تصنیف کی ہے
لوگ اوس کتاب کو کتاب الہامی سمجہتی ہین بایزید مذکور کا ذکر ایسا ہی ایک ہندوستانے
مصنف فرض کر کی کیا گیا ہی اسلئے اوسکی مسائل کا یہانے ذکر کرنا کچہ ضرور نہین —
ایشیک رسارچیز کے دسوین جلد مین ایک دلچسپ حال اس شخص کا ڈاکٹر لیڈن صاحب
نی لکہا ہے یہہ دوہرہ اوس کی ہین

گہڑی گہڑی گہڑیال پکاری کہی ہی بہت گئی اور وہ اب ہی ہی،
سو وہی کہا اچیت جاگ چب سورے چلی آج کی کال ٹہا وجیو رسے
سنجر من بیتت مری تو تارے کامن کنک کلیس قری تو تار سنے
ہر بہکت تن سون نیہ پل تہ پائے اور رام بہجن مین دیہہ گلے تو گائی
دو دو دو دیپک بال محل مین سووتے ناری سی کر نیہ حلت ہین تو وتے
سوندہا تیل لگائیر پان کہہ کہا تنگے نبا بہگت بہگوان گنہیا جا سینگے

چاند

یہہ شخص بہت بڑا مشہور مورخ اور ہندی شاعر ہی مصنف تاریخ پرتہی راجہ چوہان
کا ہی جو دہلے کا پچہلا راجہ تہا یہہ کتاب تواریخ کی موجب دستور ہندوستانیونکی منظوم
ہی اسمین تواریخ راجپوتانہ کے ہی اور خصوصاً اوس زمانہ کے جس زمانہ مین یہہ شاعر
موجود تہا اس تاریخ مین چاند مذکور نے اپنی بڑی عقلمندی خرچ کر کے اپنے
قدر روشنے سی چاچوندہے لگا دی ہے اور اوس سی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ اس

قسم اول

زمانہ مین مثل اوسکے اور کوئی نہ تہا بیشک یہہ کتاب سبسے قدیم ہندی تصنیفات مین
سی ہے — چاند برتہری راجہ کا شاعر تہا اوس چاند اوس راجہ کا اور خنداور
خاندان راجپوتون کے بہی تعریف لکہی ہے — یہہ شاعر بارہوین سنہ عیسوی صدی
کے آخر مین زندہ تہا — لندن کے ایشیاٹک سوسائٹی کی کتب خانہ مین ایک قلمی جلد اس
کتاب کے جو میجر کاٹڈ صاحب نے دی تہی موجود ہے — اور ایک جلد کمپنی کی کتب خانہ مین
بہی ہے یہہ کتب خانہ انگلنڈ مین ہی — ایک عالم ملک روس کا رابراٹ لنز نے
اس کتاب کا ایک حصہ زبان روس مین ترجمہ کرکے درمیان ایک ہزار آٹہہ سو چہتیس
۱۸۳۶ سال کے چہاپا تہا جب وہ دار الخلافہ روس کو گیا تہا لیکن اس فاضل کے
جوانمرگ ہونے سے اس دلچسپ کتاب کا ترجمہ پورا ہونے نہ پایا — وہ قلمی جلد جو
ایشیاٹک سوسائٹی کی کتب خانہ مین ہی درمیان انگلنڈ کے اوس کا نام یہہ ہے
تاریخ پرتہوراج بزبان پنگل تصنیف کردہ کب چند بردائی) جیمس ٹاڈ صاحب
مرحوم نے جو اپنی تاریخ راجستان کی لکہی ہے اوس کتاب مین اس کتاب سے بقدر
تصنیف کتاب کے ہی بلکہ زیادہ مضمون لیا ہے بلکہ اوسنے بہت سا اوسکا ترجمہ بہی کیا ہی
لیکن اوسکی موت نے اوسکو پورا ہونے دیا نہ چہپنے دیا — اس قصہ مین جو
ایک قصہ عجیب بنام سنت سنگتا کے ہی صرف اسی ہی کا ترجمہ چہپنے پایا تہا جن
جلدین چہپین تہین وہ فقط اپنی دوستون ہی کو تقسیم کر دین تہے ایشیاٹک جرنل کے
سرنو اخبار کے پچیسوین جلد کے درمیان یہہ ترجمہ تمامہ چہاپا گیا ہے — بیان
کیا گیا ہے کہ کیا کیا کچھہ اوس کتاب مین مذکور ہے — چاند کے تصنیفات ایک علم
تواریخ ہے اوس عہد کے کہ جس زمانہ مین وہ تصنیف ہوئے تہے اس کتاب
کی اتہر حصہ مین جسکے کل ایک لاکہہ شلوک ہین جسمین پرتہی راج کے مہمات
عظیمہ اور ہر ایک خاندان امیرانہ راجپوتانہ کے اباؤ اجداد کا بہی ذکر ہی

بیان متقدمین کا

اسی سبب سے یہہ کتاب ہر ایک راجپوت کے خاندان مین بہت محفوظ قدیمے کاغذونکی
ہمراہ رہتی ہی جو راجپوت ہونیکا دعوی کرتی ہین۔ تذکرہ یا ان پرتہی راج کے
اور رفاقت اوسکے و ایان اطراف سی اور اوسکے تہری باج گذار ان طاقتور
کا حال سی اونکے مقام سکونت اور تاریخ اونکے خاندانکے اور نسب نامہ اوسمین
مندرج ہی بسبب اس بیان کے چاندکی تصنیف کے بڑی قدر ہی بلحاظ تواریخ اور
جغرافیہ خاندان راجپوتانہ کی۔ اور واسطے دریافت اونکے دیومالا اور رسوم
ہنود وغیرہ کے مناسب ہے۔ یہی معلوم ہوتا ہے کہ مصنف اس کتاب کا چندرا
۔ اور چندربہات بہی مشہور ہے اور اوسکے تصنیف کا نام پرتہی راج رجسو
بہی معروف ہے واڈ صاحب نی درمیان اوس تواریخ کے جو انہوں نے
درباب جیسلم اور دیومالا ہنود کے تصنیف کی ہی وہ صاحب اوسے کتاب مین
یہہ بیان کرتے ہین کہ یہہ کتاب چاندنے درمیان زبان قنوج کے لکھے ہی۔
اس چاندبردا نے ایک اور کتاب بہی بنام جاے چاندراہر کا چہا تصنیف کے ہے
اوسکو بہی واڈ صاحب کہتے ہین کہ قنوج کے زبان مین ہے

کرشنا

یاکشنا جالیسی یہہ ایک معاون ابوالفضل کا ہے جو گنگادہر اور رفیع علے
اور مہیش وغیرہ کی ساتہہ درمیان ترجمہ زیج الغ بیگ کے شریک تہا

گنگا کاوی

اوسنے ایک کتاب علم بلاغت مین درمیان ۱۵۶۸ء کے تصنیف کی ہی برجہہ
اوسکو چیدہ شعراء ہندی مین سے شمار کرتے ہین

گنگاپتی

مصنف ایک کتاب وجن بان دلاس کا یہ ایک کتاب سمت ۱۷۱۵ بکرماجیت

قسم اول

۸۴ کی ہین لکہے گئے تہی اس کتاب مین ہندو انکا فلاسفہ ہے اصلاحات اور صوفیانہ طور کی مضامین کے تعریف ہی یہہ کتاب سوالات ایک گرو اور سکہایا ایک شاگرد کے لکہے گئے ہے

سعدی

تخلص ایک شاعر کا ہے جو کہ سعدی دکہنی مشہور ہے وہ درمیان دکہن کے قبل وجود دکہن کے شروع اُردو معلی ہونے کی گذرا ہے یہہ شاعر علم اوستادی کا دکہن مین بلند کئے ہوئی تہا موافق رواج اپنے زمانہ کی اشعار کہتا تہا صاحب اشعار متفرقہ ہے اوسکا کوئی دیوان مرتب نہین ہوا ہے اکثر مصنفون نے خصوصاً مرزا رفیع السودا وغیرہ نے اپنی تذکرہ مین اس سعدی دکہنی کے شعر اوس سعدی شیرازی قدس سرہ کے طرف منسوب کیے ہین اس سعدی دکہنی کے اور اوس سعدی شیرازی مین یہہ فرق نہین کیا حالانکہ یہہ ایک بڑی غلطی ہے انہین مصنفین کے پیروی سے ایک مصنف ملک فرانس نے جسکا نام یاد نہین غلطی کی ہے یہہ شعر جو مین آگے لکہتا ہون اوسنے سعدی شیرازی کیطرف منسوب کئے ہین لیکن یہہ ان تذکرہ نویسون کے غلطی ہے یہہ سعدی دکہنی اپنے زمانہ مین یہہ کہا کرتا تہا کہ سعدی شیرازی میرے سامنے کچہہ حقیقت نہین رکہتا جو مین شعر کہتا ہون وہ نہین کہہ سکتا سو چنانچہ اسی ضد کے واسطے اپنا تخلص اوسنے سعدی رکہا ہے یہہ تین شعر اوسکے ہین اوسکو قریب چار سو برس کے گذری ہین سه

خستہ جو دیدم بہ پرسش گفتم کہ یہہ کیا ریت ہے ۔ گفتا کہ ہو دے بادری اس شہر کے یہہ ریت ہے

ہنستا تمہین کو دل دیا تم دل لیا اور دکھ دیا ۔ ہم یہہ کیا تم وہ کیا ایسے بہلی یہہ ریت ہے

سعدی گفتار ریختہ در ریختہ در ریختہ ۔ شیر و شکر ہم ریختہ ہم ریختہ ہم گیت ہے

سعید

مشہور صاحب تذکرہ اصلی نام اوسکا شیخ محمد سعید خان ہے بانی بزرگ ہوے

بیان متقدمین کا

اور شرح حالت تقوے کا اور ذکر دوست مشرب اور اظہار محاسن خصائل اور ابراز
مکارم اخلاق اور ادائے نکات دلچسپ اسکے اور تقریر بے تعین وقت کی اور تحریر استعداد و سخن اوسکے
کی زبان قلم کے اور قلم زبان کا ادا نہین کر سکتا — اصل اوسکی ملتان ہے — ہمیشہ
بد بخت بلند اور طالع ارجمند کے محسود روزگار رہا — شروع جوانی مین ملازم
سرکار سلطان مراد بخش کا ہو کر صوبہ احمد آباد گجرات مین گیا اور تھوڑے سے مدت مین
تمام ارکان دولت سے تقرب زیادہ حاصل کیا حتے کہ کوئی سوال اوسکا نا مقبول
نہوتا تہا — بادشاہ کی مدح مین قصاید اسنے اچھے کہے ہین اور جمیع اقسام سخن مین
مہارت تمام رکہتا تہا — ایک روز اوائل ایام خدمت مین شاہزادہ کے محرر کو جاتا تہا
داروغہ غسلخانہ کے نے جو ایک چیلہ تہا اوسنے جانے ندیا شیخ نے یہہ رباعی لکھ کر
بھیجدی —

ای شاہ ثبات جو جناب الہ است ہر حکم تو چون حکم کتاب اللہ است
این چیلہ در دو محل شکوہ مدت ابلیس صفت مانع باب اللہ است

بادشاہ کو اوس کی اشعار پسند آئی حکم دیا کہ سوائے زنانہ محل کے جس جاگہ شیخ آدمی کوئی
منع نکرے — صفائی روز مرہ کی اور طرز گفتگو شیخ کے اسقدر تہی کہ جسکے ساتھ بیٹھتا بادشاہ
یا امیر یا کسی شخص کے ساتھ ایک لحظہ صحبت رکہتا وہ شخص فریفتہ اوسیر ہو جاتا تہا
حاضر جوابی اور بدیہہ گوئی مین اوسکی مشہور ہے — ذکر ہی کہ ایک روز عید الضحے
کو شاہزادہ نے ایک بکری کے اپنی ساتہ سے قربانی کے انکہین اوس بکری کے گوشت
چھتو ہے کے کہلی زمین بادشاہ نے ایک ساعت اوسکی طرف دیکہ کر شیخ کے جانب
دیکہا شیخ نے فی البدیہہ یہ شعر پڑھا

عید قربان است منہ چشم کہ قربانت شوم ہمچو چشم گوسپند کشتہ حیرانت شوم

اور ایسا ہے اکہ ایک روز عید الفطر کے روز وقت سواری عیدگاہ کے مرا صلے جوہری کی
گیا جبکہ نظر بادشاہ کے اوس کی اوپر پڑی فرمایا کہ تہنیت اور مبارکباد کچھ نکہی

بیان متقدمین کا

اول ہر روز شیخ سے صحبت ناچار واقع ہوتی اور ساعت بساعت لمحہ بلحہ غبار اور اہ
کدورت خاطروں پر بیٹھنا شروع ہوا کیونکہ جبتک شیخ دربار میں حاضر رہتا تھا بادشاہ
کسی طرف التفات نکرتا تھا سلطان نے یہہ حال دیکھکر چند روز تو خون جگر کھاتا رہا آخر
الامر تاب نہ لاکر دو قطعہ دستک تحریر لیے اور ہر طرف کے ایک اپنی نام کی اور ایک
شیخ کے نام کے لکھکر ایک روز بادشاہ کو خلوت میں نظر مبارک سے گذرانے اور
یہہ کہا کہ اسوقت حضور ان دونو کاغذونمیں سے ایک پر دستخط فرماوین اور مہر
کر دیں یعنے یا مجکو حضور موقوف فرماوین یا شیخ کو معزول کرین والا نہ یہہ خنجر جو بیچ
کمر میں ہے اسوقت پیٹ میں لیکے ہلاک کرونگا سلطان چونکہ سلطنت کو بہیجا ہوا بادشاہ
کا جانتا تھا ناچار شیخ کے دستک پر مہر کر دی یہہ خبر شیخ کو پہنچی اوسیوقت اسباب سفر
کا مہیا کرکے احمد آباد سے کوچ کر گیا لیکن اوسکے جدائی سے سلطان پریشان ہوئے
دو تین منزل سے کوچ کرکی آیا ہوگا کہ بادشاہ نے ایک فرمان مشتمل اوسکی طلب
کے بہیجا اور لکہا کہ تمہارے چند روز دن طرح کے التفات ہونگے شیخ نے ایک اپنی طرف
سے عرضی اوسکی جواب میں لکہی اور یہہ غزل اوسکے عرضی کے ضمن میں درج کی سـ

مشکل بود بکوی تو دیگر گشت ما	پیچیده است زلف تو بہر شکست ما
چون سبزه هدره تو بجز پا فتاده گی	اینی سرو من بگو که چه آید ز دست ما
در روز هم که با رقیب تو خاطر نشان کند	جز تیر بے خطا که بر آمد ز شست ما
دل بسته در خیال میان جان به بند رسد	سد سکندری شده این بند و بست ما
فارغ ز دین و کفر شده بعد ازین سعید	او سرور نیاز و بت خود پرست ما

باقی مضمون عرضداشت شیخ کا اسی سے قیاس کر لینا چاہیے اسطرح کوچ درکوچ
شاہ جہان آباد میں پہنچا بسبب خواہش سلطان دارا شکوه کے چند روز رہے
مصلحت نہ کرسکے اوسکے سر کا ایک اختیار کی ہشیاری جانے دارا شکوه کی سرکار

قسم اول

۵۳ حضرت عالمگیر شاہ بادشاہ کے مین منصب قلیل پر ملازم ہوا لیکن تقرب ترا
پیدا کیا چنانچہ امراے عظام مثل اسد خان دیوان اعلے وغیرہ کی رشک لیکئے بیچ بار
بادشاہ کے ساتھہ ایسے خلوت کا اتفاق ہوا جہان خواصون کو بہی حکم جانیکا
نتہا یہہ بات سب اہل دربار پر روشن ہے پہر بحکم بادشاہ کے ملتان کو گیا جمعرات کی روز
آخر ماہ رمضان یکہزار ستاسے ہجری مین رحلت پائے اپنی سرداب مین مدفون
ہوا اوسکو علم تعبیر خواب اور علم قیافہ بہت آتا تہا غلطے کم کرتا تہا

حامد باری

ایک شخص تہا قدامی اونہی زبان جو زکہتا تہا صاحب دماغ اسوقت کے نکتہ پیرائی
کرتا تہا یہہ سات شعر اوسکے ہین

عزم سفر چو کردے ساجن مینو بندہ آوجی — قدر وصالت نادانستم تم بن برہ دوی سجے
موسم وقت بہار رسیدہ گل خندیدہ جا بجا ہر — تم بن یہہ گلزار و گلستان مجہہ بن سباجن جہاڑ سجے
جان برلب آمد جانان ابتو تکہ دکہلاو سجے — دیدم روبہی در جہانا بادکر دو تنگ آو سجے
تو بتا ابرو تیر از دیدہ در جگرم ناگاہ رسیدہ — کشتہ خود را بازجو یدہ آیان بہلاوے سجے
چشم و قاتل بر و قرارم غمزہ مستی تاب ندارم — زلف گویہ ہر دم مارم جب لکن لگاو سجے
من زفرقت جو کے بہیا کا تو منذر لکن گیا — کشت کنم ہر دیس مدینا سیا بہجا یاد سجے
صبر بکن تا چند بنالے اے دل خستہ حامد بار — حمد بگو با حضرت بار تو مجہہ آن ملاد سجے

گرو رام راو

گرو رام راو ایک چیلا گرو نانک کے خاندان کا نوین پشت مین کا ہے اصل حقیقت
ان لپشتو نکے یہہ ہے کہ تین پشت تک گرو نانک کے چیلے رہے بعد ازان اون تیرن
سے اولاد ہوئے اوس اولاد مین نوئے پشت گرو رام راؤ ہے اسکے قبر و ہتا
دہرہ دون سے کہ جو نیچے پہاڑ منصوری کے ہندوستان کے شمال حد مین واقع ہے

بڑی تکلف سی بنی ہی اور وہ دہرہ وہ جسین اوسکا آباد کیا ہوا ہے وہان مسلمانون کا دخل
بہی نہین ہوا اگر غلام قادر نے جب بادشاہ محمد شاہ کے انکہین نکالین تہین اوسوقت
وہ بہاگ کر سہارنپور کے راہ دہرہ دون مین پہنچا اور وہان جاکر اوسکے قبر کی برابر
جو گرو رام راو کی چارپائی بچہی ہوئی بڑی تکلف سے تہی جسکے ہندو لوگ بہت پوجا کرتے
ہین اوسپر سویا اور دہرہ کو زیر کیا یہ شہر مینے بہی دیکہا ہے اور خوب اوسکے
سیر کئے جبکہ مین پہاڑ پر سے اوترا اور ارادہ آنے کا طرف ہندوستان کیا روز
یکشنبہ یکم اگست ۱۸۴۸ء کو مینے اس شہر کے اور گرو رام کی مکان سیر کی شہر اچہا ہی
آبادی ہونے شروع ہوئی ہے بسبب چہاونی انگریزی کے زیادہ آبادی ہی چونکہ اس
مقام مین ایک دہرہ ہے گرو رام راو کا بنا ہوا ہی جسکو ہندو لوگ سماد کہتے ہین اور
مسلمان قبر اور دون اوس مین کو کہتے ہین جو درمیان دو پہاڑ کے واقع ہو
اسواسطے اسکو دہرہ دون کہتے ہین کیونکہ یہ شہر بیچ درمیان دو پہاڑون کی ہے اور دہرہ
گرو رام راو کا اسمین بنا ہوا ہے جو باعث اوسکے آبادی کا تہا ہندون کی زبانی
معلوم ہوا کہ گرو رام راو نے یہ مقام اپنے سماد کا کعبۃ اللہ کے نقل پر بنوایا ہی بندہ نے
بہی وہ مقام دیکہا اوسکے بیچ برج مین جو کعبہ کی تصویر پر ہے ایک قبر ہی جسمین گرو
رام راو مدفون ہوا ہے اوس قبر کے پاس جانب جنوب متصل قبر کے ایک پلنگ بچہا
ہوا ہے جسپر گرو رام راو سویا کرتا تہا وہ بنام شہر گرو رام راو مشہور ہے ہندون
نے بڑی شان و شوکت سے تزئین تمام اوس پلنگ کو آراستہ کر رکہا ہی باہر اوس
روضہ کے دروازہ پر ایک جہنڈا پچہیس گز کا زمین مین گڑا ہوا کہڑا ہی جسپر سرخ
کپڑا لپٹا ہوا ہے ہندون کی موافق عقاید کے وہ جہنڈا سب حاجتین پوری کرتا ہی
جو دعا مانگتے ہی عورتین اور مرد صد ہا جاہل اوسکو پوجتے ہین ڈورے یا ان
اوسپر باندہتے ہین اوس تمام چاردیواری کے جسمین گرو رام مدفون ہی ہندو لوگ

قسم اول

دربار کہتی ہین اگر اس لفظ کے سوا اور کچھ کہے تو برا مانتی ہین ماہ مارچ مین
جھنڈے گرو رام کا عرس ہوتا ہے تمام خلق باشندہ اوس نواح کی جمع ہوکر اوس مین
شامل ہوتی ہے - اوس گدی نشین کی جو سنہ ۱۸۴۲ع مین اب گرو رام کا خلیفہ ہے
کرکی سب حال گرو رام راؤ کا پوچھا اوسنے بیان کیا کہ بارہ برس کی عمر مین گرو رام راؤ
چہرے لاہور مین ملا اوسکی پاس ایک چہری اوسکے امانت رکہی ہوئی تہی اوسنی سب چہریان
دکہلا دین اور واسطے امتحان کی کہا کہ تمہاری چہری ہو پہچان لو اوسنے اپنی چہری لے کر
کے پہچان لی اسطرح بہت کرامتین اوس سی ظاہر ہوئین یہہ بہی اوسنی بیان کیا کہ حضرت
گرو مذکور نے بہت کرامتین دکہلائی ہین اگرچہ مورخین نے کچہ ذکر نہین کیا با مین عالمگیر
کو ایسی تاریخ نہ دیکہی ہوگی جسمین وہ یہان ہی ہندو کہتی ہین کہ گرو رام راؤ نے
مین بہی جاکر حج کیا ہے وہ اپنا مذہب درمیان مسلمانون اور ہندوؤن کے بیچ
رتبہ کا رکہتا تہا چنانچہ آج تک اوسی مذہب پر اوسکے گدی نشین چلے جاتے ہین مسلمان
سی بہی ملتی ہین ہندوون کے بہی خاطر کرتی ہین اس گرو رام راؤ کے چار جوروان تہین
چہوٹی عمر کا مرگیا اور پچہلی جورو جسکو بہت پیار کرتا تہا مسماۃ پنجاب کور تہی اوسنے تمام
تعمیر کیے ہین اوسکے حوض اور کئی تالاب اور ایک کو اوسنے بنوایا ہی چنانچہ
اوس جہنڈی کی سامنی ایک بہت بڑا تالاب واقع ہی جسمین وہان کی ہندو
عورتین اور مرد نہاتے ہین اور اپنی سعادت سمجہتی ہین وہ تالاب مین بہی
بہت اچہا اور بڑا وسیع بنا ہوا ہے پانی سی لبریز رہتا ہی ایک زنانہ مکان بہی اوسمین
کی نہانے کے واسطے بنا ہی جسکو رنگ اور تمام پنجاب کی ہندو اوس گرو رام راؤ
پوجتی ہین اور اوس تالاب مین اگر نہانا صواب سمجہتے ہین سنی ہین کہ تہا کہ پانچ
برس کا عرصہ گزرتا ہے ایک رانی لاہور کی واسطے زیارت اس گرو کی آئی
اور تالاب پر نہانے لگے جب اندر اوس مکان کے ننگی ہوکر نہانے

اور باہر سپاہیوں کا پہرہ واسطے حفاظت کے لگ گیا اوس وقت ایک فقیر سر و پا برہنہ جو
اوس حور نژاد کے صورت دیکہہ کر حیرت کے مورت بن گیا تہا تالاب مین دوسرے جانب
سے جہان مرد نہاتے تہے مین غوطہ لگا کر اوس دیوار کی موری مین کر جسمین سے پانی اندر زنانہ
مین جاتا ہے گہس گیا اندر جا کر اوس عورت کو پکڑ کر اوسے زنا کیا جب اوسنے غل مچایا
اور سپاہی لوگ اندر گہس کر اسنے دیکہا کہ دخل پذ دخل کا باب کر دان رہا ہے اونہونے
اوسکو مارنا شروع کیا وہ ضرب بیدل مار کہاتا جاتا تہا مگر اوس حرکت جماع سے
باز نہ آتا تہا آخر اوس رانی نے کہا کہ اب اسکو چہوڑ دو خیر جو ہوا سو ہوا اب نہ مارو
کیونکہ دخول ہو چکا ہے اوس رانی کے اوسی فقیر سے آنی اور جماع کرنی کو بہی سعادت
تصور کیا کیونکہ اوسکو یہہ خیال ہوا کہ شاید کسے گرو کے روح نے اسپر اثر کر کے یا گرو ہی
بصورت فقیر بن کر آیا ہے یہہ بہی اپنے سعادت ہے غرضیکہ ایسی واہی عقاید ان ہندون
کی دیکہنے مین آتی ہین کہ بیان نہین ہو سکتے اوس روز سے اکیلے کوئی عورت زنانہ
خانہ مین نہانی کے واسطے نہین جاتے اوس دہرہ مین چار قبر مین چار کونون پر اوسکے چار
چورون کے بنی ہوئی ہین پنجاب کو رجو چاسیتے بیوی اوسکے تہی اوسکی چہونے کا
کہنب اور جہولنا بہے بنا ہوا ہے اوس مندر مین چند درخت کیرٹی مین ہندون کا یہہ
عقیدہ ہے کہ گرو رام راؤ نے اس جا ئے دتون کر کے مسواک گاڑ دی تہے اوسکی
سبب غور ایہہ درخت پیدا ہو گی ہین جنکے پوجا ہوتی ہے جانب شرق اوسکی روضہ
کی ایک پتہر گرو رام راؤ کے تاریخ وفات کا کہدا ہوا لگا ہے مجہنے بہی اوسی
دیکہا آخیر مصرع اون ابیات کا جنسے حال اوس کی تاریخ وفات کا نکلتا ہے
یہہ ہے ۔ گفت کہ بیہات گرو رام راؤ

قسم دوسری طبقات شعراء اردو مین

طبقہ اول

اسمین اون شعراء کا ذکر ہے جو بانی اردو کے تہی اور انہ زبان اردو کی شیوع مین کوشش بلیغ کی

بسمل

یہہ شاعر کم مشہور ہے علی ابراہیم نے ایک ہی شعر اوسکا انتخاب کیا ہی
مصنف ہی جسکو میر تقی اور فتح علی حسینی اپنی تذکرہ مین تخلص بسمل لکہتے
ہین ایک ہی بیت اوسکے انتخاب کے ہی اگر یہہ بسمل وہی بسمل نہو جسکا ذکر
کرون گا تو وہ اوستاد شاہ گل کا ہے جسکا ذکر آگے ہوگا

بکہاری لعل

دہلی کا ایک ہندوستانی شاعر ہے جو کہ درمیان ۱۱۷۰ ہجری کے
بادشاہ کے عملداری مین موجود تہا

بہار

منشی ٹیک چند بہار دہلی کے اس مصنف نے اشعار ظرافت آمیز
بہت لکہے ہین وہ سراج الدین علی خان اور فتح علی حسینی سے بہت محبت
— میر نے بہی اس شاعر کو دیکہا ہی — اوسکے تصنیفات ہندی اور
خصوصاً فارسی بہت ہین اوسکے فارسی کتب مین سب سی زیادہ مشہور
کتاب اصطلاحات فارسی بہار عجم ہی جو کہ اس مصنف نے بعد
فارسی کی تصنیف کیے تہے اور ایک جواہر الحروف — اور
بہی فتح علی حسینی نے چار صفحہ اس شاعر کے ابیات اردو کے
مین لکہے ہین وہ درمیان ۱۱۵۰ ہجری کے تہا یہہ ایک شعر ا:

طبقہ اول

حکیم قدرت اللہ خان قاسم نے لکھا ہے

۵۷

وہی اک رشتہ ہے جسکو ہم تار کہتے ہیں — کہیں تسبیح کا رشتہ کہیں زنار کہتے ہیں

فضلی

فضل علی نام تخلص فضلی محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین وہ موجود تھا اوسنے ایک کتاب دہ مجلس اردو زبان مین قدما کے محاورے پر لکھی ہے وہ خود کہتا ہے کہ اون ایام مین میری عمر تیس برس کی تھی اوس کتاب کا نام اوسنے کربل کتھا رکھا ہے سبب تصنیف اوس کتاب کا جو اوسنے بیان کیا ہے بعینہ اوسکی عبارت بلا کم و کاست لکھتا ہون وہ کہتا ہے کہ باعث سبب تالیف کا یہہ تھا کہ قبلہ حقیقی اور کعبہ تحقیقی میری نواب مستطاب معلی القاب نواب بابا ام نواب شرفعلیخان سلمہ اللہ الملک المنان ہر سال تعزیہ ابو عبد اللہ الحسین علیہ الصلواۃ والسلام کا بخلوص نیت اندرون محل مخفی بموجب حدیث شریف کہ التقیۃ دینی و دین آبائی و التقیۃ جنۃ بوجہ احسن بجا لاتا تھا اور بندہ حقیر بتقصیر حسب الارشاد اوس قبلہ گاہ کے روضۃ الشہدا کا خلاصہ کہ سب نکتہ نکتہ مناقب شاہ مومنین اور سب دقیقہ دقیقہ بیان مصائب سید الشہدا اور واقعہ شہادت شاہ کربلا کا اوسمین لکھا ہے سناتا تھا لیکن معنے اوسکے عورتون کی سمجھہ مین نہ آتے تھے اور فقرات پر سوز و گداز اوس کتاب مذکورہ کے بسبب لغات فارسی کے اونکو نہ رلاتے تھے اکثر اوقات بعد کتاب خوانی سننے والیان مذکور کرتین کہ صد حیف و صد ہزار افسوس جو ہم کم نصیب عبارت فارسی نہین سمجھتے اور رونے ثواب سے بے نصیب رہتے ہین ایسا کوئی صاحب شعور ہووے کہ کسی طرح ہمن عورتون سمجھاوے اور ہم سی بے سمجھون کو سمجھا کر رلاوے مجھ احقر حقیر کے خاطر مین گذرا کہ اگر ترجمہ اس کتاب کا برنگینی عبارات اور حسن استعارات بندی قریب الفہم عامہ مومنین و مومنات کیجیے تو بموجب اس کلام بالنعام کے مَن بکیٰ علی الحسین او تباکیٰ وجبت لہ الجنۃ

اد ہر اصواب ہجو - ترجمہ (جو شخص رویا اُ[illegible]ین جہکے یا جیسے رولایا اور رون کو آوے
واسطے جنت واجب ہوگئے) کیونکہ اس فایدہ سمجانے اور اُس ثواب پانے سے زن و
مرد اور پیر و جوان خوانندہ و ناخوانندہ اور خورد و کلان کو بہرہ فاضل اور نصیبہ کامل
ہووے اور ہر ایک بیخبر اس درد پرسوز اور اس خبر غم اندوز کو سنکر اور سمجہکر رووی
پہر دل مین یہہ گذرا کہ ایسے کام کرن عقل چاہئے کامل اور مدد کسو طرف کے
ہوئی شامل کیونکہ بے تائید صمدی اور بی مدد جناب احمدی - یہہ مشکل صورت پذیر
نہووے اور گوہر مراد رشتہ امید مین نہ آوے لہذا پیش ازین کوئی اس صنعت کا
نہین ہوا مخترع - اور اب تک ترجمہ فارسی بعبارت ہندی نثر نہین ہوا مستمع -
پس اس اندیشہ عمیق مین غوطہ کہایا اور بیابان تامل و تدبیر مین سرگشتہ ہوا لیکن راہ
مقصود کے نپائی ناگاہ نسیم عنایت الہی سے گلشن افکار پر اہتزاز مین آ یہہ بات آینہ
خاطر مین مونہہ دکہلائی کہ یہہ فکر عظیم بغیر امداد ارواح مقدس حسین علیہ السلام
حسب خواہش مجہ ناتوان کے سرانجام نپاوے چون ذکر حسنین علیہما السلام کی مدد
کا ذہن نشین ہوا وہین دل کو تقویت ہوئی پہر خاطر مین گذرا کہ قادر حقیقی
اور خالق تحقیقی نے ذات انسانی کو ایسی قدرت کرامت کی ہی کہ جیسے کام
پر ہمت اور توجہ کو مصروف رکہی البتہ معطل و موقوف نرہی اور
اور انصرام کو پہنچے اور بحکم السعی منی والاتمام من اللہ اس سعادت عظمی
اور اس عبادت کبری کو خاطر امید مین موافق دہر اور اس بیابان فصاحت
و بلاغت کو ساتہہ تائید عنایات صمدی کے طے کرا اور بمقتضای حدیث الدال
علی الخیر کفاعلہ امید صواب دہر ایک رب بعد کتاب خوانی اور سنی[illegible] کی ایک
فاتحہ مجہے اس کام بانظام کے لئے بہی پڑہا دو [illegible] تمنت [illegible] سینت فاتحہ
[illegible] مجہ ہید کے دلکون ایک انشراح اور ا[illegible] ج [illegible] پہر سا[illegible]

نظر تامل اور تفکر کے مطالعہ لاتحرک ذرۃ الا باذن اللہ کا کر سو گیا مین اوسے رات
واقعہ مین دیکھتا ہون کہ گویا ایک طرف ہمراہ اون ذی شان دوستان بہراز جان
سیر کو جاتا ہون راہ کے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ اول روضہ مقدس حسنین علیہما السلام
کی زیارت کر جا مین بخواہش تمام اور بخوشی اکمل اوس روضہ منورہ مین گیا دیکھتا ہون
کہ عمارت بادشاہت اوس مکان لطیف کی بعینہ مانند عمارت حضرت قدم شریف کے
کی ہے اور متصل دیوار کی دو قبرین نہایت ملین ہوئین باہم چون قافیہ و ردیف
ہے ایک بالشت بھر سرہانے کیطرف سے سبز ہے اور ایک اوسے دستور صرع
مین بہ ادب تمام اور بتصدیق تمام فاتحہ پڑھ سرہانے کیطرف بیٹھ مناقب شروع
کیا جون ہی وہ مراتب بلند حاصل ہوا وہین میری نظر چشمانسے رونا نازل ہوا
کہ ایکایک اون مرقدونسے دو دستہ نرگس کے نہایت ترتازہ نکلے لیکن مین مناقب
وہین پڑھتا اور روتا رہا کہ دو دستہ اور نکلے تب میں یہ دعا مانگنے لگا یا امین
علیہما السلام ایک دستہ اور عنایت ہووے کہ میرا صدق دل مجھ پر ثابت ہووی
کیونکہ مین پنجتن کا خادم ہون مین مانگنے اس دعا کے ایک دستہ اور تر و تازہ
نکلا حاصل الامر مین تا شام اوسے درگاہ ملک بارگاہ مین رہا اور دل مین کہا کہ
ای فیضلے تو ایسی جناب مستطاب اور ملجا و ماب عالم و عالمیان سے کہان جاتا ہے
اور پھیر اپنے تئین چاہ دنیا مین پھنساتا ہے یہین رہ اور مت جا اوس قصد کو
مصمم کر وہین رہا کہ ایک بعنایت ایزدی اور بہدایت صمدی ایک جوان
ریش و بروت آغاز اونہی قبرونسے نکلا ایک جاکہ رنگ اوسکا جیسے ہلدی
نہین اوسنے بولی دونو قبرون پر سوار ہے مجھے خبر نہیں کہ وہ کسکے خادم ہون تنے
کہا ای فیضلے دو شر کہ حضرت امام حسین ؑ ہے ہیں یہہ سنتے ہی بشادی تمام
دستہ بہم دو ترا دیکھا اوس جمال جہان آرا کو کہ مانند مہر منور اور ماہ انور

قسم دوم

۴۰ پہر جو روضہ مقدس کو روشن کیے ہوئے بیٹھنے اور گوہر غلطان اشک صدف رخسار ابدار پر بہین ہین مین دیکھتی ہے اوس جمال باکمال کو تصدق ہو قدمون پر گر کر یہ التماس کیا کہ یا حضرت حق تعالے میری یہ مراد دی جو پیشانی کو ان قدمون مبارک پر ملی لاکن باعث رونے اور رنجہ سی ہونے کا کیا یہ کہتا تہا اور انکہین اپنی تلوون ملتا تہا کہ اکبر یہ ایک شخص میرے ہی ساتھ کا آیا اوسنے کہا کہ بہائی اور آشنا تمہارے سب سوار ہو گئے اور تم اب تک یہین بیٹھے رہی بلکہ تمہارے سواری کا گہوڑا بہی گیا جون سنا کہ گہوڑا گیا خوش ہوا اوسے جواب دیا کہ بہلا ہوا گیا لیکن مین تو یہانسے نہ گیا ہون نہ جاونگا غلامے اس جناب کے قبول کی یہین کماؤنگا تب آپ زبان اعجاز بیان سی فرمائی اب تو تو جا پہر آئیو مینے بہانہ کیا کہ یا حضرت اب تو سوار ہر لیکا گہوڑا بہی گیا اور مین تو یہ قدم چہوڑ نہ جاونگا پہر زبان مبارک سے ارشاد کیا کہ باہر ایک پالکے سبز دہری ہی اوس پر سوار ہوکر جا پہر عدول حکم نہ کرینگا اور عرض کیا کہ یا حضرت اگر پہر آؤن تو تحفہ شہر سے واسطے نثار کی کیا لاؤن حکم ہوا کہ کئے روپیہ اور ایک کپڑا جہالر دار ایک کپی تیل کی اور ایک لوٹی مسی کے تصدق ہو اوب رخصت بجالایا باہر گیا اور اوسے پالکے پر سوار ہو چلا وہین انکہ میرے کہل گئے دیکہتا ہون کہ وقت نماز ہی اٹہکر بعد ادائے فرض کے دو رکعت شکر بجالایا۔ پہر یہ مصنف یون کہتا ہے کہ یہ گوہر گرانبہا ذکر خوب کہ بہ تائید بحر رحمت الہی صدف امید سے سلک عبارت مین منسلک ہوا۔ وکفی باللہ شہیداً کہ مبرا از کذب و خلاف ہی بموجب نص صحیح کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین ومعہذا تہمت پر جناب حضرت امام حسین باعث کفر کیلیے خلاف ہے اگرچہ مجہ سا نالائق روسیاہ اوس مظہر سبحانے کے دیدار مطلع الانوار دیکہنے کے لیاقت کہان رکہتا تہا لیکن اوس فضل خاص اور فیض عام سے بعید نہین

طبقہ اول

٣ اوسکے دیوان کے نام دیوان اچھے ہے کتب خانہ سرکار کمپنی بہادر کی مین درمیان ولایت کے موجود ہے اصلی اوسکے اشعار کا انتخاب متعذر ہوا کیونکہ یہان مفقود ہے

اٹل

میر عبد الجلیل اٹل قوم سے سید بلگرام کا رہنوالا ابو الفرح واسطی کی اولاد مین سے شاہجہان آباد مین رہتا تھا اور اپنے تئین جعفر زٹلی کا شاگرد معنوی کہتا تھا شعر فارسی اور ریختے دونو کہتا تھا اکثر قصاید عربی اور فارسی انکی یادگار ہین حال اوسکا یہہ ہے کہ علوم رسمیہ سے بے بقدر حاجت ماہر و باخبر تھا باوین ہمہ شوخ طبع اور طبیعت مایل شورش و ہنگامہ آرائی رکھتا تھا کیونکہ یہہ جوان رنگیلا اور بانکا حضرت دہلی کے بانکون کے شامل تھا۔ اکثر محمد عطا بانکہ سے جس کا ذکر آگے اویگا نوک جھوک رکھتا تھا۔ چنانچہ جن ایام مین کہ محمد عطا گوشہ نشین ہوا اور واہیات سے اوسنی توبہ کی۔ تو اسنے بطریق طنزیہہ آوازہ اوسپر پھینکنا شروع کیا۔ شعر

جب سنا دہوم دہام یارون کا جھوپڑی مین رہا دبک مردود

مضامین اوسکے اشعار کی زٹل اور خرافات سے بہرے ہوتے ہین یہہ چند شعر اوسکی زٹلیات مین سے لکہتا ہون ؎

ڈارہی نبود لایق ان بانکہ کہ چھوست این جا انکا ہمہ ہیچ است و تھڑوست
بر چہرۂ من بہہ خم کلاے ہوئی موچین در دیدہ نانکہا ی چو ڈانک پہوست

بند ترجیع بند کا

منم آن بانکہ دلیرا جل کز من افتاد در جہان کہلبل
کرد موجود بہر من تقدیر کی از برق و دگر از بادل
بہر ورزش گرم از سمنہ خشک گردد چو ہنگام اجل
با من از صدق دل کمیت بیان عرض کردند کی ادب تو اٹل
در ہمہ بانکہا امام توئی لشکر آرای دہوم دہام توئی
ٹلے زلف ہی چہرہ پہ یا جنجال ہے جنبش ابروہی یا بہو نچال ہے

قسم دوم

عاصمے

خواجہ برہان الدین عاصمے تصور کیا جاتا ہی اچھے مصنفین سے یہہ رہتا تہا دلی مین درمیان
بادن پورہ کے اشعار اوسکے لطیف اور وہ خود ظریف تہا - مگر اوس کی افکارات مین
سی تواریخ اور مرثیہ بہت اچھی ہین تلوار اور قلم کشے مین برابر تہا - لیکن معلوم ہوتا ہی
کہ کبیدہ خاطر اور محزون رہتا تہا - مر گئے - اور رفیع علی حسینی نی اپنی تذکرونمین
اوسکی تین شعر انتخاب کئے ہین مگر ہماری ہاتہہ دو آئے ہین وہ یہہ ہین یہہ شاعر خواجہ
عبد اللہ احرار کی اولاد مین سے ہی سہ

چمن کے تخت پر جس دن شہ گل کا تجمل تہا — ہزارون بلبلون کی فوج تہی اور شور تہا غل تہا
خزان کی دن جو دیکہا کچہہ نہ تہا جز خار گلشن مین — بتاتا باغبان رو رو یہان غنچہ یہان گل تہا

احسن

شیخ شاہ محمد اجمل رہنے والا الہ اباد کا چہوٹا بہائی شاہ غلام قطب الدین مصیبت کا لفظ شاہ سی
معلوم ہوتا ہے کہ یہہ شخص فقیر تہا جس خاندان مذہبی کا کہ یہہ شخص تہا وہ خاندان ہندوستان
مین مشہور ہے سیلے ابراہیم جسکا کہ یہہ ہمدم اور محب تہا اوسکے حسب خواہش چند
اشعار اوسنے بنارس مین درمیان سنہ ۱۱۹۶ ہجری کے واسطے مندرج کرنے تذکرہ گلزار
ابراہیم کے روانہ کئے تہے اور حال اسکا کچہہ معلوم نہین یعنی دیوان اسکا مرتب
ہوا ہے یا نہین یا کوئی اور کتاب بہی اوسکے تصنیفات سی ہی یا نہین اوسکے اشعار
بہی میرے ہاتہہ نہین آئے ہین

آصف

تخلص وزیر الممالک - نواب یحیے خان آصف الدولہ بہادر کا بیٹا نواب شجاع
الدولہ کا پوتا نواب عبد المنصور خان کا داستان اوسکے مکارم اور محامد کے فسانہ
گوش عالم کے ہین - اور شرح احسان عمیم اور ہمت فخیم بے نظیر و بے عدیل

طبقہ اول

اوس کے حد قلم سے باہر ہے ۔ محتاجون اور حاجتمندون کو بہت دیتا تہا درمیان ۱۲۰۰ ہجری کے حکومت کرتا تہا ۱۲۰۶ مین فوت ہوا لڑکپن سے اوسکو شوق اشعار کہنے کا تہا تیر اندازی مین بڑی دست قدرت رکہتا تہا ۔ اکثر شاعرونکو انعامات اور صلہ دیتا تہا چالیس برس کے عمر پائی یہہ اشعار اوس کے ہین ۔

ایک دن یار سے یہہ مینی کہا | اتو جسم طاقت دلون سب گئے
ہنسکے کہنی لگا کہ ای آصف | پہر کہ کرکے لا کہون جانسی گئے
ملنی سے ملکا تو وہ تمہار آپ سے | پر ہمکو چاہی کتنک دو لگی رہی
چارو بکس نے اوسکی نہین دیا مجہے | گرو بان نسیم شکل پر گاہ لی گئے

فریاد

لالہ صاحب رائے فریاد فرزند سندہ لال کا قوم کایتہ وہ درمیان ۱۱۹۶ ہجری کے لکہنو مین رہتا تہا میر سوز کا شاگرد تہا اول مین تخلص فریاد رکہتا تہا پہر فریاد رکہا مشہور شاعر ہی یہہ شعر اوسکے ہین ۔

قتل کا اپنے لکہا ہی سے مضمون پیشتر | واسطے میری برا دلوان محضر ہوگیا
تیغ ہجران تیری کام آئی آخر روز بد | زہر سے مینی پیا تو شیر مادر ہوگیا

فتح علی

فتح علی خان حسینی مولد اوسکا گردیزا ایک تذکرہ اوسنے لکہا ہے شمال اور دکہن کی شعرا کا ٹیپو کے کتب خانہ مین ایک جلد تہی اوسکے تہی اب وہ فورٹ ولیم کالج مدرسہ مین ہے اور اوسکے نقل ہماری پاس ہے سرکار کمپنی کی کتب خانہ مین بہی ایک نقل ہے اور نظام کے کتب خانہ مین بے بنام تذکرہ فتح علی خان موجود ہے تخمیناً اوسمین ایک سو شاعر کا ذکر ہے اور اوسمین اکثر اون لوگون کا ذکرہ ہے جنکا ذکر علی ابراہیم اور میر امن نے کچہ ذکر نہین کیا ہی

قسم دوم

۷۶ چونکہ یہہ ٹیپو کے کتب خانہ مین موجود ہی اغلب ہے کہ ۱۲۰۵ ہجری مین تصنیف ہوئی ہوگی

فتح الله

امیر فتح الله شیرازی اسنی ایک ترجمہ زیج الغ بیگ کا فارسے سی ہندی مین کیا یہہ ترجمہ اکبر بادشاہ کی حکم سی ہوا تہا اس ترجمہ مین اوسکے ہمراہ کرشنا جا لیسے اور گنگادہر اور مہانند اور ابو الفضل شریک تہے اوسنی آئینہ اکبری مین یہہ ذکر کیا ہی

فضل

شاہ فضل دکہنی یا فقط فضلے بموجب فتح علے حسینی کی جو ہم عہد شاہ نجم الدین ابرو کا تہا مصنفین و متقدمین اوسکی استعداد کے تعریف کرتی ہین

فضلے

افضل الدین خان فضلے وہ دکہن کے متقدمین شعرا مین سے ہے اوسنی دکہنی زبان ایک راجہ کی بیان مین ایک مثنوی لکہی ہی اوسکے عبارت مغلق ہے میر اوسکو اچہا شاعر نہین جانتا ہے

اسد

تخلص میر اما نے دہلوی مرحوم کا ہی یہہ ایک جوان خوش طبع شیرین زبان خوش فکر پاکیزہ تلاش تہا چندی سرکار دولت مدار نواب افضلخان مغفور کے مین جو کہ ایک چچازادہ نواب معلے القاب میرالامرا نجیب الدولہ ہبرور کا تہا علاقہ رکہتا تہا بعد انقضاے ایام دولت انکی کے واسطی تحصیل اسباب معاش کی رخت سفر کا جانب لکہنو کے کہنچا مصحفی نے زبانے میر ذوالفقار کے جو کہ اسد کا ہمسایہ تہا یہہ لکہا ہی کہ یہہ شاعر مذکور ایک سفر مین جبکہ وہ لکہنو کو گیا عازم اطراف مشرقیہ کا ہوا اسی اثنا مین اوسپر چور حملہ لائے اور اوسکو جانسی ہلاک کیا عمر اوسکے قریب پچاس برس کے تہی — یہہ شخص شاگرد رشید سرامد شعرا مرزا محمد رفیع السودا کا تہا علے ابراہیم

طبقہ اول

کہتا ہی کہ وہ درمیان عہد شاہ عالم بادشاہ کے بنگالہ مین وارد ہو کر مرشد آباد مین
مقیم ہوا مصحفی کہتا ہی کہ یہ ایک جوان تہا برگزیدہ بشاش چہرہ ایک دیوان اوسکا یاد
گار ہے اور قصیدہ اور مثنوی اور غزل کے بہری قدر ہی چنانچہ اوسکے تحفے گنجینہ
بہت معروف ہی اوسکی بہت تعریف ہی ــ

آیا جو میکشی کو چمن مین وہ بادہ نوش — ہر ایک گل کے ہاتھ ایک جام دی گیا
کہا نکو غم ہی پینی کو خون دیکہنے کو داغ — سب عشق کا وہ ہمکو سر انجام دی گیا
کل لڑ گیا کر اور یہ عاشق ہی بتوا اسد — آیا ہی جب وہ یہان تو ایک الزام دی گیا
جون تون اسد کو لائے تہے اوسکے گلی سی ہم — خانہ خراب راہ مین اکر مچل گیا
بزم بتان ہو جام ہو خلوت ہو پہر تو مین — کافر ہون وہان اگر جو خدا کا بہی ذکر ہو
اسد اس جفا پر بتون سی وفا کے — مرے شیر شاباش رحمت خدا کے
اثر ہو سنگ مین کیا کیونکہ اونکو رام کرین — بتونکے دل ہو تو یا رب یہ آہین کام کرین
نامہ بر کہیو زبانی کہ تڑپتی تجہہ بن — شمع شب دیکہ مجہے صبح تلک رو بجہی

امید

تخلص قزلباش خان نام کا یہ ایک شخص محبت آگین اصل اوسکے زمین ایران
نیک خو معاصر خان آرزو ہی دیوان فارسی اسکا مشہور ہے فارسی شعر خوب کہتا
تہا اور نہایت خوش طبع اور خلیق اور یار باش اور عمدہ معاش تہا ہر ایک
شخص سے بخوبی پیش آتا تہا گاہی گاہے بزبان اردو بہی کوئی شعر کہتا تہا
دو شعر میری ہاتہہ آئی مین وہ ہی لکہتا ہون مگر اشعار اردو سے معلوم ہوا کہ اوسکو
اردو شعر کہنا اچہا نہ آتا تہا

یار گہر جاتا ہے یارو کیا کرون — ہائی گہر جاتا ہے یارو کیا کرون
یار بن گہر مین عجب صحبت سے ہے — در و دیوار سے اب صحبت ہے

امین

تخلص خواجہ امین الدین مرشد آبادی کا ہے وہ وہانکے شعرا سے خوشگوار معلوم ہوتا ہے

عمر کے توشے پر کیا ہے خواری میں کٹی — دن کٹا فریاد میں اور رات زاری میں کٹی

بیدل

میرزا عبد القادر مغفور یہ ایک شخص تورانی الاصل ہے بخارا میں پیدا ہوا صغیر سن
میں ہندوستان میں آیا ہر طرح کے شعر پر قادر تہا قریب ایک لاکہہ شعر کے اوسکے ہیں
ایک دیوان اسکا نام بارہ ہزاری — اور ایک ہفت ہزاری — اور ایک پنج ہزاری
علی ہذا القیاس مشہور و معروف ہیں اور کئی دیوان رباعیات کی رکہتا ہے کہتے ہیں
کہ زاہدونکے ریش کی ہجو میں کئی سو رباعی کہی ہے اور کئی کتابیں مثل چار عنصر
اور رقعات بیدل وغیرہ نثر میں تصنیف کی ہوئی اسکی ہیں القصہ یہ شاعر بڑی رتبہ
کا وارستہ مزاج لا پروایانہ ایام بسر کرتا تہا اور ایک خلق کثیر انفاس شریفہ اوسکے
سے بہرہ وافی حاصل کرتے تہے ابتدائی حال میں درمیان سپاہیوں شاہزادہ
معظم محمد اعظم شاہ بہادر طاب ثراہ کی منسلک تہا

حکایت

بعد ترک و تجرید کے ایک روز حسب اتفاق اثناء راہ میں نواب قطب الملک
امیر الامرا سید حسین علی خان بہادر سے کہ انسے تعارف قدیم رکہتا تہا
ملا نواب سے مرزا بیدل نے بسبب تغیر وضع اوسکے کہ قلندرانہ ریش و بروت
و ابرو تراشیدہ رکہتا تہا اور بجای دستار کے ایک لنگی موٹے کے سر پر
باندہے رکہتا تہا نہ پہچانا اور مرزا مذکور نے بہی بسبب وارستگی مزاج کے سلام علیک
میں سبقت نہ کی پہر نواب ممدوح کو مرزا مذکور کا ہونا ثابت ہوا اوسکے گہر
تشریف لیگئے اور شکوہ اور گلہ آپسے شروع کیا آخر کار اپنے

جعفر اول

تانگے مین سوار کرکے اپنی دولت سرای کو ہمراہ لائی دو تین روز صحبت گرم رہی وقت رخصت کے تین لاکہہ روپیہ نقد و جنس سے تواضع کیا مرزا نے بلحاظ اخلاق کریمانہ نواب ممدوح کے اوسوقت قبول کر لیا لیکن پہر گہر جاکر بپاس عزت فقیر کے رد کیا اور یہہ قول دانشمند آنہ کہا۔ کلبۂ فقیر مین گنجایش اس نعمت کی کہان۔ اور جناب نواب صاحب سی کون شخص اپنی زیادہ ہے جو اوسکو سپرد کرون۔ سوا اسکے لوگ فقیر سمجہکر بایحتاج اکثر پہنچا دیتے ہین کہا لیتا ہون۔ وہ زر جو کہ میراث پدر سی مجکو پہنچا ہے تحویل مین فلان تانک کی اپنی ہمراہ رکہتا ہون یہہ سب دولتخانہ مین امانت رہے اگر خواستہ خدا ہی عندالحاجت لے کر خرچ ضروری مین لے آو نگا حاصل کلام مرزا مذکور منتہات زمانہ سی تہا باوجود توغل تام فارسی کی گاہی ریختہ بہی طبع وقادسے اوسکی ریختہ ہوتا تہا۔

مت پوچہہ دل کے باتین اب دل کہان ہی ہم ہین اوس تخم بے نشان کا حاصل کہان ہے ہم ہین
بیدل اسکے اشتیاق پر جب عشق آ لکہار ا پردی سے یار لو لا بیدل کہان ہے ہم ہین

جوانین محمد اعظم شاہ بادشاہزادیے کے خدمت مین لازم تہا بعد تہوڑے عرصہ کے بسبب شوق شعر گوئی اور آزادی کے نوکری چہوڑکر اسی شوق مین مشغول ہوا شجاعت اور قوت بہی بہت رکہتا تہا چنانچہ ایک روز ایک شیر نی چند آدمیون کو مار کر بادشاہ کیطرف قصد کیا تہا اوسنے اوس شیر کو اس طرح پر مار ڈالا جسطرح کوئی بکری کو قتل کرتا ہی وہ درمیان دہلی کے ۱۱۳۸ ہجری کے فوت ہوا

آمانی

تخلص میر آما نی دہلوی فرزند خواجہ برہان الدین عاصی کا طریقہ اوسکا اثنا عشریہ تہا ۱۱۶۸ ہجری مین اوسنے وفات پائی حال اوسکے مرنے

قسم دوم

۷۰ کا ہے کہ وہ مرثیہ خوان تہا اوسکو مرثیہ پڑہنے کا شوق بہت تہا اور چونکہ خوش
آواز اور خوش زبان تہا ہر ایک شخص اوسکو اپنی مکان پر ایام محرم مین واسطے مرثیہ
پڑہنے کے بلایا کرتا اور وہ بہ آواز بلند پکار پکار مرثیہ پڑہا کرتا تہا اسلیے اوسکو
دورہ سر کا لاحق ہوا اسی بیماری مین مبتلا ہو کے سنہ ۱۱ ہجری مین جان بحق ہوا آخر
بیٹھ کر مرثیہ پڑہنے اور اسی کا زمین جان کہپانے کا اوسکو شوق تہا چنانچہ
بعض یہہ بیان کرتے ہین کہ ایک روز محرم مین وہ منبر پر بیٹہا ہوا پکار پکار مرثیہ پڑہتا
تہا اسی اثناء مین اوسکو غشی طاری ہو گئی اور وہ جان بحق ہوا واللہ اعلم یہہ
ہوا ہی یہہ شعر اوسکے ہین

گہرا رہی ہے غم نے عجب حال ہی جی کا — ای نالہ دل وقت ہے فریاد رس کا
سینہ مین جدہر رو ہو تیر اپہونکتی ای آہ — ٹک دلسو خبردار کہ یہہ گہر ہی کسی کا
کسکے یہہ خار مژگان لین کہٹک رہی ہینا — جو چشم سے لہو کے قطرے ٹپک رہے ہین

فرحت

شیخ فرحت اللہ فرزند شیخ اسد اللہ کا جو کہ قاضی مظہر کے اولاد مین سے
تہا اور یہہ مظہر قائمقام مرشد مرزا شاہ بدیع الدین مدار کا تہا مابدولت اوسکے
آباء و اجداد کا وطن تہا لیکن فرحت دہلی مین تعلیم پایا تہا اور دہلی سے مرشد آباد
کو آیا اور وہین وفات پائے مرشد آباد مین درمیان سنہ ۱۲۰۱ ہجری آیا تہا
اوسکے اردو شعر قدماء کے طور پر بہت ہین بسبب بڑے مشہور مصنف دہلی
کی صحبت مین رہنے کے یہہ طور اوسکو حاصل ہو گیا تہا وہ صاحب دیوان
ہے اوسکے شعر مضامین صوفیانہ رکہتے ہین سنے الواقع اسے طرح کے
شعر کہنے پر وہ [illegible] تہا اسلیے کہ وہ خود اسطرف بالکل متوجہ تہا

ابجد

طبقہ اول

۱۔ نام اوس کا شیخ نجم الدین علیخان جنکو شاہ مبارک بہی کہا کرتے تہی یہ شاعر شیخ محمد غوث
گوالیاری کی پوتون مین سے ہی سراج الدین علیخان آرزو کا یہ بیٹا تہا جس سے کہ اصلاح
لیتا تہا - گوالیار مین پیدا ہوا - لڑکپن ہی مین دہلی کو آیا - اسواسطے ابرو دہلوی
لقب پایا یہان مین شعر کہنا سیکہا - یہ شاعر طبقہ اول مین معاصرین میر شاکر
ناجی - اور شیخ شرف الدین مضمون کے تہا - صاحب دیوان ریختہ ہی جسمین کہ
اکثر اچھی اچہی تشبیہات اور صنعت ایہام مندرج ہین مگر استعمال الفاظ مکروہ کا اوسے
پرواہ نہ تہا باریک باتون کا بہی جایز رکہنا قافیہ سین اور صاد کا اوسکے کلام سے
دریافت ہوتا ہے نہ صرف اوسیکے کلام مین بلکہ اوسکے ہم عہدون کی کلام مین
بہی اوسے زیادہ ہی - اور مثنویات اوس کی مین سے خصوصاً مثنوی موعظہ
آرایش معشوق قابل انتخاب ہے - میر لکہتا ہی کہ بسبب بے احتیاطی حفظ مراتب کی
قسمت نے جو کہ مثل دجال کے برگزیدہ آدمیونکے حق مین ہے ایک آنکہ اوسکی
غضب کر کے ابرو ریزی اوسکی کے مصحفی اپنی تذکرہ مین لکہتا ہے کہ ابرو کی
ڈارہی بے تہی اور اوسکے عادت یہہ ہے کہ اکثر لاٹہی ہاتہ مین لئی ہوئی پہرا کرتا
تہا - چندی نارنول مین بہی رہا تہا محمد شاہ بادشاہ کی عملداری مین اوس کی
نجم حیات کو ہبوط ہوا عمر اوسکے پچاس سے زیادہ ہوئی وہ بہت نیک طینت
اور خوش خلق تہا اور میان مکہن فرزند ارجمند سید شاہ کمال بخاری سے بہت
کہلا ملا رہتا تہا - چنانچہ اوسنے آپ ہی اس مطلب کے طرف آشارہ اپنی
کسی کسی شعر مین کیا ہے جیسا یہ شعر ہے

مکہن میان غضب ہین فقیرانکے حال پر آتا ہی اونکو جوش جمالے کمال پر

اب حال کے شعرا اس شاعر کے اشعار کو کم پسند کرتے ہین کہ اسا...
مشہور و معروف ہونے مین کوئی شک نہین ایک صحیح ہے اس شاعر کی نظم کا

قسم دوم

اچھا کہا ہی وہ یہہ سے عالم ہمہ دروغ است محو مکن

انتخاب اشعار

تمہاری لوگ کہتے ہیں کمر ہے — کہاں ہے کسطرح کی ہی کدہر ہے

کیون چھپا ظلمت میں گر اوس لب سے شرمندہ نہ تھا — جان کچھ پائی مری ہی چشمہ حیوان کی بیچ

دور خاموش بیٹھہ رہتا ہون — اسطرح حال دل کا کہتا ہون

عبث کیون روبرو ہونے کی کہاتی ہو قسم جھوٹی — بن آئینہ تم ایکدم بہر رہ سکتی ہو مونہہ دیکھو

ابرسے لگا کی پاؤن تلک دل ہوا ہو نہیں — یہان تلک تو فن عشق مین کامل ہوا ہون

کیون ملامت اسقدر کرتے ہو بیحاصل ہے یہہ — لگ چکا اب چھوٹنا مشکل ہی اسکا دل ہی یہ

نہ دیتے تو کیکے دل وہ جعد مشکین — اگر باور نہیں تو مانگ دیکھو

پہرتے تہے دشت دشت دیوانے کدہر گئی — وہ عاشقی کے ہای زمانے کدہر گئے

شور ہے اوسکے اشک بارے کا — ابرو چشم تر قیامت ہے

دل تو دیکھو آدم بیباک کا — عشق سے بہرتا ہی یہ پتلا خاک کا

ابرو کی قتل کو حاضر ہوئے کس کر کمر — خون کرنے کو چلے عاشق پہ تہمت باندہ کر

جہان اوس خو کی گرمی سے نہ ٹہرے آگ کو عزت — مقابل اوسکی ہو جائے تو آتش کہاں کہاتی

تخلص ابرو بر جا ہے میرا — ہمیشہ اشک غم سے چشم تر ہے

آرزو

یہہ تخلص سراج الدین علیخان اکبرابادی کا ہی اس شخص کے حال لکہنے کے نسبت شہرت کے کچھہ احتیاج نہیں ہی گا ہی گاہی بسبب موزونی طبع کی فکر ریختہ کا کیا کرتا تہا۔ بہت کتابیں اسکے تصنیف سے ہیں اور اشعار متفرقہ بہی اسکے بہت ہیں یہہ شاعر نکتہ سنج شیرین زبان ظریف الطبع تہا کتب متداولہ علوم رسمیہ مین بہی بدرجہ کمال عبور رکہتا تہا۔ ایک دیوان بیچ جواب بابا فغانی۔ اور ایک دیوان جواب

طبقه اول

مین کمال عجب کی بحر چھیتے ہین — اور ایک دیوان مشتمل انواع سخن پر رکہتا ہی ۴۳
علاوه ازین اور تصانیف اوسکے مثل سراج اللغة — اور چراغ ہدایت — اور
تنبیه الغافلین — اور ایک رساله علم بیان کے اور شروح بعضے کتب فارسی کے اوسکی
یادگار ہین — مرزا رفیع سودا — اور خواجه میر درد اور محمد تقی میر سنجلا نفس
اندخدان اوس گہیان خدا و سخن پردازی کی مین — حکایت ایک روز
مجلس مشاعره جو که خانموصوف کی گہر مین منعقد ہوا کرتے تہے مرزا محمد رفیع السودا
نی ایک غزل فارسے کا ترجمه اردو مین کرکے اپنی طرف نسبت کی اور حقیقت
مین وه غزل حاجی محمد خان قدسی کے تہی سب حضار مجلس نے احسنت اور تحسین
سودا کو کہی اور کسینی یہه کہا که چور ہی اسکے دو سبب ہو سکتی ہین یا تو یہه که
بسبب اسکے که سودا کو ہر ایک اپنے مخالف کی ہجو کرنیکا سودا اچھا لگا مدا اپنی بجاو
کی کچھه نه کہا یا اسکے کسے نے نه پہچانا که یہه قدسی کی غزل کا ترجمه ہی خانموصوف بولے داد
دیکر اور واه واه کہکر سے البدیہه یہه شعر پڑہا اور سودا کیطرف مخاطب کرسنایا
شعر سودا حدیث قدسے ہی لکہه رکہین چاہیے فلک پہ ملک
مرزا رفیع السودا بے اختیار ہوکر اوٹہه کہڑا ہوا اور خانموصوف کو بسبب نہایت
خوشی کی چمٹ گیا اور اپنے دلمین لیا گیا — میر نکات الشعراء مین لکہتا ہے
که کوئی اوسکے عہد تک مثل اوسکے نه تہا اور وه شاه عالم ثانی کی عہد
مین موجود تہا — لطف کہتا ہے که ارزو کو باره برس کے عمر سے شعر کہنی کے
آرزو پہنچی تہی بلکه جبکه چوبیس برس کا ہو چکا تہا تب سب علوم رسمیه پر
مہارت پیدا کرچکا تہا اور سوا اسکے اپنی ہم عصروں کے صحبت سے
اوسنی فضایل حاصل کیے تہے — بعد حصول مہارت فنون مذکوره کے
وه ایک عہده جلیل الشان پر یس قاضی القضاة درمیان گوالیار کے

قسم دوم

۴۴ ابتدا ء عملداری سلطان محمد فرخ سیر کے مین مختار ہوا — پہر ۱۱۲۶ سنہ ایک ہزار ایک سو چہبیس ہجری مین درمیان دہلے کی آیا اور لیاقت نظم اوسنے اپنی یہان ظاہر کے پہر درمیان سن ایک ہزار ایک سو سینتالیس ہجری کی جبکہ شیخ محمد علے حزین پارس* سے وارد شاہجہان آباد ہوا تو ہر ایک شخص دیوانہ وار بطور ازدحام کے اوسکے ملاقات کو گیا لیکن آرزو کو اوسکے ملاقات کی کچہ آرزو نہوئی بلکہ آرزو نے ایک کتاب اوسکے تصانیف کی خوردہ گیری مین فراہم کئے اور نام اوسکا تنبیہ الغافلین رکہا آرزو بڑا مستعد شاعر گذرا ہے اور ذہن اس رتبہ کا کہ اختراع اپنے طبیعت سے کرتا ہے اور خوش کلام بہی تہا چنانچہ یہی نام ہندوستان مین بہت مرغوب ہر ایک شخص کو مین ہر وقت بربادی دہلے قدیم کی آرزو لکہنو کو حسب صلاح نواب سالار جنگ کی چلا گیا اسی شہر مین درمیان ۱۱۶۹ سنہ ہجری گیارہ سو انہتر کے رحلت پائی ہے لیکن نواب سالار جنگ نے موافق اوسکے وصیت کی جنازہ اوسکا دہلے کو روانہ کر دیا تہا جنازہ وہ دہلے مین مدفون ہوا اوسکی کتابین جو آرزو کے تصانیف سے مشہور ہین یہ ہین — محیط اعظم — عطیہ کبری سراج اللغت — چراغ ہدایت — خیابان — تذکرہ شعراء ہند کا — اور بہت نامور اوسکے شاعر تہی اونہین سے شاگرد رشید مرزا تقی میر ہے — یہ شعر آرزو کے ہین

اوس تند خو صنم سے ملنے لگا ہون جب سے ہر کوئی مانتا ہے میری دلاوری کو

آتا ہے ہر سحر اوٹہ تیری برابری کو کیا دن لگے ہین دیکہو خورشید خاوری کو

جان تجہ پر کچہ اعتماد نہین زندگانی کا کیا بہروسا ہے

امین

امین تخلص میر علے کا ہے یہ ایک سیدزادہ تہا رہنے والا شاہ جہان آباد کا کہن کو

* پارس ایک شہر ہے مشہور درمیان ایران کی جو کہ دار السلطنت ہے

چلا گیا تھا سے

عجب کیا ہی جو تربت پہ میری ایک مخزن ہو بھالا کا | کہ دل میں ہیں جراحت اب تلک اوس تیر مژگان کا
جلا دیوین قفس اور دام آتش بار آہون سے | اگر ایک دم بہی صیاد دیوے حکم فغان کا
امیر اوس خط زر ستہ کے کشتہ کا نشان یہہ ہے | کہ ہوگا اوس کے تربت پر درخت ایک سورنجان کا
جب وہ دل لیکے چلے میں نے کہا اوگے پہر | ہنس کی یون کہنے لگے جان و جگر باقی ہی

امین

نواب امین الدولہ معین الملک ناصر جنگ بہادر عرف مرزا مینڈہو صاحب فرزند ارجمند نواب وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر جو تہا بہائی نواب آصف الدولہ مرحوم کا پیشگاہ خلافت سی خدمت میر آتشی کے رکہتا ہی قبل از فتنہ غلام قادر خان کی شاہجہان آباد میں مشاعرہ گہر میں کیا کرتا تہا بعد تحصیل شاعرہ کے حاضرین مجلس کے خدمت میں خوان نعمتہائے گوناگون کی چنواتا اور سب کو کہانا کہلاتا حسب نسب انکا بسبب شہرت تام کے محتاج عبارت آرائی اور سخن میرا ہار ہی تمہارے نگا نہین سے مجلس شاعرہ میں اکثر کرتے تہے اور سب شعراء کے برابر جانرنے پر بیرون مسند کے بیٹہتی تہی کیونکہ شاعر عظیم نے اونکے مسند نشینے سے مشاعرہ میں جانا موقوف کردیا تہا جب کہ اونکو یہہ بات دریافت ہوئی سب کے برابر بیٹہنے لگے اور اونکو بلوایا احمد بہت خاطر کی غرض خلیق الطبع اور نیک خو اور صاحب ہمت وہ تہا

داغ جگر ہی کیا کہو اوسکے جانہیں یاد | آتی ہی دوست اوسکے زلف فگان باد
حاجت نہیں ہی شمع کے میری مزار پر | ہر شب ہے سوز آہ سی روشن چراغ دل
شاید کہ سیل اشک نے اوسکو بہا دیا | سینے میں اب تو خاک نہ پایا سراغ دل
یا من و غم آرزو جمع یہہ سب چیز ہے | طلب سمائے تیر کر دل ہے عجب چیز ہے

اولاد

میر نک

دلاور خان بیرنگ سپاہی پیشہ ظریف وزر ہین ہندوستان نے مصنف گذرا ہی اوسنے اصلاح شعر کے یکرنگ سے لی ہی ہم عہد سودا تھا پہلے اوسنے ہر نگ تخلص اختیار تہا مگر پہر بیرنگ رکہا دلے مین فوت ہوا شعر اوسکے بہت اچہی ہین تو مگر پہر اوسکے اشعار مندرج ہیں میرے ہاتہ نہین آئی

بیتاب

شاہ عالم بیتاب الہ آبادی قاضی مفتے کا چہوٹا بہائی ہی یہ شخص ثقہ آدمی تہہ اپنی اچہی خصائل اور صفات سی شاہ عالم بادشاہ کے وقت مین مشہور تہ اچہی شاعرونمین سے ہی قیام الدین علی قائم کے شاگردونمین سے ہی

بیتاب ہے جوان تہائی وائے ہو خانہ خراب اس اجل

بیتاب

محمد اسمعیل ساکن دہلی مشہور شاعر ہے معاصرین میر اور ابرو سے تہہ میر تقی بیان کرتا ہی کہ وہ میان یکرنگ کے شاگردونمین سے تہا اور کہتا ہی کہ گرچہ وہ غریب تہا مگر پہر بہی دولت مندسی شباہت رکہتا تہا گہوڑے کی سواری رکہتا تہا جعفر علی خان کے محل کو جاتی ہوئی گہوڑی پر گر ہاتہ مین ضرب شدید اٹہائی دو تین مہینی بعد اوسی چوٹ کے سبب فوت ہوا

ابرو اوس کے ہلال کے مانند | حال اوسکا ہلال کے مانند
کیون نہ بہی ہو وہ چمن باغ | قد ہو جسکا نہال کے مانند
گر خون سے گل مین ای بیتاب | خاکیا ہے کلال کے مانند

اوآہیر

طبقہ اول

۶۶ یہہ ایک مسلمان مصنف دکہنی ہی قوم سے ہو چیت اوسنی ایک قصہ دکہنی زبانمین نام
چہل بن کے تصنیف کیا ہی اسمین تاریخ نیلا شاہ اور باد شاہ زادی چہل بن کی ہے
کہتی ہین کہ یہہ قصہ ترجمہ کیا گیا ہی ایک فارسی کتاب سے جسکا نام فیاتین ہی علے ابرہیم
اپنی دیباچہ انوار سہیلی کی ترجمہ مین یہہ بیان کرتا ہی کہ یہہ کتاب تمام دکہنی زبان کی اچہی کتابون
مین سی ہی ایک ہی اور چارلس سٹوارٹ صاحب کہتی ہین کہ یہہ قصہ لکہا گیا تہا ۱۰۶۶ ہجری
مین اور ایک نظم مین اسمضمون کی ایک مثنوی ہی جسکا حال ابن نشاطی کی ذکر و
مین ذکر کیا — دوسری طوطی نامہ یہہ دلپسند ایک کتاب ہے درمیان ہندوستانیوں کے
ایک مثنوی ہی جو کہ لکہ گئے تہی درمیان ۱۰۶۹ ہجری کی جسکا یہہ طوطی نامہ ترجمہ کیا ہی
کہ یون کہا جاوی کہ نقشہ فارسی کتاب کے دکہنی نقل ہی جسکی ایک بیت خوبصورت جلد جلد
زیب دیتی ہی عجب تصویرون کامل سے درمیان *میوزیم کے موجود ہی سوا اسکی اون ہندوستانی
کتابون کی اسی مضمون کے جو کہ گذرے ہے اور حیدری کی تصنیف سی ہین جنکا اونکی مقام پر
ذکر ہوگا بہتر ہی اور ترجمی اسکی موجود ہین مختلف مصنفون سے مگر ہمکو یہہ معلوم
ہی ایک دکہنی نثر مین — ایک ہندی زبانمین ناگری حروف مین بلکہ ایک جلد نظم
کی مدرسہ میں تمام منتخب طوطی نامہ کے ہی مگر یہہ ہمکو معلوم نہین کونسی ترجمہ سی منتخب ہوا ہی
اوسکی سب تصنیفات مین مدح کی گئی ہی سلطان گولکنڈہ کی جسکا نام عبداللہ
قطب شاہ تہا جانشین حیدرآباد کا مسند پر جو کہ بہائی تہے قطب شاہ کا
جنہی تصنیف کی ہین بہت دلچسپ اشعار ریختہ جسکا ذکر ہوگا قطب شاہ کے مقام پر
یہہ عبداللہ باج گذار شہنشاہ شاہجہان بادشاہ کا تہا

الہام

فضائل بیگ یہہ عبداللہ عزلت کی شاگردون سے ہی * شاہ احمد شاہ عالم
* یہہ دار السلطنت ہی ملک فرانس کا

۷۸ کی مشہور تھا فتح علی حسینی نے اپنی تذکرہ میں دو شعرا اوس کے وہ لکھا ہے جو کہ اوسنے ایک کلام فصاحت نظام بچے کی خوردہ گیری میں تصنیف کی تھی وہ درمیان سنہ ۱۱۶۵ع کی موجود تھا

الہام

تخلص شیخ شرف الدین المعروف شاہ ملول لکھنوی کے ہے مرد شایستہ درویشانہ زندگی کرتا تھا کہتے ہیں کہ یہ شخص اساتذہ میں سے شمار کیا گیا ہے فارسی میں سب سے کلام کرتا تھا یہ مصنف ہے دو دیوان فارسی کا بلکہ اسکے تصنیف سے بہت اشعار اردو میں پائے اوسکا تخلص پہلے ملول تھا بعد ازاں اوسکو مبدل الہام سے کیا وہ لکھنؤ میں رہتا تھا جہاں بہتری اچھے لکھے پڑھے اوسکے شاگرد ہوے ہیں اور دوست نہیں تھی اوسکی آبا اور اجداد لکھنؤ میں رہتے تھے جیسا کہ وہ گمراہ تھا وہ مرادآباد میں رہتے تھی اوسکی عمر ستر برس سے زیادہ تھی پچ سن ایک ہزار سات سو تیرانوین عیسوی کے لطف لی اوس کے اشعار کا انتخاب کیا ہے ایک غزل جسمیں اس شاعر نے اپنے دل کے بیچاری کو قوت سے بیان کیا ہے اوسکا یہ شعر ہے

اری بیکسی تیری قربان ہوں — بڑی دقت میں ایک تو رہ گئی
نگہ وہ دشنہ کہ طعنہ گشکار پر ماری — مژہ وہ تیر کہ خنجر کو دہار پر مارے

قلی*

قلی قطب شاہ بادشاہ گولکنڈہ کا بارہ برس کی عمر میں سنہ ۱۵۸۰ع میں مسند شاہی پر بیٹھا تھا یہ بچپن سے شوق نظم کا رکھتا تھا اور بہت اشعار دکھنی زبان میں بہے کہتا تھا یہ بادشاہ بسبب اپنے لیاقت اور ترقی دینے فضلا اور جماعت علما کی شہرت رکھتا ہے اور بانی شہر حیدرآباد کا وہی تھا — اس بادشاہ

* قلی معنے ترکی ہی اسکی معنے غلام کی ہیں تحقیقاً معلوم ہی کہ بادشاہان گولکنڈہ ترکستانی غلام تھی

کا ایک دیوان کلیات طیار ہوا ہے ایک جلد اوسکی سلطان ٹیپو کے کتب خانہ مین
تہی۔ بلکہ ایک جلد بنام دیوان قطب شاہی جو کہ کبہی بنام قطب شاہی کے بہی نامزد ہوتے
ہی کتب خانہ محمد بخش مین پائی گئی ہی

قطب شاہ

سلطان دکہنی ہے اسکی مثنوی بنام رسالہ در باب محمد الرسول اللہ کے درمیان سنہ ۱۰۱۸
ہجری کی بارہ دنین تصنیف کی ہی سرکار کمپنی کے کتب خانہ مین ایک جلد قلمی اوسکی موجود
ہی اوسمین تخمیناً ایک سو بیس ۱۲۰ صفحہ ہین

قلندر

لالہ بدہ سنگہ کہتے ہین کہ یہ ہندو ایک لڑکے پر عاشق ہوگیا تہا اسلئی اوسنی مذہب اسلام
اختیار کرکے مذہب قلندرانہ اختیار کیا خان آرزو کی معاصرین مین سے ہی یہہ شعر اوسکا ہی

جی کو سر زندگے نہیں ہے — کیا ہے کی کرون کہ جی نہین ہی
تہتی ہی ہیگا اشک ناصح — رونا ہی کچھ ہنسی نہین ہے

درد

تخلص خواجہ میر درد خلف الصدق خواجہ محمد ناصر المتخلص بعند لیب کا
جو کہ نور محمد مین شیخ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ کی ہی نسب اعلے اوسکا
حاجت بیان کی نہین رکہتا وہ شاہ گلشن کے مرید و نبیرہ تہے اوسکی تصنیفات
سی ایک نالۂ عندلیب ہے دیوان اوسکا بہت چہوٹا سا ہی ایک شرح بہی اوسنے
اپنی دیوان کے آپ لکہی ہی سنہ ۱۱۹۴ ہجری مین درمیان دہلی کے موجود ہی فارسی
شعر بہی وہ لکہا اچہا ہوتا ہی۔ دہلی سے باہر کبہی قدم نہین رکہا اوسکے
والد کے قبر پر دوسری تاریخ کو گانا بجانا ہوا کرتا تہا محفل ہوتی جبکہ ایک روز
بادشاہ اوسکے ملاقات کے واسطے آتی تہے مگر اوسنے بالکل انکار کیا اور

قسم دوم

۸۰ ملاقات نہ کے درمیان سنہ ۱۱۹۹ ہجری انتقال کیا یا خواجہ میر بہت خلیق اور محبت
مین خوبی علم تصوف مین کامل اور ماہر ہر فن کے تہے دو چار بہنی اونہون نے مفتح
مرحوم سے اکتساب مثنوی رسمیہ کیا تہا اونکی تصنیفات مین چند رسالہ علم سلوک
اور تصوف مین ہین وہ یادگار ہین و الا تبار کے صفور وزگار پر باقی ہین علم
مین بدرجہ تمام مہارت رکہتے تہے بلکہ میان فیروز خان جو کہ سردار گویون کا تہا
انسے بعض بعض بات دریافت کرکے اپنی آواز درست کیا کرتے تہے سچ ہے
دیوان اونکے ہی ایک دیوان فارسی اور کتاب رباعیات کے کہ جسکا نام
ہی اور ایک دیوان مختصر ریختہ کا جسمین گویا گوہر بے بہا بہرے ہین اور اوسکی
ہندوستان مین بڑی قدر ہے ہر ایک شخص دیوان درد کو عزیز کرکے رکہتا ہی بدایت
ہدایت اور قیام الدین علی قایم اور حکیم ثناء اللہ خان فراق شاگرد رشید انکے
انکے مین شعر اونکا خاصہ تجر سے مین بدرجہ اعلی فصاحت اور بلاغت رکہتا
ہے اونکا موقوف حصے شبانہ روز مشغول بحق رہتے اور دنیا و دون کو کبہی
خیال مین نہ لاتے بلکہ بعض بعض شخص اونکے کرامت کی بہی قایل ہین اور
ہین کہ صاحب فن شاعری مین بہت اچہی دست قدرت رکہتے تہے
درویش خصلت گوشہ نشین متصنف بزہد و ورع تہے اور بڑی پایہ کے شاعر
فصیح صاف و شستہ کہ حاجت بیان کے نہین رکہتی کیونکہ حال مذاق سخن
کلام سے اہل سخن پر ظاہر ہی کہ کس رسوم و بام کا کلام سنجیدہ اور الفاظ
اور مضامین باریک ہوتے ہین اور تمام ہندوستان مین مشہور ہین مہینہ
ہر مہینے کی مجلس راگ رنگ اونکے گہر مین منعقد ہوا کرتی ہے چنانچہ اوسی
خاندان مین کہ بعد اونکے اونکی چہوٹی بہائی سجادہ نشین ہوئی اور بہر
نصیر الدین جو کہ حضرت صاحب مشہور تہے اونکے سامہنی بہائی ہر مہینے کی ۲

طبقہ اول

میان ناصر احمد مین بجاتے تہی اور گایا کرتے تہی اور محرم کے تیسرے تاریخ کو مرثیہ ۱۱
خوہنے ہی اونکے گہر مین ہوتے تہی اکثر مرثیہ خوان شہر کے اونکی مکان پر جاکر مرثیہ پڑہتے
مین گیارہ سو ساتوین ہجری مین ہوے آپ علیہ الرحمۃ نے رحلت فرمائی اور اونکے سجادہ
نشین جو کہ حال مین تہے یعنے حضرت صاحب دوسرے تاریخ شوال ۱۲۶۳ ہجری
کو فوت ہوئے اب کوئی اونکا یادگار سجادہ نشین نہین رہا یہہ خاندان ہے گویا تمام ہوچکا

انتخاب اونکی اشعار کا

جان سے ہوگئی بدن خالی
جس طرف تونے آنکہ بہر دیکہا

اون لبون نے نہ کی مسیحائی
ہمنی سو سو طرح سے مر دیکہا

اگر یون ہے یہہ دل ستاتا رہیگا
تو اک دن مرا جی ہی جاتا رہیگا

مین جاتا ہون دل کو تیرے پاس چہوڑے
مری یاد تجہکو دلاتا رہے گا

سور دہر تو یہان ہم سے ہین
اور کس پر یہہ کرم سیکہے گا

ہمنی کس رات نالہ سر نکیا
پر اوسی آہ کچہہ اثر نکیا

کتنی بندون کو جان سے مارا
کچہہ خدا کا بہی تونی ڈر نکیا

دیکہنی کو رہی ترستے ہم
نہ کیا تونے رحم پر نہ کیا

رات مجلس مین تیرے حسن کے شعلے کے حضور
شمع کے موںہہ پہ جو دیکہا تو کہین نور نہ تہا

جگ مین کوئی نہ ٹک ہنسا ہوگا
کہ نہ ہنستے ہی رو دیا ہوگا

حال مجہ غمزدہ کا جس تس نے
جب سنا ہوگا رو دیا ہوگا

اندازہ وہی سمجہے میری دل کی آہ کا
زخمی جو کوئی ہوا ہے کسیکی نگاہ کا

ہر چند فسق مین تو ہزارون ہین لذتین
لیکن عجب مزا ہے فقط جی کی چاہ کا

دل کسکی مست چشم کا سرشار ہوگیا
کسکی نظر ہوئی کہ یہہ بیمار ہوگیا

کچہہ ہے خبر بہی کہ اودہر اودہر کے رات کو
عاشق تیری گلی مین کئی بار ہوگیا

قسم دوم

٨٣ روتا ہون گر بجوشے مے یاد کرکے درد — آتش نے مجکو شمع کی مانند تر کیا

مانند فلک دل متوطن ہے سفر کا — معلوم نہین اسکا ارادہ ہی کدھر کا

جو چاہئے اوس طرح بیان ہوسکے ہوگا — کر اپنے دہن سے تو وصف اپنے کمر کا

سینہ و دل حسرتون سے چھا گیا — بس ہجوم یاس جی گھبرا گیا

تجھسی کچھ ہمنے نہ دیکھا جز جفا — پر وہ کیا کچھ ہے کہ جی کو بہا گیا

کہل نہین پڑسکتے ہین انکھین میرے — جنمین یہہ کسکا تصور آ گیا

مین کچھ ظاہر نکی تہی جیکی بات — پر میری نظرون کی ڈہب سے پا گیا

لی گئے کشتون کا لہو تیری یاد — غم ترا کتنے کلیجے کہا گیا

یون ہی پہرسے گا ابہی جائیگا — پہر شتابے تو بہلا آئیگا

جی کی جہین سے نہ کہہ جائیگا — بات جو ہو کو نے فرمائیگا

کیونکہ گذریگی بہلا دیکہو تو — گر اسیطرحسی ستم پائیگا

کبہی ہمکو بہی بہلا لوگون مین — پہرتے چلتے تو نظر آئیگا

زلف مین دل کو تو الجہاتی ہو — پہر اسی آپ سے سلجہائیگا

خدمت اورون ہی کو فرمائیے ہو — کبہو بندہ کو بہی فرمائیگا

ای جنون جیب مین تیری ہاتہون — ایک ہی تار خوش نہین آتا

ہم تجہسے کس ہوس کے فلک جستجو کرین — دل ہی نہین رہا ہی جو کچھ آرزو کرین

ہم نہ کہتے تہی ہو جو مت عاشق — پائی دل اپنے کچھ مزا تو نے

دیدار

ایک شاعر کہتے ہی جسنے ایک اچھی مثنوی درباب حالات ماہ منور بود گم بچپنے کے اور شمشاد بانو دختر فرنگ کے بطور قصہ لکھی ہی اس قصہ کے ایک جلد قلمی نایسی کے پاس درمیان پارس کے موجود ہی وہ کہتا ہے کہ ین

صبح دل
کہ مین جانتا ہون شاید وہ پوری نہین ہے

دل

شاہ فتح محمد دل ہم عہد شاہ ابرو پوتا محمد غوث گوالیاری کا

دل

شیخ محمد عابد دل عظیم آبادی محمد روشن جوشش کا بڑا بہائی علی ابراہیم کہتا ہی کہ یہہ دو بہائی مشہور مصنف اور سنجیدہ کلام اور طبیعت سلیم رکہتے تہے یہہ صاحب دیوان ہی اوسنے علی ابراہیم کی پاس جسکے اوسکو محبت تہی اوسنے اوس دیوان مین سے اشعار انتخاب کرکے واسطے مندرج کرنی تذکرہ کی بہیجے تہے علی ابراہیم کہتا ہی کہ اوسکے شعر مثل ناخن کے جو دلکو تراشتا ہے بہت خوب ہین

دانا

میر فضل علی مشہور بنام شاہ دانا شاہ برہان انکے خاندان صوفیہ سے ہی میان شرف الدین مضمون دہلوی کے شاگردونمین سے تہا صاحب دیوان ہی مگر بسبب طوالت زمانہ اور درازی ایام کی شہرت اوسکے دیوان کی نہین ہوئی بلکہ کسی کے پاس سی سنے مین بہی نہین آتا کہ کہین ہی یا نہین مدت تک دنیادار رہا نواب سراج الدولہ صوبہ دار بنگالہ کے دربار مین علاقہ رکہتا تہا لیکن ایک ہزار ایک سو چورانوین ۱۱۹۴ ہجری مین دنیا داری ترک کرکے دینداری کے مفلسی پسند کے وہ صوفیانہ ریختہ لکہتا تہا اوسکے تصنیفات سی معلوم ہوتا ہی کہ اوسکو نئے الفاظ نکالنے کا بہت شوق تہا مز کہتا ہی کہ دانا اکثر ہمارے مشاعرہ مین جو پندرہوین تاریخ ہر مہینی کو ہوا کرتا تہا آیا چونکہ وہ دن ہولی کا تہا مسودے اوسکا لیا تہا دیکہکر ایک بیت ایسے سنائی کہ تمام محفل کے لوگون کو ہنسنے شاد دیا

قسم دوم

۸۴ سودا کہنے لگا کہ دیکہو صاحب ایک ریختہ آدمی کا بہیس بدل کر آیا ہی اس سفر سے بہت سے ہونگے علی ابراہیم نے جب تذکرہ فراہم کیا وانا نے آپ اپنے شعر انتخاب کرکے بہیجے تہے دو شعر اوسکے یہہ ہین

بہر صورت خدا کو دیکہنا عنوان ہی میرا ۔ یہی توحید مین مصراع شہرت ہی میرا

دل مین ہر ایک کے سودے خریدار کا ۔ یوسف مصر مگر تو ہی ہی ای یار عزیز

جہاندار شاہ

بیٹا اغلب وارث شاہ عالم دوم اور پوتا عالمگیر دوم کا ریختہ گو شاعر مشہور تہا اوسنی درمیان ۱۱۹۸ ہجری کے شہر چہوڑا جب کہ مغلون کے سلطنت پر مصیبت آئی تہی پہر لکہنو کو گیا جہان وسے آصف الدولہ بہت خوشخلقی سے پیش آیا اور علی ابراہیم کو گورنر جنرل وارن ہستینگز نے اوسکے پیش کیا بعد کچہ عرصہ کی علی ابراہیم نے اوسکو بنارس مین دیکہا جہان جہاندار اوس سال مذکور کے اخیر مین گیا تہا لکہنو مین جہاندار جو دہوین تاریخ کو شاعرہ کرتا اور کل شہر کی شاعر ونکا بہت شوق سے استقبال کرتا تہا ایسے جانی پر لطف نے بے سبب اتفاق اوسکو دیکہا تہا بموجب بیان لطف کے وہ ۱۲۰۳ ہجری کی بنارس مین فوت ہوا — ایک جلد قلمی بنام بیاض عنایت مرشدزادہ کمپنی کے کتب خانہ مین جو اوسنے گورنر جنرل ہستینگز صاحب کو نذر کے تہی موجود ہی ابراہیم اوسکے مذاق شعر کے تعریف کرتا ہے اور مصنفے اوس کی لیاقت بسبب علم جسمین اوسنے کامیابی حاصل کی تہی ذکر کرتا ہی وہ فارسی بہی کہتا تہا علاوہ ازین وہ یہہ بیان کرتا ہی کہ اوسنی ایک تذکرہ اور تالیف کیا تہا لیکن وہ بسبب اوسکے مرجانے کی پورا نہ ہونے پایا مگر یہہ معلوم نہین کہ کسطور پر وہ امام بخش کشمیری کے پاس رہ گیا جو اوسنے اوسکا استعمال کرلیا یہہ تہمار

طبقہ اول

یہہ اشعار اوسکے ہین ؎

مر کسکے انتظار مین یہہ بے اجل گیا
انکہین جو یون کہلی رہین اور دم نکلگیا

ٹہان لیتی ہین وہ پہلی ہی سر اپنا دینا
تیری کوچہ مین جو ہی شوخ قدم رکہتی ہین

اخر کل اپنی صرف دیر و میکدہ ہوئے
پہنچی یہان ہی خاک جہان کا خمیر ہو

کونسی بات تیری ہمسی اوٹہائی نگئے
پر جفا جو تیری ناحق کی اوٹہے نگئے

قصد ہر چند کیا سیکڑوں کا ہمسے
وضع نالی کی میری مستی اوڑہنے لگی

دیت کا نام اوس عاشق ستم کی آگی لیجئے
غرض چپ رہئے اور اوسکو نسی اپنی خون بہا لیجئے

تیری عشق کی جیسے پالے پڑی ہین
ہمین اپنی جینے کے لالے پڑے ہین

کل جاندار ہم اور یار سے ہم مل بیٹھے
بخت ناساز نے پہر آج بٹہایا تہا

جھمن

تخلص جھمن لعل نام قوم سے کایتہ یہہ قدیم الایام سے رہنوالا حضرت دہلے کا
ہی بزرگ اوسکی ہمیشہ عمدہ معاش رہتی تہا اپنی اوسکا عہدہ منشی گری پر
نواب معلے القاب امیر الامرا ضابطہ خان بہادر کے سرکار مین تہا طبع اوسکی
بہت اس فن شریف کی موافق پڑی تہے اور اشعار فارسی اور ریختہ مین بہت
صنعتین برتتا تہا اکثر غزلیات اور مقطعات مدح امرا مین دو بحرین کہی ہین
اور ہجو کسی کے اس ملاحت کی ہی کہ ظاہرا مدح معلوم ہوتی ہی جسکو ہجو ملیح
کہتی ہین اور بعضو نکے مدح مین ایسی سے کی ہی کہ ہر مصرع سے اگر ایک ایک
حرف لیتی جاو تو نام ممدوح کا نکل آتا ہے اور ہر مصرع سی تاریخ سال
کی نکلتی ہی اور کچھ غزلیات بے نقط اور کچھ نقط دار بہی سرانجام کی ہین
اور صنایع مانند قلب اور ترجیع اور امثال اسکے اوسکے شعرو نمین
بہت ہین اور کتاب بہار دانش کو عجب طرح سے منظوم کیا ہی کہ لایق دیکھنے

قسم دوم

کی ہی باین ہمہ نان شبینہ سے بہی محتاج تہا راجا جیت سنگ بہادر بہر خدمتہ
دل سے چاہتے ہے کہ افلاس اوسکا مبدل بفلاح ہو مگر نہ ہوا بہت وارستہ
مزاج اور سادہ لوح واقع ہوا اور نہایت مسکین نہاد اور غریب بنیاد تہا
کبہی کبہی ایک شعر نظر فیض اثر خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ والغفران سے گذارتا تہا
نسخہ اشعار موجود تہا ہر کیف یہہ تو شعر اوسکے ہین

دل جون سپند عشق کے آتش سی جل گیا ۔۔۔ ایک آہ کہینچتے ہے سر اوم نکل گیا
اشک آنکہ سے گرے ہی تو لڑکا ہی رسوا ہوا ۔۔۔ یہہ تو لڑکا حضرت مجنون کا ہی بالا ہوا

قطعہ

یہان مختار جو با جاہ آیا ۔۔۔ براے قتل خلق اللہ آیا
نہ تہے کچھ شاہ جی لی شاہ حاجی ۔۔۔ وہ نادر شاہ تہے یہہ شاہ آیا
ہی نقشہ تمبسند والا گلاب رائے نے ۔۔۔ یہہ گاو تکیہ رکہی ہے لالہ گلاب رائے
سے جس نسبت دی جو عطر ہن لوگ اوسکے گہر ۔۔۔ بہردیوی کف مین لوبولا لالہ گلاب رائے
بلبل تڑپ ہین محل سرا اوسکے مدام ۔۔۔ کیا لال بٹیا مانے یہہ پالا گلاب رائے
مانگی جو کوسنے ہونے کا دانا تو اوسکو پہر ۔۔۔ دیتی ہین اپنے سولی کی مالا گلاب رائے
تہا باش اوس کی ماکو جو ایسا جنا پوت ۔۔۔ جیوے وہ اوسکا کہیلنے والا گلاب رائے

جہانگیر

تخلص میر جہانگیر لکہنوی کا ہی یہہ ایک مرد ہی کہ دو نو زبانین شعر کہتا تہا
اور گہوڑا ہمت کا میدان فارسی اور ہندی مین دوڑاتا تہا بزرگ اوس
کو لکہنو سے ہے اکثر اچہے طرح سے ایام بسر کیے شورش اور توحش سر مین
رکہتا تہا مزاج آدمی تہا آخر عمر مین اپنے وطن مالوف کو گیا مرض
مالیخولیا مین مبتلا ہو گیا ایک روز در میان وعظ مولانا شاہ عبدالعزیز

طبقہ اول

کی میر شاہ عالم کے جو کہ درویش تخلص رکھتے ہیں رحم پہچایا قید خانہ میں اوسکو پکڑ کر لیگئے چنانچہ حبس میں ہی تیر اپنا شہید خنجر اجل کا ہوا تخمیناً درمیان ۱۲۲۰ ہجری کی موجود تھا

وہ کافر میرا درد کیا جانتا ہے ۔۔۔ جو گذری ہے مجھ پر خدا جانتا ہے

غم و درد و ہجراں سے واقف نہیں ۔۔۔ یہ ناصح فقط مغز کھا جاتا ہے

یہاں تک ہے اوسیر دل زار مغرور ۔۔۔ جو گالی بھی دے تو دعا جانتا ہے

محبت جسے کہتی ہیں ہی وہ مشکل ۔۔۔ سو وہ ایسے باتوں کو کیا جانتا ہے

بہاتا ہے ہر ایک کو وہ شوخ ظالم ۔۔۔ جہانگیر کو ہے رلا جانتا ہے

کلیم

شیخ محمد حسین کلیم دہلوی ایک مشہور مصنف ہندوستانی ہے وہ والد میاں احمد شاہ بادشاہ کے وقت کی کوئی عہدہ پولیس کا رکھتا تھا وہ والد میاں حاجی تجلے کا تھا میر تقی کا ہی رشتہ دار تھا جسکو بہت پیار کرتا تھا اور مرتے تک بھی اوسی چاہتا تھا اوسنے اردو میں بہت کتابیں تصنیف کی ہیں جس کے باعث اوسنے رتبہ اون علوم میں پایا جنہیں وہ کتابیں لکھی ہیں ایک رسالہ علم عروض و قافیہ میں — دوسرا ترجمہ اردو فصوص الحکم کا زبان عربی سے ملا عبدالرحمن جامی نے بہی ایک شرح اس کتاب کی فارسی میں لکھی ہے یہہ کتاب عربی زبان میں درمیان علم تصوف کے ۶۲۷ ہجری کے تصنیف کی گئی ہے مصنف اوسکا محی الدین ابو عبداللہ بن عربی دمشقی ہی — اور ایک رسالہ نثر ہندی میں بہی اوسکے تصنیف سی ہے — چوتہا ایک دیوان مشتمل غزلیات اور قصاید اور مخمس اور رباعی ہے — ایک قصیدہ اسمیں بنام روضۃ الشعرا مشہور ہے وہ دہلی ہی میں فوت ہوا فارسی اور اردو دونو

قسم دوم

۸۸ طرح کے شعر کہتا تہا چند مثنویان ہے اوسکے صفحہ روزگار پر یادگار ہین یہہ
اوسکے شعر اردو چند برای نمونہ لکہتا ہون

چہاہی آہ کی چشم پر آب مین دریا — کسی نے دیکہا ہے اتنک جلتے مین دیا
کس پریشان نے قدم رکہا ہے یہ قاب ہے — جادہ آتا ہے نظر جون زلف گم سمجھا
قبر مین بہی لئی ہمراہ گیا اپنے کلیم — آہ کیون درد دل اپنا نہ کسو کو سونپا
اتنے ہے دل پہ قلقل مینا سے اب شکست — وہ دن گئی کلیم کہ یہ شیشہ سنگ تہا
ہو چکا حشر گئے دوزخ و جنت کو خلق — رہ گیا مین تیرے کوچہ مین گرفتار ہنوز
درازی شب ہجران نہ لف یار کلیم — مجہی سے پوچہ کہ کاٹے ہین رات انکہین
رکہو نہین انکہو نہین کیونکر تجہی کہین ہو بہشت — پہر ایسا گہر کہ جو خانہ خراب بیٹہے ہی
دیوانہ ترا آوے پر اپنی اگر آوے — مونہہ دیکہو فلاطون کا جو سامنے ٹہہر جاوے
غرور حسن کیا ممکن کہ اوس سے داد کو پہنچے — غرض تم سنا چکے احوال ہم فریاد کو پہنچے

کمترین

میان کمترین دہلوی نواب عماد الملک غازی الدین خان کے افسرون مین سے
تہا اوسکے اشعار ابرو کے طرز کے مشابہ ہین وہ طنز گو اور رجا جی تہا
ہر ایک کے ہجو کرتا تہا اور ظرافت پسند آدمی تہا تشبیہ مغلق کا اوس کو
بہت شوق تہا اوسکے اشعار کی بہت قدر کی جاتی ہے — میر تقی کہتا ہے
کہ مینی بہی اوسکو مشاعرہ مین دیکہا تہا مگر مینے کبہی اوس کا کوئی شعر ایسا نہ دیکہا
جسمین کچہہ معنی ہون

گرتا

کرتا کرشن پنڈت ہی جسنے اردو مین شعر تصنیف کئی ہین منولال نے اوسکا احوال لکہا ہے

نظم

طبقہ اول

کاظم الدین منشی شاعر دکہن کا ہے اوسنے سہراب کا جو فردوسی کے شاہنامہ میں ہے جو کہ ایک دل پسند قصہ ہے اردو مین نظم کیا ہے اس قصہ کو انگریزی مین ایک صاحبنے ترجمہ بھی کیا ہی اس ترجمہ کا نام جنگ سہراب و رستم ہی

خاکسار

شیخ محمد خاکسار یا کلو یہہ ایک درویش قلندر تہا قدم شریف دہلے مین خدمت کیا کرتا تہا شعرا متقدمین میں شمار کیا گیا ہے یعنی سودا اور میر حسن سے پیشتر تہا میر تقی لڑکپن مین جب شعر کہتا تہا خاکسار اوسکو اصلاح دیا کرتا تہا لیکن میر اپنے تذکرہ مین یہہ ذکر نہین کرتا بلکہ خاکسار کو بسبب غرور اور سرکشی کے ملزم کرتا ہی خاکسار چونکہ ملقب بلقب شاہ الشعرا تہا اس دعوے کو میر نہین مانتا ہے جب رائے میر کے خاکسار ایک شاعر تہا نہ اچہا نہ برا بلکہ میر یہہ بھی کہتا ہی کہ اوسکو جب مشاعرہ مین بلایا کرتے تو وہ جان چرایا کرتا تہا بلکہ گلشن بیخار مین لکہا ہے کہ خاکسار مذکور لونڈے باز اور امرد پرست آدمی تہا لونڈون کو بہت چاہا کرتا تہا وہ صاحب دیوان ہے ہی یہہ اوسکے شعر ہین

تیری باغبان کا یہہ دیکہا سلیقہ — کہ نرگس کو بویا تہ بو مین یہہ آنکہین
تیغ قاتل سے رہی محروم بے تقصیر ہم — روز محشر کو اٹھینگے اسلئی دلگیر ہم

لال

یعنے لال کوی مشہور شاعر ہند مصنف چہترا پرکاش کا برانج بہاکا کے نظم مین یہہ کتاب اوسنے تصنیف کی ہے اوسمین بیان اون لڑائیون اور سلسلہ تخت نشینون کا ہی جو بندیل کہنڈ کے راجہ تہے اور اونکے شجاعت اور جوانمردی کے بیان کی ہی یہہ تاریخ درمیان زمانہ راجہ چہترسال کے جو بندیل کہنڈ کا ایک راجہ تہا تصنیف ہوئی اغلب ہے کہ اوسکے بموجب حکم کے طیار

قسم دوم

۹۰ ہوئی ہو اس راجہ کے علدارے کا حال مفصل اوسمین بیان کیا ہے بلکہ اوسکی باپ کے
علداری کا بہی حال جسکا نام جیت راے تہا بیان کیا ہے کوئی راجہ اوسکے برابر
مانع اورنگ زیب کا اور مقابل اوس کا پیدا نہین ہوا — اورنگ زیب کہ جو
تمام سلاطین مغلیہ مین شجاع اور نیک اندیشہ بادشاہ تہا اوسپر ہے اس راجہ
نے حملہ کرکے شکست دی اور اوسکے بت اور مندرون کو توڑکر مسجدین بنائی ہے
ہندوون کا بہت مغضوب تہا چنانچہ یہی باعث اوسکی گرفتے کا ہوا — لیکن بسبب
مذہبی اور نہ بہاگنی چیترا کے اور شرکت جنگکے فتح اورنگ زیب پر حاصل
ہوئی چونکہ یہ شجاع اور نیک نیت آدمی تہا اوسواسطے محبوب لشکر کا تہا اس کتاب
کا ایک انگریزی ترجمہ ہی ہوا ہے

فدوی لاہوری

یہہ فدوی محمد حسن لاہوری شاگرد ماہر علی شاہ المتخلص صابر کا تہا واقع مین
یہہ ایک بنئے کا لڑکا تہا ایک شخص مرزا ئے نے حالت غلامی مین اوس کو
تعلیم دلوائی ہے بعد ازان وہ فدوی اپنی ملک کو چہوڑکر فرخ آباد مین آیا جہان
سودا سے اوسکا مباحثہ ہوا سودا نے ایک مخمس اس فدوی لاہوری کی ہجو مین
لکہا ہے جو کلیات سودا مین مندرج ہے اس فدوی کے بہت لوگ بسبب
اوسکی غرور اور نخوت کرنے کے دشمن ہوگئے تہے وہ واقع مین شورہ
پشت آدمی تہا جب وہ لاہور سے آیا اوس وقت اوسنے زبان ریختہ مین
ایک قصہ بنام یوسف زلیخا تصنیف کیا مگر میر فتح علی نے اوس کی خورد گیری کرنے
اور ہجو مین ایک مثنوی بنام مثنوی بوم و بقال تصنیف کی ہے جسکا اول
یہہ ہے —

یار و خدا ایک ہے دوسرا ہے حق نہین — صورت لوح و قلم جسکے لئی خلق کے

رہتی ہی ٹک بو بیداونکی ہی سوگند ہی آج زبان ہے کہلے کلالے شین منہ ہے

جو کہ انتخاب دیوان سودا مین درمیان کلکتہ کے سودا کے طرف اوسکو منسوب کرکے اوسکے دیوان مین غلطے سے چہپا دی ہے کیونکہ سودا کے کہی ہوئی وہ مثنوی نہین ہے باوجود اسکے کہ اوس مثنوے مین وہ آپ اقرار سودا کے استاد ہونے کا کرتا ہی لیکن چہاپہ والون نے اسمین کچہہ تمیز نہین کی مین فدوی نے یوسف زلیخا بحکم نواب ضابطہ خان کے لکہے تہی حسین کی پاس چندروز رہا تہا نواب محمد یار خان کے ملازمون مین ہے فدوی منسلک تہا جیسا کہ اوپر بیان ہوا وسہاے محمد قایم اور مصحفی اور شعراء اوس کی زمانے کی اوسے ملتے رہتے تہی اس نواب کے گہر مین مشاعرہ ہوا کرتا تہا چونکہ وہ نواب بدخصلت تہا اسیواسطے چندروز کے بعد وہ مجلس موقوف ہوئے پچاس برسکے عمر مین فدوی فوت ہوا شاہ مبارک ابرو کا شاگرد تہا درویشانہ روش رکہتا تہا یہہ ایک شعر اوسکا ہے ؎

یار ہم سے جو سدا چین بجبین رہتا ہے نہین معلوم بلا کونسی پیش آئی ہے

فغان

اشرف علے خان مخاطب کو کلتاش خان یعنے کوکا احمد شاہ بادشاہ کا ترکے زبان مین بہاے رضاعے کو جو کہ دودہ کا شریک ہوتا ہے کوکہ کہتے ہین وہ علے قلی خان ندیم کا شاگرد تہا دولتمند ونمین یہان سے جا کر عظیم اباد مین رہنے لگا درمیان ۱۱۹۶ ہجری کے فوت ہوا کلام اوسکے شیرین و باظرافت ہوتے ہے وہ صنعت ایہام سے بہت خوش تہا میر کہتا ہے کہ قزلباش خان جو اوس کے اوستاد ونمین سے تہا پہلے وہ اپنے بہائے سمے محمد ایرج خان کے ملاقات کے واسطے مرشد آباد کو گیا بعد کچہہ عرصہ

کے مہاراجہ شتاب رائے کے ہمراہ عظیم آباد مین آیا وہ ہین رہا بڑی امیر نہین سے تہا بعد وفات عظیم آباد مین مدفون ہوا صاحب دیوان ہے اوس شعر بہت صاف ہین سے

کرتا ہے وصلیں در و دیوار پر نظر — تجکو مزا پڑا ہے فغان انتظار کا

ممکن نہین کہ غیر نہووے رکاب مین — تجکو خدا نلائے ہماری مزار پر

کہا تو شب فراق مین جیتا رہا فغان — یہا تنک گمان نہ تہا تیرے صبر و قرار کا

شکوہ کری ہے تو جو تیرے اشک سرخ کا — تیرے کب آستین مین لوہو سے بہر گئے

تہا اگر مین یار کو پاؤن تو یہ کہون — انصاف کو نچھوڑ محبت اگر گئی

آخر فغان کو تو ہی اوسے کیون بہلا دیا — وہ کیا ہوئی تپاک وہ الفت کدہر گئی

عشاق تیرے گرمی بازار کر گئے — اس جنس کو گران یہ خریدار کر گئی

مین مر گیا پر آہ نہ پوچہا فغان سے کچھ — درد جگر ہے یہ یہ بیمار کون ہے

قاصد جو ناامید پہر آ کوئے یار سے — خفت سے مجہے ہوئے دل امیدوار ہے

تیرے ہے دوستی پوچھے اس غم کو تو فغان — الفت تری بلا ہے کسیکو خدا نہ دے

نہ کہولئے تیری بند قبا تو کیا کیجے — دل گرفتہ کو ظالم کبہی تو وا کیجے

غریب

محمد رتن غریب بموجب بیان میر کے اور محمد زمان غریب بموجب بیان فتح علی حسینی کے شعرا وس کے اچھے ہین وہ ہکلا یا کرتا تہا اسی سبب سے اوسکا تخلص الکن ہے تہا میر کے خیال پورہ ہکلا وستے دیکہا کرتا تہا بسبب تنگ ہونے کے وہ بنگالہ کو گیا دو برس پیشتر لکہنے تذکرہ میر کے وہ بنگالہ مین موجود تہا

کہاہے

یہ کہا سی باشندہ دہلے کا ہی میر تقی جو اوستی واقف تہا یہہ کہتا ہے کہ وہ مغلپورہ
مین رہتا تہا اور مشہور ظریف آدمی تہا اوسنی اپنا تخلص کسی غزل کے اخیر مین
نہین لکہا تمام شعراء کا خلاف اوسنی کیا ہے

گرامی

مرزا گرامی شاہ نجف بیگ کشمیری کا اولاً فارسی شعر کہتا تہا جب اوسنی دیکہا کہ
کہ اردو ریختہ کا بہت رواج ہوگیا ہے اردو کہنی لگا میر تقی جو اوسکا ہم عہد
تہا اوسنے اور کچہہ ذکر اوسکا نہین کیا

حزین

شیخ محمد علے حزین یہ شخص بسبب اپنے علم اور خدا پرستی کی مشہور ہے وہ
درمیان ۱۶۹۲ع کے اصفہان مین پیدا ہوا اور محمد شاہ بادشاہ کی عملداری
مین درمیان ہندوستان کے آکر رہا اور بنارس مین ایک ہزار سات سو چہیاسٹہ
۱۷۶۶ مین فوت ہوا اوسکے تصنیفات فارسی زبان مین بہت ہین ازانجملہ ایک
تذکرہ دلچسپ اوسکے تصنیف سے ہی جسکا انگریزی مین بہی ترجمہ ہوچکا
ہی اور ایک ساقی نامہ اور چند قصص اور کئی دیوان ایک بہاری جلد
مین موجود ہین اشعار ریختہ بہی کہتا تہا

اشرف

تخلص ایک شاعر قدیم کا ہے جو کہ ہم عصر ولی کا تہا اوسکے شعر دستیاب
نہین ہوئے مگر ایک مصرع اوسکا لکہتا ہون جو ولی نے اپنی شعر مین
تضمین کیا ہی وہ یہہ ہے

اشرف کا یہ مصرع ولی دلکو ہمیشہ دے طرب دیکہا ہی وہ دریا اپس دیدہ تر مین

اشنا

سخن میرے یارو یہہ لکہا تا — کسو سے کوئی دل کیمت لگاتا
ایسی ظالم سے محبت تیرے جی مین کیا پاونگا — یون نظر آتا ہے مجکو روتے روتے جاونگا
اشک رہتی ہین بہے دیدہ گریان کے بیچ — آنکہ لاگے ہے مگر چاہ زنخدان کے بیچ

رسوا

تخلص آفتاب رائے کا ہی بعضی کہتے ہین یہہ شخص قوم کا بہتہ ہے اور بعض جوہری بچہ بیان کرتے ہین بہرکیف یہہ شخص دائم الخمر تہا اور کسی مذہب یا پنتہ کے بند مین نہ تہا ہمیشہ ننگ بانڈہی رہتا اور بازار مین غزلین پڑہتا پہرا کرتا مگر شراب کی صراحی ہاتہہ مین ضرور رہتے جب وہ مرنے لگا تو تذکرہ والون نے یون لکہا ہی کہ وہ یہہ وصیت کر مرا تہا کہ مجکو غسل شراب سے دینا چنانچہ ایسا ہی کیا کہ اوسکو شراب سے نہلایا اور گردن پر سے اوسکے شراب چہڑکے مگر وقت اوسکا جنازہ اوٹہانیکے ذریسی ہے بو شراب کی کسو کو نہ آئی — دروغ برگردن راوی

رسوا ہوا خراب ہوا دربدر ہوا — اس عاشقی کے پنتہہ مین جسکا گذر ہوا
مست ہو کر گر پڑی ہین ہر طرف دیوار و در — ابر رحمت برستا ہے یا برستی ہی شراب
کوئی جا نہین زمین پر جو آنسو سے نم نہین — رسوا ابہی وقت مین مخمون ہین کم نہین
قفس سے دو ون گئی ہم اور چمن مین جا پہنچے — اوڑ رہین تو پر نہین رکہتی چلین تو پا نہین
وصل مین بیخود رہے اور ہجر مین بیتاب ہے — اس دیوانے دل کو رسوا کسطرح سمجہائیے
گو زخم دلکو میری نہ سیوے میرا میان — مین مرگیا تو کیا ہوا جیوے میرا میان

جانی

تخلص بیگم جان نام المشتہر بہو بیگم بیٹی نواب قمر الدین خان مرحوم کے ہی جو کہ نسبت زوجیت کے نواب آصف الدولہ بہادر سے رکہتی تہی ذکر کرتے ہین کہ بیگم ممدوحہ الذکر بکثرت بیماری اور امراض سے دلریش اور خستہ خاطر تہی

کہ ہمدم ہم تواچہ سرا عیادت کو آیا اوسنے فی البدیہہ یہہ مطلع اوسکو سنایا

کیا پوچھتا ہے ہمدم اس جسم ناتوان کی   ہر رگ مین نیش غم ہی کہی کہان کہان کی

یہہ بہی اوسیکا شعر ہے

دل جس سے لگایا وہ ہوا دشمن جانی   کچھہ دل کا لگانا ہمین راس نہین ہے

انجام

تخلص عمدۃ الملک نواب امیرخان خلف الصدق نواب تقاء اللہ خان کا سلسلۂ اوسکے نسب کا امیر میران نعمت اللہ تک جو کہ سلاطین صفویہ سے قرابت رکہتے تہے پہنچتا ہے محمد شاہ بادشاہ کے وقت کی امراء مین سی یہہ بہی ایک امیر تہے حال بدایت اور نہایت اس امیر کا مختصر یہہ ہی کہ بعد کوچ کرنے نادرشاہ کی طرف ایران کے محمد شاہ بادشاہ نے بروز جمعہ بیسوین صفر ۱۱۵۲ ہجری مین امیرخان کو خطاب عمدۃ الملک دیکر خدمت بخشیگری کے سپرد کی اور راتیوار کی دن ستائیسوین شعبان اوسے سال کو فوجداری گوالیار کے عمدۃ الملک کو بسبب تغیر ہونے خضرخان کے مرحمت ہوئی ایک بالا بند بجای خلعت اوسکو عطا ہوا بہت دنون چین و آرام مین حکومت کرتا رہا حال اوسکی وفات کا یہہ ہے کہ چونکہ عمدۃ الملک کسیکو اپنی برابر نہ سمجہتا تہا اتفاقاً وزیر نے نشہ شراب مین ایک رات کوٹہی کے گہر سے گرکر صدمہ عظیم پایا آٹہہ مہینے تک بستر رنجوری پر پڑا رہا بعد صحت کی تہوڑے سے طاقت آمد و رفت دربار کی اور کہڑی رہنے حضور کے پائی جواب و سوال امور را کا عمدۃ الملک امیرخان مذکور کو سپرد کرکی رخصت ہوکر گہر مین آبیٹہا بعد کئی مہینے کی دربار مین آنکے بسبب کم ہونے طاقت کہڑی رہنی کی تہوڑی دیر حاضر رہکر رخصت ہوجاتے چونکہ صفدرجنگ دوست ملکہ متوسل عمدۃ الملک کا تہا اس سبب سی اقتدار عمدۃ الملک کا بہت ہو گیا تہا چنانچہ اسے سبب سے بادشاہ کی

قسم دوم

۹۸ ہمراہ ابتداے صحبت سے لطیفہ گوئی اور چالاکیان اوسکو میسر تہین بلا تقریر سخن مین پاس ادب بہی نگہتا تہا ایسا مونہہ لگ چلا تہا خصوصاً ان ایام مین کہ زیادہ اقتدار حاصل کیا از بس لیے باکیان اور تسول کروانے خوشون اپنی مین مبالغہ حد سے زیادہ بیجا تہا - ایک دفعہ عمدۃ الملک نے اجازت بادشاہ سے واسطے ملاقات سلاطین متقید کی سلیم گڑہ مین جا کر بہتون کو دیکہا اسبات سے لوگون کے دلومین بدگمانیان پیدا ہوئین اور بادشاہ کا مزاج عمدۃ الملک سی پہر گیا بدخواہ اوسکے نے بادشاہ کی دل مین رسوخ پایا لیکن اظہار اسکا بیفائدہ دیکہا مدارا سی گذارتا تہا یہانتک کہ ایکدن عمدۃ الملک نے حضور بادشاہ مین بیچ اظہار بعضے مقدمات کے سخن کو طول دیا اور بادشاہ کو اوسکا سنا گران گذرا فرمایا کہ دوسری دن عرض کرنا عمدۃ الملک نے کہا کہ دوتین کلمے باقی ہین بادشاہ نے صبر کیا بعد ایک لحہ کے مکرر وہی ارشاد فرمایا عمدۃ الملک نے پہر وہی جواب یا تین دفعہ یہی جواب و سوال درمیان آئے — روز افزون خان خواجہ سرا نے جو کہ خدمت نظارت بادشاہی اور بندوبست دروازون دولتخانہ اور نگہبانے سرا سلطانی پر مامور تہا آہستہ سے یہہ کہا کہ آجکے دن قصہ رانڈ عورتون کا ختم کرنا چاہیے عمدۃ الملک نے سنلیا خفا ہوکر کہا کہ غلامون کو کیا طاقت جو گفتگو عمدۂ ارکین سلطنت ایسے دلیر ہو کرین وہ بادشاہ کا خاندانی غلام تہا اوسنے جواب مین کہا کہ غلام بادشاہ کے ہین نہ غلام اورون کی عمدۃ الملک نے بادشاہ سے کہا کہ جو یہہ ناظر ہے تو بندہ دربار مین نہ آویگا بادشاہ نے تسلی دی عمدۃ الملک نے عرض کیا کہ جو خاطر غلام کی حضور کو منظور ہے خدمت نظارت کے غلام کی تئین عنایت ہووے غلام کسے اور شخص کو جو اس خدمت کی لایق

ہوگا اپنے طرف سے اِس کام پر متعین کردیگا بادشاہ نے قبول کیا عمدۃ الملک
آداب بجا لایا گہر آکر آگاہ خان خواجہ سرا داروغہ دیوانخانہ اپنے کو تجویز
کرکے امیدوار اِس کام کا کیا لیکن بادشاہ نے متفکر ہوکر ناظر روز افزون خان
سے کہا کہ میری تئین عمدۃ الملک کے ہاتھ سے ایسی حال مین زندگے دشوار ہے
جب نظارت کا بندوبست اپنی ہی طور پر کریگا نازگا نے میری مستعد رہو کے
مین بمنزلہ مقیدین کے ہو جاونگا اوسنے عرض کے کہ اگر اقدس کی مرضی ہو تو تدارک
اسکا چندان مشکل نہین ہے بادشاہ نے فرمایا کہ جو ہو سکے تو توقف نہ کرنا چاہیے
روز افزون خان نے بعد تلاش بسیار ہرادر بستے اپنی کو کہ عمدۃ الملک سے آزردہ
تہا بتاکید تمام ذمہ دار قتل عمدۃ الملک کا کیا وہ دربار مین آکر دیوان خاص
کی دروازہ مین گہات پر بیٹہا جمعہ کے دن تیسرین ذالحجہ ۱۱۹۵ ہجری اول صبح
کو عمدۃ الملک اس کار لئی باوجود نہونے روز دربار کی آیا آگاہ خان کی تئین
ہمراہ اپنی واسطے دلوانے خلعت نظارت کے حضور مین لایا جو ہین عمدۃ الملک
اپنی نوکرون کے حلقہ سے نکلکر داخل دیوان خاص مین ہوا اوس شخص نے پس
پشت سے نکلکر ایسا جمدہر اوپر پہلو اس سید بیگناہ کے مارا کہ بمجرد مارنے
ضرب کے رحمت حق سے پیوستہ ہوا نعش اوس مظلوم کے پالکی مین ڈالکر اوسکے
حویلے مین لائی بادشاہی سپاہی واسطے ضبط مال اور اسباب کے
ہمراہ اوسکے لاش کے آئی اوس کی سرکار کے نوکر سپاہی مانع اسباب کا
لیجانے اور دفن لاش کے ہوئی اونہون نے کہا کہ جبتک ہماری تنخواہ
نہ ادا کروگے ہم اسکے لاش کو دفن ہونے نہ دین گے چنانچہ اسی جہگڑی
مین چار روز تک اوسکے لاش پڑا رہے بلکہ بدبو سے کہ اوٹہنے لگے آخر اوسکی
تنخواہ کا اوپر سبکے اوسکے اجناس کے قرار پایا اور تمام سپاہیون کو

اوسکے بیٹے مرید خان اور سید بلال کو مارا اوسنے تنخواہ کی آگ اپنی پیرہ مین
رکھکر اجازت دفن کرنی لاش کے دی چنانچہ چوتھی روز خلیل الله خان مرحوم
مقبرہ مین جو اوسکا جد تھا متصل سرای روح الله خان کی مدفون ہوا اوسکے
مقتول ہونے کی تاریخ کسی شاعر نے غم عمدہ کہی ہے سب اشیا اوس کی ضبط
ہوکر زر تنخواہ نوکرونکو دیا اور بادشاہ نے جواہر اور ہتیار اوس کی ح
وہ عاشق تھا اور در واقع مین پچاس یا ساٹھ لاکھ روپیہ کا مال تھا دس لا
روپیہ قیمت دیکر خرید لئے مرزا بیدل کی شاگردون مین سے تھا اوس کی
کی بہت قدر ہی خصوصاً ٹکری اور دوہرہ اور ریختہ بلکہ تصنیف نثر کے بہ
ہی اوسکو نئے راگ ایجاد کرنی مین بہی دستگاہ تہی اور کلام تصو
بہت شوق رکہتا تہا اور حاضر جوابی مین بہی شہرت رکہتا تہا اوسنے
اردو اشعار کے فارسی شعر بہی کہی ہین یہہ دو شعر اوس کے ہین

ساتھ اپنی سر کے تہا انجام کار رنگت — شکر ہی تڑپہی نہ زیر خنجر جلاد
نعش میری دیکہ کے مقتل مین یون کہنے لگے — کچھہ تو یہہ صورت نظر آتی ہی پہچانی

النصر

محمد النصر ایک ہندوستانی مصنف ہے جسنے ایک کتاب سیر و من سیر یا
کی ہے اس کتاب کو ریاض النصر بہی کہتی ہین نواب صاحب کے فہرست
مین ایک جلد اوسکی پائی جاتی ہے

انور

غلام علی انور متوطن کاپی صوبہ آگرہ کا ہے سے علی ابراہیم کی ملا۔
شعر انتخاب کئی ہین میرے ہاتہ نہین آئی نہ اور حال معلوم ہوا
معلوم ہوتا ہے کہ وہ زمانہ سابق مین تہا

طبقہ اول

ذکے

تخلص محمد جعفر علیخان مرحوم یہہ ایک مرد پنج ہزاری امیران شاہ عالم بادشاہ سی
گذرے ہیں جوکہ رفقاء نواب عمدۃ الملک امیر خان بہادر سی تہا بہت شوکت اور
عظمت اور ثروت سی زندگانی کاٹتا تہا بہت خلیق اور خوش وضع رفیق دوست
پاکیزہ طبع ستودہ کردار تہا جیسے اطوار کا تہا حال ابتدا اور انتہا اوسکے کا یہہ
ہی کہ جن ایام مین عالیجاہ کے اور انگریزون کی لڑائی ہوئی اوسنے کچہہ پیشتر
و ج الدین حسین خان سپہدار جنگ شیاسیف خان بن نواب امیر خان کا
کہ عالیجاہ کے ہمراہ مونگیر مین رہتا تہا بسبب نکلنے بہ لائق کے تنگی سے گذران
کرتا تہا زمانہ کا انقلاب دیکہا چاہئے بنجرا اور پوشیدہ پورنیہ کیطرف گیا جب اوسنے
سنا کہ اودہوا کو شکست ہوگئے گور دیال سنگہ وغیرہ مہمات پورنیہ کے متصدیونکو
اپنی قابو مین کرکے سو دو سو آدمیونکا انبوہ جمع کرکے اپنی دوستونکے
اتفاق سے اقبال کی گہوڑی پر سوار کرکے بے خبر دار الامارت پورنیہ مین جاکر
مسند حکومت پر جلوس کیا اور حکم شادیانہ بجانے کا دیا اور عرضے اور
خط مبارکبادیکے میر محمد جعفر خان مذکور کو اور انگریزونکو بہیجے میر محمد جعفر خان
نے یہہ بات غنیمت سمجہکر سند پورنیہ کے فوجداری کے جب شجاع الدولہ اور عالیجاہ
بادشاہ کے ساتہ عظیم اباد کی محاصرہ سے ہاتہ اوٹہاکر بکسر مین ٹہر گئے اور
برسات آگئے میر محمد جعفر خان نے کسی جواب سوال کے واسطے کلکتہ کا ارادہ
کیا اور اپنے بہائی میر محمد کاظم خان کو سابق دستور صوبہ عظیم اباد کے نیابت پر
چہوڑکر اور دہرج نراین رام نراین کے بہائی کو جوکہ کسی کام کی لائق نہین تہا
دیوان اور مدار المہام اوس صوبہ کا کرکے آپ کلکتہ کے راہ لی گویا اوسکے
لئے وہ مقدمہ آخرت کے سفر کا تہا چنانچہ کلکتہ مین جاکر کونسلیونکے ساتہ ا:

۱۰۱ جواب سوال میں مشغول ہوا چونکہ شمس الدولہ ہیرو نسٹرٹ گورنر میر محمد جعفر خان
کے بیوقوفی اور زیادتی سے خوب واقف تہا نہیں جانتا تہا کہ اوسکو لے مہاراجہ
میں چہوڑ دیے اصلی اوسکے جواب و سوال کو کونسل کے دفتر خانہ میں داخل کیا
نہیں کرتا تہا اور ہر چند چاہا کہ نندکمار جیسے کہ دیوانی پر مامور امد نہایت باز آ
تہا بحال رہے اور اوسکے ساتہہ کلکتہ سے نکل آتے لیکن چونکہ بد باطن اوسکا
ہندو کے شمس الدولہ گورنر کو خوب معلوم نہیں اور جانتا تہا کہ میر محمد جعفر خان سے
بہگانے سے ایذا دی اور ضرر اکثر نام آور دن امرو طلب کے تجویز کر نندکمار سے
نہیں ہوتا تہا آخر بزار خوش آمد سے اپنے کام میں مشغول ہو گئے اور شمس الدولہ
گورنر نے نندکمار کے غیبت اور فساد جمع کر کے ایک کتاب تیار کی اور رفتہ
نندکمار کا اس حد کو پہنچا کہ میر محمد جعفر خان اوسکا تابعدار ہو گیا اور اوسکے
ایما سے محمد رضا خان مظفر جنگ کو جو کہ رابعہ بیگم کا داماد تہا جہانگیر نگر کے نیابت
نظامت سے موقوف کر کے قید کیا آخر انگلستیون قاسم بازار والون کے خوف
سے ڈر کر نندکمار اور میر محمد جعفر خان نے اوسکو چہوڑا اور میر محمد جعفر خان
شجاع الدولہ کے فوج اور اوسکے دلیری کی خوف جو مشہور تہے صلح کیا تہا
اور شاید انگلستانیے شجاعت وزیر کے اس لشکر اور بادشاہ کے مقابلہ کی بدنامی
سے بچاتے تہے کہ اگر ایسے صلح ٹوٹ جائے کہ اونکے تجارت میں خلل نہ ہووے او
سے قبول کرین اور عظیم آباد کا صوبہ وزیر اور بادشاہ کو حوالہ کر کے بنگالہ
کی مال گزاری کا بیس روپیہ جیسا سابق دیتے تہے شجاع الدولہ نے زیادہ
غرور اور بے شعوری جو اس زمانہ میں مروج ہے اور سردارون میں سے
کوئے ایسا نہیں جو اس مرض سے خالی ہو نہ مانا اور امر اثر تمام ممالک اپنے
پر رکہتا تہا اور تعجب یہہ ہے کہ با وجود کثرت لشکر اور توپون کے اور میر [illegible]

تمام سامان کے نہایت غفلت اور تعجب کے سبب اپنے عقل سے کوئی کار درست
نہین کر سکتا تھا اور التماس دانا دولت خواہونکے اس باب مین نہین مانتا تھا
اصلی جو بکتا تھا سو بکتا اور میر محمد جعفر خان مرشد آباد مین بیمار ہو کر روز بروز
دو بلا ہونے لگا اور چودھوین تاریخ شعبان ۱۱۷۸ ہجری کے منگل کے دن بقول بعضے
لوگ کہتے ہین کہ اخیر دم پانی تو کنا تبرک کی طور پر ایک بت خانہ سے جو مرشد آباد
کی پاس ہے نندکمار کے تجویز سے اگر میر محمد جعفر خان کے حلق مین چوایا اسکے پیچھے
جانبحق ہوا شعر اوسکا اوس وقت کے روئیہ کی موافق خوب ہوتا تھا یہ چار
شعر اوسکے ہین

سنا کی احوال میرا تا صبح شمع تنہا فلک — ہاتھ سے ہاتھ ملے حیف ہی سینہ کوٹا
چاک کو تقدیر کے ممکن نہین ہونا رفو — سوزن تدبیر سارے عمر گو سیتی رہے
خاکساری پر نکرو سو کو ہرگز اعتبار — جوک ماٹی مین ملی تو بھر بھو تیی رہے
عشق مین نسبت نہین بلبل کو پروانہ کے ساتھ — وصل مین وہ جان دیکر ہجر مین گل روئے

افصح

مشہور بنام شاہ فصیح مرزا بیدل کے مریدونسے ہی یہ شخص بہت دیندار
نیک کردار تھا اوسکا ایک تکیہ لکھنؤ مین اجتک نام تکیہ فصیح مشہور ہے اوسکے
دینداری مین کوئی شک نہین لکھنؤ مین رہا کرتا تھا جان کہ عہد وفات بیچ درمیان
[illegible] ہجری کے ہوا اوسکے اشعار صفحۂ روزگار پر بہت یادگار ہین
میری ہاتھ نہین آئے

جان

تخلص جان سے شاہجہان آبادی کا ہے نواب بیرم خان منظر سے
واسطہ قرابت کا رکھتا تھا اور نسبت تلمذ میر تقی میر سے آزادانہ عمر بسر کرتا تھا

طبقہ اول

۵ تخلص میر محتشم علی خان خلف میر باقر بدخشانی نژاد کا ہی اصل اوسکے بزرگان اور
مولد اوسکا حضرت شاہجہان آباد زبان پارسی مین خیالات اوسکے رنگین زیادہ
مین بدخشانی اور یاقوت رقمی سے ہی ایک دیوان پارسی کا بابت پر مشتمل تصنیف
اوسکے سی میر محمد افضل ثابت اور شیخ عبدالرضا متین سی صحبت رکھتا تہا
اور مطارحات کرتا تہا سن ایک ہزار ایک سو تریسٹھ مین اس جہان سی گذر گیا

گور کی سوتے دو نون کو جگا دی بہار — شور سے غل ہی قیامت سب اوٹھی پکار
بہار آئی دوانے کی خبر لو — اگر زنجیر کرتا ہے تو کر لو
ہمنے نجف مین جاکر کیا خوش مقام ہی — کعبہ کو دور سے ہی ہمارا سلام ہی

مظہر

مرزا جانجانان مظہر سب سی مشہور خاندان بخارا سے ہی باپ اونکا مرزا جان
نام رکہتا تہا بسبب محبت کی وجہ اپنی بیٹی مذکور کو جانجانان نام دیتا تہا اسیواسطے یہہ نام
اوسکا مشہور ہو گیا وہ حسین آدمی کو بہت چاہتا تہا — اونکے شاگردون مین تابان
حزین — اور انعام الله خان یقین مشہور ہین وہ فقیر صاحب درد تہا سید جعفر
جو کہ اوسکا دوست بے تہا — سبب اونکے وفات کا یہہ بیان کرتا ہے
کہ وہ اپنے مکان پر بیٹھے ہوئے تعزیہ شیعونکے دیکھتی تہی اسی اثنا مین وہ دیکھکر
ہنسی اور ریشخند کیا اونکا اونہون نی یہہ کہا کہ یہہ جو تو نے ہی کہ بعد بارہ سو برس تک اہل
حسین کے ماتم و زاری اونکی ہر سال نئے کرتے ہین اور لکڑے کی کہپچون کے
تعظیم کرتے اور سجدہ کرنا واہیات بات ہے یہہ ناگوار باتین علم بردارون وغیرہ
نی سنکر اور اپنے فرقہ کے بدلا لینی کی ارادہ کی در پے ہوئی — فی الحقیقت
دسوین محرم کو ایک شخص اونمین سے مظہر مذکور کے دروازہ پر گیا اور
اوسکو بلایا مظہر بے تحاشہ باہر نکل آیا اس متعصب نے فوراً اوس کے

قسم دوم

١٠٦ چہلی تے مین گرے ماری باوجودیکہ زخم کاری لگا تہا پر بہی وے اپنے
پر پہنچکر جا بیٹہا اسی زخم سی وے شہید ہوا یہہ واقعہ درمیان دہلی کے سنہ ١١٩٥
کی واقع ہوا تہا مظہر کے اشعار اور نثر دونو فصیح اور سلیس ہین مصحفی
کہتا ہے یہہ اول مصنف ہین جنہنے فارسے معشوقانہ طرز پر لکہا ہے اور فارسی
اونکی بہت تصنیف کی ہین اردو ریختہ کا بہی بانی اور مصلح ہے شیفتہ کہتا ہے
مظہر مذکور کے کسی سبب سے عالمگیر بادشاہ سے رنجیدہ ہوکر اکبراباد مین جا بسے
آخر کار جہان آباد مین اکر رہنے لگے - مرزا مظہر نے کسب باطن کا سیّد
نور محمد بدایونی نقشبندی مجددی سے کیا ہی - شاہ غلام علی صاحب جنکی خانقاہ
دہلی کے چتلی قبر کے پاس مشہور ہے جنکے گدی نشین بالفعل میان ابو سعید
سلمہ الرحمن ہین وہ مرزا مظہر کے مریدون سے تہے باوجود اس ریاضت
کسب باطن کی مرزا خوبصورتون سے بہت رغبت اور محبت رکہتا تہا
نفاست اور نزاکت اس قدر مزاج مین تہی کہ اوسکے بیان کرنے سے و
ایک دفتر درکار ہے کہتے ہین کہ اونکے مکان مین کوئی برتن ناکردہ
بدتہذیب یا بے قرینہ نہ کبہی دیکہی اگر کبہی مرزا بازار کو جاتے اور سیر کو نکلتے تہے
راہ مین کسے غریب کی چارپائی خراب یا جہلنگا پڑا پاتے اوسیجا
جاتے اور کہتی کہ جب تک یہہ درست نہ ہو لیگے مین اگی نہ جاونگا
اور نزاکت مزاج مین تہی کوئی نواب عالیمقدار اونکے ملاقات کو
ایک روز آیا تہا اوسنے حجرے مین پانی پیکر انجورا ٹہڑا رکہہ دیا تہا اونہے
اور کہا تو بالکل گنوار ہے کس بیوقوف نے تجکو نواب بنادیا ہے ا
سیدہا رکہنا بہی نہین آتا مرزا کے یہہ حالت تہی کہ اگر کوئی شخص
بے انتظام یا بدزیب پاتے فورًا مشتعل ہا سے لی اب تیز رہنے لگا

طبقہ اول

ثقہ لوگون کے زبانے سنی مین آیا ہے کہ مولوی غلام یحیی جنکے تصنیف سے ایک
رسالہ مسمی غلام یحیی حاشیہ میرزاہد پر ہی بسبب الہام اور بہت خوب کی اونسے
بیعت کا ارادہ کرکے شاہجہان آباد مین آیا تہا اوسکے ڈارہی بہت بڑی انبوہ
دار تہے جمعہ کی دن جامع مسجد مین مرزا سے ملاقات ہوئی آپنی بسبب اسکے کہ نفاست
طبیعت مین بہت رکہتے تہے مولوی مذکور کی ڈارہی بے زیب پاکر ارشاد کیا کہ اگر
مجسی بیعت کیا چاہتی ہو اور کچہہ کسب باطن مجہسے منظور ہے تو ڈارہی کو ترشواکر اپنے
صورت بہلی مانسون کی بنائیں یہہ ریچہہ کے صورت آپ سے نہین - چونکہ یہہ مقولہ
اونکا خلاف شرع تہا مولوی مذکور نے نہ مانا اور ارادہ بیعت کا فسخ کرکے
جامع مسجد مین اقامت کے پہر خواب مین معلوم ہوا کہ اگر کچہہ تجکو کسب باطن منظور ہے
تو میرزا کا کہنا مان لی یہی خواب تین روز تک دیکہا کہ ایک بزرگ خواب مین یہہ کہتا ہی
کہ مرزا جو کہے سو مان لی پہر لاچار ہوکر مرزا سے ملاقات کی آپنے پہر وہی
ارشاد کیا کہ طالب اور مطلوب اور مرید اور مرشد مین مناسبت چاہئے مرزا کی
ڈارہی بہت چہوٹی تہی خوشنما تہے ڈارہی رکہتی تہا لاچار ہوکر مولوی غلام یحیی
نے ڈارہی کتروائی سبب رکہنی کا مرزا نے حکم دیا اوسے رکہی اونکے قبر بہی
شاہجہان آباد مین ہے — میر قمرالدین منت نے مرزا مذکور کی تاریخ وفات
یہہ کہی ہے عاش حمیداً مات شہیداً یہہ شعر خیالات مرزا مذکور سے ہے جو

لوگ کہتی مین مرا مظہر بیکس تہا سو ہیں ۔۔۔ کیا ہوا اور سکو وہ آشنا بہی جلد تہا
ہمنی کی نہے توبہ اور دیکہیں تجاہر بہار ۔۔۔ ہائی کچہ بس چلتا نہیں اوس وقت جا ہجری بار
عندلیب کے واسطی اسکو نہ توڑ کو ۔۔۔ نہی ایک شعر مین قائل رہتا ہے

لوگ بیان کرتے ہین کہ مرزا مظہر مذکور کے ولایت مین کچہ بھی شک نہین
وہ بیشک صاحب کامل گذری ہین اونکے کرامات بہت [illegible]

قسم دوم

جعفر

تخلص ہے جعفر زٹلے کا یہ ایک شخص سیادت آثار نول سے ہی طبع رسا رکہتا تہا
لیکن سوا زٹل گوئی کے اصلا میل خاطر کسی چیز کیطرف نہ رکہتا تہا بلکہ اوسکا یہ مقولہ تہا
کہ اگر میں سے کوئی اچہا شعر کہونگا تو سعدی شیرازی یا فردوسی ہو جاؤنگا
اسلئے زٹل کہونگا تاکہ تمام عالم میں ممتاز ہو جاؤں ایک مدت سرکار دولتمدار
شاہزادہ معظم محمد اعظم شاہ بہادر کے مین درمیان سلسلہ خوشخوان کی نوکر رہا
زٹلیات اوسکے آج تک صفحہ روزگار پر زبان زد ہر ایک خاص و عام کی ہیں
اوسکا یہ دستور تہا کہ جب وہ کسے کے گہر جاتا ایک پرچہ پر اوسکی تعریف
لکہتا اور ایک پرچہ پر اوسکے ہجو کرتا اگر مطلب اوسکا پورا ہو جاتا اور
خوش طبعی سے اچہی پیشانی سی صاحب خانہ ملتا تو وہ پرچہ جسپر تعریف ہوتی
اوس صاحب خانہ کو دیتا اگر بری طرح سے پیش آتا اور اوسکے خاطر نہ کرتا یا
مقصد نہ بر آتا دوسرا پرچہ ہجو کا اوسکو دیتا ایک کلیات جعفر زٹلے کا مجہے موجود
ایک فاقانامہ بہی اوسکے تصنیف سے ہی جسمیں واہیات اور گالیاں بہری
ہوئی ہیں جیسے کہ یہ شعر اوسی فاقانامہ کا ہے سه

تیری فالیں آیا زیرا — تجہے چودی بنیا ہمیرا

ایضاً

الف آمد بغالت ای حرامی — کہ ہستے در جہان گاندو دامی

یہ چند شعر اوسکے کہتا ہوں

اگر نایب بے ڈہنگ جلان کنم — بدہ خانہ موش ویران کنم
منم آن رستم بند رومین تنم — کہ دو پاچہ از مشت خود بشکنم
کہیلر شہکا دیا اماکہ جعفر اکیلا کہی — خطرا پڑا ماتار کو کہ جعفر اب کیا کہی

طبقۂ اول

گھوڑا تو تیرا لنگ ہے کوئی نہ تیرے سنگ ہے   چلنا پڑا بازار کو کہہ جعفر بکیا کبھی ۹

سودا

تخلص صاحب طبع بلیغ مرزا محمد رفیع مرحوم کا ہے اصل اوسکے کابل شاہجہان آباد
مین پیدا ہوا سراج الدین علیخان آرزو کی شاگردون مین سے ہے اکثر اشعار شیخ
ظہور الدین حاتم کے نظر سے بہی گذارتا تہا یہہ شاعر بہت فصیح زبان شیرین مقال
بلاغت نشان عدیم المثال ہے اشعار رکیکہ اور ہجو گوئی مین استاد گذرے ہین کوئی
اوسکی مقابل ہجو کہنے مین نہین گذرا بہت لوگون نے اوسی استاد شعر کا کیا ہے
حضرت قاسم لکہتی ہین کہ اس شاعر کے اشعار سے وہ لذت حاصل ہوتی ہے کہ صاحب
مذاق اور فہمیت اوسکو خوب جانتے ہین وہ کہتا ہے کہ خدا تعالے نے آج تک
کارگاہ ہستی مین اوسکے مانند کم پیدا کیے ہونگی — اور حقیقت مین یہہ
درست ہے کہ اس شخص کو کوئی نہین پہنچ سکتا کیونکہ وہ ایسا ہے شاعر ہے ہجو اور
مدح دونو اوسکی بہتر ہین مگر ہجو مین بہت مشاق ہے اور خصوصاً قصائد اوسکے
تمام قسم اشعار سے بہتر ہوتی ہین میرے نزدیک بہی یہی ہے کہ مثل اوسکی خدا نے
کم پیدا کئی ہونگے — شیفتہ نے گلشن بیخار مین یہہ لکہا ہے کہ یہہ شاعر سن شباب مین
لکہنو گیا اور اوسیجاے وفات پائی اوسکی وفات کو بہت زمانہ گذرا یہہ شخص وزیر
الممالک نواب آصف الدولہ بہادر کے مقربون سے تہا اور استاد مسلم الثبوت
اور فن شعر مین سب سے بیش قدم لطف طبع اوسکے کا مانند عشوہ دلدار سراپا ناز
کی ہر رگ و پے اوسکی نظم سے ٹپکتا ہے — شیرینی اوسکی کلام کی چاشنی نوش
لب شکرین معشوقون شیرین شمایل کی رکہتے ہے — اور فکر اوس کا چمن
جنت کا ہے اور اندیشہ اوسکا چشمہ بہشت کا ہے کلام اوسکے ہم اثر شراب
کی لیکن نہ وہ شراب جو کہ رگ انگور سے نکلتی ہے روشنی و فروغ اوسکے خمیر کا

قسم دوم

۱۱۰ ہم جلوہ آفتاب کی نہ وہ آفتاب کہ جسکو گہن لگے طایر خیال اوسکے کا۔ طایر زنگے
ہم پرواز۔ ہمای اوسکے فکر کا اوپر اون کیرن کی سایہ کا ۔ ہلنے والا اور
جلوہ اوسکے فکر کا فنون شاعری سی مناسبت تمام رکہتا ہے اور وہ خود
اوپر جمیع صنائف کی قدرت تمام رکہتا تہا صاحب گلشن بیخار نے لکہا ہی کہ یہ
جو عوام میں مشہور ہے کہ اوسکا قصیدہ بہتر اوسکے غزل سے ہوتا تہا یہ ایک
حرف ہے مہمل اور کلام لا طایل ہے زعم [illegible] اوسکی غزل بہتر قصیدہ سے ہی
اور قصیدہ بہتر غزل سے ہے اگر تو کہی کہ غزل اوسکے میں اشعار [illegible]
بہرتی کے شعر بہت ہیں اور قصیدہ میں ایسے شعر دیکہنی میں نہیں آتے انکی یادہ
کوئی قباحت نہ نکال سکے گا جواب اسکا یہ ہی کہ قدما کو مانند فصحاے
متاخرین یہ پیرامون خاطر نہ تہا کہ جو شعر ہو سو دلپذیر ہو اور ہر بیت خاطر
نشین ہو اسیواسطے انکے کلام میں اکثر ایسے اشعار پائے جاتے ہیں ہوا
اسکی یہ بات ہے کہ یہ لوگ متقدمین سے ہیں اور موجد ہیں زبان ریختہ
کی اگر انسی ایسے خطائیں نکلیں تو کچہ قباحت نہیں کسلئے کہ جو متاخرین
کو تفتیش اور تحقیق ہوتے ہیں وہ متقدمین اور ایجاد کرنیوالے کو نہیں ہوتے
حق یہ ہی کہ سب شعرا سے اچہا شاعر کامل گذرا ہے ہجو کہنے کا بہت شوق
رکہتا تہا اسلئے اکثر آدمی اوس سے ڈرتے رہتے تہے اوسنی تمام زمانہ کی ہجو کی
ہی کوئی نفر اوسکے زبان سی نہیں بچا ایک کلیات بہت بڑا اوس کی تصنیف
سے ہے [illegible] ہے سوداکے تصنیف سے بہت ہیں ۔ مرثیہ اور مناقب
بہت ہیں۔ ایک کتاب سودا نے مرزا فخر مکین کی ہجو میں لکہی ہے وہ رسالہ
فارسی زبان میں ہے مینی بہی دیکہا ہی چند مثنویات بہی اوسکے تصنیف
سے ہیں یہ سودا کا شریک تہا خان آرزو کے مکان پر جمع آتا ہیں

طبقہ اول

مشاعرہ ہوا کرتا تہا سودے وہان حاضر ہوا کرتا تہا جب سودا غزل پڑہا کرتا تہا
تمام شعرا حاضرین مجلس مشاعرہ اوسکی مدح کیا کرتے تہے اس مدح
کی دو سبب ہوتے تہے ایک یہہ کہ وہ شاعر واقع مین اچہا شعر کہتا تہا دوسرا
سبب یہہ تہا کہ سب شاعر ہجو سے ڈرا کرتے تہے یقین تہا کہ اگر اوسکے تعریف
نکرین گی وہ ہجو کر دیگا اس خوف سے سبہی کو واہ کہنا پڑتا تہا شاہ عالم کے
ہجو مین ایک قصیدہ اوسنے بہت بڑا درست خوب لکہا ہے بالفعل ایک دیوان
جو اوسکے قصاید اور غزلیات کا خلاصہ ہے چہاپا گیا ہے مینی بہی تذکرہ
اول گلدستہ نازنیان مین بہت اشعار سودے کے لکہی ہین اور چند ہجو
اوسکے ایک محمد غوث حکیم کے دوسرے فدوی کی تیسرے مرزا فخیو کے
ہم گہوڑی کے وہ ناہی کے اپنی رسالہ مجالۃ العقلا مین لکہے ہین یہہ
چند شعر اوسکے یہان بہی لکہتا ہون ؎

چہیڑ مت باد بہاری کہ مین جون نکہت گل   پہاڑ کر کپڑی ابہی گہر سے نکل جاونگا

قطعہ

سودا قمار عشق مین شیرین سے کوہکن   بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کہو سکا
کس منہ سے پہر تو آپ کو کہتا ہی عشق باز   ای روسیاہ تجہسے تو یہہ بہی نہ ہو سکا
بہلکی پہرے ہے کب سے خدایا میری دعا   دروازہ کیا قبول کا مسدود ہو گیا

قطعہ

تجہ بن عجب معاش ہے سودے کا ان دنون   توبہی ٹک اوسکو جاکے ستمگار دیکہنا
نی حرف و نی حکایت و نی شعر نی سخن   نی سیر و باغ نی گل گلزار دیکہنا
خاموش اپنے کلبۂ احزان مین روز و شب   تنہا پڑی ہوئے در و دیوار دیکہنا
یا جاکے اوسکے کوچے مین جہان پہر کر گزار   لے صبح تا بشام کئی بار دیکہنا

طبقہ اول

شوری

تخلص ایک شخص باشندہ جالا پور کا ہی متقدمین سے ہی پہلی دورہ کا وہ بہی شریک
تہا اور حال کچھ معلوم نہیں ہوا یہہ شعر اوسکے طبع زاد ہی سے

پہرتا رہی چار کہیں سر مضطر آفتاب　　روشن ہے یہہ کہ محو ہوا تجہ پہ آفتاب

شفیع

تخلص محمد شفیع کا ہے جو کہ قدماء سے شمار کیا گیا ہے یہہ شعر اوسکا ہے

شام کو جب یاد تیری بات آتی ہی ہمیں　　نیند کا ذکر ہوں جو ساری رات آتی ہی نہیں

شیفتہ

تخلص ایک شاعر کا جو متقدمین میں سے گذرا ہے یہہ شخص بہت سے الفاظ
صحیح اردو کے استعمال میں کرتا تہا یہہ ایک شعر اوسکا ہی

عید کے دن بہی نہ دیکہا اوس ہلال ابرو کو آہ　　چاند دیکہا ہے لیکن مونہہ نہ دیکہا چاند سا

احسن

میاں احسن اللہ فقط احسن ہے نام ہی یہہ شاعر طبقہ اول کا ہے اور جس کے
اکثر اشعار ابرو کی طور و طرز پر جو کہ اوسکا ہم عصر تہا پائے جاتے ہیں پس
شاعر کو مضامین جدیدہ کے تلاش کا اپنی ہمعصروں سے زیادہ خیال تہا
عیب بین آدمیوں نے ایک عیب اوس پر یہہ ثابت کیا ہے کہ وہ شخص
ایہام پر بہت مائل تہا کیونکہ اکثر آدمی صنعت ایہام کی قدر دان نہیں ہو سکتے اسلئے
کہ وہ شعر سمجہنے میں دقت ہوتے ہیں یہہ شاعر کئی برس پیشتر تصنیف تذکرہ گلشن ہند
کی فوت ہوا معلوم ہوتا ہے کہ درمیان ۱۱۳۵ ہجری کے فوت ہوا یک سو جو دیہا
یہہ دو شعر اوسکے میں سے

نازک میان یہہ اپنے کر سلیم جو فرہ　　مونہ سے کہہ سکنے تکو نہیں بنایا

یہی مضمون خط ہے احسن اللہ   کہ حسن خوبرویان عارضی ہے

سپہر

تخلص ایک شاعر کا ہے جو کہ ہم عصر شاہ مبارک آبرو کا ہے یہ ایک مطلع اوسکا ہے اور حال اوسکا معلوم نہیں ہوا درمیان سنہ ۱۱۹۶ ہجری کے موجود تھا یہ مطلع اوسکا ہے

لب ملو ہوئے تو ہر ایک ہے خامش جان کا   سب تیرے محتاج ہیں کیا اولیا کیا انبیا

صاحب

تخلص ایک شخص کا ہے جو کہ متقدمین سے گذرا ہے صاحب دیوان ہے اوسکو شوق اردو اشعار کا بہت تھا

زور کیفیت سے ہر کہ سبھے چڑھتی ہیں   جام پر شیشہ جھکا شیشہ پہ پیمانہ جھکا

صانع

تخلص نظام الدین احمد بلگرامی کا ہے یہی نام اوسکے تاریخ ولادت کا ہے یعنی سنہ ۱۱۰۸ میں پیدا ہوا اوس شخص کے اشعار فارسی بہت بہت اچھے ہیں بلکہ اپنی معاصرین یعنی شیخ علی حزین وغیرہ کے مانند کہتا ہے بہت ادب قاعدہ دان اور خلیق آدمی تھا کبھی کبھی فکر ریختہ بھی کرتا تھا یہ ایک شعر ریختہ اوسکا ہے

صنم کے اوس محبت پر دیا تھا جان دل صانع   نہ تھا معلوم ہو جاوے گا یوں نامہرباں اپنا

غالب

ایک شخص باشندہ دکہن کا تخلص ہے جو کہ ہمعصر ولی کا ہے یہ شعر اوسکا ہے

غالب کے خون چشم سے آلودہ کیا کریں   وہ پاؤں جو حنا سے بھی گراں ہوا

عارف

تخلص محمد عارف کشمیری کا ہے اصل اوسکے کشمیر مگر وہ بلدہ شاہجہان آباد

قسم دوم

یہہ دیوان ریختہ مع مسدس و مخمس و غزل و رباعی و قطعہ وغیرہ کے اوسیکے موجود ہین — میر کا قصیدہ اچھا نہ ہوتا تہا قصیدہ گوئی مین سودا کو میر پر فوقیت ہے اور غزل مین میر کو سودا پر ابتدائے حال مین درمیان شاہجہان آباد کے آیا ناکام پہر کر لکہنو کو چلا گیا سرکار نواب وزیر الممالک مین ملازم ہوا ۱۲۲۵ھ مین او سمجائے فوت ہوا اوسکے تصنیف سے نو مثنویان چہہ دیوان ایک تذکرہ نکات الشعراء ہی اول مین جب دہلے مین تہا خواجہ میر درد کے گہر مین مشاعرہ ہوتا تہا پہر بموجب خواہش درد کے میر مجلس مشاعرہ اپنے مکان پر منعقد کرنے لگا اسنے تمام دیوان اور مثنویات اوسکے خوب دیکہے ہین یہہ چند شعر خوب بہت مشہور ہین واسطے تذکرہ دیکہنے والون کے میر کی تصنیف سے لکہتا ہون جو کہ اوسکے دیوان سے انتخاب کئے ہین ہر چند کہ شعر میر کے تذکرہ سابق مین یعنے گلدستہ نازنیان مین بہت لکہہ چکا ہون حاجت اعادہ کے نہین ہے مگر چند شعر اسمجائے سے لکہتا ہون وہ یہہ ہین —

یاد اوسکے اتنے خوب نہین میر باز آ — نادان پہر وہ جی سے بہلایا نہ جائیگا

چشم خون بستہ سے کل رات لہو پہر ٹپکا — ہمنے جانا تہا کہ بس اب تو یہہ ناسور گیا

مسجد مین امام آج ہوا آکے وہانسے — کل تک تو یہی میر خرابات نشین تہا

ہمنے جانا تہا لکہیگا تو کوئی حرف اے میر — پر تیرا نامہ تو ایک شوق کا دفتر نکلا

دل کے تئین کچھ قدر کرتے رہیو تم — یہہ ہمارا بہی ناز پرور تہا

قاصد جو وان سے آئے تو شرمندہ مین ہوا — بیچارہ گریہ ناک گریبان دریدہ تہا

دل وہ نہین کہ ایسی حرکت اوسنے نہین کے — جب تک بجیگا میر نشان بجیگا

ہستے ہین چہیڑ دیر کو کبہی چلا تہا مین — لغزش بڑی ہوئی تہی ولیکن سنبہل گیا

علاج کرتے ہین سودائے عشق کا میرے — خلل پذیر ہوا ہے دماغ یارو کا

قسم دوم

۱۲ چاک پر چاک ہوا جوں جوں سلایا ہم نے — اس گریباں ہی سے اب ہاتھ اٹھایا ہم نے

سرہانے میر کے کوئی نہ بولو — ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے

سودا نے جب یہ شعر سنا بطور طنز یہہ کہا کہ یہہ شعر میر کا نہیں ہے بلکہ اون کے والدہ کا ہے ؎

میر صاحب بھی اوسکے ہاں تھے پر — جیسے کوئی غلام ہوتا ہے

وہ تو کچھ جگر ہی ہے میرے ہر دم — اسی سے یہہ نہ سمجھا جاتا ہی

کعبہ میں جاں بلب تھے ہم دوری بتاں سے — آئے ہیں پھر کے یارو اب کے خدا کے ہاں سے

واعظ ناکس کے باتوں پر کوئی جاتا ہے میر — آؤ میخانہ چلو ہم تم کے کہنی پر گئی

حیرت سے دیکھ رہتا ہے نامہ بر و ہمدم اوسکا — بس اور کچھ نہ کہیو مگر گھور رہنا

فریاد شب کے سنتے کہا بد دماغ ہو — دیکھو تو اس بلا کو یہہ شاید کہ میر ہے

پھرتے ہے میر خوار کوئی پوچھتا نہیں — اس عاشقی میں عزت سادات بھی گئی

اوسکا غضب ہے نامہ نہ لکھنا تو سہل ہے — لوگوں کے پوچھنے کا کوئی کیا جواب دے

نہیں ہے چاہ بھلی اتنی بھی دعا کر میر — کہ اب جو دیکھوں اوسے میں بہت نہ پیار کروں

ناجی

تخلص محمد شاکر ناجی رہنوالا دہلی کا معاصر محمد شاہ بادشاہ کا. اور بہت شوخ مزاج تھا ہر کسے سے ہجو کرتا تھا راہ چلتے سے لڑتا تھا ہر ایک سے بھڑتا تھا اوس سے ہر ایک کو نجات پانے مشکل تھے۔ بجائے ناجی کی اگر ناری تخلص اختیار کرتا تو میرے نزدیک بہت بہتر تھا یہہ اوسکے شعر ہیں ؎

تیری نگاہ کے حسرت سے ای کمان ابرو — ہماری سینے میں تودا ہوا ہے تیروں کا

محبت سے علی کے دیکھ ناجی — ہوا ہے دل میرا اب حیدر آباد.

طبقہ اول

گر سلیمان کا تخت دین مت لے — کہ سب آخر کو جائیگا ہوا بر باد
دیکھ دلبر تیرے کمر کے طرف — پہر گیا پانی اپنی گہر کے طرف
غم نہین گر دیری سی دلکو بیجا ہوئی ہو — پاس میری جب تو آتا ہے تو دل آتا ہے
عرض غصے مین کبھی اہل وفا کی سنئے — ہٹ پہ آجائیگا وہ کافر تو خدا کی نہ سنی
تصور سے تیری گل رخ کی گئی ہی نیند انکہو سے — مقابل جسکے ہو خورشید کیونکر اوسکو خواب آوے

نثار

تخلص عبد الرسول باشندہ اکبراباد کا ہے وہ معاصر میر و مرزا کا تہا یہہ شعر اوسکے ہین ~

اوس کے عارض کو دیکہہ جیتا ہون — عارضہ میری زندگانی ہے
جب حرف محبت کی باہم سی گئی گزری — ہم تم سے گئی گزری تم ہم سے گئی گذری
تم انجمن مین رات عجب آن سے گئے — بسمل گئی تڑپی ہین کئی جان سی گئی

نجف

تخلص ایک شخص نجف علی نام کا ہے یہہ شخص بہی میر و مرزا کے دورہ کا شریک ہے اور حال کچھہ اسکا نہین معلوم ہوا یہہ شعر اوسکا ہے ~

کسطرح ربط نہو زلف سی دیوانونکو — ربط ہوتا ہے پریشان سے پریشانونکو

ندیم

مرزا علے کا تخلص ندیم ہے وہ مرثیہ کہکر مشہور تہا دہلے مین رہتا تہا میر و مرزا کا شریک طبقہ اول کا تہا یہہ شعر اوسکا ہے

جدائی مین سمجھے ہم کیا کہین کسطرح نکلے ہین — بجائی مو بدن سے نالہ کی شعلے نکلتی ہین

نظام

نواب عماد الملک غازی الدین خان بہادر خلف شہاب الدین خان

قسم دوم

فیروز جنگ ۶ تاریخ ماہ ذالحجہ سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین اوسکا باپ فیروز جنگ راست
دکہن کے برباد کرنیکے سبب بیوقوفی کی ہولکر ملہار کو سند دیکر مرگیا تہا اوسکا
عماد الملک مذکور بعد مرنے اپنے باپ کے وزیر الممالک صفدر جنگ کے گہر پر
جا بیٹہا اور اپنے یتیمی اوسکی اور اوسکے بیوی کی سامنے ظاہر کی صفدر جنگ نے
رحم کہا کر عہدہ امیر الامراے کا بادشاہ سے اوسکو دلوایا اس حق ناشناس
نے باوجود طالب علمی اور خوشنویسی اور زبان دانی لغات مختلفہ اور سناعے
اور شجاعت کی حق عنایت اور تربیت صفدر جنگ کا بہول کر مقام غدر
اور حیلہ مین آکر خفیہ ساتہہ اپنے ماموں انتظام الدولہ بیٹے عماد الدولہ وزیر کے
اور بادشاہ اور اوسکی والدہ کے ہوکر در پی خرابی بنیاد دولت صفدر جنگ
کا ہوا بعد اسکے جو جو خرابیان گذرین کتب تواریخ مین مفصل موجود ہین
غرضکہ اوسنے صفدر جنگ سے بہت مقابلہ کیا بعد ازان جب سورجمل جاٹ
سے لڑنے گیا اور وہ قلعہ بہرت پور مین متحصن ہوا اوسوقت اوسنے
بادشاہ سے توپین طلب کین احمد شاہ نے بصلاح اوسکی ماموں کی توپین
نہین مناسب جانین اس عرصہ مین سورجمل جاٹ کی عرضیان احمد شاہ
اور انتظام الدولہ کو لکہہ کر دونو کو سمجہایا کہ عماد الملک جسوقت باتفاق
مرہٹہ کے قدرت پاویگا بنیاد سلطنت اور وزارت کو نیست و نابود کر ڈالیگا
مناسب یہہ ہے کہ بادشاہ انتظام الدولہ کو اپنے ساتہہ لیکر بہانہ سیر و شکار
اور بندوبست محالوں خالصہ کے ہمراہ فوجوں کے گرد و نواح سکندرہ
مین آکر خیمہ فرماوین اور صفدر جنگ کو تسلے دیکر جو چاہین تو بلاوین
تو فتنہ عماد الملک اور مرہٹہ کا جاتا رہیگا یہہ صلاح پسند پڑی بادشاہ
مع بیگمات اور انتظام الدولہ وزیر اور عملہ توپخانہ کے لشکر مین جا پہونچے

اگی سکندرہ کی آکر اوترا لیکن صفدر جنگ کا بلانا مناسب نہوا اوس مقام پر تمام
اسباب شاہی ہولکر نے لوٹ لیا اور خاندان تیموریہ کے بہت بی عزتی ناموس
وننگ کی ہوئے احمد شاہ جان بچا کر دار الخلافت مین بہاگ آیا عماد الملک یہہ
خبر سنتے ہی محاصرہ کو چہوڑ کر دار الخلافت کیطرف گیا بسبب متنفر ہونے انتظام
الدولہ کے وزارت آپ لی لے اور صمصام الدولہ کو امیر الامرا کیا اور اگلے دن
کے وزارت لی صبح کو خلعت وزارت پہن کر دن چڑہے احمد شاہ کو ہمراہ والدہ
اوسکی کی دسوین تاریخ شعبان بروز ہفتہ ۱۱۶۷ ہجری مطابق ۱۷۵۴ع کی قید
کیا اور اعز الدین ابن معز الدین جہاندار شاہ کو اوپر تخت بادشاہی کی بٹہا دیا
اوسکا لقب عالمگیر ثانی رکہا گیا بعد ایک ہفتہ کے عماد الملک نے احمد شاہ
اور اوسکے والدہ کے آنکہوں مین سلائی پہروا دی اور آپ مستقل وزیر ہو کر جمیع
مہمات کرنے لگا امیر عماد الملک نے لاہور مین فتنہ اوٹہایا تہا مگر رسالہ مین
داغ کے ہاتہ سے اوسنے بہت خفت اوٹہا کر دار الخلافت کو مراجعت
کی پہر ہمراہ عالمگیر ثانی کی گیا پہر تقدیر اسکے چالاکی اور فتنہ انگیز ہونے مین کوئی
شک نہین کتب تواریخ مین سب حال اوسکا جو جو اوسنے نکرامے کی مسطور
ومذکور ہے وہ لڑائیان جو نجیب الدولہ اور مرہٹہ اور شجاع الدولہ مین ہوئین
بسبب فتنہ انگیزی سے عماد الملک غازی الدین کے ظاہر ہوئین ہین بعد جانے
احمد شاہ وزیر نے ابدالی کی جو ساتوین تاریخ جمادی الاول ۱۱۷۰ ہجری مین دہیان
شاہجہان آباد کے آیا تہا اسے عماد الملک نے شاہجہان آباد مین فساد برپا
کرکے اس شہر کو اپنی قبضہ مین کیا غرضیکہ یہہ امیر بہت نمک حرام اور برباد کرنے
والا خاندان تیموریہ کا تہا عالمگیر ثانی نے بہی اوس کی نمک حرامی کی سبب
مقتول ہوا مرزا رفیع السودا اوسکے مداحین مین سے ہے قصیدہ کافیہ جو [illegible]

قسم دوم

۱۴۰ ملتزان بی اوسے لکہا ہے وہ اوسکے مدح مین ہے میر شمس الدین فقیر جسکا ذکر اوسکے مقام پر ہی جسکے تصنیف سے حدائق البلاغت ہے۔ اور دیوان عاشقانہ جسکے تصنیف سے ایک دیوان فارسی بہت بڑا مشہور ہے اور چند مثنویات اور اشعار متفرقہ بہت رکہتا ہے یہہ دونو اسکی صحبت مین رہتے تہے یہہ دو شعر اسکی وزیر مذکور کے ہین

اعجاز لب اوسکا دم عیسے سی نہین کم — وہ پنجہ سیمین ید بیضا سی نہین کم
معدوم کو کیونکر کوئی ثابت کری اللہ — مضمون کمر یار کا عنقا سے نہین کم

خلیق

مرزا ظہور علے خلیق ولد مرزا ہوشدار مشہور مرثیہ خوان جو کہ گانا بجانا بہی خوب جانتا تہا شعر اردوی کہتا تہا محمد شاہ کے وقت مین درمیان مرشدآباد کے بموجب خواہش نواب نوازش محمد خان شہامت جنگ کی گیا تہا اون ایام مین اخبار جو آنے کا تہا درمیان سنہ ۱۱۶۹ ہجری کے بنگال کے صوبہ مین کسے عہدہ پر مامور تہا مرثیہ اوسکا اچہا ہوتا ہے ایک بیاض مرثیون کی بہت خوشخط ڈاکٹر اسپرنگر صاحب سابق پرنسپل مدرسہ دہلی کے پاس ہمنے دیکہی ہی اوسمین یہہ مرثیہ اوسکا موجود تہا چونکہ وہ رقت انگیز مرثیہ ہے اسلیئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تہامہ مندرج کتاب ہو وہ یہہ ہے

ہوا صغرا پہ جب ظاہر کہ بابا کا سفر ٹہرا — مجہے کو چہوڑنا گہر مین او شیون خو نکالا
یہہ شب سے ہے درمیان ایک بچہ کا گہرا — دم اوس بیمار کا غم سے لبون پر آنکر ٹہرا

لگی کہنے الٰہی آج میرا دم نکل جاوے
جو بابا کی جدا ہونیکا دل سی غم نکل جاوے

جدا ہو بابا جان کی دیکہنا وہ دن سکے — میری جان حزین ہرگز نہ یہہ صدمہ اٹہا سکیگی

طبقہ اول

نظر باباکی صورت جسگہری مجکو نہ آوینگی　　اکیلے گہر مین یہہ دکہیا پہر آنسو بہاوینگی

تپقین ہی نہ صورت آپ ہونگی کوئی ہوگے

نہ بابا گہر مین آوینگے نہ میرے زندگی ہوگے

یہہ خط کسکا ہی آج آیا مطالعہ جسکو فرماکے　　ہوئی تشویش اور آنسو بہی چہرے پہ بابا کے

پہوپہی زینب کو جسکی سر کہے کیا بات بلوا کے　　گئی حجری مین کیون بابا کا اماجان گہبرا کے

یہہ سب کیا مشورہ ہوتا ہی او ہوش جاتی ہین

سکینہ گود مین بیٹھی ہی اور مجسی چہپاتی ہین

پہوپہی صاحب اون ساتہہ آئی بیٹونکو گئین لیکر　　چچی لیکر گئین قاسم حسن معصوم کا دلبر

بلا کر لی گئین عباس کو عباس کی مادر　　مری اما گئی ہمراہ لیکر اکبر و اصغر

رفاقت والی باباجی موجودات لیتی ہین

دیا ہی عید کو ہی نذر جو سب لیکے دیتی ہین

یہہ باتین کرتی کرتی دو وہ دکہیا بچشم تر　　لگی جو ہچکیان ملے لیکے رونی بادل مضطر

صدا رونیکی اوسکے سنکی دوڑی زینب بے پر　　کہا کیون بی بی تپ کیسی ہی اور کیسا ہی درد سر

وہ بولی مجکو تپ بہو بیو نہین کی تیر ترسے ہی

کہو کیا وجہ جو بابا نے مجسے آنکہ پہیری ہی

بلائین لیکی بانو نے کہا باگریہ و زاری　　مری بیٹی پیارے اشک آنکہونسی ہی جاری

تیرا بابا خفا تجسی نہین ماں تجپہ ہو واری　　نہ گہبرا اب خدا تجکو شفا دی تیری بیماری

نہ ما ہی چہوڑنے تجکو نہ بابا چہوڑ جاتا ہی

کسی کا لشکر چہٹنی فلک تجسی چہوڑاتا ہی

یہہ باتین تہین کہ آتی سحر ہوتی لگی ہوا　　ادا کرکے نماز صبح وہ فرزند حیدر کا

لگا تب مانگنے تو شاک بانو نے کہا　　چہپا مجسے ہی تم راز کیا کا اور سفر کا

قسم دوم

اسی تقریر مین رونے ہی گذری رات بہر اوسکو
دل آگہہ تہی اوسی کی آگ کردیتی ہے خبر اوسکو

خدا کے واسطے آو ذرا صاحب تسلی دو — میری رنجور بیٹی سر کہا ہوے گود مین لیو
کہا تب ماتہہ ملکر سید مظلوم نے رو رو — نہ لی چلنا ہی آتا ہے نہ گہر مین چہوڑنا اوسکو
کرون میں کیا کرون آتی ہے شرم اس ناتوانی سے
خدا شبیر کو دی موت ایسے زندگانی سے

یہہ کہکر ماں نے چہاتی سے لگایا رو کے صغرا کو — کہا بیٹا نہ رو رو کر کہڑا او اپنے بابا کو
مرض لاحق ہے تپ کا تیری اس جان شکیبا کو — تجہی سونپا نبی کو اور علی کو اور زہرا کو
سفر در پیش ہے مجکو تجہی لیجا نہیں سکتا
تو ہی رنجور ہو وہ جا مین تہا تجکو نہین سکتا

ہماری واسطے کرنا نہ ہم تکو بلا وینگے — خدا اچہا کرے گا تو جلد تمہاری آپہی آوینگے
تمہارے واسطے سوغات کوفی کی بہجاوینگے — تمہارے نانا کو اور بہنو کو پہر تکو دکہا دینگے
تمہیں لکہہ بہیجینگے ہم سارا روداد سفر اپنا
ہماری پاس تم ہے بہیج دینا ماجرا اپنا

چلو انو سبہی کی روضہ پر آئے اصغرنے — سفارش کرو دون نانا سے تمہاری آہ ای صغرا
کرون کیا اپنے حالت سے تجہی آگاہ ہے صغری — سفر میرا مدینے سے ہوا ناگاہ ای صغرا
یہہ کہکر باپ اور بیٹی گلی مل مل کی روتے تہی
کلیجے اہلبیت مصطفی کے ٹکڑی ہوتے تہے

رسول اللہ کی روضہ پر اہلبیت جب پہنچی — لپٹ کر قبر سی نانا کی حضرت بہت رو دیے
کہا ای سید کونین اس مرقد کی مین صدقے — نہیں کچہہ بس مین لاچار جدا ہوتا ہوں مین تجہسے
امیر شام کو حاصل تہا کیا میرے ستانی سے

قسم دوم

۱۴ آزاد اور متشرع اور درویش خدا یاد متورع مریدان خاص میں حضرت شاہ محمد
امین شہر وردی کے سے جو کہ عقب دیوار پایین قاضی حمید الدین ناگوری کے قدس
سرہ کے مجرد ایک حجرے میں تہا چپ ہو رہتا تہا یہانتک کہ رفتہ رفتہ ارادہ ارادت
نے اوسکے دل میں جا پکڑی اور بعد اظہار ما فی الضمیر کے یہ قبول پایا لیکن
حسب ظاہر مامور معروفات کا اور ممنوع منہیات سے نہوا پانچ چہہ مہینے کے
عرصہ میں عطا تسبیح اور مصلے اور کلام اللہ اور خرقہ اور اور جو چیز مناسب
تہی اوسکے مکلف عمل شرایع سے ہو بہرور اور بتدریج سرفراز ہوا سب کے
آخر میں ایک ورق جسپر استغفار اور اوراد خاصہ حضرات سہروردیہ تہے انکو نسخہ اور
اوسکے پڑہنے پر مامور ہوئے بمجرد پڑہنے کے اوسپر عجب ایک حالت ہوئی کہ وقت
خواہش مباشرت زنا کے کوئی حرکت قوای شہوانی سی اپنے مین نہین پاتا تہا
اور وقت ارادہ پینے شراب کے بو شراب کی اوسکی دماغ کو پہنچتے ہی رقے
ہوتی تہی یہان تک کہ بالکل عمل منہیات صغیرہ خاطر اوسکے سی جگہ ہوگئی اور
صلاح اور فلاح دنیوی اور اخروی کی پہنچا بہر حال بہت آزادانہ زندگی کرتا تہا
اور بہت خوش مزاج اور خلیق تہا اور شام کے وقت ہمیشہ تکیہ سلیم مین
جو کہ اوپر شاہ راہ راج گہاٹ کے زیر دیوار قلعہ مبارک کے واقع
ہی تشریف لیجاتا تہا اور خلاف وضع آزادوں کے نیمچا تہا اور بہت
پاک صاف رہتا تہا اور مسکرات کی گرد نہ پہرتا تہا اور نماز اور روزہ اور
تمام شرعیات مین سخت مقید تہا لیکن ڈوپٹہ آزادانہ ٹوپی پر باندہتا تہا
اور ایک لنگوٹی باریک اور ایک رومال کہ لباس فقیروں کا ہے اپنے
ساتہ رکہتا تہا المختصر درویش تہا نیک دین صاحب تمکین اور شاعر تہا
با تمکین طبقہ اول مین شمار کیا جاتا ہے ایک دیوان اوسکا اگلے گفتار مین

طبقہ اول

مشتمل انواع سخن کا رکہتا ہے اور ایک دیوان چہوتا جسکا نام دیوان زادہ ہے ۱۴۲
اوسکے بیچ پانچ ہزار بیت تخمینا ہونگے طبقہ سومین کی طرز پر اوسے یاد گار مین
اور شعر فارسی سے بہی کہتا تہا شاگرد بہت رکہتا تہا اپنے دیوان کے دیباچہ مین
تنامیس شخص کا نام لکہا ہے مرزا محمد رفیع السودا بہی اوس زمرہ مین منسلک
ہو قاسم لکہتا ہے نظر انصاف اوسکے کا کیا علم لکہون ہدایت الله خان ہدایت
فرمایا کرتے تہے کہ بارہا میں سنا یہہ مصرع حاتم پڑہا کرتا تہا سہ رتبہ شاگرد بے
بین نیست اوستاد مرا اور کہا کرتا تہا کہ یہہ مصرع میرے استادی مرزا رفیع کے
شاگردی کی حق مین ہے لفظ ظہور سی اوسکے تاریخ پیدایش نکل سکتی ہے
یعنی ۱۱۱۱ہجری مصحفی کہتا ہے کہ درمیان سنہ سال جلوس محمد شاہ کی دیوان
ولی کا جب دہلے مین مشہور ہوا اور اوسکے غزلین خاص و عام کے زبان پر جاری
ہوئیں حاتم نے رشک کہا کر شعر ریختہ کہنا شروع کیا اور اوسکے کالیت کو
پہنچا یہہ شخص مشہور اکثر دہلی کے مشاعرہ مین آنا فی الحقیقت تمام اوسکے زندگی
مین وہ اول شاعر اپنے عہد کا تصور کیا جاتا تہا اور اکثر شعرا اوسکی اپنا استاد
قبول کرتے تہے اوسنے ایک فہرست دو تین ورق کی اپنے شاگردونکے
کی نام کے بنائے اور اپنے دیوان کے شروع مین لگائی ہے اوس فہرست
مین مرزا رفیع کا بہی نام ہے وہ درمیان ۱۱۹۱ دہلے مین فوت ہوا اوسکے
دو دیوان ہیں بیچ مین یہہ اشعار اوسکے ہین سہ

کعبہ و دیر مین حاتم بخدا غیر خدا	کوئی کافر نہ کوئی ہے مسلمان دیکہا
ہجر کے زندگی سے موت بہلے	کہ یہہ کہوے جان وصال ہوا
نہ مے نہ ابر و نہ ساقی نہ ہم نہ دل نہ دماغ	کسی خوش آنے یہان سیر گلستان تہا
نظر دن سے سناتو ہم نے حاتم	مزا جینے کا مرجانے مین دیکہا

طبقۂ اول

آتا ہے اب نٹ کیطرف سے کبھو کبھو / ساقی نگاہ مست آیا ہے پیالا کبھو کبھو
پیرہین آج یار مرا ہم کنار ہے / ساقی شتاب اگر خزا مین بہار ہے
بیخود اس دور مین ہین سب حاتم / اندرون کیا شراب سستے سے
دیکھ جراح تیرے مرہم کو / میرے سینے کا داغ ہنستا ہے
وہ وحشی اسقدر بھڑکا ہے صورت سے میرے یارو / کہ اپنے دیکھ سایہ کو بھی ہمراہ اسکے جاہی

سراج

سراج نام ایک شاعر بلدہ خجستہ بنیاد عظیم آباد کا ہے بعضے اورنگ آبادی اوسکو کہتے ہین وہ شاعر مبارک ابرو کا معاصر تھا یہ دو شعر اوسکے ہین
نہین ہے تاب مجھے تیری سامنی جانان / کہان سراج کہان آفتاب عالم تاب
نہ پوچھو خود بخود کرتا ہون تعریف اوسکی بانکی / کہ یہ مضمون مجکو عالم بالا سے آتے ہین

شرف

تخلص میر مہدی فرزند سید جعفر خان صوبہ دار مرشد آباد کا یہ شعر اوسکا ہے
ملک صفاے قلب بس ہے بہر تسخیر جہان / خاتم دست سلیمان ہے نگین آئینہ

ٹیپو سلطان

ٹیپو سلطان جسکو ٹیپو صاحب بہی کہتے تہے وہ درمیان ۱۷۴۹ء کے پیدا ہوا ۱۷۹۹ء مین مرا سرنگا پٹم کے حصار مین بہادری کرکے لڑ کر مرا اوسکے تصنیف سے مفرح القلوب اور ایک مجموعہ دکہنی اشعار کا اور فارسی کا ہے اور ایک کتاب زبرجد علم نجوم مین ہے اور اور ایک حکمنامہ ہے رمل مین ہے

شکیبا

تخلص شیخ غلام حسین دہلوی شاگرد میر تقی کا ہے شاہ عالم کے ملازمون

قسم دوم

مین منسلک تہا اور حال کچہ نہین معلوم ہوا میر و سودا کے دورہ کا شریک ہے یہ شعر اوسیکے ہین ــ

نیم بسمل اوسنے گر چھوڑا شکیبا غم نہین — پہر یہہ غم ہے اعتبار دست قاتل اوٹھ گیا

چکا ہون مین طبیب یہ امکان ہے نہین — تو نبض دیکھتا ہے یہان جان ہے نہین

تیرے چین جبین سے ہے موج طوفان — اس سے ہم کناری ہو رہے ہین

نہ پوچھو ماجرا ہجران کے شب کا سخت آفت تھی — مرتا بان ہے میری سر پہ کہ خورشید قیامت ہے

ماہ لقا

مصنف ایک دیوان اردو کا جسکے ایک جلد حیدرآباد کے راجہ چندولال کی کتب خانہ مین موجود ہے اور ایک لیفے اور بڑے دلچسپ مثنوے بنام قصہ خاور شاہ جو دکہنے زبانین شاہ عالم کے وقت مین تصنیف کیا تہا اوسمین اوسکے مرح ہا اور صوبہ دار کے ہے اور زاوس صوبہ کے کہ جہان وہ تصنیف ہوئے مصنف اپنے دیباچہ مین بیان کرتا ہے کہ ایک دن ایک مشاعرہ جو اس بادشاہ کے گہر مین ہوا تہا ـــ ذکر ہوا قصہ مشہور معشوقہ نل دمن ـ قیس و لیلے ـ کوہکن اور شیرین کا مگر اس بادشاہ کو چونکہ نئے قصہ کا شوق تہا ماہ لقا کو فرمایا کہ کسے اور کا قصہ بناوے اور اوسمین اور سے واردات ہوا اسلیے یہ قصہ موجب اس حکم کے طیار ہوا جسکا ذکر کسینے نہ سنا تہا

رسے

کمال خان رسے بیٹا اسمعیل خطاط خان کا جو بیجاپور کے بادشاہونکا طبقہ اعلی مین میر منشے تہا یہہ شخص دکہن کے ممتاز شاعرونمین سے ہی اوسنے ایک قصیدہ اور غزل دکہنے اور فارسے زبانین لکہے

طبقہ اول

ہی مگر سب سے لائق اور عجیب ایک طور کے نمونے مسمی خاور خانہ جسمین اسی ہزار ۳۷ :
شعر ہے یہہ کتاب ایک فارسی کتاب اسی نام کے طور پر ہے اور اسمین علی کی کار گزاری
لکھی گئی ہین رستم کہتا ہے کہ سیتے یہہ کتاب بموجب خواہش شاہزادی خدیجہ
سے بڑی بیوی بیٹی محمد امین قطب شاہ پسر ابراہیم قطب شاہ کے تصنیف
کی تہی ڈیڑہ برس مین تصنیف کی درمیان ۱۰۵۸ مین تمام ہوئی

رند

شاہ علی رند اوسنے تہوڑی عمر مین سپاہیانہ پیشہ ہمراہ علی نقی خان انتظار
جو کہ ایک اچہا شاعر تہا اور محمد تقی خان دو نو بیٹے علی اکبر خان آخر کار
مہربانی خدا سے دنیا ترک کی مرشد آباد مین ننگے سر اور ریر ایک لنگوٹا باندہے پہرا
کرتا اور فقیرانہ گذر کرتا تہا وہ شعر کہتا اور روتا اور آہ مارتا تہا علی ابراہیم
نے اوسکو بہت دفعہ دیکہا وہ کہتا ہے کہ یہہ اصل خدا پرست اور متفکر آدمی
تہا وہ درمیان عظیم آباد سنہ ۱۱۹۴ ہجری تہا اوسکا ایک دیوان ہے اوسکے
شعر کی بڑی قدر ہے یہ فقیر اوسکے طور پر لکہا ہے

رسوا

افتاب رائے محمد شاہ کی وقت مین مسلمان ہوا اول اسلحہ خانہ مین کام کرتا
تہا پہر استعفا دیا شراب خوار آدمی تہا ایک جوان مسمی منو جوہری بچہ پر عاشق ہوا
یہہ جوش اس حد کو پہنچا کہ دیوانہ ہوکر بنجر سیتے دریا مین غوطہ لگایا اسواسطے
اوسنی تخلص رسوا رکہا وہ ہر جا ننگا پہرتا تہا اور ہمیشہ ایک شعر پڑہا کرتا
تہا ایک دفعہ وہ امروہہ مین گیا ایک سید کے گہر مین اترا وہ بہت واضح پیش آیا
دلی مین درمیان عہد محمد شاہ کے فوت ہوا یعنے ۱۱۶۲ مین بیشتر آپکے
معشوق جفاکار نے ایک روز تنگ آکر تلوار سے اوسکو مار ڈالا مصحفی کہتا ہے

طبقہ اول

سلطان ٹیپو کے حکم سے دکہنی زبانین مرتب ہوئے اور اسکے ایک جلد ٹیپو کے کتب خانہ ۱۲۹
فورٹ ولیم کے مدرسہ مین ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ ایک شرح جو نظام
حیدر اباد کے کتب خانہ مین بنام کشف الخلاصہ تہا ہے یہہ اردو نظم مین لکہا گیا ہے

تجلی

تخلص میر محمد محسن مرحوم فرزند دلبند میر محمد حسین کلیم کا ہمشیرہ زادہ سخن سنج
بی نظیر محمد تقی میر کا جو کہ میان جانے اور اپنے تخلص سی یعنی میر تجلی ہی مشہور
ہے یہہ سید زادہ تہا خوش تقریر یار باشی مین بے نظیر سپاہگری مین ایام
بسر کرتا تہا بیگم کے باغ مین جو کہ چاندنی چوک مین واقع ہے رہتا تہا آخر مین
درمیان عرب سرا کے سکونت قبول کے دیار شرقیہ کو بموجب رہنے کے تصور
کی گیا اوسے جا کے اداے حج کے اجابت قبول کے بیر فوت ہوا ایک نسخہ
لیلے مجنون کی زبان ریختہ مین بطور خود اپنے کہے ہے گرچہ پسند خواص نہین
یہہ اشعار اسکے ہین وہ مثنوے سنہ ۱۱۹۲ ع مین اپنے اہتمام سے
درمیان مطبع خانہ کے چہپوائے ہیں

میر کر وفا پہ تجھے روز شک تہا ہے اے ظالم
یہہ سر یہہ تیغ ہے لے اب تو جو چاہتا ہے

آنکھیں خدا نے دیکھنے کو دی ہیں مہرباں
دیکھا تیرے طرف جو کسی نے تو کیا ہوا

یہہ شوق دیکھو بس مرگ بہی تجلی کی
کفن میں کہول کے آنکھیں سنا جو یار آیا

عشق میں کرتے ہیں بدنام تجلی کو عبث
وہ بچارا کبہی اوس کہیں لایا نہ گیا

تر دامن آگیا جو میں روز حساب بیچ
کہنے لگے بہا وا سے آفتاب بیچ

لوگ اوسکے جفاؤں کے خبر کرتے ہیں
ہوتا مجکو ہے کم ملے ہی تیرے سے گلے

حال میرا اوسے کیا کہتا تجلی مین بیٹھا
وہ تو تیرے نام ہی کو سنکے تڑپنے لگے

جب رات تہی ملاقات کم ہوتے
ملنی کی دن جو آئے اب تو تم ہو

طبقہ اول

بادشاہ کے زمانہ کا ہے یہ شعر اوسکا ہی ہے

۱۴۱

جو ہم بستر نہو ہم سے تو اوسکے کیا سکا بیت ہے　　نظر پڑے کہیں ایک دیکھنا اوسکا لطف ہے

فقیر

تخلص میر فقیر اللہ نام شاہ عالم بادشاہ کے شعرا میں وہ منسلک تھا کتب اور
معہ یہ بہت کہتا مگر کبھی کبھی یاروں کے خاطر سے فکر ریختہ کا بھی کرتا تھا یہ
شعر اوس کا ہے

مری سیاہ چشم کو نیساں پہ شرف ہے　　جو کوئی سے گہر کی کہ یہ گوہر فشاں نہیں

آفتاب

تخلص فردوس منزل ابو المظفر جلال الدین شاہ عالم بادشاہ غازی کا
ہے یہ فرزند ارجمند عالمگیر ثانی کی تھی اور انہوں نے بعد بہت سی مصیبتوں کے
پچیسویں دسمبر ۱۷۵۹ کو تخت پر جلوس کیا انکے عہد میں دو باتیں قابل لکھنے کی
کے ہیں اور حال مفصل کتب تواریخ میں مسطور ہے اول غلام قادر کا آنا
قلعہ میں دوسرا داخل ہونا انگریزوں کا دہلی میں واضح ہو کہ جب یہ بادشاہ
تخت پر بیٹھا بالکل خاندان کو زوال آگیا تھا جب حضرت شاہ عالم تخت پر جلوہ
افروز ہوئے تو اپنے ملک کا آپ انتظام کرنے لگے کہ سر عرصہ میں بہت سے وزیر
بادشاہ کے ہاں بدلے گئے اور ہے اثنا میں جے پور بھی بادشاہ سے سرکش
ہو گیا تھا لیکن وہاں بذات خود شاہ عالم تشریف لیگئے اور وہاں کے فتنہ کو فرو
کیا درمیان ۱۷۷۱ع کے اپنا وزیر اور رعایت مادہوجی سیندھیہ کو لقب مہاراجہ
سنبل بہادر اسے دکھن کو مقرر کیا مہاراجہ سنبل نے اپنے طرف سے ایک
شخص کو دربار میں حاضر رکھا بعد ازاں ۱۷۸۸ میں غلام قادر خان روہیلہ
کہ بیٹا ضابطہ خان ابن نجیب الدولہ کا تھا معہ چند امرا و اور دو ہزار سپاہی کے

قسم دوم

اپنے ملک سے ارادہ لوٹنے قلعہ کا کیا دہلی مین آکر بادشاہ کے حضور کہلا بھیجا کہ یہہ
فدوی نے واسطے رفع کرنی اون شکون اور چلبولی کے جو کہ میرے دشمنون نے
آپ سے عرض کی مین آتا ہے اگر حکم ہووے تو دربار مین حاضر ہون اس بہانہ سے
یہہ نمک حرام سب اہلکارون قلعہ ناظر وغیرہ کے سازش سے قلعہ مین آیا جب بادشاہ
نے حکم آنے کا قلعہ مین غلام قادر کو دیا تو یہہ نمک حرام ناظر اور اللہ یار اور
سلیمان اہلکاران قلعہ نے بادشاہ کو سمجھایا کہ اسکے دل مین دغا نہین ہے
یہہ صرف حضور کے ملاقات کو آیا ہے بادشاہ نے اپنی اہلکارون پر اعتماد
کرکے غلام قادر کو حکم دربار مین حاضر ہونے کا دیا غلام قادر معہ اپنے مشیرون
اور دو ہزار سپاہیون کی قلعہ معلے مین آیا اور بادشاہ نے اسکی بڑے
تواضع کیا اوس مکار کو اپنے سینہ سے لگایا پر یہہ مکار دربار سے باہر آیا
اپنے فوج کو قلعہ مین جابجا تعین کرکے بادشاہی سپاہیون کو باہر نکالدیا
بادشاہ نے یہہ بات سنکر غلام قادر کو اپنے پاس بلوایا اور کہا کہ یہہ تو نے
کیا برا کیا ہے اوسنے کچھ جواب ندیا تخت کے پاس جاکر بادشاہ سے یہہ عرض کی
کہ آپ لایق تخت کے نہین ہین اوس پر سے اوتر جایئے۔ بادشاہ نے جواب دیا
کہ ترے اے خدا ہمین تخت پر سے نہ اوتار اسمین ہمارے بزرگان عزتے ہوگے اسی بہتر یہہ
ہے کہ ہمین مار ڈال غلام قادر نے یہہ جواب سنکر تلوار میان سے نکالی
لیکن ناظر قلعہ نے بیچ بچاو کرکے روکدیا اور بادشاہ کو سمجھایا کہ آپ تخت پر
سے اوتر جایئے ورنہ یہہ بڑی بے عزتی کریگا بادشاہ اوس وقت بے مددگار
تہا کیونکہ سب نمک حرام ناظر وغیرہ غلام قادر سے ملگئے تہی تخت پر سے
اوتر کر محل مین چلے گئے اوس وقت غلام قادر نے ایک شخص جسکا نام
جہان شاہ تہا تخت پر بٹہایا اور اشتہار جاری کر دیئے کہ جہان شاہ تخت پر

طبقہ دوم

یعنی حضرت شاہ عالم کو مع اور شاہزادون کے سلیم گڑہ مین قید کیا بعد از ان
قلعہ کو سات روز تک خوب لوٹا پہر ایک روز خود دربار کیا اوسنے حکم دیا کہ
آج شاہ عالم مع اور بادشاہزادون کے ہماری حضور مین حاضر ہوویں فی الفور
شاہ عالم مع اور سلاطین کے غلام قادر کے دربار مین حاضر ہوئے غلام قادر نے
شاہعالم سے کہا کہ زر اور مال اور جواہرات بتلا دیجئے ورنہ مین اپکی دونون
انکہین نکال ڈالونگا بادشاہ بہت مضطر ہو کر محل مین گئے بہت سا جواہرات لا کر
حاضر کیا غلام قادر نے کہا کہ بتلاؤ تم پاس اور ہے بادشاہ نے جواب دیا
کہ اب میرے پاس اور کچہہ نہین ہے تب غلام قادر نے غصہ مین آکر بادشاہ کو
فرش پر گرا کر اونکے چہاتے پر سوار ہو کر اپنے کٹار سے آنکہین نکالین یہہ وقت
ایسا کلفت اور مصیبت کا تہا کہ خدا کسے پر نلاوے بعد نکالنی انکہون کے
غلام قادر نے اونکو ایک الگ گوشہ مین قید کیا اس عرصہ مین مہاراجہ سیتل
نے یہہ سنا کہ اسطور پر حضرت شاہ عالم پر ظلم ہوا ہے تب وہ خفا ہو کر بہت
فوج لیکر واسطے نکال دینی غلام قادر کے پہنچا جب غلام قادر نے یہہ سنا
کہ مادہوجی سیندیہ نے میرے مقابلہ کو فوج روانہ کی ہے اور نزدیک
آن پہنچے ہے تب وہ جمنا پار کو اتر کر میرٹہہ کو بہاگ گیا اتنی مین مہاراج
کی فوج یہان آن پہنچی اور حضرت شاہعالم کو دوبارہ تخت پر بٹہلا کر
نذرین گذرانین اور فوج اب تلاش غلام قادر میرٹہہ کو گئے غلام قادر
کو گرفتار کیا لیکن وہانسی سے وہ قابو پا کر بہاگ گیا لیکن بعد چند روز کے
بوسیلہ ایک زمیندار کے پہر گرفتار ہو کر مرہٹون کے کمپو مین آیا مرہٹون
نے اوسکے واسطے ایک لوہی کا پنجرا بنوایا اور اوسمین اوسکو بند
کیا اور پہلے اوسکے کان کاٹ لیے پہر ناک کاٹ لی اسطور پر اوسکو

قسم دوم

۱۴۴ مار ڈالا اسے عرصہ مین مہاراجہ سندیہ نے دہلے مین آکر نو لاکہہ روپیہ سالیانہ حضور کا مقرر کیا اور اپنا ایک صوبہ دار سے نظام الدین دہلے مین واسطے انتظام کے مقرر کرکے پہر وطن کو مراجعت کے مرہٹون کے عملدارے تخمینہ ۱۸۰۳ تک رہی بعد ازان انگریزون نے اس سنہ مین مرہٹون کو شکست دیکے دلی کو فتح کیا اور شاہ عالم بہادر کا بارہ لاکہہ روپیہ سالیانہ بطور پیشکس مقرر کیا جو آج تلک سال یعنے ۱۸۴۶ع تک اونکے جانشینون کا جاری ہے یہہ بادشاہ سنہ ۱۸۰۶ع مین فوت ہوا یہہ حال نحوست مآل اس بادشاہ کا تہا اوسکے عہد سے خاندان تیموریہ کو زوال ہوا اوسکو شعر گوئی کا کمال شوق تہا مرزا رفیع السودا نے اوسکے ہجو مین ایک قصیدہ لکہا ہے اوس کی تصنیف سے کتب اور دوہرہ بہت ہین — اور ایک مثنوی بنام اقدس ہے اور ایک دیوان صاحب قران ہے اونکے تصنیف سے ہی یہہ بادشاہ فضلا اور علماء ہندو اور مسلمان دونونکے قدر اور تعظیم کرتا تہا

یہہ اوسکے شعر ہین ؎

واہ قسمت ایک تو یہہ کنج تنہائی ملا ‏ دوسرے جو یار تہا سو وہ بہی ہرجائی ملا

بید مجنون کیون نہون مین کار فرما جنون ‏ عشق کے سرکار سے ملبوس سودائی ملا

خوب سا سید نا بہی گا دیکہہ اے سرو چمن ‏ اوسکے رعنائی سے مت نوا میں زیبائی ملا

سرکشی اے چرخ مت کر دیکہہ پیش آفتاب ‏ خاک مین سارے یہہ تیرا ظاہر ہو زورا ملا

چہیڑنے کا تو مزا تب ہے کہو اور سنو ‏ بات مین تم تو خفا ہو گئی لو اور سنو

اچہا تم اوسکے ہاتہہ کا اب کہا مان مہر ‏ ہوتا ہے سو یہہ رقیب کا کیا لال دیکہے

بید مجنون خاک مین ملتے اے لیلی کشش ‏ باغمین سلگے اگر تیرے کرکے سامنے

صبح اوتہہ جام سے گذرتے ہے ‏ شب دلارام سے گذرتی ہے

۱۴۴ تخلص شیخ شمس الدین کا یہہ دہلوے الاصل اور فرخ آباد الساکن ہی محمد میر سوز کے شاگردون مین سے یہہ شخص شمار کیا جاتا ہے سپاہی پیشہ تہا اور شوخ طبع مذاق سخن اوسکے کا طبیعت سے آگاہی دیتا ہے

انتظار

تخلص علے تقی خان نام دہلوے وہ بیٹا علی اکبر خان کا تہا جوکہ درمیان سن یک ہزار سات سو اکاسے یا بیاسی ہجری کے فوت ہوا عہد نواب علی وردی خان کی درمیان مرشد آباد کی آکر رہا تہا اسی جا بیچ علی ابراہیم او سمی واقف ہوا اور اوس کو جانا کہ بہت اچہا شاعر ہے

جو ہین بہار گل کے قفس مین خبر گئی بلبل یہہ سنکی ایسی ہے تڑپی کہ مر گئے
کنج قفس مین جا کے بتاتا ہون آشیان سیر چمن کی دلسے ہوس آشکو گئی

افسان

تخلص امیر اسد اللہ یار خان افسان مرحوم کا یہہ ایک شخص تہا سپاہی سے ہنر نیک روش عہد حضرت فردوس آرامگاہ کے مین اچہی طرح ایام بسر کرتا تہا اور وقت کی روئیہ کی موافق شعر کہتا تہا اوس زمانہ کی بول چال مین اشعار موزون کرتا تہا محاورات کو بہہ کو استعمال مین لاتا تہا یہہ شہیر ر بنام میر جگنو کے بیٹا لطف علے خان کا تہا لیکن اوسکا اکبرہ ہے مگر بعضی جانتے ہین اوسکو دہلوی کہتی ہین کیونکہ وہ وہان کا بہی رئیس تہا محمد شاہ کی عملداری مین یہہ شخص ہے ایک اچہی لئق ادمیون مین شمار کیا جاتا ہے اور اونکی بڑا امراء سے بسبب خاص تعلقے جو کہ اوس سے تہے معاصرین اوسکے حسد لیجاتے تہی اگرچہ اوس کے اوپر بسبب اوسکے عہد کے بہت کار رہتا تہا پہر بہی وہ نظم سے بہت شغل رکہتا تہا جس کی طرف زیادہ اولسی شوق رکہتا تہا خصوصاً اکثر اشعار اوسکے متعلق ہوتی ہین تہی مرثیہ اچہا

اوسکا بیٹا تہا اور اشعار سے فتح علے حسینی کے تذکرہ کے لکہنے سی چند سال پیشتر وہ فوت ہوا تہا اور ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جوان مرا کیونکہ میر نے لکہا ہی کہ موت نے اوسکو بہت جلد پکڑا اور قسمت اوسکی وفادار نہ ہوئے

عرب کو دیکہتا ہی ہند مین جو مت کا پکا ہی ۔ مدینہ سے محمد آباد والہ آباد تکا ہے

نہ دیکہی تک جہلک ہا ہے آپکے تن بیچ ازبون نے ۔ اگرچہ ہر بن مو سے بدن سارا شنیکا ہے

نکرو جہلک کے کہو پر نظر اے بلہوس ہرگز ۔ بہشت آخر ہمکان ہے دوزخ آخر تک

طبقہ دوم

اسمین اون شعراء کا ذکر ہے جو مصلح اردو اور مروج اس زبان کے تہی اور انہوں نے الفاظ کریہہ کا استعمال یکقلم زبان ریختہ سی موقوف کیا

پروانہ

راجہ جسونت سنگہ پروانہ جسی گانگا جی بہی کہتے ہین شیامہا راجہ بنی بہادر کا نواب شجاع الدولہ کے خاص نائبون مین تہا یہہ شاگرد لالہ سروپ سنگہ دیوانہ کا تہا ذہین اور تعلیم یافتہ تہا پہلے فارسے مین کہتا لیکن اپنی نام کی شہرت کی لئے یہہ اچہے زبان جو ہندوستان سے مفقود ہے چہوڑ کر اپنی ملک کی زبان ہندوستانی اختیار کے اوسنی شب و روز بموجب بیان مصحفی کے بارہ برس محنت کے وہ ہندوستانی شعر نقل کیا کرتا تہا پروانہ شاعرے مین بلاناغہ آنے اور جلدے لکہنی مین شہرت حاصل کے اور سنے غزل اور قصیدہ سودا کے طور پر لکہی ہین مگر وہ نئے تشبیہ دینے کو بہت مائل تہا اوسکے

قسم دوم

۱۰۸ ۱ شعر دلچسپ اور فصیح ہین وہ میر تقی اور میر حسن اور میان بقاء اللہ کے تکریم کرتا تہا اور کبہی کبہی اونسے اصلاح بہی لیتا تہا بعد ازان مصحفی سی اصلاح لی اوسکا ایک دیوان شاہ عالم ثانی کے چوبیسوین سال جلوس کی مین یعنی ۱۱۹۶ ع مین لکہنو مین تہا

اشعار پروانہ

ای دل تو نہ ڈر حلقہ گیسو سے کسیکے
لی سانپ مین کیلے ہوئے ہی جادو کسیکے

دل یار سے اور درد مرے دل سے کہی ہے
جائیگا نہین اب تو مین پہلو سے کسیکی

جسنے دیکہا اوسی کیا سجدہ
غرض اوس بت نے بہی خدائی کی

تڑپتی جو دیکہین ہین لاشین تو دل آ
تیری کوچہ کو کربلا جانتا ہے

کوچہ گیسو مین دل کو ڈہونڈہئے
کیا ہوا اگر راہ کا کچہ پہیر ہے

تاریخ جرات کی واسطی

جو کہ کرتا ہے فکر شعر و سخن
اس زمانے مین وہ غنیمت ہے

کہ نہ اگلے سی لوگ باقی ہین
نہ وہ مجلس ہے اور نہ صحبت ہی

اک سخنگو جو تہا قلندر بخش
نام جرات سے جس کی شہرت ہی

کر گیا کوچ اس مقام سے حیف
آج منزل نشین حسرت ہے

ہی یہہ تاریخ اول اور ثانی
کہو جنت نصیب جرات ہے

دیوان اس شاعر کا دیکہنے آیا بہت اچہا پاکیزہ اشعار اوس کی مین اوسمین قصائد اور غزلیات اور مقطعات اردو اشعار ہین نواب میر نگر صاحب بہادر کے پاس وہ دیوان موجود تہا یہہ وہ شعر اوسکے نیچے لکہے ہین

نسیم آہ نے شاید کسیکے کی تاثیر
شگفتگی ہے تیرے غنچہ دہان پر ہے

کہا کیجیے ہمدم کہ اوس دیکہہ کہ ہم تو
ہر چند سنبہالے رہی پر دلکو غش آیا

طبقہ دوم

حافظ

تخلص محمد اشرف دہلوی کا ہی فن موسیقی مین اپنی تئین یگانہ سمجہتا تہا ایک شعر اوسکا لکہا جاتا ہی

ابر مین مہ کیطرح زلف کی پردہ مین آہ   تو نے گو مونہہ کو چہپایا پہ مجہی معلوم ہوا

حاسے

تخلص میر محب علے کا ہی یہہ ہیچ مسلک ملازمین مرزا محمد تقے خان کی جو کہ ایک امیرزادہ مرشدآباد کا تہا منسلک تہا کہتی ہین کہ یہہ شاعر سودائے خام شاعری کا اپنی دماغ مین اتنا پکاتا تہا کہ مرزا محمد رفیع السودا اور سخن سنج لی لنظیر محمد تقی میر کو موزون الطبع کہا کرتا تہا اور شاعر نجانتا تہا اور رونکا تو کیا ذکر ہی بموجب مصرع — ہرکس بخیال خویش خبطے دارد — بہرکیف ایک مطلع اوسکا جو ہاتہہ آیا ہے لکہا جاتا ہے

عوض مین بوسہ کی دی گالی سوال دیگر جواب دیگر   یہہ طرز تو نی نئی نکالے سوال دیگر جواب دیگر

پاکباز

تخلص میر صلاح الدین معروف بہ مکہن میان خلف الصدق سید شاہ کمال مرحوم کا ہے پدر والا قدر اسکا اجلہ سادات بخاری اور کبار مشائخ عہدہ حضرت فردوس آرامگاہ کا تہا اور صاحب ذوق اور صوفی بہت سی شہر کے اونسی مرید تہی اور یہہ مکہن میان بہی ایک مرد نیک اطوار خلیق خوشخو بصورت تیز ذہن صاحب شعور تہا شاہ مبارک ابرو اسیکو چاہتی تہے چنانچہ اسکا حال ہم بیان کر چکی ہین حاصل کلام اسکا ایک دیوان بہرا ہوا انواع سخن سے قریب تین ہزار بیت کا ہی لیکن اب وہ گم ہوگیا اور جاتا رہا بعد ہی آدمیونکی زبانی کچہ اشعار اوسکی سنی مین آئے ہین اسیلئے

قسم دوم

۵۰ ! یہہ ایک مطلع اوسکا لکھا جاتا ہے
نہیں درد و الم رہتا ہے نت مجہہ میں میاں جیسا. خبر تجہے نہیں کیسے ہو تم میری میاں جیسا

ببر علے

ببر علے شاہ ایک فقیر تہا تیرہویں اور چودہویں ہر مہینے کو مجلس راگ و سماع کی اپنی گہر میں کرتا تہا اور جتنی آدمی جمع ہو جاتے سب کو بطریق تبرک چنے بہنے ہوئے تقسیم کرتا تہا اگرچہ مرید اور شاگرد شاہ محمدی مائل کا ہے لیکن ریختہ گوئی کیطرف طبیعت خود اوسکے مائل تہی اور حال یہہ ہے کہ کسی غزل میں تخلص اوسکا موزون نہیں ہوا جو زبان پر آیا کہہ دیا قاسم صاحب تذکرہ لکہتے ہیں کہ اشعار اوسکے میری بہت آنکہوں سب میں نے دیکہی تو شعر موزون پائے اونکو سب نے لکہا - میں یہہ ایک شعر بطریق یادگار لکہتا ہوں -

سمجہہ لے ہے خدا کا نام بہتر
نہیں ہے اور سے کام بہتر

پروانہ

تخلص علے شاہ مراد آباد کا جو شہر ایک جوان تہا قلندر مشرب وارستہ مزاج بنوایانہ ایام بسر کرتا تہا اور استعمال مسکرات سے کچہہ پروا نہیں رکہتا لکہتے ہیں کہ یہہ شخص دونوں کی بہید جانتا تہا الغیب عند اللہ تعالے شاگرد قیام الدین علے قایم کا یہہ دو بیت اوسکے ہیں

آج ثابت نہ رہی دل کوئی جان سست رہ
اوسکی مژگان نے کئی بار تیر و پیکان درست

جب حضرت قایم سے اگر ہوا امداد
چند ایام میں کریجیے دیوان درست

بسمل

تخلص مناسل قوم کا تہہ شاگرد سید محمد علے نظیر کا رہنوالا اورنگ آباد

طبقہ دوم

کا ایک بند اونکا لکھا جاتا ہے

غیر کی کہنی پہ تم مجھ پہ نہ بیداد کرو — بند گے ہر ہو نکے ایک دم مین نہ آزاد کرو

جو کہ تمنے تھے کئی عہد و قسم یاد کرو — ہو گئی رنجیدہ طبیعت کہو کچھ ارشاد کرو

یہ سب اندازوں کیوں مجھ سے خفا ہوتی ہو — حسرت وصل جو دیکھے تو جدا رہتی ہو

بسمل

تخلص ہو مولوی محمدی صاحب ملقب بمیان صاحب جو کہ عالم محقق اور فاضل مدقق تھے اور علوم عربیہ بہی بہرہ وافی اور فنون شرعیہ سے بہی استعداد کافی رکہتے تہے منقولات مین بہت متبحر معقولات مین بہی بقدر ضرورت بہرہ ور ہمیشہ درس شرح وقایہ اور ہدایہ اور مشکوۃ شریف صحیح بخاری وغیرہ صحاح کا دیتے تہے اور شروح مسلم زاہدین ہمیشہ انسی طالب علم پڑہتے تہے اور یار ان مخلص حضرت قدوۃ السالکین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ کی ہین تمام باشندہ مدرسہ اس زبدۃ الاولیا کرام سے نسبت تلمذ انکے جناب سی رکہتے تہے اور قاسم صاحب تذکرہ نے بہی کچھ منقول مین انسے پڑہا ہے اور چند رسالہ علم صرف وغیرہ انکے تصنیفات سے ہین گاہے گاہے فکر شعر فارسی اور ریختہ کا کرتے تہے شدہ شدہ دونو زبان مین دو دیوان انکی جمع ہوگئے اور چند مثنوی چہوٹی چہوٹی دربیان مسائل علم شرعیہ کے بہی یادگار اس فاضل کے ہین مگر افسوس صد افسوس کہ کوئی فرزند نیک اس کی خاندان مین ایسا نہوا کہ علم باپ کا سیکہتا بلکہ کتابین اوس کی میراث مین جو پہنچی تہی اونکو ارزان بقال جانکر فروخت کرکے چٹ کر گئے ایک مثنوی نام تسہیل تحسین نماز کے سب مسائل بیان ہین وہ انہین کے تصنیف سی ہے

تیر نے کالیان مین بہت کہا چکا — مزا عشق کا خوب سے پا چکا

قسم دوم

۱۵۲ ذرا اتو کہل کرکی پل مہربان | بہت مدتون تک تو ترسا چکا
پہراب پانو کو کیون لگاتی ہی خا | قیامت تو سر پر مرے لا چکا
ہرا سبزہ اتبک ہی تخم امید | بہت پر یہہ انسو کے برسا چکا
عبث کہنی کا فائدہ کچہ نہین | یہہ دل ہاتھ سے لبسمل اب جاچکا

اختر

تخلص میر اکبر علی ولد عبد الہ پوتے پیر سمن کا جو کہ نواب قمرالدین خان کا ایک بیٹا تہا مصنف کہتاہی کہ یہہ جوان دل پسند اور کلام اوسکی فصیح یہہ بہتر شعراء ہند مین شمار کیا جانے کا مستحق تہے ناتہ کا بے دستکار تہا وہ لکہنو کو گیا تہا بیچ صحبت مرزا جانی کی جو کہ چند روز سے کربلا سے علے ہو کر مراجعت کر ایا تہا۔ اور میر محمد نایم خان جسی مرزا جانے مدت سے واقفیت رکہتا تہا اوسکی گہر مین یہہ جاکر رہا لسبب اسکے کہ زبانی محمد نایم خان کے تعریف اختر کے اوسنی سنی تہی اوسکو اپنی خدمت مین اختیار کیا۔ چونکہ مصنف بہی اس شخص کے خدمت مین پہلے سی تہا جبکہ دونو کا یکجائی رہنا ہوا وہ اختر سے خوب واقف ہو گیا اسلئے اختر واسطے اصلاح کے اپنی اشعار مصنف کے پیش کیا کرتا چند سال اسی طرح گذرے بعد ازان مصنف کی طبیعت نظم و نثر سے متنفر ہوئے تب سے اصلاح اختر کو بہی دینے موقوف کردے پہر وہ شاگرد شیخ قلندر بخش جرات کا ہوا عمر اختر کے سنہ ۱۷۹۳ء ستره سو تیرانوین عیسوی مین بیس برس کی تہے۔ شیفتہ اپنی تذکرہ مین لکہتا ہے کہ یہہ شخص یعنے اختر ایک شیخ زادگان سرہند سے ہے صنعت آتشبازے مین گاہے گاہے مشغول رہتا تہا یہہ چند شعر اوسکے ہین

الہ الہ رے تیرے جلوہ گری کا عالم | نہ لگے گرد کو بہی جسکے پری کیا عالم

کی وہ بیس برس کا تہا یہہ شعر اوسکا ہے

مین یہان خون رویا ہون ہاتہون سی اونکی | جو پاؤن مین اوسکی حنا باندہتی ہین

اشتیاق

تخلص شاہ ولی اللہ نام کہتے ہین کہ وہ پیرزادہ رہنے والے سرہند کا تہا صاحب مجدد الف ثانی کی نسل سے شاہ محمد کے پوتے ہین۔ شیخ ظہور الدین حاتم کی معاصرین مین سے تہے مرد متوکل مشغول بحق عالم کامل فاضل بے بدل تہے چونکہ طبیعت موزون رکہتے تہے اسلئی گاہ گاہ فکر ریختہ بہی کیا کرتی تہی علم تفسیر اور حدیث کا اونکو بہت تہا آج تک درمیان ہندوستان کے اونکے عالم بے بدل ہونے کا شہرہ ہے لطف کہتا ہی کہ قرۃ العین فے ابطال شہادت الحسین اسی فاضل کے تصنیف سے ہی اور ایک کتاب جنت العالیہ فی مناقب المعاویہ بہی اونہون تصنیف کی ہے مگر بعضی ثقہ کی زبانی یہہ سننے مین آیا ہی یہہ صرف اون پر بہتان ہے انہون نے یہہ دونون تصنیف نہین کین اور نہ اونکے خاندان مین یہہ کتابین موجود ہین — ایک ترجمہ قران شریف کا فارسی زبان مین اونہون نے بہت اچہا تصنیف کیا ہی اکثر نکات مشکلہ اور رکیکہ اوسمین موجود ہین یہہ صاحب مولوی شاہ عبد العزیز کے والد مرحوم ہین یہہ شعر اونکے ہین

بتان جو جبر کے باتین ہین بناتی ہین	کچہہ اوکہا دو مونہین یہہ خدا کے باتین ہین
پہرون کی پتہر و نشتر کی گیونکر سوچتی ہوش	ہر ایک گردیا ہی مجنونکے وہول کو

بیان

خواجہ احسن الدین خان بیان اصل اونکی کشمیر ولید میر تقی شعر گوئی مین شاگرد مرزا جان جانان مظہر کا مرید جناب مولانا محمد فخر الدین صاحب

اشعار کی شیخ ظہور الدین حاتم سے بہی لیتا تہا اور مرید شاہ عبد الستار مرحوم کا اخرین
اکتساب قواعد سعادت اور نیکوی اور استعمال قوانین عبادت خدا جو حق کا
جناب کرامت انتساب مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ سے کی المختصر یہہ ایک
شخص تہا ظاہر اوسکا لباس فقر سے آراستہ اور باطن اوسکا صلاح و تقوی
سی پیراستہ خوشگو شیرین گفتار پاکیزہ خو فرشتہ کردار مدت تک عرب سرا مین
رہا پہر اپنی وطن کو چلا گیا خلق اللہ کو ہدایت راہ مولے کی کیہہ صاحب دیوان ہے
درمیان سنہ ۱۱۹۴ ہجری کے وہ اکبرآباد مین رہتا تہا اوسکے شعر بہت اچہے ہوتے ہین وہ
یہہ ہین ؎

ہم خاک سے ہوگئی پر اتنک ملا   جی سے نہ تیرے غبار نکلا
کیا کیا بیدار تو نے ہی کئی غضب   ایسی ظالم کے مقابل ہو گیا
آئینہ کو مونہہ دکہاتے ہو   کیا ہوا ہمنے ہی پہر اگر دیکہا
آہ قاصد تو اتنک نہ پہرا   دل دہڑکتا ہے کیا ہوا ہوگا
دل سلامت اگر اپنا ہے تو دلدار بہت   ہی یہہ وہ جنس کہ اسکے ہین خریدار بہت
صبا تیرے گلی مین اسلئے ہر صبح آتی ہی   کہ تیرے کوچہ کا گلشن مین پہولونکو نسا ہو
ناتوانی سے میرے دیکہو ای دست جنون   رہ گیا ہو نہ کوئی تار گریبان مین لگا
بہرا نہ قتل گہمین زخم یہہ میرے دل کا   کہتا ہمیشہ رہے نام میرے قاتل کا
تہا ہی زور تیرے زلف دلاویز کا میر   خم ہوئے لا نسکے تاب گرفتار دل
قزاک سے باندہ خواہ مت باندہ   اب تیرے شکار ہو گئے ہم
جا بین مشتاقون کے لب پر آئیان   بلبی ظالم تیرے بی پروائیان
ہم تیری خاطر نازک سے خطر کرتی ہین   ورنہ یہہ نالے تو پتہر مین اثر کرتی ہین
یہان تو سبے انکی ٹہرا ہی لبون پر اپنا   آہ کیا جانین وہان اوسکو خبر ہے کہ نہین

کہان سے طالع بیدار یہہ کہ ایسا ہو / کہ سر دہرے میرے زانو پہ یار سوتا ہو

آج گئے تہے کچہہ بغل خانے / کون سینے سے لیگیا دل کو

دیکھہ اوس گیسوی مشکین کے اڑانے شانہ / دونو ہاتہو سے یہہ لیتا ہی بلائین شانہ

خواب مین ایک بہی شب یار نہ آیا بیدار / اس تمنا مین کئی دن بہی سوتے ہولی

بیدار کیونکہ آتش دل اشک سے بجہی / ظاہر کی آگ ہووے تو پانی بجہا سکے

زاہد اس راہ نہ آ مست مین بیوار کر / ابہی یہان چہین لئے جبہ و دستار کہین

جام و مینائے مئی و مطرب و ساقی ہمراہ / اس سرانجام سے بیدار کہان جاتا ہے

ربط جو چاہئے بیدار سو اوسے معلوم / مگر اتنا کہ ملاقات چلے جاتی ہے

نگہی تیر سے سرکشتے ظالم / ہے ہنر خند جبہ منانے کے

دوست

غلام محمد دوست صوبہ بہار کا علی ابراہیم اتفاقاً اس شاعر سے درمیان مرشدآباد کے ملاقی ہوا تہا اوسنے ایک سو اشعار اپنے بہیجے ہے جسمین علی ابراہیم نے تین شعر انتخاب کئے ہین

دولہ رام

وہ کلکتہ مین ہزار اٹہہ سو چہبیس عیسوی مین فوت ہوا وہ ا
قوم کا تیہ اگروہ تہا اوسنے دس ہزار بیت اور چار ہزار سلوک لکہے ہین
یہہ نہ صرف مذہب ہنود کے بلکہ مسلمانان وغیرہ اور اہل مذاہب کے بابت مین بہی لکہی ہین ظاہرا یہہ کتاب مجموعہ عاشقی کی طور پر لکہی ہے جسکا ذکر ادہم کے ذکر مین ہو چکا ایسے کتابین صوفیون کے طور پر جو عیسی اور مجوس اور بدہ اور زردشت اور کرشنا اور علی اور حضرت بی بی مریم اور بی بی فاطمہ وغیرہ کو برابر جانتے ہین مہاراجہ

رای موہن رای اس طور کا ایک ہندو صوفی تہا وہ بے تامل کلیسا اور فرنگ کے گرجاون مین اور بیر مرسیا مین جاتا تہا دوارام کا قایمقام جیرام تہا وہ درمیان ۱۷۴۴ع کے گدی نشین ہوا اور ۱۸۰۳ع مین انتقال پایا کہتے ہین کہ اوسنے ایک ہزار سبد تصنیف کئے ہین لیکن وہ اقرار نہ کرتا تہا نرائن داس اوسکے قایمقام ہوا اور اب وہ جو تہا گرو اس مذہب کا ہے اس مذہب کے مسائل اجتک سو سانٹہے مین کتیان و شت می کاٹ لی تشریح کی ہے

فایز

میر فایز علے دہلوی بیٹا اور شاگرد میر محمد تقے مشہور تخلص میر کا مصحفی لکہتا ہے کہ اوسنے اشعار کا مذاق اپنے باپ سے بطور ورثہ کے پایا تہا فی الحقیقت اوسکے شعر کچہہ مشابہت میر کے عجیب استعداد سے رکہتے ہین ایک ہزار گیارہ سو چہانوین ہجرے مین فایز درمیان لکہنو کی تہا جیسا کی بموجب خواہش علے ابراہیم کے اپنی اشعار واسطے اندراج تذکرہ کی روانہ کئی تہے

بسمل

سید جبار علے بسمل رہنوالا جبار کا جو کہ صوبہ الہ اباد مین ہے مدت تک درمیان عظیم اباد کی رہا بعد ازان بنارس مین جہان وہ مہاراجہ چیت سنگہ کے سرکار مین منتظم ہوا علے ابراہیم نے اوسکو اسی شہر اور محمد اباد مین درمیان ۱۷۸۱ع کے دیکہا تہا بسمل بہت حلیم الطبع اور فکرمند اور بی پروا آدمی تہا اوسکی یہہ شعر ہین ؎

یاد آگئی مشت خاک اپنی اوڑتے جو کہین غبار دیکہا
دل خس و خاشاک کی صورت اگرچہ تباہی رہا گو سدا دامن کو وہ اپنے بچاتا ہی رہا
دم محو نیاز اوسی ناز سے رہا انجام کار عشق کا آغاز سے رہا

نیری ہے یاد ذکر تیرا ہمہ آن ہاے گویا کہ اسلئی میری موہنہ مین زبان ہے

بسمل

مرزا ابو بیگ ایک جوان ہندوستان ز تلامذہ محمد رفیع سودا ہے تہا سپاہی پیشہ نیک اندیشہ پاک ذات حمیدہ صفات سخن اوسکا مطبوع دلچسپ اور کلام مرغوب والفت انگیز تہا یہ اوسکے شعر ہین

نہ ہوتا اگر کسوسے آشنا دل | توکیا آرام سے رہتا مرا دل
ابہی ہر وقت خوبان کیوں لگا ہین | رکہے ہے آرسی کسی صفا دل
خدا جانے ہوا کیا اسکو بسمل | ابہی تو تہا بہلا چنگا میرا دل

قایم نے اپنی تذکرہ مین لکہا ہے کہ اکثر لوگ اس غزل کو عبد اسکی نابان سے بہی نسبت کرتے ہین واللہ اعلم بالصواب

بسمل

گدا علی بیگ متوطن فیض آباد کا اٹہارو ہین صدی کے پچہلی نصف مین موجود تہا اسکے ایک مثنوی بنام دیوگ نامہ کی مشہور ہے

قایم

شیخ محمد قیام الدین قایم رہنے والا چاند پور کا شاگرد مرزا رفیع السودا کا عجب طرح کا شاعر خوش گفتار بلند مرتبہ موزون طبع عالیمقدار ہی کہ اسکی برابری اچہی اچہے شاعر نہین کر سکتی کیونکہ وہ شخص اس رتبہ کا ہے کہ دیوان دیکہنے سے اوسکی قدر کہلتی ہے بعض بعض آدمی جوکہ اوسکو سودا سے بہتر کہتی ہین حق یہ ہے کہ سچی ہین اور بعضے کم مایہ اور بے استعداد جو اوسکو برابر سودا کے کہی مین خیال سودا اور درد تو اسکے کاٹرتا ہین حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ آگ رشک مین جلتے ہین کیونکہ مثل

اوسکے شعر کہہ نہین سکتے خصوصاً قطعات اور رباعیات اوسکی ایسی ہین کہ بعض بعض آدمیونکے انکہین کہل جاتی ہین جب اوسکو مطالعہ کرلیتی ہین وہ رہنوالا دہلی کا تہا ایک تذکرہ بہی اوسنے تالیف کیا ہی درمیان سنہ ۱۲۰۰ ہجری کی فوت ہوا اور سلسلہ خانہ بادشاہی ہے تہا صغر سن مین اوسکو شوق تصنیف نظم کا ہوا پہلے پہل خواجہ میر درد علیہ الرحمہ سے بہی اصلاح لے ہی یہہ شعر اوسکے دیوانسی منتخب کئے ہین

قسمت کو دیکہہ ٹوٹے ہی جاکر کہان کمند ۔ کچہہ دور اپنے ہاتہہ سے جب بام رہ گیا

غیر سے ملنا تمہارا سنکے گو ہم چپ رہے ۔ پر سنا ہوگا کہ تمکو ایک جان نے کیا کہا

تاپہ فلک نالہ تو پہنچا تہا زراست ۔ مین ہی کچہہ الله کا ڈر کر گیا

کوچہ گردی کر دل مجنون نے ہی کی ایجاد ۔ مستبذل جانکے ڈہب بادیہ پیمائی کا

توڑا جو کعبہ کو نسے یہہ جائے غم ہی شیخ ۔ کچہہ قصر دل نہین کہ بنایا نہ جائیگا

فلک جو دیوے تو خدا سے تولی نہ اب قائم ۔ وہ دن گئے کہ ارادہ تہا بادشاہی کا

ناصح تو کہے ہی یون کہ گویا ۔ ہی دل پہ کچہہ اختیار میرا

معاملہ ہے یہہ دل کا ہسو ہے گا وہ کیا ۔ پیام بر کے ہمین ساتہہ آپ جاتا تہا

یہہ سچ ہے کہ جہوٹ ہی دعوے دوستی لیکن ۔ کبہی ہمین بہی تو اکبار آزمانا تہا

ہر دم آنی سے مین لی ہون نا دم ۔ کیا کرون پر رہا نہین جاتا

ظالم تو میری سادہ دلی پر تو رحم کر ۔ روٹہا تہا آپ ہے تجہسی مین اور آپ ہی من گیا

طوفان گریہ کے ہی میرے حد عمر نوح ۔ دریا نہین کہ آج چڑہا کل اوتر گیا

جو سوز عشق کا چرچا وہان نہین قائم ۔ تو کیا مین جا لگا دینی بہشت مین آگ

تہا موت بہی آمدین کوئی اوسکی کہ نا گاہ ۔ لیجائے گئی کہ ہی کہین ہاتہہ تپش دل

گذریست ہی تجہہ تلک تو پہر کیا ۔ صدقے تیری سر جا نکلے ہم

جگر کی آگ اشک گرم مرا آہ سرد سے ۔ دیکہین تو پہلے بہنہہ ہے تو عرش پر کہ ہم

دو جہان سب ہے ملین تو یہی ہے ہمین / یہان کچھ اتنی تو احتیاج نہین
مے کی توبہ کو تو مدت ہوئی قایم لیکن / بے طلب اب بھی جو ملجاے تو انکار نہین
قایم یہ جبین ہے کہ تقید سے شیخ کی / اٹکی جو مین نماز کرون بے وضو کرون
آتا تو ہون ذلیل جو تو بھی یہ کوسنے / تو جاتا ہے اوسکو تو کہتا ہون تو نہین
روینگے کب تک اے مژہ اشکبار بس / اب کیا سبہی مجہے ڈبوئیگے جل تہل تو بہر گئے
کیا پوچھتے ہو موجب آزردگی یار / دل لیگئی مدت ہوئی اب جان طلبگار ہے
عشق تو قایم نہوا آپ سے ہے / اور ہی کچھ پیشہ کیا جانیے
کسی بلا مین پہنسے قید ہووے جاسی جان / پر آدمی کو خدا تجہہ مبتلا نکری
تونکے دید کو جاتا ہون دیر مین قایم / مرا کچھ اور ارادہ نہین خدا نکری
قایم آیا ہے پہر وہ بن ٹہن کر / دیکھین بھلا کس کس سے اب بگڑتی ہے
آخر تو جرم عشق سے کرتی ہین مجکو قتل / یکبار اوسکی بہی تو کرین روبرو مجہے

قیس

مرزا احمد علی بیگ یا فقط مرزا بیگ تخلص قیس مشہور ہے مرزا مراد علی بیگ اوسکا بیٹا تہا اور داؤد بیگ اوسکا باپ تہا یہہ شخص ایک سوداگر دولتمند تہا دادا اوسکا مرزا عقیل امام موسے رضا کی روضہ کا خادم تہا اوسکے اباء و اجداد کا وطن مشہد تہا مگر اوسنی اپنے جوانی درمیان لکہنؤ اور فیض اباد کے لسر کی تہے شعر ریختہ کا بہی اوسکو شوق تہا جعفر علی حسرت سی اصلاح لیتا تہا یہہ شعر اوسکی ہین سے

دل مضطرب کا دیکہا عجب اضطراب اولٹا / ہوا اور مضطر اوسنی جو ذرا نقاب اولٹا
آئینہ دیکہہ دیکہہ کے کہتا ہی کل وہ شوخ / اس عالم شباب نے رسوا کیا مجہی
پہرتا ہون ہر گہے سر مین اتقاب پوچہتا / خط کی تیرے جو آسنے رسوا کیا

طبقہ دوم

قدرت

-۱۰۶۳

شاہ قدرت اللہ دہلوی یہ شخص بڑا قوی اور فصیح شاعر ہے میر شمس الدین فقیر اوسکا اُستاد تھا جسنے حدائق البلاغت تصنیف کی ہے اوسکے شعر اپنے اُستاد کی مشابہ ہوتی ہین خصوصاً عبارت اوسکے سلیس اور شستہ ہے قدرت مذکور اپنی اچھی خصلت اور صاحب دلی اور وفاداری مین مشہور تھا اور اکثر خلیل القدر فاضل اوسکے دوست بے تکلف تھی ہر وقت تذکرہ نویسی مصحفی کے وہ عظیم آباد کی قرب و جوار مین رہتا تھا اور بیشتر تذکرہ نویسی علی ابراہیم کی دہلی اور عظیم آباد مین تھا صاحب دیوان ہے اوسکا شعر بے مزہ ہے وطن اصلی اوسکا دہلی ہے سنہ ۱۲۰۱ ہجری مین درمیان مرشداباد کے فوت ہوا اس شخص کے عمر طبعی ہوئی

یہہ اوسکے شعر ہین سے

ہنگامہ پھر بہیر وداع اب سحر آیا
ای بادہ کش و مژدہ کہ ابر بہار آیا

کچھہ دیر ہوئی اشک نہین انکھو سے گرتی
شاید تہ مژگان کوئی لخت جگر آیا

آگی نہ چل سکا تیری کوچے کو چھوڑ کر
خورشید جا کے تا بہ لب بام رہ گیا

جہان نظر تری پاؤن تلے ملے کاغذ
سمجھہ کے نامہ مرا ہاتھ مین لیے کاغذ

اگ اوس داغ کو تلوے کی نمک سے دہین
پہونچی وہ آنکہ جو لخت جگر او دہین

اوڑائی ز بس خاک ماتم مین دل کے
کیا ہمنی آخر زمین آسمان کو

حسرت ای صبح چمن ہمنے گر چھوٹے ہی
مژدہ ای شام غریبی کہ وطن چھوڑ

نوح کشتی سے خبردار کہ یہان بہنے سے
مرہم تازہ تا سوزکن چہوٹے سے

شب ہجران کی مصیبت کو کہون کیا قدرت
تن سی جان چھوٹے ہے اوجان سے تن چھوٹے

قدرت

مولوی قدرت اللہ عربی زبان دان اور علم مین مہارت رکھتا تھا

قسم دوم

۱۶۴ شاگرد حکیم ثناء اللہ خان فراق کا اوسکا یہہ شعر ہے ؎

زلفوں مین اگر دل یہہ گرفتار نہوتا — یون روز میرا آہ شب تار نہوتا

قدرت

مولوے قدرت اللہ باشندہ رامپور شاگرد قایم چاندپورے مصنف ایک تذکرہ اردو کا جو درمیان سنہ ۱۱۹۳ھ اور سنہ ۱۱۹۶ھ کے طیار ہوا تہا یہہ شعر اوسکی ہی

لاکہون جلانے مردہ صد سالہ ان مین — فیض دم مسیح ہے اوسکی زبان مین

انصاف سبہی ضرور ہے یہہ ظلم تا بکجا — کتنون کے گہر تو جاتی رہی استخانین

قربان

میر جیون قربان شاگرد سودا کا سپاہی پیشہ چہوٹے عمر مین شعر کہنے کا شوق ہوا یہہ شاعر اوس لڑائے مین جو انگریزونسے فیض آباد مین ہوئے بولاد شجاعت دیکر فوت ہوا

قربان

میر محمدی خلف میر کلو حقیر ثناء اللہ خان فراق سے اصلاح لیتا تہا یہہ شعر اوسکے ہین ؎

کیون نہ اک ٹہوکر سی وہان اجابت سعد جان دادہ ہو — دست بستہ معجزہ عیسے جہان استادہ ہو

کسکی برگشتہ نگہ کا ہون مین بیمار کہ آہ — یہان مسیحا کی ہوتی جاتی ہی تدبیر اولٹی

قربان

تخلص میر قربان علے عظیم آبادی ہی طبقہ دوئیم تہا اوسکا شعر یہہ ہے

کہان تک یونکہ دیکہے اوسکمان ابرو کی پیکان کو — کہ آزردہ نہین کرتا ہے کوئی اپنے مہمان کو

لسان

میر کلیم اللہ لسان مشہور شاعر ہی جو اپنے جوانی مین درمیان عہد احمد شاہ بہا[illegible]

کے سوا تہا قیم علے کہتا ہے کہ یہہ جوان اچہا ڈیل ڈول کا نیک خصلت تہا ۔

میر محسن

برادر زادہ میر محمد تقی کا اور رشتہ دار و شاگرد سراج الدین علیخان
آرزو کا میر جو اوسکا استاد تہا اپنی تذکرہ مین اوسکے ذہن اور جودت
طبع کے تعریف کرتا ہے محسن اون ایام مین بیس برس کا تہا میر کی یہہ رائے تہی
کہ جب کہ اس عمر مین یہہ لڑکا اس رتبہ پر ہے تو بیشک ترقی پاتا جائیگا بعد
ازان علے ابراہیم نے جب گلزار ابراہیم لکہا اون ایام مین نواب سالار جنگ
بہادر کے خدمت مین تہا

مرزا علی مہلت

شاگرد جرات باشندہ لکہنو کا مصحفی بیان کرتا ہے کہ وہ چند سال پیشتر
میرے تذکرہ لکہنے کے مہلت اور علی نقی محشر مین کچہ بحث ہو گئی تہی کہنی پر
لڑنے کی واسطے گئی مہلت نے زخم کہایا مرتے دم تک تا [illegible] نام نبایا اگرچہ
بہت دریافت کیا ۔

مرنے کے بعد بہی نہ گئی دل کی یہہ تپش　　　آرام زیر خاک نہ ہے آج تک مجہے

معین

شیخ معین الدین مشہور شاگرد مرزا رفیع السودا کا اگرچہ وہ قدما کا
طرز پر چلتا تہا مگر ہر قسم کی شعر مین قابل تہا لیکن تشعر کے طرف کم مائل تہا
درمیان ۱۱۹۰ ہجری مین لکہنو مین آتا تہا ۔

ہو نہین وہ دوانہ کہ ہار اپنی چال　　　زنجیر مین رکہتے ہین معین مجکو پکڑ کر

مخلص

رای انند رام مخلص دہلوی وکیل نواب اعتماد الدولہ کا اوسکے شعر

قسم دوم

قدر ہے میر کہتا ہے کہ اولاد و شاگرد مرزا بیدل کا تھا بعد ازان سراج الدین ۱۶۲
آرزو کا شاگرد ہوا میر کے تذکرہ لکھنے کے ایک سال اول اوسنے وفات پائی

میر محمد محسن

منشی دہلوی سید اولاد امام رضا امام ثامن کا بیٹے نزاین کہتا ہے کہ اوسکے
باپ کا نام ابو المحسن تھا اور مصحفی کہتا ہے کہ اوسکا نام میر ابو المحسن تھا یہ منشی
نام میر کلن مشہور تھا بہت اوسکا خوشنویسی ہے اوسکی آبا و اجداد کی اصل ایران
تھے مگر وہ میں نسل بعد شاہجہان آباد میں آ کر رہی وہ نستعلیق اور نسخ خوب
لکھتا تھا اوسنے فارسی کتابیں بہت پڑھے ہیں اور عربی زبان بھی جانتا تھا مصحفی
کی وقت میں خدمت منشیگری خدمت شاہزادہ سلیمان شکوہ کے سرکار میں
تھا اور اپنے آقا کی خطوط لکھا کرتا تھا جو کہ وہ اردو یا ساتھ کہ سکتا تھا
سلیمان شکوہ اشعار کی نقل کرنی میں اکثر اصلاح دیتا تھا اور خود بھی چند
شعر بھی کبھی لکھتا تھا ۱۲۱۹ء میں شاید پچاس برس کا تھا مجھے معلوم ہوتا ہے
کہ گلدستہ عشق کا مصنف یہی شخص ہے

تابان

تخلص میر عبد الحی نام خیرا وسکے پیدا کا یہی خاک شاہجہان آباد و بنگ بنیاد ہے
سلسلہ اوسکی نسب کا حضرت عطا تر سیر ر فرتک پہنچتا ہے باوجود حسن یوسفی
کی مانند محبوبیت رکھتا تھا اور باوجود جمال خورشید کی داغ حسرت محال ہر
میخواہ کا دل پر رکھتا تھا فقط مرزا مظہر کا دل سے گرمی اوسکی شوق کی
خورشید سے شعور ہی تھی بلکہ شعلہ جان سوزان کے عشق کا باعث گرمی اور
موجب فریاد کا بر کہ جو بازار میں تھا — میر قدرت اللہ قاسم اپنی تذکرہ
میں لکھتا ہے کہ یہ شخص قریب ... کے شہر لکھنؤ سے گنا جاتا ہے اور ...

تابان کے دیکھنے سے ہرا ماہتی تم
کہو دی بہار حسن کے خط لی بہلا ہوا

کس کس طرح سے دل مین گذرتے ہین ہجر مین
ہی وصل سے زیادہ مزا انتظار کا

حرم کو چھوڑا ہون کیون نہ بتکدہ مین شیخ
کہ یہان ہر ایک کو ہے ہرتہ خدا کا

دیکھ قاصد کو میرے یار نے پوچھا تابان
کیا میرے ہجر مین جیتا ہے وہ غمناک ہنوز

بہنرا ہے ہجر کیون عاشقون پر فلک الٰہی
کہ کہلاتا ہے پیغمبر کا اتی تابان خدا عاشق

آتا ہی فاتحہ کو بہی گلرو رقیب ساتھ
لاتا ہے خار قبر پر میرے بجائی گل

غم وصل مین ہجر کا ہجران مین وصل کا
ہرگز کسطرح مجھے آرام ہی نہین

ناتہ بیفائدہ زندان مین دوڑے خون
طوق ہے میرے گلی مین یہہ کسیان کو نہین

انکان ہو تو اوس سے کوئی درد دل کہے
جو جانتا ہو مین اوسی آگاہ کیا کرون

بیان تلک تشنہ ہے عشق کے مجنون بعد مر
گل ہے میرے مزار پر گل کر گلاب ہو

کس سے فریاد کرون نہین کہ وہ ہرجائی ہے
آہ اسبات مین تیرا بہی لو رسوا ہے

ظالم وفا کا میرے جو لیتا ہے تو حساب
اپنے جفا و ظلم کا بے کچھ شمار ہے

بیان کیا کرون ناتوانی مین اپنے
بجز بات کہنے کی طاقت کہان ہے

کرون دعوی خون مین قاتل سے اپنے
کب آئیگی یارب قیامت کہان ہے

داؤد

مرزا داؤد بیگ مشہور بنام داؤد یہہ شاعر دکنی قدر محمد شاہ کے عہد مین تہا خوب لکہتا کوئی دو دیوان ہے ۱۱۴۳ء مین موجود تہا یہہ اوسکا شعر ہے

چاندنی کی سیر کو کسطرح نکلے وہ صنم
دیکھنے کا تماشا آفتاب آتا نہین

جعفر

تخلص جعفر علی خان مغفور کا ہے یہہ ایک شخص عمدہ معاش درمیان زمانہ شاہ عالم بادشاہ کے یہہ شعر اوسکا ہے

طبقہ دوم

چہکے دہنت دیکھے یار کی مسی لگانے سی ‏ ‏ جڑین ہین قیطیان الماس کے نیلم کے خانہ مین ‏ ۹

داغ

یہہ تخلص میر مہدی نام فرزند میر سوز کا ہے یہہ عجب ایک جوان تہا نیکو رو زیبا شمایل
باوجود دلربائی کے بیدل پر مایل تشبیہ گل کے اوسکی ساتہہ دو معنے سے درست
ہے یعنی خود ہی سینہ چاک اور سینوں اسیطے چاک کرنے کی نہی دیتا تہے اور بہت شا
لالہ کی بہاو سکے ساتہہ دو نو صورت سے موافق یعنی دل پہ ہے اوسکا داغ اور
لوگون کے دلون پر بہے داغ رکہتا۔ تہا حاصل کلام بیس برس کی عمر تک
گل رو پر داغ کہایا یعنے عاشق ہوا ایکدت عیش و عشرت مین اوس نو بہار حسن
سی مشغول رہا آخر کو دام ہجر نین پہنا بیطاقتے سنے اوسکا کار تمام کیا قریب
تہا کہ مرجائے یارون نے بہت سعی اوسکے جان بچانے کی جہان تک ہوسکی
کی اور اوسکے معشوق کو تکلیف رفتار کردے لیکن اوسنے واسطے اپنی تو آیا
کی تسلے کی یہہ لکہہ بہیجا کہ کل اونگا یہہ اس عاشق بیچارہ نے جو کہ حالت جانکنی مین
گویا تہا اسنے جانا کہ کل سے مراد روز قیامت ہے اوسیوقت مرگیا اوسکی خط پر یہہ شعر مرتے
دم لکہہ گیا ہے

از جان رمقے بود کہ مکتوب تو آمد ‏ ‏ دیگر چہ نویسم خبرم خوب گرفتے

شاید کہ عشق صادق رکہتا ہو کیونکہ اسطرح کی تاثیر اوسی عشق مین اور یہہ حال
عاشق صادق کا ہوتا ہے

اسی کی پاس تہا دل کیا ہوا اے ہمنشین دیکہو ‏ ‏ ادہر دیکہو اودہر دیکہو یہین دیکہو وہین دیکہو
اسکے پاس سے رہ رہ کے یہہ جو سکراتا ہی ‏ ‏ اسی کی جیب دیکہو ہاتہ دیکہو آستین دیکہو
پکڑنا چور کا مشکل نہین گر کچہہ سمجہہ ہو تو ‏ ‏ ہوا ہے رنگ دیکہو ماتہا بی سر جبین دیکہو

مہران

قسم دوم

۱ شیخ ولی محمد بن حافظ میران مصنف قصہ پیغمبران یہ کتاب فارسی سی دکہنی زبان
مین اوسنے کیا ہے اوسکی ایک قطعہ جلد ڈی تاسی کی پاس موجود ہے اوسکی نقل
درمیان پانڈی چری کی جو کہ دار السلطنت فرانسیس ہندوستان درمیان سابق کی تہا
کی گئی تہی وہ نسخہ جو فارسی مین اوسکا نام حیات القلوب ہے وہ طہران مین درمیان
چہاپہ خانہ عباس مرزا کے چہاپا تہا اس کتاب کے دو جلد ہین جلد اول مین حضرت ادم
سی تا محمد صلعم تک تمام پیغمبرونکا حال ہے - اور دوسرے جلد مین خلفاء محمد صلعم
اور تمام ولیونکا حال اسکا مصنف ملا محمد باقر مجلسی ہے یہہ کتاب سنہ ۱۲۱۳ع مین
تصنیف ہوئے فورٹ ولیم کے مدرسہ مین موجود ہی

مرزا

شجاع الدولہ محمد علیخان مرزا نے بیٹا نعیم اللہ خان کا نواب شجاع الدولہ
کی خدمت مین تہا اوسکو بہی شعر کہنے کی لیاقت تہی اور علم موسیقی مین
کمال مجہی معلوم نہین کہ یہہ وہی ہے مصنف جسکا نام منشی مرزا بیگ باشندہ اودہ
جسنے خرد افروز کے اصلاح دی تہی اور جسنی بدیا درپن نام ہے یہہ کتاب
سری لال کوی کے طور پر لکہے گئے تہی جسکی تصنیف کو دو سو برس ہوتی ہین وہ ترجمہ
بہاکہا مین ہی نام اوسکا اودہ بلاس ہے اوسمین راما کا بیان ہے اور
اون علوم و فنون کا بیان ہے جنسے ہندوستانی واقف ہین یہہ کتاب بہت
عجیب تصور کی گئی ہے

درد

تخلص سید کرم اللہ خان کا ہے یہہ ایک بزرگ تہا خاندان نجابت سی نواب
سید امیر خان بہادر کا اخیافی بہائی تہا شاہ عالم بادشاہ کے وقت
مین مرد امیر اور عیش و عشرت مین بسر کرتا تہا شعر اوسکا خالی کیفیت سے

طبقہ دوم

ہین ہی یہہ ایک غزل بیچ سبب طبع زاد اوسکے حکیم قدرت اللہ خان کے تذکرہ سے ۱لکا:
لکہی جاتے ہے اور ہہون لی پیرا ئے کا غذ ونہین سے جو دستیاب اونکی ہوئی تہے
لکہے ہے وہ شجاع آدمی تہا تصنیفات اوسکی بہت سلیس ہین مہہ گویے تہا
درمیان عہد احمد شاہ کی جو ایک لڑائی مرہٹہ سے ہوئی تہی اوسمین مارا گیا سہ

تحمل آتش غم مین دل تپاک کیا جاہنے ۔۔۔ ٹہرنا ایک دم بہی اگر سیماب کیا جانے
دوانا بیہودہ رسوائے عالم ہمکو کہتی ہین ۔۔۔ ہماری عشق کے انشاکی کو نئی القاب کیا جانے
کناری سی کنار ایک ملے ہی بحر کا یارو ۔۔۔ پلک لگنی کے لذت دیدہ بیتاب کیا جانے
سمندر کو ندے نسبت مرے آنکہون سے تو ہرگز ۔۔۔ اوبلنی کے طرح چشمون سے پہتا لاب کیا جانے
تڑپتا دیکہہ بسمل کو کہا یون درد مندی سے ۔۔۔ ادب کی حق ادا کرنی کے یہہ آداب کیا جانے

درد مند

تخلص میان محمد فقہ کا ہے یہہ شاگرد سخن سنج فیض گستر میرزا جانجانان
مظہر کا تہا اور میرزا ای موصوف سنو بدرجہ اعلے اوس سے خوش تہے اور ایک
مثنوی موسوم ساقی نامہ طبع زاد اوسکے سنی ہے اوسکو بہت سنا کرتے تہے اور
فے الواقع حسب رواج اس زمانہ کے اچہی کہی ہے اور اشعار بہی اوسکے اچہی بہت
ہین لیکن یہہ ساقی نامہ بہت مشہور ہے اور تمام ہندوستان مین معروف ہے
پیدایش اوسکے دکہن مین ہوئے چندی عظیم اباد مین پاس نواب غلام حسین خان
کے رہا ۱۱۷۶ع مین وفات پائے سہ

انتظر تو کرو ٹک چمن کے طرف ۔۔۔ شگوفے کو آئے ہین ہنستے سرکف
چمن مین ہوا ہی نشہ یہان تلک ۔۔۔ کہ نرگس کے جاتی ہے گردن ڈہلک

اپنی اوستاد کی مدح مین یہہ شعر اوسنے کہی ہین

خدیو سخن میرزا جانجانان ۔۔۔ کہ حکم اوسکا ہے ناطقہ پر روان

قسم دوم

نعت اوسکا ہے ذو الجلال سخن — کہ ہندی مین اوسکے سب ارباب

کوئی آج اوسکے برابر نہین — وہ سب کچھ ہے الا پیغمبر

تعریف محمد علی خان کی مین جو کہ اوسکے ممدوح تھے اور اونسے خوش

ہوئی اوسکے قدرت کی از بسکہ دہوم — لئی ہاتھ قدرت کی صانع

در باب داخل ہونے بادشاہ شاہ عالم کے محل سرا کو اور رخصت کرنے نواب بیگم خا

کے کہتا ہے ؎

سدا ہاری سرا پردہ خاص کو — مرخص کیا پردہ خاص

فایز

معین الدین اس مصنف نے ایک اردو نظم مین ترجمہ پندنامہ فرید

عطار کا لکھا ہے جو کہ مشہور کلام صوفیانہ ہے اور مسٹر دیکلاسیے ص

جو کہ ایک مشرقی زبان دان ہے اوسنے اس کا ترجمہ مع شرح بہت

لکھا ہے ایک قلمی جلد اسکی سرکار کمپنی کے کتب خانہ مین موجود ہے

اوسکا ترجمہ پندنامہ عطار ہے اور کلکتہ کے ایشیاٹک سوسایٹی مین ہے

فایز

صدر الدین محمد فایز فرزند زبردست خان کا اوسنے ایک دیوان

اور قصیدہ اور چہ مثنویات کا لکھا ہے — ایک مثنوی بیان جم

اور دوسری جوگن تیسری مالن — چوتھی گوجری — پانچوین بہنگ

— چھٹی رقعہ مین

فایز

مسیح اوسنی دس حکم کا ترجمہ اردو در ریختہ مین لکھا ہے

فیاض

طبقہ دوم

میر ولے خیال مصنف روضۃ الشہدا کا زبان دکہنی مین مرثیات کربلا ۲۳ کے بیانمین یہہ اشعار ملا حسین واعظ کاشفی کے طور پر ہین اور وہی مضمون ہین ۱۱۰۵ ہجری مین تصنیف ہوگئے

فخر

میر فخر الدین فرزند اشرف علی خان شاگرد مرزا محمد رفیع السودا کا وہ ۱۱۹۰ مین لکہنو کے تہا اوسنے ایک تذکرہ شعرا کا لکہا ہے

فقیر

میر شمس الدین فقیر دہلوے منتخب شعرا مین سے ہی اوسنی اردو شعر بہی لکہے ہین لیکن فارسے مین ہر قسم کے اشعار خاصۃً لکہی ہین درمیان ۱۱۵۰ ہجری کے وہ مکہ اور مدینہ کو گیا تہا جب وہانسے حج کرکے مرتب ایک انتقال پایا یہہ شعر اوسکے ہین

حال اوسکے بیاض گردن کا نقطہ انتخاب ہے گو یا

ہے غرض دید سے یہان کام تکلف ہے نہیر خواہ ادہر بیٹہ گئے خواہ اودہر بیٹہ گئے

کم ہی آہ از تیری کوچہ کے باشندونکے نالی کرنی سے مگر اونکی گلی بیٹہ گئی

فدوی

مرزا محمد علی فدوی مشہور بنام مرزا ہجو شاعر مشہور ہے وہ گانا بہی جانتا تہا مگر عطائے تہا چندی مرشداباد مین درمیان ۱۱۵۰ ہجری کے شاہ گنہٹہ کے گلے کا گہنا ونا بنا رہا جسنے اوسکو تعلیم دینے ارسے کی کیا اوسی جای فوت ہوا یہہ شعر اوسکی ہین

گالیان کیونکر نہ دیوی تو نی فدوی چہیڑ چہیڑ ایک تو وہ تہا نے اوسکو اوہی جو کیا

تجہے ہوتے ہین درد مند جدا گو کرے کوئے بند بند جدا

قسم دوم

۱۷۴ شب ہجران کے اور تو فدوے — ہمین تقریر کر نہین آسکتے
پر یہہ وہ رات ہے کہ جسکے ہین — صبح ہوتے نظر نہین آسکتے
چل ساتھہ کہ حسرت دل محروم سے نکلے — عاشق کا جنازہ ہے ذرا دہوم سے نکلے

فدوی

محمد حسین ولد میر غلام مصطفے خان سید حسینی ہی مولد اوسکا لاہور ہی سولہ برسکے عمر مین
وہ دہلے کو آیا شاہ مبارک ابرو کا شاگرد ہوا علم ہیئت مین اپنے مشہور تہا اشعار
اوسکی قدما کے طور پر ہین اوسکی آبا و اجداد درویش تھے اوسنے بہی یہ
پیشہ اختیار کیا تہا ایک دیوان فدوی کا فورٹ ولیم کے کتب خانہ مین موجود ہے
معلوم نہین کہ اسکا ہی یا اور کسیکا سنہ [illegible] ع مین موجود تہا اوسکے یہہ شعر مین سے

یار ہم سے جو سدا چین بجبین رہتا ہے — نہین معلوم بلا کون سی پیش آنے ہے

حسینی

تخلص حکیم میر حسین مرحوم کا ہے وہ عالم جوانے مین بہ ترفہ تمام ایام زندگانے
بسر کرتا تہا ایک عورت رقاصہ بازاری خوش اندام بہو نام کہ اون دنو نمین
تمام ہم پیشہ اپنون مین بہت مختار اور بہت سرفراز تھی میر مسبوق الذکر سے
خوش رہتے تھے بہت مشکل سی زیادہ یا احتیاج ہزار ان ہزار منت اور سماجت
اوسکو دیتا تہا اور بار خاطر معشوقانہ اوسکا بہت اپنے سر پر اوٹہاتا تہا
از انجا کہ خضاب کراہت انتساب زبدہ السالکین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ
سے ارادہ رکہتا تہا وی حضرت عنایت بے غایت اوسکے حق مین خرچ
کرتے تھے باوجود ہونے اطباء جلیل القدر کے اصلاح کسے کی تجویز کی دوام
میل [illegible] بلا اور لوگون کو بہی دلالت اوپر استعلاج اوسکے کے فرماتے
تھے حاصل کلام میر حسین مغفور بہت خلیق اور یار باش تہا خط نسخ

طبقہ دوم

اور نستعلیق اور شفیائی اور شکستہ بہت درست۔ کہتا تہا علم موسیقی مین بہی ۵
میان نور نمک کلاونت کی شاگردی مین سے تہا اور مہارت پیدا کی ہتے اور
کچہ علوم عربیہ سے بہی بہرہ اندوز تہا اخر مین بہت مشغول بحق ہوا اور متقی اور
پرہیزگار ہوگیا تہا شعر فارسی اور گاہ گاہ ریختہ کہتا تہا ؎

بہ نام عشق جان تک پہنچ گئے ۔ جون کار دگہ استخوان تک پہنچ گئے
یہہ بات تو کچہ بات نہین تہا ایسے ۔ پر کہی کہا کہان تک پہنچ سکے

حزین

باقر میر محمد باقر حزین دہلوی مرزا جان جانان مظہر کے مریدون سے ہیں دہلی
کو چہوڑ کر عظیم آباد مین جا کر رہا علے ابراہیم کو جانتا تہا ایک دیوان بہی مع
قصاید اوسکا مشہور ہے

حضور

شیخ غلام بخش حضور وہ عظیم آباد کا مشہور رئیس ہے کسی اوستاد سی اوسنے شعر کہنا
نہین سیکہا بلکہ خود بخود بسبب اپنے شوق کی آپ شعر کہنے لگا تہا ۔ مولوی محمد باقر
سے صرف و نحو بچہ پن مین اوسنے پڑہا ہے اور جس عہد مین علے ابراہیم نے تذکرہ
لکہا وہ کم سال تہا سوداگری مین مصروف رہتا تہا اوسنے ایک مثنوی در باب
درگاہ شاہ ارزان جو عظیم آباد مین واقع ہے لکہی ہے

پہچا

تخلص ایک شخص کا ہے وقت حضرت فردوس آرامگاہ کے مین دہلی مین رہتا تہا
کبہی پنچہ تخلص کرتا ہے کبہی پہچا بعضے کہتے ہین کہ یہہ ہندو تہا مگر مسلم الاسلام
پاکیزہ اعتقاد بعضے یہہ کہتے ہین کہ مسلمان تہا بہرکیف مخنث وضع ہندو
شکل تہا یہہ شعر اوسکے ہین ؎

قسم دوم

۱۷۶ ہر چند کہا دلکو اونے نہ کہا مانا ۔ پہر دیکہا تو ہما ہے دیوانے ا
چمن میں نکتہ کہا جب صبا نے تجہ لب کا ۔ دہن جو گل کا کہلا پہر مندا نہ
زلف کو کہنا پریشان عقل کے دور ہی ہے یہہ ۔ ہر گرہ میں اوسکے دل ہے گا

بہادر

راجہ رام پنڈت برادر راجہ دیارام پنڈت کا یہہ ایک مرد عیاش و
معاش خوش طبع نیک اختلاط کشادہ جبین پاکیزہ ارتباط سستی میں
رہتے ہور تونکے زبانمین کہتا تہا چار شعر اوسکے لکہی جاتی ہین

قطعہ

جن دنون تمنے محبت کا دیا تہا پیغام ۔ مجکو معلوم جو ہوتا یہہ ست
تو تو مین بخت جلے آتی نہ تم پاس کبہو ۔ خیر الله کو تہا یہہ ہی دکہانا
یاد مین تیری یہان تلک رو یا ۔ ہو گئے خشک چشم نم ۔
وادریغا ہزار داد یلا ۔ حال سے میری اسیے

بہجت

تخلص ایک طالب علم عبد المجید نام کا ہے اسنی مولوی محمد بسمل ۔
علوم رسمیہ کا کیا یہہ شعر اوسکا ہے ۵

خورشید ہی شرمندہ تیرے مونہہ سے ہیہات قمر ۔ ہی مشک تیرے موسی خجل سے
تہانہ دہن نقطہ موہوم ہے تیرا ۔ جون خط خیالے ہی میان

بہید

تخلص میر میران مخاطب بسید نوازش خان خلف الصدق
مرتضے خان سفیر دہلے ایران کا برادر نواب معتمد خان مر
اچہا کہتا ہے

آہ گر باغ سے وہ سرو خراماں گذرے ۔ اشک تہ سے گلستا ںمین طوفاں گذرے
بس کہ ہی آتش غم تیرے ترے سینہ مین ۔ ناوک ناز تیرا ویسے ہی سوزاں گذرے

بہادر

تخلص راجہ بینے بہادر کا جو کہ ایک راجہ راجگان صوبہ بہار سے ہی باپ جسونت سنگھ پروانہ کا اوسکے فکر کا ثمرہ ہے سہ
سیاہی ہو کے گئے دل کے آرزو نکلے ۔ ہماری جامہ کہنہ سے ہی کی بو نکلی

منصور علی

سید منصور علی سبزواری مصنف قصہ سیف الملوک کا اردو نثر مین اوسکا نام بحر عشق ہے اسے ہی معلوم ہوتا ہی کہ یہہ ترجمہ فارسی سے ہوا ہے سیف الملوک مصر کا ایک بادشاہ زادہ سلیمان کے وقت مین تہا ۔ اس قصہ مین ایک کہانی عاشق ہونے سیف الملوک کے ایک پری بدیع الجمال نام پر بیان کی گئی ہی

مشتاق

عبد اللہ خان مشتاق بیٹا ابو الحسن خان کا جو سیف اللہ خان کا بیٹا تہا قوم سے افغان یوسف زئی یہہ قوم دعوے کرتے ہیں کہ ہم لوگ یوسف علیہ السلام کے اولاد مین ہین جیسا کہ لودہی لوگ حضرت لوط کے اولاد ہونیکا دعوے کرتے ہین وہ یوسف زئی تیتیا کی پہاڑون کی گرد و نواح رہتے ہین خاص ایسی قوم نے سید احمد کو مذہب کی اتباع سے اوسکے ہمراہ ہو کر سکہو نسی لڑے آنکے ابا و اجداد کا ملک کاشان ہے اوسکا باپ اور دادا دونو شاعر تہے اوسکی دادا کا تخلص سابق تہا اور باپ کا حسن وہ اپنے زمانہ مین مشہور ہے اوسکا دادا بہادر شاہ یعنی شاہ عالم اول کا اوستاد تہا مگر اوسکے باپ نے گوشہ گزینی اختیار کرلے تہے جو اوسکے پاس تہا اوس پر قانع تہا مشتاق نے بادشاہ

سے مشتاق علے خان خطاب پایا اور بڑی جاگیر اوسکو ملے خدمت تعلیم دینے شاہزادیکے تہے بموجب بیان مصحفے کے علم طلسم وغیرہ تعویذ گنڈا جانتا تہا اور ریاضی سے بہی واقف تہا اپنے زمانہ مین سب سے اچہا خوشخط تہا خط نستعلیق اور خط ثلث ـ اور خط شفعیا سب سے اچہا لکہتا تہا جوان شوریدہ پر دل عزیز لطیف وظریف تہا اوسنے الہ آباد مین یہہ شوق پیدا کیا اور شاہ محمد علے حیرت سی الہ آباد مین اصلاح لیتا تہا بعد از ان دہلے مین اکرمحمد تقے میر سی اصلاح لیے

کی ایک نگاہ یاس جو مژگان یار پر | سو برچہیان لگین دل امیدوار پر
جی بند ہو نکل ہی گیا تو کہلی رہے | ای چشم آفرین ہے تیری انتظار پر
دم مرگ بہت اوچہہ لکنت کا باعث | زبان پر گرہ گفت گو نے کسیکے
کبہی اشک بہر آئے تو لے گئی ہم | کہ مد نظر آبرو تہے کسیکی
رنگ کیون سبز ہی چہرہ تیرا ای مشتاق | کسنے دیکہا ہی تجہے زہر بہرے انکہو نسی
اپنی ہم بندگے پہ پہولی تہے | پہر جو دیکہا وہان خدائی ہے

منت

میر فخر الدین منت دہلوے مان کی طرف سید جلال بخارے میرکے طرف منسوب تہا اوسنے میر نورالدین نور ـــ اور میر شمس الدین فقیر کے صحبت سی اور اونکے اصلاح سی شعر کہنا سیکہا وہ مولوی فخر الدین کے مریدونمین سے تہا اوسنے فقیرے اختیار کی تہے اصلی بینے فراین اوسکو فقیر لکہا ہے وہ بہت ریختہ کہتا تہا لوگو ریسے شعر بہی اوسکے بہت ہین وہ بہت جلد سوچتا تہا بیان اوس کا خوش اور سلیس سنہ ١١٩٦ ہجرے مین بیچ خدمت سر ویلیم جونس صاحب کے تہا عشق پر بہت رغبت رکہتا تہا اور خوبصورت حسینون سے بہت متوجہ ہوتا تہا جب لکہنو مین گیا فرقہ اناجیہ مین ملگیا اور بہت بدعین و نانکے

حاکمونکے کہین اور بہت انعام پائے پہر کلکتہ مین جاکر گورنر جنرل کے صحبت مین
حاضر ہوا ملک الشعراء لقب پایا پہر حیدرآباد مین گیا نواب نظام الملک کی مدح
مین قصیدہ کہا ہزارہا روپیہ نقد وجنس وہان سے جمع کیا پہر لکہنو مین سیر کرتا
ہوا آیا راجہ تکیت رائے کی صحبت مین رہا بعد ازان بسبب کسی کار کے انتالیس ۳۹
برس کی عمر مین پہر کلکتہ کو گیا وہان فوت ہوا اوسکی وفات سنہ ۱۲۱۱ ہجری مین ہوئے
جیسے یہہ لکہا ہے کہ وہ لکہنو مین فوت ہوا اوسنے غلطی کی ہی ڈیرہ لاکہہ شعر
اوسکے تصنیف سے ہے ایک مثنوی چمنستان نظم اوسکے ہے جسمین اپنے تصانیف
کا حال اوسنے آپ لکہا ہے مین بہے وہ شعر لکہتا ہون جسسے یہہ معلوم ہو جاوے
کہ کتنی کچہہ اوسکے تصنیفات سے ہین وہ شعر یہہ ہین ؎

درین عمر دہ مثنوی گفتہ ام — بآئین و طرز نوے گفتہ ام
چو اشعار من در عدد میرسد — شمار قصاید بصد میرسد
بود شعر من از غزل سے ہزار — ز پانصد رباعے گرفتم شمار

اور نثر مین ایک کتاب شکرستان مقابل مین گلستان سعدی کے اوسنے تصنیف
کی ریختہ بہی کہتا تہا یہہ شعر اوسکے ہین ؎

اس اینکا کچہہ ہے لطف پیارے — ہر دم جو کہو کہ جائینگے ہم
گر اوس لب جان بخش کے مین بات سناون — عیسے ہے جو کچہہ بولی تو صلوات سناون
قدم رکہہ گیا کون سینہ پہ اپنے — گل داغ مین آج سیدہی کی بو ہے
مدعی اوس سی سخن ساز بناتا ہے — پہر تمنا کو یہان مژدہ ملاپ سے ہی
تہمت عشق عبث کرتے ہین مجکو منت — ہان یہہ سچ ملنے کے خوب تو لوگ تجہے

بیتاب

تخلص ایک شخص کا ہے جو شاگردون شاہ حاتم سے تہا اوس کا یادگار

قسم دوم

۱۸۰ یہہ ایک شعر لکہا جاتا ہے ؎
بیتاب ہے کیا جو ان تہائے وای   ہو خانہ خراب اس اجل کا

بہادر

تخلص بہادر سنگ نام قوم سے کایتہہ باشندگان شاہجہان آباد سے ہی قصبہ
بریلے مین جارہا تہا شاگرد شیخ ظہور الدین حاتم کا یہہ دو شعر اوسکے ہین
ملاقو لا نظر آتا ہے کچہہ گل رخسار   رہا ہے کسکے گلے کا تو ہار سارے رات
ادہر تو سکے ہی جو پہیلے اودہر کہلی ہین بند   نہ جانے کسنے یہ لوٹی بہار سارے رات

فراق

حکیم ثناء الله خان فراق بہتیجا ہدایت خان ہدایت تخلص کا مشہور شعراء شاہجہان آباد سے گذرا خواجہ میر درد کے شاگرد و نمین تہا کسب باطن اور کسب ظاہر اور اصلاح شعر سب اونسے کیا تہا یہہ شعر اوسکے ہین صاحب دیوان ہے

یہان تلک ہون میں کہ تورہ علم مین فراق   قدم جو رکہون تو نقش قدم نہین ہوتا
صاف دلکو کیا اور داغ جگر کو دہو یا   کام کیا کیا نہ میرے دیدہ تر سے نکلا
اونکلیان گہس گئین یہان ہاتہون کو ملتے ملتے   لیکن افسوس نوشتہ نہ مٹا قسمت کا
یہہ غم ہے ساغر و مینا مجہے کہ میرے بعد   ذرا ہے تمکو نہین کوئے مونہہ لگانے کا
حسرت ذرا یہہ دیکہے نکلے ہزار حیف   نکلا اودہر وہ گہر سے اودہر جی نکل گیا
سمجہے تہے دام زلف سے ہم لا ئے جان   پر کیا کرین کہ لیگئے تقدیر کہینچ کر
مین رکہکے ہاتہہ جو سینے پہ اپنے دیکہون ہون   نکالے دل مجہے ہوتا ہے خار سا معلوم
خوش آتی ہین پاونکے تیری ٹہوکرین ظالم   سر کو کہتے قدمونسے اٹہا ئینگے نہین ہم
آتا یہہ تمکو لگا مجہے بے سبب نہین   بہولے سے اونہنے یاد کیا کچہہ عجب نہین
انکہ ادہر شوخ ستمگر سے لڑا بیٹہے ہین   بس چلے یا نہ چلے جے تو چلا بیٹہے ہین

من تنگ گیا تھا کہین اوسکے دست ہم   الدہرے نازکے وہین چوسے سنگ گئے

سکندر

فہ محمد علی سکندر ایک بڑا مرثیہ خوان مشہور ہے جس کے مرثیہ آج تک ہندوستان
جارے ہین اوسنی پوربی زبان اور مارواڑی اور پنجابے مین بہے تصنیف
ہین اصلین باشندہ وہ پنجاب کا ہے سکندر نے نظم مین ایک قصہ سیف ملاح
ہی و بادشاہ دلآزار تصنیف کیا ہے وہ میان ناجی کی شاگردونمین سے ہی
ہجے کہتا ہے کہ وہ مقبول الناس اور رو ہین اور عقلمند آدمی تھا اوسکی
یف مثل قدما اور متاخرین دونون کے ہین ۱۲۹۳ء مین پچاس برسکے
سکے سن تھے یہہ معلوم نہین کونسے سال مین فوت ہوا شراب خوار بہت
پنے وطن سے آکر دہلے مین رہنے لگا تھا دہلے مین فوت ہوا بعد اوسکے
کے باشندگان دہلی نے اوسکی ہڈیان کربلا معلا مین بہجوا دین تہین یہہ
وسکے ہین سب

صحرا مین رہا کوہ مین فرہاد رہا   مین بگولے کی طرح مفت مین برباد رہا
ہو جو کسے نے حباب دریا مین   وہ دیکھلے مرے چشم پر آب مین
را چمن مین کونسا خورشید یارب   کہ شبنم گل کے منہہ پر ابتلک بیٹھی ہے

رکے مرثیہ مینی سب ہے دیکھی مین بہت اچھی ہوتی ہین

ابن نشاطی

مصنف ایک مثنوی دکہنی زبان کا جو کہ بنام پہول بن مشہور ہے تہا یہہ مثنوی
پ حیدر علی کی وقت مین تصنیف ہوئے اسکی ایک قلمی جلد سرکاری کتب
ب خانہ مین ہے یہہ ایک قصہ درباب سکندر اور لقمان وغیرہ کا ہے
ن ایک پنچھی مین کا بیان ہے اوسکا ایک قصہ اوسنے بنایا ہے

قسم دوم

۱۸۱ ظاہرا یہہ وہ ہے شہر ہی جسکو فارسے مین جو ہرا باد کہتے ہین وہ پورب مین واقع ہے

ابراہیم

نواب علے ابراہیم خان وہ لارڈ ہیسٹنگ گورنر جنرل بہادر کے وقت مین داروغہ یا قاضے عدالت بنارس کا تہا سوا تذکرہ کے جسکا ذکر ہینے دیباچہ مین کیا ہے وہ مصنف ایک رسالہ کا ہے جو اجتک رسا رچیزین چہاپہ کیا تہا اوسمین آگ یا پانے مین ڈالکر آزمائش مجرم کی کرنے کی لکہی ہین — اور اغلب ہے کہ اونہنے اردو شعر بہی لکہے ہونگے کیونکہ مصنف تذکرہ کے ہمیشہ لکہا کرتے ہین وہ درمیان ۱۷۹۳ء — ۹۴ کے فوت ہوا یہہ تاریخ ایک شعر جرات سے دریافت ہوتا ہے

ابراہیم ۱۰۷۹

عادل شاہ سلطان بخاری کے جسنے ایک ہزار پانچو اناسی یا ایک ہزار چہ سو ۱۶۲۶ء تک چہبیس تک عمل کیا جس سال مین کہ وہ فوت ہوا — اوسنے ایک کتاب نورس علم موسیقے مین تصنیف کی ہے اس کے دو جلد اجتک موسیقے مین موجود ہین

اکرام

مولوے اکرام علے بہائے تراب علے کا جو کپتان لوکٹ صاحب کے ہوش سے جو کہ فورٹ ولیم کے مدرسہ کا سکرتر تہا وہ مولوی کلکتہ مین جاکر رہا اوسکے سفارش سے درمیان ۱۸۱۲ء کے محافظ کتب خانہ ہوا اوس حال مین تیلر صاحب نے اوسکو کہا کہ رسالہ اخوان الصفا کا عربے سے تم ترجمہ آسان عبارت مین کرو مگر خوبے عبارت مین کوئی کسر نہ ہو

طبقہ دوم

اور جو تشبیہ آسان ہو اور جلد سے سمجھ مین آوے وہ بہی موقوف ہو اس کتاب ۱۸۳
مین درمیان آدمیون اور جانورون کے سامہنی جنون کی بحث کرتی مین ہر ایک
جانور اپنے قسم کے فضیلت بیان کرتا ہی مگر جو لوگ عقلمند آدمی ہین وہ
اوسکو پڑہ کر بہت خوش ہوتی ہین اور اپنا حال اور باریک صنایع خدا کے
دریافت کرتے ہین اوسکی پڑہ سنے سی بہت باتین دنیات کی دریافت ہوتی ہین
اوس کی درس سے خوشی ہوتے ہے — اصل اس کتاب کے مصنف دس
آدمی ابو سلیمان البستی ابو الحسن وغیرہ ہین وہ لوگ بصرہ مین رہتی تہی اونکے
اوقات درمیان مطالع علم اور دین تحقیق مین بسر ہوتی تہی — اوسمین اکاون
جلدین ہین جسمین سے اکثر رسائل بڑی ذی قدر علمو کے ہین — اخوان الصفا
اون اکاون رسالون مین سے ایک ہے یہہ ترجمہ اردو درمیان
۱۸۱۱ ہجری کی طیار ہوا لارڈ منٹو صاحب بہادر گورنر جنرل کے وقت
مین اس کتاب کے بہت قدر ہے بسبب صفائی عبارت اور بیان کے مگر اوسمین
عربی لفظ بہت آئی ہین — ایشیٹک جرنل مین اسکا ترجمہ انگریزی مین ہوا
وہ اٹہائیسوین جلد مین ہے یہہ ترجمہ مین بہی دیکہا ہے بہت اچہا ہے

الہام

فضایل بیگ عبد العلی عزلت کے شاگردون مین سے تہا درمیان زمانہ
احمد شاہ بہادر پسر محمد شاہ کے مین زندہ تہا فتح علی حسینی اوس کے اشعار
اپنی تذکرہ مین لکہتے ہین

الہام

شیخ شرف الدین الہام یا ملول — اولاً تخلص ملول تہا پہر الہام رکہا —
اوس کی فارسی دو دیوان ہین درمیان ۱۲۳۶ مین ستر برس کے عمر رکہتا تہا

قسم دوم

امام الدین

سید امام الدین علے دہلوی مصنف ترجمہ مفتاح الصلواۃ کا یہہ کتاب فتح محمد
لی اولاً فارسے مین تصنیف کی تہی اوسکا اسنی ترجمہ کیا۔ اوسکے اصل
مین شیخ احمد بن سلیمان کی تصنیف سو ہی یہہ ترجمہ دکہنی بول مین ہے

عشق

رکن الدین شاہ رکن الدین عشق معروف گہسیٹا وہ مرشد اباد کو
گیا اور وہان وہ ہمراہ خواجہ محمد سے خان کے عزت دار دنیدار دنیو
اور مانند اپنے اباو اجداد کے اوسنے درویشانہ طور اختیار کرکے
کارہا اختیار کیا اور ۱۱۹۰ ہجری مین ہا تہ سے جان کو کرتا تہا اوسکا
مین محبت خدا کے تہی اوسکا ایک دیوان درمیان بیرس کے
کی پاس ہے یہہ شعر اوسکے ہین ؎

تیرے نام پر تر پہتا ہے	اسطرح کا کہین جگ
اوسکے دامن تلک نہ پہنچے ہم	خاک مین آپ کو
تیرے عشق مین ہمنے کیا کیا دیکہا	نہ دیکہا سو دیکہا جو د
وہ آیا نظر بارہا ہر کسے نے	یہہ حیرت ہی اوسکا
تیرے چین ابرو میرا غنچہ دل	یہہ عقدہ ہین وہ جنکو
خانمان کر چکا ہون مین برباد	تو بہے وہ میرے گہر
کیا کیا جفائین ظالم ہمنے تیرے سہی ہین	لیکن شکایتون سے ل

مضمون

شرف الدین مضمون اولاد حضرت فرید شکر گنج سے دہلی
زینت المساجد کے خدمت مین رہا یہہ مسجد دریا جمنا کے

شاہجہان آباد کے فصیل کے متصل واقع ہے اس مسجد زیب النساء دختر نیک اختر عالمگیر کی بنا ہے وہی زیب النساء ۱۱۲۳ ہجری میں وفات پائی اوس کے قبر پر آئینہ اور ایک شعر کندہ ہوا ہے ۔ مونس ما در لحد فضل خدا تنہا بس است سایۂ از ابر رحمت قبر پوش ما بس است غرضکہ وہان رہنے لگا آرزو سے اصلاح شعر کے لیا تہا اوس کے وقت کسی بیماری کے سبب سے کرتی سے اسلئے وہ شاعر بے وقت کہلایا کرتا تہا اوسکا ایک دیوان ہی ہے جسمین بہت اچھی اچھی شعر مین جنمین صنعت ایہام اکثر پائے جاتے ہین اگرچہ وہ اون ایام مین بڑا تہا لیکن اپنی گفتگو کے سبب جوان تہا یہہ اوسکے شعر مین ۔

بینے کیا کیا نہ تیرے عشق مین محبوب کیا — صبر ایوب کیا گریہ یعقوب کیا

تیر مژگان برستے ہین مجہپر — آب پیکان کا اسطرف ہی ڈہال

ہمارا اشک قاصد کسطرح ہرگز نہ تہمتا — دل بیتاب کا شاید لئے مکتوب جاتا ہی

سعید شہر

تخلص مرزا زین العابدین خان عرف مرزا مینڈہو خلف الصدق نواب سالار جنگ مرحوم کا ہی یہہ ایک جوان ہے عمدہ زادون عالی مقدار سے نہایت باحلم وباوقار عقل سلیم رکہتا ہے اور فہم مستقیم ابتدائے شعور سے خیال ریختہ گوئی کا اوسکے دماغ مین ہے یہان تک رفتہ رفتہ صاحب دیوان ہو گیا کتب دینی سے اور علم یقینی سے بہرہ رکہتا تہا اور بڑے باتون اور زمانہ سے بہت بچتا تہا بزرگ اوس کے فرخ سیر بادشاہ کی وقت ہندوستان مین آئے بادشاہ کے دربار مین ہزار رتبہ رکہتے ہے اس شاعر کا دیوان بڑا ہے مصحفی چار برس اس کے خدمت مین ملازم پیشہ شاعر سے ہو رہا یہہ اوسکے شعر مین سے

ہماری آہ پر ہنستا ہے کیا تو — دکہا دینگے تجہے اسکا اثر ہم

قسم دوم

۱۸۶ کب خوش آتی ہے ہمین سیر گلستان تجھ بن   باغ آتا ہے نظر خانۂ زندان تجھ بن
مین روتا ہون سر بسر آتی ہی جب یاد   وہ صورت مجھے پیاری پیاری گھر کے
اوسکے کوچے کی طرف مین تو نجاون سر بسر   کشش دل ہے کہ کھینچی لئی جاتی ہے مجھے

سراج

تخلص سراج الدین علی سراج کا ہے صاحب عقل اور علم تہا نقل کرتے ہین کہ ایک روز راہ مین یہہ سراج چلا جاتا تہا ایک عورت اہل ہنود کے دیکہی وہ تو وار اوسکا عاشق ہو گیا چونکہ مخالفت مذہب کے درمیان تہی اسلئے مدت تک شعلہ اوسکے عشق کا اسکے تن مین بہو وہ جلا کیا — آخر تاثیر عشق نے اوس عورت کی باپ گرو کے دل مین اثر کیا اوسنے اوس عورت کے والد کو فہمائش کے اور کہا کہ دو نو آتش فراق کے جلی ہوئے ہین وہ بسبب اعتقاد کامل کے پیر کے کہنی سے اعراض نکر سکا اوسیوقت شمع کو سپرد پروانہ کی کیا یعنے اپنی لڑکی کو سراج دیوانہ کے سپرد کی — چونکہ کام پروانہ کا وصل جانان بجز جان سپارے کی اور کچھہ نہین ہے اسلئے سراج پروانہ کے مانند گرد چراغ محفل حسن اوسکے کے گھومنے جان بحق ہوا — وہ عورت بہی شمع کے مانند اوس پروانہ جلی ہوئی کے خاک پر رو رو کر مر گئی یہہ قصہ عجائبات سے ہی حاصل کلام کا یہہ ہے کہ ایک غزل اوسکے ہندوستان مین بہت مشہور ہے اکثر گوتی اور قوال اسکو گاتے ہین جسکا یہہ ایک شعر ہے

چلی دشت عشق مین وہ ہوا کہ چمن سرور کا جلگیا   مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہیں سو ہری رہی

خستہ

میان قطب بخش خستہ وہ ایک جوان رعنا نیکو سیرت زیبا منظر اولاد امجاد سالک مسالک ربانی سید محمود کرمانی سے تہا اور رہتا درمیان بقعہ باصفا حضرت نظام الدین اولیا سے بہت خوش خلق اور مہذب نہایت نیک اور مودب پاکیزہ روزگار

تہوڑی مدت سے شوق اس فن شریف کا بہم پہنچایا تہا اور اصلاح بہورنجان شفقتہ سے لیتا تہا

جلوہ اوس مہ نے جو ناگاہ لب بام کیا — روز خورشید درخشان کا وہین شام کیا
جسکو پروا ہے نہین کوئی مری یا جو ہے — دل دیا ہائے مین اوس شوخ کو کیا کام کیا
جور و جفا مت کرو دل کو نہ آزار دو — چاہ کے پیاسو نکو ٹک شربت دیدار دو
ہای ری نامنصفی خلوت وصل کے بیچ — سبکو بلاؤ صنم ایک ہمین ہتکار دو

خشنود

تخلص ایک شخص کا ہے اوسکی حال سے کچہ اطلاع نہین یہہ بیت اوسکے نام کی ہے

ہو غریق رحمت پروردگار — آج ساقی کا پیالہ ہو گیا

خادم

تخلص خادم علیخان اہل فرخ اباد سے ہے نواب ناصر جنگ بنگش کہ ایک حاکم حکام آن بلاد سے تہا اوسکا اوستاد یہہ شخص تہا کہتے ہین کہ دیوان فارسی کا بہی اسکا موجود ہے دیکہنی مین نہین آیا اصل اسکے کیتہل سے ہے لیکن وہ شاہجہان اباد مین تربیت پایا اچہی طرح عمر بسر کی چنانچہ سرکار نواب احمد خان بنگش کے مین پانسو روپیہ کی تنخواہ پاتا تہا اور آپ بہی نواب مظفر جنگ کے سرکار مین جو کہ بیٹا نواب کا تہا سو روپیہ ماہوارے پر نوکر تہا بہت قابل اور خلیق مہربان اور شفیق تہا انشا پردازی مین بہت حوصلہ رکہتا تہا خط نسخ اور نستعلیق اور شفیعا اور تعلیق اور شکستہ مین دست قدرت حاصل تہی ایک دیوان فارسی اور دیوان ریختہ دونو رکہتا ہی اشعار اپنے نظر فیض اثر شیخ بے نظیر محمد تقی میر کے سے گذرانتا تہا

مجکو کہتے ہو کہ چل باہر ہو — آپکی کہنے سے کب باہر ہون
ہائے غفلت تیرا ہو خانہ خراب — قافلہ جاتا رہا مین سو گیا

قسم دوم

عاشق ہوا ہون ایک جہت بالا بلند پر
صد آفرین ہین میرے بہی عالی پسند پر

تیرے قامت کا اگر شور نہووے لاریب
اہل عالم سے قیامت کا یقین اوٹہہ جاوے

اس کے ہاتہون ایک جہان حیران ہے
چشم بہہ میرے گئے طوفان سے

ہجر کہین یہ بجے وہم وفادار سے
دل میرا چہین سکے یون آہ بتا تو نے

خستہ

تخلص عبد الرحمان عرف میان جیون یہہ کشمیری الاصل اور جہان آبادی المولد ہے والد اسکا رفقاے قدیم نواب مجد الدولہ عبد الاحد خان بہرام جنگ کا تہا اور بعد رحلت اس مرحوم کے وہ بہی مورد الطاف اور عواطف نواب مغفور کا ہوا حاصل یہہ ہے کہ یہہ مرد بہت متواضع اور خوش اختلاط اور خلیق اور گرم ارتباط واقع ہوا ہے شاگرد حکیم ثناء اللہ خان فراق کا

دست قاتل پہ مرے خون کے جو ہے گلریز
ایسے رنگت کا کبہو رنگ حنا نے نہ دیا

جو کوئی لاوے پیام اسکے آج آنے کا
میان مین صدقے ہون اوسکے زبان کی بلا لیکا

جب خاک غریبان پہ تم اس حال سے آو
انصاف کرو کیونکہ نہ برباد ہو کوئی

یہان تک تو ہوئے ہم تو تمہارے کہ جہان مین
لوہے قسم ہمکو اگر یاد ہو کوئی

شاید یہان پہنچے تو تہی پاؤن تلک کہ نہ کر
اوسنے دامن کو ہے پر ہاتہہ لگنے نہ دیا

حزین

میر محمد باقر مرحوم کا یہہ تخلص ہے یہہ ایک جوان تہا دودمان شرافت سے منصف بہر یابی اور رافت کی زیر کتف حمایت سخن سنج ہنر گستر مرزا جانجانان مظہر علیہ الرحمۃ کے فرزندانہ زندگی کرتا تہا اور اپنا شعر نظر فیض اثر اوس مظہر فیوضات الہی سے گذارتا تہا صاحب دیوان اور شیرین زبان ہے بیچ عہد حضرت فردوس آرامگاہ محمد شاہ عالم بادشاہ کے بہی ایک شخص

طبقه دوم

۹ تخلص بحزین تہا یسن خان رفعت نشان اعظم الدولہ محمد میر خان بہادر نے جو کہ اپنے تذکرہ مین اشعار حزین کے لکہے ہین وی اسے شاعر کی ہین اور صاحب گلشن بیخار نے جو اپنے تذکرہ مین لکہا ہی کہ حزین ایک شاعر حضرت فردوس آرامگاہ کے وقت مین تہا اور سوا حال نام اوسکا مجکو معلوم نہین اوس حزین سے بہی یہی حزین مراد ہے چنانچہ ایک شعر اسکا شیفتہ نے لکہا ہی وہ یہہ ہے جو اول لکہا جاتا ہے مگر مین اور شعر بہی لکہتا ہون سہ

ویران ہوا خزان سے چمن یہان تلک کہ ہم　　چاہین کہ جل مرین تو کہین خار و خس نہین
مین تو بندہ ہون تیرے جور و جفا کا لیکن　　سخت دشمن کا ہے مجہی سے دل سودے کا
دلبرو نین سے لیا ڈہونڈ میان تجہے کو　　مین دانا ہون ان آنکہون کے شناسا ئی کا
ای حزین شکر کہ ہے مصحف ارباب جنون　　فیض سے حضرت مسطر کے دیوان میرا
شیرین نے دی ہے دل مین کچہہ ایک لگن کو جا　　اونے بہی جی کو دیکے حق اوسکا ادا کیا
نالان نہین ہے جور و جفا سے تیرے حزین　　جو تو نے اوس کے حق مین کیا سو بجا کیا
کرین کیونکر نہ ہم مجنون کا ماتم　　کہان ملتے ہین اپنے فن کی استاذ
ان بتون کے دیکہنے کا جسکو نئی مائل نہین　　زندگانی کا اوسے الدنیا ہی حاصل نہین
اوس بیوفا کے عشق سے کچہہ ہمکو حسن نہین　　پاؤن تلک بہی جیسے ہین دشت زمین نہین

جرات

تخلص میرزا یحیٰی فرزند ارجمند عبد الباقی خان ابن حمید الدین خان نیمچہ کا ہے یہہ ایک مرد تہا بہت قابل نیک کردار نہایت خوشدل شیرین گفتار حضور پرنور سے اپنے والد ماجد کے خطاب سے مخاطب ہوا تہا بلدہ بریلی مین فوت ہوا نسبت تلمذ میرزا محمد رفیع سودا سے رکہتا ہی یہہ چند شعر اوسکے لکہے ہوئے ہین

بہلا تو مجہے تو کہہ کیا ہوا تجہے ای دل　　جو اسقدر تجہے تو رہتا ہی بے قرار ملال تیرا

بہت ہر آج پریشان ہے جال سنبل کا — چمن پہ آہ یہ کس زلف کا وبال پڑا
کیوں نہ ہووین تجلی میں دل ہم شکار آئینہ — عکس ہے ہمکری کا جیسے ہم کنار آئینہ
رو برو ہوتے ہے مفتون کر لیا اوس شوخ کو — دیکھو ٹک غور سے حیرت کا تو کا آئینہ
جون برگ گل ہیں ٹکڑے گلشن میں یہ دل زخمی — لخت جگر پڑے ہیں ہے آس پاس میرے
غیرو لگا گرین شکوہ یار کروں عجب ہے — سو دشمنوں کا دشمن دل ہی یہ یار میرے

غزلت

تخلص سید عبد اللہ نام خلف شاہ سعد اللہ سورت کا رہنیوالا ایک قصبہ میں درمیان اودہ کے رہتا تہا شاہجہان آباد میں آیا تہا پہر حیدر آباد گیا حاصل د اور حال کچھ معلوم نہیں یہہ شعر اوسکے ہیں ؎

جلایا صحف دل تو نے کیوں برق تغافل — جو ہے لوگوں کو تجھے جہوٹے قسم کہلانیکے کام آتا
شانہ زلف میں تیرے یہہ بجا کہتا تہا — بات کہتے ہیں شب وصل چلی جاتی ہے
شکستہ گر ہوا دل اب نظر نکر مجہہ پر — یہہ ٹوٹے آئینہ میں موںہہ تیرا بلا دیکہے

غلام

تخلص راجہ گوپال ناتہ خلف ہزار راجہ رام ناتہ ایک امیر مقربان شاہ عالم ا تہا اسواسطے وہ غلام تخلص کیا کرتا تہا یہہ دو شعر اوسکے ہیں ؎

جو ہم سے تیرے بگیں ہوں غلام اوس خوبصورت کے — نہ لیں واللہ تا روز قیامت سر کو دے کے
خط دی تو نے گوش پر آواز میں قاصد — مژدہ تو ہمیں یار کے آنیکا سنا دے

غلامی

تخلص شاہ غلام محمد معاصرین حاتم سے ہے اور حال کچھ معلوم نہیں یہہ شعر اوسکا ہے

کل جنکے نظر تیرے گذرے مر گئے — پہر آج وہ ہے دوڑ قاتل نظر آتا

غمگین

طبقہ دوم

تخلص میر سید علی خلف الصدق میر سید محمد منصور رہنے شاہ نظام الدین احمد قادر کا ہے مرشد
کے عمل داری مین ایسے شخص کو نظم و نسق شاہجہان آباد کا اختیار تہا یہہ شعر اوسکے ہین

تو نے صیاد دنیا ظلم یہہ ایجاد کیا — بال و پر توڑ قفس سے مجہی آزاد کیا

مہربان کوئی مرا جز غم دلدار نہین — خس کا شعلے کی سوا اور خریدار نہین

لطیف

تخلص میر لطیف علی مرید اور شاگرد خواجہ میر درد کا ہے جو ہنسنے تہا اوسکو جوہر
پہچانا خوب آتا تہا یہہ تین شعر اوسکے ہین

رونقی ہین شیخ و برہمن تسبیح دیکے ہاتہون — گبر نکلا نہ یہہ کافر نہ مسلمان نکلا

رہتا ہے درد روز دل ناتوان مین — کیونکر اثر نہووے ہمارے زبان مین

دامن کشیدہ جاتے ہو میرے غبار سے — تقصیر ایسے کیا ہوئے اس خاکسار سے

ماہر

تخلص فخر الدین خان بیٹا اشرف علی خان پٹہان کا سودا کے شاگردون مین
سے ہے لکہنو کا رہنے والا ہے یہہ شعر اوسکا ہے

ملی اتنی نہ فرصت بہی کہ اوٹہہ کر لگتی پانے — ہوا اسیر مگر یون اہ دلین کا رگ کس کا

محبت

تخلص نواب محبت خان فرزند ارجمند حافظ الملک نواب رحمت خان مرحوم کا ہے
قصبہ بریلی مین متعلقات اوسکے عمل مین تہا یہہ شخص بہت عقلمند اور ذہین نیک بخت
اور پارسا تہا فارسی اور اردو دونون مین شعر کہتا تہا اوسکا ایک دیوان
بہی ہے ہر ایک قسم کے اشعار کہہ سکتا تہا اور بہت دل کا فیاض وہ نیز آزاد
تہا جب حافظ رحمت خان نے شکست کہائی اور اوسکا سر کاٹا گیا
اوسوقت وہ لکہنو مین جا رہا تہا سنہ ۱۱۹۶ ہجری مین علی ابراہیم کے پاس

اونے اپنی شعر لکھہ کر واسطے مندرج کرنی گلزار ابراہیم کے بہیجے تہے — ایک مثنوی ہے بنام اسرار محبت اوسکے تصنیف سے ہے شہ ۱۲۰۴ ہجری مین درمیان لکہنو کے تہا اوسی سال مین گلشن ہند بہی تصنیف ہوئے ہے اوستی معلوم ہوتا ہے کہ وہ لکہنو مین تہا یہہ شعر اوسکے ہین ؎

جسکو تیرے انکہونے سر وکار رہیگا | بالفرض جیا ہے تو وہ بیمار رہی گا

عاشقون مین مجہے لکہا تونے | آج چہرہ میرا بحال ہوا

قید ہونے ہی ہوا دو نو جہانسے آزاد | مین تو بندہ ہون محبت کی گرفتاری کا

یہہ ترا دیوانہ بن آپ کہنا صبح ہوا | تہا میرا ہم درد لیکن مجکو سمجہانے لگا

آپ کچہہ غیرونکو چپ چپ کے رقم کرتی ہین | یہہ جو ہو جہوٹ تو ہم ناحق ہی ظلم کرتی ہین

تنہیں دیوے نہ وہ بزم مین اپنے جو مجہی | تو اونہا لیجیو ای یار خدا کا نجکہی

گالی کا انتظار تو حد سے گزر چکا | مونہہ کو کہان تلک تیری دیکہا کری کو

مرزا

تخلص آقا مرزا کا ہے اصل اوسکے ماژندران ہے لیکن وہ لکہنو مین پیدا ہوا ہے باپ اوسکا محمد اسمعیل نام تجارت پیشہ تہا وہ میر کے شاگرد ہین سنتے ہین یہہ شعر اوسکے ہین ؎

بالین سے جب وہ بہر گیا غش سے کہلی جب انکہہ | تجہہ نارسا کے طالع خوابیدہ دیکہتے

پہچانے نا نکو نے کہ یہہ کسکے لاش ہے | سر تن سے لیگیا مرا قاتل اوتار کے

مصدر

تخلص میر مار شاہ اللہ خان باپ میر اشرف اللہ خان کا شاعر مشہور ہے علم طلب اوسکو خوب آتا تہا ترا امیر آدمے تہا کبہی کبہی فکر سخن ہے کیا کرتا تہا یہہ شعر اوسکا ہو ؎

کافر ہو سوا تیرے کری چاہ کسو کی | صورت نہ دکہاوے مجہے اللہ کسو

طبقۂ دوم

ممتاز

تخلص ایک شخص باشندہ فیض آباد کا ہی وہ سودا کا شاگرد تہا اوسکا یہہ شعر ہے

ہمارے رونے سے دل کا غبار دہوتا ہے ... کہ جیسے پانی کی چہڑکی غبار دہوتا ہے

نظیر

تخلص ایک شخص باشندہ بنارس کا ہے وہ شاگرد سودا کا ہے یہہ شعر اوسکا ہے

تا ایک نظر دیکھے تجھے اے مہ تابان ... رہتا ہے سدا مہر درخشان ہمہ تن چشم

نوازش

تخلص نوازش حسین خان مشہور مرزا خانی کا ہی وہ نواسہ نواب ناصر خان کا ہے شاگرد میر سوز کا ہے صاحب دیوان ہے مگر اوسکا دیوان دیکھنے میں نہیں آیا یہہ شعر اوسکی ہیں

مری چشم خونبار کے کر حوالے ... رنگا چاہے گر ارغوانی دوپٹا

مجہی رونا نہ اپنی چال پر کس لئے ہے آوے ... نوازش برق بہی ہنسے ہی میرے بیقرار پر

یہہ سانس ہے پیکان ہی نو کا ستر سے کہ دل ... کانٹا سا کہٹکتا ہی یہہ کیا دیکھو بر مین

اوس تند خو سے پوسہ میں بصد سماجت ... جب سو پچاس مانگے تب تین چار پاوے

ہاشمی

تخلص میر محمد ہاشم باشندہ لکہنو کا سودا کے شاگردون سے ہے یہہ شعر اوسکے ہیں

مرا سو بار اوس تک نامہ بر آرزو پہنچا ... او دہر سے پہر جواب خط بہا جب کبہی آیا

دماغ آشفتہ ہوتا ہی صبا نکہت سے سنبل کی ... مشام آرزو میں بو کسی کاکل کی پہنچا

یقین

انعام اللہ خان یقین خلف اظہر الدین خان اصل اوسکی سرہند مولد اوسکا شاہجہان آباد ہے مرزا مظہر کے شاگردون سے ہے وہ ایک جوان

نیک روی خوش خوی کمسن پر بس گلتہا جب اوسکی باپ نے اوسکو قتل کر ڈالا تہا
یہ نہین معلوم ہوا کہ اوسنے اپنے بیٹے مذکور کو کیون قتل کیا کیونکہ محبت پدری
زیادہ ہوتی ہے نسبت محبت اور اقربا کی لیکن اسجائے خدا جانے کیا ایسی حرکات
ناشایستہ اوس سے ہوئی تہین کہ اوسکے باپ نے اوسکو قتل کیا فن نظم مین اوس کو
بڑی مہارت اور اوسکا ہی جمیع اقسام اشعار سے تہی ہر طرح کا شعر کہتا تہا شیفتہ
نے اوسکے دو دیوان دیکھے ہین بندہ نے ہی اس شخص کے تعریف بہت لوگونکے
زبانی سنے ہیں یہ شعر اوسکے ہین ؎

مر گئے صحرا نشینی پر نکر جرأت یقین ‖ آگئی تہی پر اس مجنونکو بیابانکی ہوا
آشنا کبہو جہان مین کوئی بیوفا نہ تہا ‖ ملتے ہی تیرے مجہسے یہ دل آشنا نہ تہا
جو کچھ کہین یہ تجکو یقین ہے سوا تیرے ‖ بندہ جو تو بتون کا ہوا کیا خدا نہ تہا
تو نہ تہا حیف یقین ورنہ دو دم ہوتا ‖ آج اسطرح کا دیکھا ہے مزا دکلس
کہ ہے ہم گئی نہ گیا پر تو لگا عشق ‖ اس در کے جدا ہو کر گہر مین دو دم نہین
گلا تو بہت گیا ہے نالہ و فریاد سے میرا ‖ قیامت دور ہے کس دن ملے گی داد کیا جانے
یار کے ہات ہمین کون سناتا ہے یقین ‖ کب کوئی گل دوانیکو خبر کرتا ہی
اگرچہ عشق مین آفت ہے اور بلا ہے ‖ برا برا نہین یہ شغل کچھ بہلا ہی ہی
دل چہوڑ گیا ہمکو دلبر سے توقع کیا ‖ اپنی سے گیا کچہ بیگانون کو کیا کہئے
اپنے بندون کو جلا کر داغ کرتے ہو یقین ‖ ان بتونکے ضد سے ہو جاون مسلمان تو
جور و جفا مین یار بہت ہو گیا دلیر ‖ کرتے تو کی پہ اس نے ادا مجہے

یکرنگ

تخلص مصطفے خان دہلوے شاگرد مرزا مظہر کا ہے صفت یکرنگی مین یکتا ے
یگانہ تہا بہت نیک بخت اور پارسا آدمی تہا یہ شعر اوسکے ہین ؎

طبقہ دوم

کیون ہوسے ہو تم کبہو دشمن ہمارے اسقدر — دوست کا ہوتا ہی جسکو ہی پیارے اسقدر

رو رہا ہون اس سبب ہر بار مین — تا لگے تیرے گلون ای یار مین

نگہبان چاہئی مدہوش کے پاس — تیرے آنکہون سی کیونکر دل جدا ہو

کیا جانئی وصال تیرا ہو کسو نصیب — ہم تو تیری فراق مین ای یار مر چلے

جدا ہونے سی تیری ای صنعلی رنگ — سبجے یہہ زندگانے درد سر ہے

آزاد

تخلص ہے میر غلام علی خان مصنف رسالہ غزلان ہند کا یہہ ایک نام اس رسالہ کا تہا ایک فہرست مین جو کہ بنی ہے کتب خانہ فرزادہ قلی کی اوسمین پایا گیا تہا یہہ فہرست مدرس فوبیز صاحب کے پاس ہے ایک تذکرہ عربی بہی اس شاعر کے تصنیف سے ہی جسکو سبحۃ المرجان کہتے ہین اور حال کچہہ معلوم نہین ہوا تاریخ سے معلوم ہوتا ہی کہ ۱۱۷۵ ہجری مین یہہ شخص موجود تہا راجہ بہاو جو اس سال مین لڑکر مقتول ہوا اوسکے مرنیکے تاریخ اس شاعر نے یہہ کہی ہے

شاہ بہاؤ رس از دنیا بگشت — کرد در انجام و در آغاز فتح

صور نامہ نامہ تاریخش نوخت — شاہ درانی نمودہ باز فتح

احمد

تخلص ایک مرثیہ گو شیعہ مذہب کا ہے اوسکا یہہ بند اخیر مرثیہ کا ہے

پتین یہ سنکی محمد نے کہا زہرا سے — چلو اب کو نہین روتے ہوئی اسکی سرا سے

جسے جگہ اہل حرم پہنچی ہین پہونچکے پیاسے — گیا جب قافلہ جنت کا چلا اوس جا سے

سر شبیر تو پوشیدہ تنور اندر تہا — زار سے احمد و زہرا سے بپا محشر تہا

امیر

نواب محمد یار خان بہادر فرزند دلبند علی محمد خان روہیلا کا کہتے ہین کہ

قسم دوم

۱۹ اصل مین علی محمد خان قوم جاٹ سے ہی بالماہیر کی توسے تہا داؤد خان ابن افغان فوجدار
مراداباد نے کرلا دلو تہا اوسکو مسلمان کرکے اپنا بیٹا کر لیا تہا بعضے کہتی ہین کہ
وہ ایک غلام غلامان پدر حافظ رحمت خان کے تہی تہا بہرکیف مشیت ایزدی نے
ان درمیان ۱۱۴۸ ہجری کے اوسکو بڑے رتبہ پر پہنچایا بالسبب تائید طالع کے روز
بروز بڑہتا گیا اور رفتہ رفتہ اوس رتبہ کو پہنچا کہ حضرت فردوس آرامگاہ یعنے
شاہ عالم نے باوجود اس شوکت بادشاہی کی بنفس نفیس خود اوسپر لشکر کشی کے
تہی مختصر کلام یہہ ہے کہ نواب محمد یار خان امیر شاگرد قیام الدین علی قایم کا
تہا بہت شعرا اوسکے زمانہ مین اوسکے سرکار سی نعمت پاتے تہے وہ مجلس
مشاعرہ کی بہی منعقد کرتا تہا تصنیف اوسکے ہندی اور اردو دونو مین
یہہ شخص تصنیفات خستہ مشہور و معروف تہا اپنے زمانہ مین درمیان علم موسیقی
کی بہی لاثانی تہا خصوصا ستار بجانا خوب جانتا تہا حکیم کبیر سنبہلی نے اوسکو نظم
اشعار کا شوق دلایا اسلئے اوسنی میر سوز اور مرزا رفیع السودا سے جو کہ ان
ایام مین درمیان فرخ اباد کے مہربان خان کے ہمراہ رہتے تہی اصلاح لینے
شروع کی ہرچند کہ اوسنے ان دونو شاعرونسے یہہ درخواست کی کہ تم میرے
پاس رہو اونہونے نہ مانا اوسوقت میاں محمد قایم سے یہہ درخواست کی اوسنی
اوسکے نوکری قبول سو روپیہ ماہوار کی تنخواہ قایم کی مقرر کرکے اور سوا
اسکے اور شعرا کو بہی اوسنے جمع کیا تہا مثلا فدوی لاہوری ۔ میر ناعم ۔
پروانہ علی شاہ مراداباد ے ۔ میاں عشرت ہزال ۔ حکیم کبیر صاحب جنکا
ذکر ہر ایک کے موقع پر اوسکے پاس اکر جمع ہوئے مصحفی کو بہی زمانہ
اخیر مین بلاکر پاس اپنے رکہا تہا اس امر کو نقشہ کیطرف بہت رغبت
تہی ۱۱۹۳ ہجری مین اوسکو بہت ترقی ہوئی تہے اوسنی ایک شخص سے

طبقہ دوم

عاقل خان کو جو کہ اس کام مین دستگاہ اچھے رکہتا تہا اور اچھا مصور مشہور تہا واسطے بیکہے تصویر کشی کے نوکر رکہا افسوس کہ یہہ زمانہ خوشتے کا مبدل بہر نج ہو گیا سچ ہی ہر کائے از روہے ضابطہ خان نے جب سکرتال پر شکست کہائے اوسوقت سے جو جو شخص اوسکی پاس مجتمع تہے سب اپنے اپنے گہر کو چلے گئے اون ایام مین مصحفی لکہنو کو گیا اور بعد ایک برس کے وہ آگرد ہلے مین مقیم ہوا اوسوقت اوسنے سنا کہ امیر مذکورنے بعد شکست حافظ رحمت خان کے درمیان ۱۱۹۳ھ کے انتقال پایا یہہ شعر اوسکے ہین سہ

ہای سرخی تیری رخسار کے ہنگام عتاب — جتنا بگڑے ہی تو اتنا سنورجاتا ہے
تیرے گہر جانی سے یہان اپنا تو گہر جاتا ہے — ای میرے جانکے دشمن لوکدہر جاتا ہے
تہرتہراتا ہے ابتلک خورشید — سامنے تیرے آگیا ہو گیا
اوس شکار انداز سے تک کرکو چھٹی ہے نگہ — کیون نہو سوے قضا موہہ وقت زخمہ تیر کا
بسین آیا جو تمہارا وسی چاہو سو کرو — کیا تم آدمے سہتا نہین لاچار ہی

امجد

مولوے محمد امجد مرحوم خلف الرشید مولوے ارشد یہہ شخص قناعت پیشہ بیٹا مولوے عبدالرحمن کا ہے اس شاعرنے تحصیل علم ضروری کے خدمت مولوے عبدالرسول سہارنپورے سی کے ہی جو کہ شاگرد قاضی مبارک کا تہا اور استفادہ باطن کا حضرت مولانا فخرالدین سے اور فن شاعری مین شاگردی نظام الدین ممنون کی ہے شعر اوسکا اچہا ہوتا ہی وہ طالب علمونکے پڑہانی مین بہت مشغول رہتا تہا اور اکثر مباحثہ علوم رسمیہ مین ہمت صرف کرتا تہا اس فاضل کے چند رسالے بہے تصنیف سی ہین ایک حاشیہ امجد صدرے پر اوسنے تصنیف کیا ہے جو کہ بہت مشہور ہے یہہ رسالہ عربی زبان مین ہے درمیان

سنہ ۱۲۹۳ء کے ستر برس کے عمر اوسکی تہے فارسی بہی اوسکو خوب
تہی اوسکو طاقت شعر گوئی مین بہ نسبت اوستعداد علمی کے کم تہی یہہ شعر اوسکی ہے

مت ہم آغوشے کو آنا میری اے سیل سرشک — اپنے ہی موج مین مین آپ بہا جاؤنگا
جب جگر ہو آپ کو دیکہون ہوئین جون قطرہ آب — اپنی نظرون سے ہی امجد مین گرا جاؤنگا

چہنا

تخلص ایک شخص کا ہے جو نواب حسام الدولہ مرحوم کی سرکار مین نوکر
تہا اور بطور میان امام بخش بنگش کے شعر کہتا تہا گاہے گاہے اوسکی شعر چہپا ہوتا تہا اور
زٹل ہانکتا تہا یہہ دو شعر اوسکی ہین

پہلی کام سی جسکی گردن موڑے — تہوڑی ہی تہرسے ہی تہری ہی تو
پتنگ اپنا تو جلد چہنا چہڑ ہا — وہ دیکہہ اوسکے تنکل اوڑنے

چنیا

تخلص چنیا بیگم دختر نیک اختر مرزا بابر مغفور کے محل خاص شاہزادہ
جہاندار بہادر کے گاہ گاہ بسبب موزونی طبع کی فکر شعر کرتے تہی مرزا
سی اصلاح لیتی ہے یہہ شعر اوسکے ہین

روشنی کا عبث بہانا تہا — مدعا تمکو یہان نہ آنا تہا
دیدہ بانی آنکہ انسو تھم رہے — کانسہ نرگس مین جون شبنم
نہ دلکو صبر نہ جی کو قرار رہتا ہی — تمہارے ملنی کا نت انتظار
یہہ کیسے آتش غم نے جگر جلایا ہے — کہ تا فلک مرے شعلے سر اٹہے

تپش

تخلص مرزا محمد اسمعیل معروف مرزا جان فرزند یوسف بیگ
الاصل مغل تہا ولادت اوسنے درمیان شاہجہان اباد کے پا

اوسکے نسب کا سید جلال الدین بخاری تک پہنچتا ہے وہ بہت مشہور شاعر ہے خواجہ میر درد کی شاگردونمین تہا سنسکرت مین بہی فی الجملہ اوسکو مہارت تہی صاحب ادب اور اخلاق تہا اوسنے ایک کتاب شمس البیان اور ضرب الامثال ہندی ۱۸۰۲ء کے لکہی ہین ایک کلیات بہی اوسکا موجود ہے ایک مثنوی بہار دانش بہی اوسنی تصنیف کی ہے جسکا انگریزی مین ترجمہ ہوا ہے — طپش نے علم لغت مرزا محمد یار بیگ سائل سے سیکہا بعد ازان شعر مین خواجہ میر درد کا شاگرد ہوا وہ سپاہی پیشہ نیک اندیشہ آدمی تہا مرزا جہاندار شاہ بہادر کی سرکار مین اعتبار رکہتا تہا جسکے ساتہہ بنارس کو گیا علی ابراہیم سے بہی اوسکی وہان ملاقات ہوئی تہی بہت نیک خصلت تہا ۱۱۹۸ھ ہجری مین مولف کی عمر اوسکی تہی جبسے اوسکو شوق شعر کہنی کا ہوا اوسکی شعر بسبب صفائی اور فصاحت اور تازہ مضمون ہونے کی مشہور ہین وہ بہت خوش طبع اور وفادار باہر و تہا ۱۸۱۴ء مین درمیان کلکتہ کے موجود تہا یہہ شعر اوسکے ہین ؎

آئی تو ہو کہین سے آخر طے دل تم ۔۔ کیا ہوا اگر میری بہی لگ جاؤ گے گلے تم

تم تو کہتی ہو کہ دم بعد آجاتا ہون مین ۔۔ پر خدا جانے ہمین دم کا بہروسا کچھہ نہین

کچھہ ترے سلیقے سی ہنسی ہم نہین صیاد ۔۔ لائی ہین دام مین تقدیر ہمارے

کسکے طرف عشق تپش تجکو یاس ہے ۔۔ سچ کہہ ہماری سر کی قسم کون اوداس ہے

ہمین تو اشک کے قطرہ کا ہے تہامنا مشکل ۔۔ بہلے وہ لوگ ہین جنکی مین ڈال تہام آتا ہے

ہر طرف آج ہی بسنت کے دہوم ۔۔ سیر مین ہے ہر ایک تماشا سے

کتنی گلرو جو ہین بسنتی پوش ۔۔ جہمین ترشکلے سے ہے جنکے رعنا ئے

کہتی ہین آنکے مجہے ہنس ہنس ۔۔ دیکہہ کر میرے نا شکیبا ئے

ہو مبارک تمہین جنون تپش ۔۔ پہر سے نئے رت سنئے بہار آئے

قسم دوم

بقا

شیخ محمد بقاء اللہ خلف حافظ لطف اللہ خوشنویس کا اصل اوسکے اکبراباد کی مولد
اوسکا لکہنو اور مصحفی کہتا ہی کہ وہ اکبراباد ہی مین پیدا ہوا اور حالت صغر سن مین
درمیان لکہنو کے ہمراہ اپنے اقارب کی ایا طبیعت ظرافت پسند رکہتا تہا بلکہ ظرافت
سے بہی بڑہ کر نوبت بہجا پہنچائی تہے اول اوسنے تخلص غیبن رکہا بعد از ان
دہلی مین آکر بقا تخلص اختیار کیا یہہ تخلص بسبب فرمانے شاہ حاتم کی جو کہ اوسکا
اوستاذ تہا بدلا تہا خواجہ میر درد سی ہی اوسنے اصلاح لی ہے اور فارسی
شعر کے اصلاح مرزا فخر مکین سے لیتا تہا مگر ریختہ گوئی پر بہت مائل تہا مصحفی سے
بہی دہلی مین اوسکے ملاقات ہوا کئے تہی جن ایام مین اوسکو سوق شعرگوئی کا
ہوا وہ جوان پسندیدہ دیندار صاحب قناعت تہا الا یہہ عیب اوسمین
تہا کہ زود رنج تہا اسواسطے مرتکب ہجو گوئے کا ہوگیا تہا چنانچہ بہی خود اوسکے
چند بار بحث کرنی کی ہمراہ میر تقی کے دہلی مین اور ساتہہ مرزا رفیع السودا کے
لکہنو مین ہوئے ۔ لطف کہتا ہی کہ بقا بارادہ حج درمیان ۱۲۰۶ ہجری کے
کی جانب حجاز کے گیا تہا اسیسے سال مین درمیان راہکے دار البقا کو پہنچا ایک
دیوان اوسکا کلکتہ کے اجینک سوسائٹی مین موجود ہے وہ شعر یک فورہ
میر و سودا کا تہا مرتب نظم مین طبع شگفتہ و رنگین اور طرز بامزہ و شیرین
رکہتا تہا یہہ شعر اوسکے مین ۔

دست ناصح جو میرے جیب کو اِس بار لگا | پہاڑ ڈون ایسا کہ پہر اوسمین نہ تار لگا
یار کو بہیجے خبر نالہ تہا سنے کے | مدعی کون کہڑا تہا پس دیوار لگا
آہین افلاک مین مل جاتے ہین | محنتین خاک مین مل جاتی ہین
دیکہہ آئینہ جو کہتا ہے کہ اللہ رے مین | اوسکا مین دیکہنے والا ہون بقا واہ رے مین

ای عشق تو ہر چند مراد شمن جان ہو — مرنیکا نہین نام کو مین اپنی تعا ہون ۲۰۱

قطعہ

گر قتل کیا تہا کو خوبان — اسبات کو مونہہ سی مت نکالو
پنہان ہے بہلا ہی خون عاشق — جانی دو اب اس پہ خاک ڈالو
رخ اوسکا صفا سے تیر تلوکی نیا ہے — خورشید ہزار اپنے تئین چرخ چڑہانے
عشقین بوہی کبریا تے کے — عاشقے حسن کے خدا بنے گی
دل سی نکلے کہین ناپہ سے قاتل کی ہو — کاش وہ خون کو میری رنگ حنا ہو جانے
ساقے کو پہر نوید بہار آئی باغ مین — سودے نی پہر خلل سا کیا ہی دماغ مین
تونے اسطرح سے ای چرخ گرایا ہمکو — کہو سے پہر نہ کسی نے نہ اٹہایا ہمکو
آہ کی برق جو سینی مین چمکتی دیکہی — طفل اشک آن چہپے دامن مژگان کے تلے
کیا خط تجہے لکہی حرکت ہاتہہ سی گم ہی — خامہ ہی میرے ہاتہہ مین انگشت ستم ہی

انشا

تخلص حکیم انشاء الله خان فرزند ارجمند حکیم ماشاء الله خان مصدر تخلص حکیم کا ہے ابا و اجداد اوسکی شریف زادون نجف اشرف سے مین عہد دولت امیر الامراء نواب ذوالفقار الدولہ بہادر عرف عمدہ میر ماشاء الله خان باذو زنجیر فیل ممالک شرقیہ سے وارد حضرت دہلی ہوئی اچہا جوانمرد اور سخی اور بامروت صاحب فتوت تہا کہتی ہین کہ ایام حکومت سراج الدولہ وغیرہ حکام بنگالہ کے اٹہارہ زنجیر فیل فیل خانہ میر ماشاء الله خان کا مین تہے انہین ایام مین مرشدآباد مین انشاء الله خان پیدا ہوئے مجملاً بقدر کفایت علوم متعارفہ سے بہرہ اندوز تہا اور فن طبابت مین بہی مہارت رکہتا تہا طرز گفتار اوسکے محمد میر سوز کے کچہ مشابہہ ہے قصاید اور مثنویات

قسم دوم

۲۰۲ اوسکے سی خامۂ وہ قصیدہ جو کہ تہنیت سالگرہ مرشدزادہ مرزا سلیمان شکوہ
بہادر کی مین ایام ملازمے سرکار دولت مدار اوس والا تبار کے مین درمیان
لکھنؤ کے کہا ہی اور وہ لکھنؤ مین جا کر رہا درمیان ۱۲۲۰ ہجری کے وہ اس شہر مین
تہا مرزا سلیمان شکوہ کے عنایت اوسپر تہے۔ وہ کشمیرے اور مارواڑی زبان مین
بہی قدرت رکہتا تہا فارسی مین اوسکے دو دیوان ہین اور اوسکا مطلع یہہ ہے

جنبش باد بہاری سے گئی نیند اوچٹ   صبحدم سے جو لی بستر گل پر کروٹ

اور حال طبع اوسکی کا معلوم ہوتا ہے شعر فارسی بہی کہتا تہا اور الفاظ
ایسے بولے بہی جمع کرکے شعر موزون کر لیتا تہا اور ترکی مین بہی غزل کہتا ایک مثنوی
شیر برنج کی جواب نان حلوا بہاء الدین عاملی کی بہت شیرین و بامزہ
کہی ہی حاصل کلام یہہ شخص ظریف الطبع بذلہ گو لطیفہ سنج کشادہ رو ہوشیار
یار باش خوش معاش اکثر صفات حمیدہ سے آراستہ اور بہت اخلاق پسندیدہ
سی پیراستہ تہا اور حق یہہ ہے یہ انشا اللہ خان ایک شاعر ہے زبردست
اور سخن سنج قوی بازو ایک دیوان بہت بڑا جو کہ مشتمل انواع سخن پر ہے
رکہتا ہی اور اقسام صنایع و بدایع کے اشعار بہی اکثر کرتا ہے اور بعضے اشعار بے
نقطہ اور بعضی نقطہ دار اور بعضے صنعت قلب مین لکہے ہین مگر بعض بعض
اوسکی اشعار سے ڈہنگ پن بہی اوسکا ظاہر ہوتا ہے اور ریختے بہت
کہتا تہا محاورہ بولچال عورتونکے اکثر باندہتا تہا — کوئی شاعر اوسکے
طرز پر شعر نہین کہتا تہا اور نہ اب کوئی کہتا ہے اور اوسکے اشعار
مین ظرافت اور لطافت اور چوچلا پن اور اچہلاہٹ بہت بہرا ہوا ہے
اور یہہ شخص اپنے ہم عصرون پر اعتراضات اور مطاعن کسقدر
کرتا تہا کہ اونکا قافیہ تنگ کر رکہا تہا چنانچہ ایک شاعر مرزا عظیم بیگ

عظیم تخلص سے — یہہ معلوم ہوا کہ اس شاعر نے ایک جو بلے مصرع طرح مشاعرہ پر لکھی
تھی وہ مصرعہ بحر رجز سے تھا یہہ شاعر جو غزل کہہ کر لایا اول اشعار بحر رجز کی لکھا تھا
بحر رمل میں جا پہنچا اور بسبب ناواقفیت کی بیخبر تھا میر انشاء اللہ خان جو کہ پدر بزرگوار
انشاء اللہ خان کی تھے اونکے سامنے غزل مذکور اونسے پڑہنی شروع کی انشاء اللہ خان
بھی اوس مجلس میں پدر بزرگوار اپنی کی میں بیٹھے ہوئے تھے مگر سہ کرر اشعار سنکر اور
اور خوب واہ واہ کر کی عظیم مذکور سے کہا کہ تقطیع اسکی آپ کریں اوس بیچارہ
کو تقطیع نہ آئی بر سر محفل کہا کہ بحر رجز کو بحر رمل میں ڈال دیے ہیں اور یہہ
غلطی فاحش ہے اوس وقت عظیم شرمسار بر خود پیچیدہ ہو کر اپنے گہر چلا آیا
ہرچند کہ اس شاعر کی ہجو میں عظیم نے آکر ایک مخمس لکھا لیکن ہم خوب جانتے
ہیں کہ اوسنے صرف نفسانیت کی سبب سے وہ لکھا ورنہ انشاء اللہ خان کی
غلطی صریح پکڑی ہے اور حقیقت میں وہ غلط تھے اسطرح کے بہت معارضات
اونسے کئے ہیں اور اپنے ہم عصروں کو تنگ کر رکھا تھا بسبب ذکاوت طبع اور
علمیت کی لوگ اسکا مقابلہ نکر سکتے تھے غرض کہ اشعار اس شاعر کے بہت
اچھے اور مضامین دلپسند اور چہل کے اشعار ہیں جو کوئی دیکھے وہ بھی جانے
اور اون اشعار سے متانت رای اور استقلال اور مزاج رندانہ اور شوخی
طبع اور جودت ذہن پائی جاتی ہے اکتیس برس ہوئے کہ اس جہان سے
رحلت پائی یہہ اشعار اوسکے ہیں ؎

شب کو میں اونسی راہ میں لپٹا — بیم حاکم نہ خوف عسس
ناتہانا چہ ہوئے یہاں تک تو — اونکے اونگلی کی ترکنی جب نفس
لگی کہنے کہ میرے دامن کو — نہیں اب تک کیا کسینے مس
مفت جل جائیگا پری تو مرگ — ازی میں آگ اور تو ہی خس

قسم دوم

جب یہہ دیکھا کہ چھوڑتا ہی نہین — تب یہہ ٹھہرے کہ بوسہ دینگے دس
لیکے دو بوسہ گیارہ وان نہ سے — ہمکو پیٹے اٹھ کرے جو زیادہ ہوس
ایک دو تین چار پانچ چھہ سات — اٹھہ نو دس ہوئے بس اب بس

دیوان اوسکا دیکھنے مین آیا یہہ اشعار منتخب ہوئے

شمیم کاکل مشکین سے مین جو اونگھ گیا — تو آپ کہنے لگے اسکو سانپ سونگھ گیا
اوس سے خلوت کی ٹھہر جانے تو مین لکھتے — واسطے دو دن کے عشق کر آیا نہ لگتا
جس وقت وہ یوسف سے ہم آغوش ہوئی ہے وقت — سنتی ہے تیرا نام زلیخا کو غش آیا
کیا ہنسی آتی ہے مجھکو حضرت انسان پر — فعل بد تو انسے ہوں لعنت کرین شیطان پر
کہہ تو اے چرخ بھلا تجھسے کسطرح ہے — دل کے ارمان ہمارے بہی نکل سکتی ہین
نہ چھیڑ اے نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی — تجھے اٹھکھیلیاں سوجھی ہین ہم بیزار بیٹھے ہین
اے دل سمجھ کے اوسکی تو زلف رسا کو چھیڑ — کمبخت کیا کری ہے نکالے بلا کو چھیڑ
اوسکی بن لیتی جو ہوشونکے سہارے دیتے — سامنے آنکھون کے اکبار اندھیرا آیا
ناقہ رک رک کے لگا چلنے تو لیلا نے کہا — جسمین مجنون ہی یہ شاید وہ صحرا آیا

قطعہ

مستعد اوٹھنے پہ بیٹھے تھے ہم گہر سے رات — بوندین پڑنے لگین اور ابر سا چھم آیا
تب لگے کوٹھے کی ماتھو کو یہہ کہنی ہی ہے — مجھے رہنا ہے پڑا قہر یہہ کیسا آیا
کیا برستا تھا اسے مینہ کہے گھر جانا وقت — اسکہ ٹھہرے گرس لئے یاد لیہہ تکرار آیا
جنون یہہ آپ کے دونون ہوا حصول بھی — کہ ننگ و نام کو چھوڑا یہہ نام منی کیا
پر تو سے چاندنی کے ہی صحن باغ ٹھنڈا — پھولون کے بیچ پڑا کرد چراغ ٹھنڈا
شفقت سے ہاتھ تو دہر تو دل پر میرا ہو — یہہ آگ سا دہکتا سینہ کا داغ ٹھنڈا
می صراحی ایسی لا برف مین لگا کر — جسکے دھوئین سے ہو جائے دماغ ٹھنڈا

قسم دوم

۲۰۶ یہہ شاعر علم موسیقی مین بہی لاف نکتہ دانی کی مارتا ہے لیکن ستار خوب بجاتا تہا
اور کچھ احکام سے علم نجوم کے بہی جانتا تہا نیک و بد روزگار کے کم ہے دیکھنی پاتا تہا
کہ اندہا ہوگیا اور عنفوان شباب ہی مین جان بحق ہوا درمیان سنہ ۱۲۲۵ ہجری کے
وہ فوت ہوا تہا خوبصورتون اور گانے بجانے والون کے ساتھ بہت گہلا ملا رہتا
تہا امرد پرست تہا ایک زمانہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر کے خوان نعمت سی
زلہ بردار تہا چنانچہ یہہ شعر اوسنے جب کہا تہا کہ جب تنخواہ اوسکی بند ہوگئی وہ یہہ ہے

جرات اب بند ہی تنخواہ تو گہر مین پا ہم کہ خدا دیوے زہے بخت کہ سلیمان کہ بہی دے

انشا اللہ خان اور مصحفی سے بہت مطارحہ اور مباحثہ کرتا رہتا تہا مولد اوسکا
شاہجہان آباد اگرچہ تہوڑی عرصہ کے واسطے لکہنو مین جا رہا تہا۔ مشق سخن
جعفر علی حسرت سی کی تہی یہہ سال اوسکے فوت کو اٹہتیسوان ہے وہ اپنے اشعار
مین اکثر وہ مضامین عاشقانہ جو کہ معشوق اور عاشق مین گذرتی ہین
کہا کرتا تہا یعنی معاملہ کے اشعار اور مضامین اوسکے دیوان مین بہت
پائے جاتی ہین۔ ایک روز کا ذکر ہی مجلس شعرا مرزا محمد تقی خان ترقی
تخلص کے گہر مین منعقد ہوئے یہہ شاعر بہی بہت سی اپنے شاگردون
کو ہمراہ لیکر شریک محفل ہوا غزلین پڑہی گئین اور نہایت مورد تحسین و آفرین
خاص و عام کا ایسا ہوا کہ شعر کا سننا مشکل ہوگیا سمجہنا تو کجا اتفاقاً
مہذب نظیر محمد تقی میر بہی اوس مجلس مین حاضر تہے قلندر بخش جرات نے
جہالت کرکے اپنی تئین میر کے پہلو تک پہنچایا اور داد خواہ اپنے اشعار
کا ہوا میر نے دو چار بار خاطر داری کے جبکہ دیکہا کہ شعر اوسکا حل نکلا
کہا کہ جبکہ تم بہی جد و کد پوچہتے ہو لاچار کہتا ہون (میر کے مقولہ کے
یہہ لفظ کہتا چہپان وسے یہ ہین) کیفیت اسکے یہہ ہے کہ تم شعر تو کہہ نہین جانتے

قطعہ

باری کچھ جذبۂ الفت نے کیا اسکو اثر — اب جو آتا ہے سو یہ مژدہ سناتا ہے مجھے
سو یہ ہے گہر کی طرف سے گر کہتا ہے وہ شوخ — کوئی اس طرف کو پہنچائے جاتا ہے مجھے
جز اوس کو نہین کرتا کوئے — کہ میاں مفت سے مرتا کوئی
آہین مت بہرا وسی ہم لائے ہین — اتنے حماسے نہین بہرتا کوئے
اس لئے ہے مجھی سونے سی خیال — خواب مین آوے نظر تا کوئے
تہ افلاک کیا آہ و فغان نے یہ خطرہ ہے — نہ اثر ہے مین کہین اوڑ جائین نہ یہ پرچے ہو کر
بوقت ذبح اوسکا پاؤن نہ شتر کہتا ہے تو عاشق — کی حلقوم سے سوبار بسم اللہ بولا اوٹھی

قطعہ

ایسے بیدردوں کے مجکو دام مین لایا ہے چرخ — کوئی تو کہتا ہے اسکے توڑ کر پر چھوڑ دو
اور کوئی بیدرد یون کہتا ہے بیدردی سے آہ — جو تماشا دیکھنا ہے ذبح کر کر چھوڑ دو
مین جو روتا ہون تو کہتا ہے وہ آ کے ہنس کر — تو نے دل جسکو دیا وہ ستمگار ہی کیا
جستجو مین دل کی پہلا نکلے سے کہونا پڑا — وہ ہنسے کی بات ہے سو اس کا اب رونا پڑا

منتظر

میان نور الاسلام منتظر ولد شاہ فیض علے بیٹے پیر غلام برادر کلان شاہ بہادر علے کا مصنفے سے اصلاح لیتا تہا مصنفے کہتا ہی کہ وہ عربی بہی جانتا تہا اور بہت کتابین اوسنے نظم و نثر فارسے کی پڑہی ہین دس برس کے عمر سے شوق ریختہ گوئی کا کیا جب وہ شعر کہتا تہا اوسوقت دوازدہ سالہ تہی کی اوسکا عاشق ہوا ۱۲۰۹ھ مین پچیس برس کا تہا اب کا حال کچھ دریافت نہین ہوا یہہ شعر اوسکی مین سے

ہر دم خیال یار جو پیش نظر رہا — ہجران مین بہی وصال ہمین بیشتر رہا

۲۱۰ کل شب وصل جو ہے کیسی مچا ہی دہوم	ہو لیا آج نہیں مرغ سحر آخر شب
چاہت میری دکھے آزما دیکھ	ظالم کہیں تو ہے دل لگا دیکھ
دولت حسن ہر جس پاس ہے اوس سے ہی سوال	کچھ سنئے او زندی پر نہیں تو کر بہی
ہماری جبین کو ہے شرم کہا سکے شور ہے	ولے یہ ڈر ہے نہ تہمت ہو یار پر اپنے

بیقید

سید فضل علی خان بیقید بیٹا محمد علیخان نائب نواب عمدۃ الملک امیر خان کا
سیدا ازان جو صوبہ دار تہا ٹہٹہ کا تہا جو کہ ایک سندہ کا صوبہ کا ہے بیقید نے
ایک تذکرہ شعرا کے طور پر بخیال پانسو بیت کے لکہی ہے باعث اوسکا یہہ ہے
کہ ایک رنڈی سے رقاصہ پر عاشق ہو گیا تہا اوسکا حال اوس کتاب میں لکہا ہے
میری ہاتہ اوسکی شعر نہیں آئے

خلیق

میر مستحسن ولد میر حسن جو مشہور شاعر صاحب بدر منیر ہے اوسکا یہہ بیٹا تہا
سولہ برس کے عمر سے اوسکو شعر کہنے کا شوق ہوا اپنے باپ سے اصلاح لیتا
تہا جب مصحفی لکہنو میں گیا اوس وقت حسن نے اس اپنے لڑکی کو اوسکے سپرد
کیا اور کہا کہ اب اصلاح اوسکو دیا کیجئے درمیان سنہ ۱۲۰۳ کے وہ درمیان
فیض آباد کے موجود تہا صاحب دیوان ہے اکثر مرثیہ اوسکے مشہور ہیں
یہہ شعر اوسکے ہیں

اشک جو چشم خونفشاں سے گرا	تہا ستارا کہ آسمان سے گرا
ہنس دیا یار نے جو رات خلیق	کہا کے ٹہوکر اوس آن سے گرا
غفلت میں فرق اپنی تجہ بن کچہ نہ آیا	ہم آپ میں نہ آئے جبتک کہ تو نہ آیا
کہا نے جو ہے گل کچہ وفا کر	تو وہ وہیں ہنس پڑا وہ کہل کہلا کر

خرام ناز کا پامال ہوں خلیق — لگی ہے چوٹ دلکو میرے ہر قدم کے ساتھ ۲۱۱

خلیق

حسن خلیق بیٹا میر حسن صاحب بدر منیر کا درمیان ۱۲۰۹ھ کے نوی برس
ہا حلیم اور خوبصورت اور نیک چلن آدمی تہا اوسنے اصلاح اشعار
نے باپ سے لی تہی ۱۲۲۰ھ میں زندہ تہا فیض آباد میں رہا کرتا تہا صاحب
ہے یہ اوسکی شعر ہیں ــ

عالم میں کیا ہو شے کے وہ مجکو نظر آیا — کر آتا ہے نہ آیا مجکو جو پوچھو کہ کہاں آیا
زاری میں کٹے رات تو یہان تک پہنچی — چین سے زلف میں دل کیونکر رہا ہووے گا
لگا لی تو لگا یا تنہا کیا تہا صلہ — جرم کیا گزریگے اور جان پہ کیا ہووے گا

خواجہ حسن

ــ بے ولد خواجہ ابراہیم ابن غیاث الدین ابن محمد شریف ابن ابراہیم کہ
مشہور بنام خواجہ کہار مودود ہے اور بنام حسن مشہور ہے یہ سید حسینی ہی ابا
جداد اوسکے شاہجہان آباد میں پہاڑی پر رہتے تھے چند سال اول تذکرہ
نے سلے ابراہیم کی حسن اکر لکہنو میں رہا سرکار نواب سرفراز الدولہ حسن رضا خان
امسرون میں بسر کرتے ہوا بیشتر بریلی میں رہتا تہا بعد ازان فیض آباد
آکر رہا درمیان ۱۲۱۹ ہجری کے زندہ تہا علم ریاضی اور موسیقی میں
ہی کے شہرت تہی علم ہیئت میں بہت بحث کرتا تہا خصوصاً تصوف بہت
ماتہا صاحب دیوان ہے ــ جعفر علی حسرت سے ابتدا میں اوسنے
صلاح لی تہی اور قلندر بخش جرأت سے بہی ملاقات رکہتا تہا خوش
اعتقاد مین آدمی تہا جنتر منتر وغیرہ طلسمات میں مشغول رہتا
تہا قدرت اللہ خان اپنے تذکرہ میں لکہتے ہیں کہ باشندہ مکان لکہنو کو

طبقہ دوم

اس مصنف نے ایک تاریخ نظم مین درباب فتوحات ٹیپو کے جو کارناٹک مین ہوئے
تہین لکھی ہے اور اوسمین لڑائی نظام علیخان اور مرہٹہ وغیرہ کی بہی ہے اوسکا
نام فتح نامہ ہی وہ ایک جلد سرکار کمپنی کی کتب خانہ مین موجود ہے

میر حسن

میر غلام حسن بیٹا میر غلام حسین ضاحک کا پوتا امام ہروی کا واقعین اوسکے آبا
و اجداد ملک ہرات کی تہی قوم کا وہ سید تہا بسبب انقلاب زمانہ کے وہ دہلی مین
آکر سکونت پذیر ہوا اسجائے اوسکا باپ ضاحک پیدا ہوا نشو و نما بہی یہین پایا
فارسی اوسنے اپنی شوق سے پڑہی اوسمین وہ شعر بہی کہتا تہا قصاید اوسکی بہت
اچہی ہین وہ ظریف اور خوش خلق ہنس کہ تہا جسپر اوسکا تخلص ضاحک دلالت
کرتا ہے اکثر وہ سبز عمامہ بطور عرب کے اور ایک ڈراجبہ پہنا کرتا تہا داڑہی اوسکے
بہت لنبی تہی بیچ پوشش کو منڈوایا کرتا تہا قد میانہ رکہتا تہا رنگ پہورا تہا۔
اب مین اوسکے بیٹے شاعر مذکور کا حال لکہتا ہون واضح ہو کہ میر حسن اپنی باپ
کی خلاف ابیات مین تہا کہ داڑہی اپنی بالکل صعف چٹ کروا تا اور پگڑی
اگلے وقت کے لوگون کیسی باندہتا تہا اور پوشاک اپنی باپ کیسی پہنتا قد اچہا
بڑا تہا رنگ پہورا وہ ظریف اور خوش خلق آدمی تہا کہ بیہودہ اور کلام
معیوب زبان سے کبہی نہ نکالتا تہا سوا ازین شیرین مزاج خوش خلق اور
پسندیدہ تعلیم یافتہ تہا کسی شخص نے اوسکو برا نہین کہا اور نہ کچہ الزام لگایا ہے
بچپن ہی سے اوسکو شوق نظم کا تہا جب اوسنے اس شوق کی ترقی چاہی
تو اکثر میر درد کے صحبت مین رہا جسکے سبب سی وہ اپنے ارادہ مین مقصود
ہوا اور قایم رہا حالت جاد دہلی مین گذار کر جب سلطنت تباہ ہو گئی لاچار
ہو کر اوہ کو باپ کے ساتہہ کوچ کر گیا اور فیض آباد مین داخل ہوا

قسم دوم

۴۱۳ بعد ازان لکہنو مین جاکر مقیم ہوا جہان اوسنے بڑی شہرت پائی نواب سالارجنگ بہادر اور مرزا نوازش علے خان بہادر صفدر جنگ کے مصاحبونمین رہا حسن عربی بالکل نہ جانتا تہا لیکن فارسے آگاہ تہا اسلئے اودونزبانمین شعر کہے بالخصوص ریختہ مین نامے تہا قصیدہ اوسسے مطلق اچھا نہوتا تہا آخر ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین بیمار ہوا عشرہ اول محرم سنہ ۱۲۰۱ ہجری یعنے ماہ اکتوبر مین فوت ہوا عمر اوسکے پچاس برس سے زیادہ ہوئے لکہنو مین پس پشت مرزا قاسم علے خان کے باغ کے مدفون ہوا اوسکے چار بیٹے تہے سنہ ۱۸۰۴ع مین چار دن زندہ تہے تین بیٹے جو شاعر تہے وہ فیض اباد مین جاکر رہے میر مستحسن خلیق - اور میر محسن تخلص محسن یہہ دونو سرکار مرزا تقے داماد بہو صاحبہ والدہ اصف الدولہ کی مین نوکر ہوئے اور میر حسن متخلص خلق دارابعلے خان کے خدمت مین رہا خلیق اور خلق کا ایک ایک دیوان ہے اونکے شعر بہی مانند اونکے باپ کی ہین خلیق میان مصحفے سے اصلاح لیتا تہا حسن مذکور کے تصنیفات یہہ ہین - ایک دیوان اقسام سخن کا جسمین تخمیناً اٹہہ ہزار شعر ہین - دوسرا تذکرہ ہندی مصنفون کا ریختہ مین لکہا ہے - تیسرے مثنوے بدر منیر اس مثنوی کی برابر کسے سے آج تک اچہے مثنوی نہین ہوئے - چوتہے سحر البیان یہہ سب سے بڑی کتاب میر حسن کے ہے اسمین عورتونکے پوشاک صحیح کا حال بیان کیا گیا ہے اور طوایف کا بہی اومین ذکر ہے اور مسلمانونکے رسمات شادی کا بہی حال اومین مندرج ہے مرزا رفیع نے اوسکے ہجو کہی ہے وہ میر ضیاء الدین ضیاء کے بہی شاگردونمین سے ہے اوسکے یہہ شعر ہین

تا اشارہ کو سمجہے نہ لگی غیر کہے وہ | نے اس ڈر سے کبہی اسکو اشارہ نکیا
ہیوجہ تو نہین یہہ حسن اوس گلین سوز | جاجا کے بات کرنے ہر ایک سے پکار کر

طبقہ دوم

پہر مجنون رکہا وہ شاگرد میر محمد تقی کا تہا موافق اطوار قدما کے وہ مشہور ہوا۔ علی ابراہیم جب موجود تہا وہ لکہنو مین رہتا تہا بزمانہ شرب مین اپنی تئین مشہور کیا تہا گلی بر اور نگی پہر جاتا تہا سنہ ۱۱۹۶ ہجری مین انتخاب کے واسطے علی ابراہیم کو اشعار اپنی بہیجے مصحفی کہتا ہی کہ اوسکا ایک دیوان بہی ہی اور اوسکی اشعار فصیح و بلیغ ہاتے ہے

جس سے جی چاہے ملو تم نہ کسی سے پوچہو	مجہی کیا پوچہتے ہو اپنے سے جیسی پوچہو

مجروح

منشی کرشنا پاکشن چند مجروح اصل او سکے کشمیر کے مگر ہندوستان مین پیدا ہوا مرزا مظہر جانجانان کی شاگرد وہ نہین تہا درمیان سنہ ۱۱۹۶ ہجری مین لکہنو مین موجود تہا

مجذوب

مرزا غلام حیدر مجذوب دہلی کا بیٹا ملک الشعرا مرزا رفیع سودا کا سنہ ۱۱۹۶ ہجری مین لکہنو مین رہتا تہا اوسکے شعر بہی لایق درج ہین ہوا۔ لیاقت شعر کہنی کی وہ عزت مند اور وفادار بہی تہا یہہ اوسکے شعر ہین سہ

عداوت سی تمہاری کچہہ اگر ہووے تو مین جانون	بہلا تم ہر دی کچہ اثر ہو دی تو مین جانون
تمہارا ہم سے جو عہد وفا ہی اوسکو تم جانو	میری پیمان مین کچہہ نوع دگر ہووے تو مین جانون
طوبے کی بہی چہٹکے رہو دوکا زار زار	جنت مین تیری سایہ دیوار کی تلے

مسکین

میر عبداللہ مسکین شاعر مشہور ہے جسنی ڈاکتر گلکرسٹ صاحب نے اپنے ہندوستانی گریمر مین بہت انتخاب کیا ہی اور ایک مرثیہ تمام و کمال جو پسند عوام تہا جسمین شہادت مسلم اور اوسکی بیٹو نکا بیان ہی درمیان کلکتہ کے ناگری حروف مین سنہ ۱۸۰۲ع مین چہاپا ہے اس مرثیہ کی شہرت واسطے سوا بیان کے بنائے گئے ہی مسکین کی مرثیہ بہ نسبت شعرون کے بہت لکہے ہین اوسکے مرثیہ عزیز بہت دیکہی ہین

قسم دوم

تحسین

میر محمد عطا حسن خوش کلام سے مذکور تے اونہین تحسین تخلص اختیار کیا بعد مرنے اپنی باپ کی مرصع رقم سید گوہ میر محمد باقر کا بیٹا تہا جسکا تخلص شوق تہا اوسکو موسوی کے شعر دیکہنی سے شعر کہنی کا شوق ہوا درمیان کلکتہ اور عظیم اباد اور فیض اباد کے رہا جہان نواب شجاع الدولہ بہادر صفدر جنگ کی تعریف لکہی اوسنی قصاید مین اور ایک کتاب گلدستہ داستان اوسکے تصنیف سی ہی یہہ قصہ چار درویش کا ہے اوسنی کی چار درویش اور اسمین یہہ فرق ہی کہ اسمین اغلاق بہت ہی اوسکو چار درویش مرصع کہتے ہین سینے بہی بارہا دیکہا ہے

مقصود

ایک سقہ بازار سے تہا لوگون کو شہر دہلی مین پانی پلاتا تہا مصحفی کہتا ہی کہ چونکہ وہ ناخواندہ تہا اسلئی اچہی شعرا مین شمار نہین کیا جاتا مگر اوسکا حال مفصل اپنی تذکرہ مین لکہا ہے وہ مصحفی کا شاگرد تہا اوسکے شعر ہولی مین اکثر گانے جاتے مین یہہ شعر اوسکا ہے

بوسہ لینے سے خفا ہوتے ہو کیون مشفق مین ۔۔۔ بوسہ وہ شے ہے جو دو لونکو مزا دیتا ہے

طبقہ سوم

اسمین وہ شاعر ہین جو طبقہ دوئم کے شاگرد تہی اونکو الفاظ صحیحہ اور محاورات دلچسپ کا استعمال کرنے کا بہت شوق تہا

نصیر

تخلص شاہ نصیر الدین سجادہ نشین کلان صدر جہان کا ساتہہ ہو ہی تک

طبقہ سیوم

اس شاعر مشہور نے شعر گوئی کی مشق کے اور اکثر بلاد مین مثل لکھنؤ و مرشد آباد کے
بار ہا گیا اور اکثر شاعروں سے وہان گیا مباحثہ اور مقابلہ کیا اور نامور ہو کر آیا ہے
شہروں مین اوسکی شاگرد مین جن ایام مین کہ درمیان شاہجہان آباد کے قیام رکھتا تھا
ہر مہینے کی انتیسوین تاریخ کو محفل مشاعرہ کے اپنی مکان پر منعقد کرتا تھا قریب
پانچ یا چار برس کے گذری ہین کہ وفات پائے مین بھی نصیر کو دیکھا تھا رنگ اوسکا
کالا اور قد لمبا تھا چہرہ پر شاعر ہونا اور خواندگی معلوم ہوتے تھی مگر نیک صفات
اور خلیق آدمی تھا یہہ شعر اوسکے ہین ~

پشت لب پر ہے تیری یہہ خط ریحان لکھا ۔ سو نہہ تو دیکھو لکھی یاقوت رقم خان لکھا

نکلے ہی دم تیشہ زنی سنگ سی آواز ۔ فرہاد یہہ دشمن ہے تیری جان کا ہو ہو

خود بخود طاق ہی شیشہ جو گرا اے ساقی ۔ روح تہی کسکے یہہ مینای مئ ناب تنید

قدم نہ رکھیہ میرے چشم پر آب کے گھر مین ۔ بہرا ہے نوح کا طوفان حباب کی گھر مین

دیکھی ہین کیون جگہ اس آہ بی تاثیر کو ۔ جسمین پیکان سے بہتر رکھتا کیا اور تیر کو

یہہ عالم اوسکے خط سبز نے دکھایا ہے ۔ کہ جسکو دیکھ عالم نے زہر کھایا ہے

شوق نظارہ تیرا کھینچ کے لایا تھا اوسے ۔ گرچہ تھے قیس کے پاؤن مین سلاسل بھاری

جنبش لب یہہ قیامت ہے کہ جی آؤ ہے ہم ۔ آج ایک بات مین تم شکل مسیحا ٹہرے

دل یہہ کہتا ہے کہ مت مار دیکھان دواؤ ۔ چھڑنیکا تیر ہے پہر آپ ذرا دیکھین گے

دیکھنے تھا جو وہ مرا آپکے گھر کے چاند نے ۔ جب تلک ٹہیرا رہا ہر گز نہ بیکھے چاند نے

در پردہ آنکھ یار سی لگی ہے رشک سے ۔ تار نگہ کو رشتہ ہے چاک قنات سی

یہہ شاعر مشہور ہے طبقہ چارمی مین مرزا اوستاد کامل گذرا ہے جسکی صدہا
شاگرد موجود ہین

اتم

قسم دوم

۲۴۹ تخلص میان سید محمد میر چھوٹے بھائی حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کا جو کہ ایک مرد شکستہ خاطر اور درویش اچھی اچھی صفتون سے متصف اور کامل درویش تھے دل و جان سے فدا اپنے بڑی بھائی کے رہتے تھے اونہوں نے علوم ضروریہ مولوی خواجہ احمد خان سے پڑھی تھی بمقتضائے اپنے خاندان بزرگ کے علم باطنی اور تصوف سے خوب ماہر تھے اور نشانیان نیک بختی اور پرہیزگاری کی اونکے پیشانی سے ظاہر تھیں مدت ہوئی کہ اس جہان فانی سے کوچ کر کے ملک جاودانی میں پہنچے ایک دیوان قلیل الحجم مثل دیوان خواجہ میر درد انکے بڑی بھائی کے دیکھنی میں آیا۔ بعضی خیالات اس شاعر کے بڑی رتبہ کے دردمند اور دلپذیر اور پسند طبع واقع ہوئے ہیں ایک مثنوی ہے اس زبردست شاعر کے جو کہ صاف صاف مشتمل محاورہ اردو خالص پر ہے اسلئے وہ بہت مشہور ہے۔ بعد فوت ہونے خواجہ الرحمۃ کے یہی صاحب سجادہ نشین اس خاندان کے ہوئی ہے یہہ چند اشعار واسطے نزہت طبع ناظرین تذکرہ ہذا کے لکھے جاتی ہیں ؎

دل دیوانہ میں کچھہ آتا ہے ۔ اب پھر کچھہ نہ جیسی لائی گا

دیکھیں کے اوسکی سنگدلی کو ہم آخر ۔ گر کو تیرے ہے سرانجام ہو گیا

اوس سنگدل کی دلمیں لونا لے جا نکے ۔ کیا فائدہ جو اونکی جیسی اتر گیا

ہو جانیگے جور اوسکے معلوم ۔ داغون کو میرے شمار کرنا

ہے اسکی بجا خدا خدا کر ۔ پھر اور بتونکی چاہ کرنا

بیوفا تیرے کچھہ نہیں تقصیر ۔ مجکو میرے وفا ہے راس نہیں

یون خدا کے خدا اپنے برحق تھے ۔ پر نہیں تو اثر کے آس نہیں

مرتو چلے کہان تلک اب گزر کرین ۔ یا ہم نہیں اس آہ میں یا اسنا نہیں

طبقہ سیوم

بالفرض ایک دو دن لیت و لعل مین کاٹی | انصاف کیجئے آخر گذرینگے یون کہان تک

ہم نہ اسیر ہونگے اوسی چاہئی خاطر داری | اور اوسے نہ کہ ہم خاطر صیاد کرین

یہان تغافل مین اپنا کام ہوا | تیری نزدیک یہہ جفا ہی نہین

حال میرا نہ پوچھئے مجھسے | بات یہہ ہے جو معتبر ہی نہین

دلربا نے وہ دو بیڑے مجکو | گو کہ آتے ہی پر نہین آتے

دوست ہوتا جو وہ تو کیا ہوتا | دشمنی پر تو پیار آتا ہے

آہی نہ چل بسے نہ کچھ اوس نازنین راہ کے | اس پر کہینگی آہ کہ ہم بھی آہ کے

چپ چپ کے دیکھنے کی مزے تب ہی آہ | معلوم ہونگے جو کبھی اونسی نگاہ کے

ہین حیرت ہے آپ ہی مجکو دیوین کیا جواب اسکا | کہ تجھ بن ابتلک کسطرح سے زندگانی کی

آپ مین کہتی لگون سو ہے کہان تیر محال | پوچھے تو احوال میرا ایسی کیا مجکو پڑے

تاری تو نہ گئے شب ہجر | داغ اپنے مگر شمار کیجئے

کب آتا ہی اثر کیون تجھے تنگ آتا ہے | الکلتا ہے کبھو جس سے جو تنگ آتا ہی

احسان

تخلص میر غلام علی نام کا ہے جو کہ متوطن حیدرآباد کا ہے آدمی انکے اونکو بھی اوسجا کے شعرا مین شمار کرتے ہین ۱۲۳۴ ہجری مین موجود تہا معلوم نہین زندہ ہے یا مر گیا۔

حاسد وسکے عقل تا زجام حیران ہو گئے | عید ہے اگر تیرے در پہ قربان ہو گئے

احسن

تخلص مرزا احسن علی — قاسم نے اپنی تذکرہ مین اوسکا نام مرزا حسن علی کہا ہی — علی ابراہیم نے اپنی تذکرہ مین لکہا ہے کہ یہہ شخص سرکار نواب شجاع الدولہ کی مین عہدہ میر منشی پر مامور تہا — سن ایک ہزار اٹہ سو عیسوی مین نواب

سرفراز الدولہ حسین رضا خان کے سرکار مین زمرہ شعرا مین منسلک ہوا۔ اور تذکرہ گلشن بہار مین کہا ہے کہ نواب آصف الدولہ مرحوم کے پاس ہمیشہ شاعری پر ملازم تہا بہرکیف خوش فکر ہے اور رنگینی بیان سے مشہور و معروف ہے مصحفی بیان کرتا ہے کہ اشعار اس شاعر کے ظرافت آمیز اور تصوفانہ ہوا کرتے تہی اور یہہ شاعر پہلے خواجہ محمد یونس خان کے خدمت مین تہا بعد ازان نواب وزیر مرحوم کے ساتھ رہا شاید یہہ شخص شجاع الدولہ ہو اس شخص نے فن نظم مین اور فنون سخن زیادہ نام پیدا کیا تہا اوسکے اشعار سے فصاحت اور لطافت اوسکی ظاہر ہوتی ہے۔ صاحب دیوان ہے۔ مگر ابتدا میر ضیاء الدین ضیاء سے اصلاح لیتا تہا بعد ازان مرزا رفیع السودا تلامذین سے شمار کیا گیا یہہ چند اشعار اوسکے لکہے جاتے ہین ؎

اوٹہا سر جیا سے جو گوشہ نقاب کا — دیکہہ اوسکو رنگ زرد ہوا آفتاب کا
ٹکڑی اوڑ جائینگی سینے مین جگر کے احسن — تیر سے نالو نکا کوئی دن جو یہہ انداز رہا
حسن پر اپنے ہر ایک رہا رہ گرم لاف تہا — گو سہی وہ خورشید رو نکلا تو مطلع صاف تہا
اشک گلگون کو نہین لعل و گہر سے پیوند — یہہ اپنے سنگ ہی نسبت وہ جگر سے ہو نہ
سجدہ گہ ہی خاک احسن اتو مٹانے زخم تیکے — جان دی تہی اوسنے کسکے حسرت پائی رنگین
بزم مین اوسکی جو ہوتے ہے کبہی سرگوشی — دل دہڑکتا ہے کہ میرا کہین مذکور نہو
تم تو دل مانگو ہو یہان جان تلک حاضر ہے — بات یہہ ہے کہ کوئی آپکے فرمانے

احسن

تخلص احسن اللہ خان شاہجہان آباد کا ہے جو کہ متصل لاہوری دروازہ کے سرہندی مسجد مین رہتا تہا خوش مزاج اور حسن پرست بہت تہا جس معشوق زیبا کی خم ابرو دیکہتا تہا سر سجدہ مین جہکا دیتا تہا اور اوپر منبر و محراب کو طاق نسیان پر رکہہ کر بجائے خطبہ خوانی کے آہ و نالہ کرنے شروع کرتا عشق

سخن حکیم قدرت اللہ خان قاسم سی کرتا تہا - آخر کو نصایح و اعظین نے اوسکے دل پر
اثر کیا بجائے تار زنار کی تسبیح ہاتہہ مین لیے اور عہد برہمن کو توڑ کر بیعت شیخ اختیار کی
یہہ شعر اوسکا ہے ؎

اوسکی گلے مین اس شب چوری چوپر جانا | یہہ چال ڈہال میری خانہ خراب کیا ہے

✓ احقر

تخلص مرزا جواد علے قزلباش* کا ہے اباو اجداد اسکے اصل باشندہ خراسان
کی ہین مگر بعد دو نسل کے اونہون سکونت ہندوستان مین اختیار کے میر حسن صاحب
مثنوے بدر منیر سی اصلاح لے اور اوسکی شاگرد رشید و نہین سی تہا شروع
جوانے بیشتر بارہ برس کے عمر مین اکثر زیارات مزارات خالص البرکات سے مثل
مزار حضرت جناب علے مشکل کشا رضہ کے جو کہ نجف× مین واقع ہے - اور
مزار جناب امام حسین رضے اللہ عنہ سے جو کہ کربلا مین واقع ہے — اور
مزار کاظمین یعنے ساتوین امام جناب امام موسے بن جعفر بغدادی اور بارہوین
امام مہدی امام آخر الزمان جو سامرہ مین ہے ان زیارت سے فایز ہوا چنانچہ
اس سفر زحمت اثر مین چار برس گذری پہر لکہنو کو معاودت کی ۱۷۹۲ء مین وہ وہان
لکہنو کے تہا اوس وقت عمر اوسکی بائیس برس کے تہی یہہ دو شعر اوسکی لکہے جاتے ہین

بزم مین اوسکے جو شب چاہ کا مذکور چلا | اوٹہکی محفل سے وہین وہ بت مغرور چلا

---

* لفظ قزل یعنی سرخ اور باش یعنے سر آیا ہے پس قزلباش یعنی سرخ سر آیا
ہوا اور قزلباش اس قوم کو اسلیے کہتی ہین کہ لال ٹوپے وہ لوگ پہنتے ہین اصل
اونکے تاتارے ہے مگر خیال کیا گیا ہے کہ یہہ لوگ اون اسیر ونکے اولاد مین ہین جنکو تیمور لنگ
نے بلا شیخ حیدر کو مرحمت کر دیے تہی

× یہہ شہر ۳۶ میل کربلا سے عراق عرب مین واقع ہے

قسم دوم

۲۲۴ کبھو دیدار بے دکھائی گا ۔ یا یونہین دربدر پھرائیگا

احمد

تخلص شیخ حافظ غلام احمد ایک جوان ہے طالب علم حافظ قرآن صاحب علم وفصاحت نہایت مہذب ثقاہت مودب خوش خلق با مروت صاحب حیا پر فتوت اصل اوسکے ممالک پنجاب مولد اوسکا دار الخلافہ شاہجہان آباد نسبت تلمذ ایک شاعر شعراے ایران سے رکھتا ہے در زبان فارسی اور ریختہ مین شعر کہتا ہے ؎

آہ و الم و اشک روان نالۂ جانکاہ ۔ رکھتا ہون تیرے غم مین یہ سامان کدہ کچھ

ی مجکو رسانے ہی نہ خواہش ہے تمہین کچھ ۔ پھر کونسے صورت جو ملاقات ہو یکشے

بی وفا بس بے وفا ئے ہو چکے ۔ آ گلے لگ جا جدا ئے ہو چکے

ہی یہ اپنا جو دست نارسا ۔ پانو تک تیرے رسائے ہو چکے

احمد

تخلص احمد بیگ قزلباش کا ہے یہہ شاعر جوان رعنا صبیح الوجہ تو اعد سپاہگری سی خوب ماہر عہدہ رسالداری سرکار مرزا مغلے عہد بہادر پر مامور تھا

دل نہین وہ شیشہ ہے کافر جو ہر او ٹوٹ جائے ۔ ہم نہ مانینگے خدا کا گھر ہے اور ٹوٹ جائے

غضب سے ہاتہ مین تونے جو تیغ کھینچ پکڑی ۔ نہ اوٹھ سکا تیرے بسمل کے جو زمین پکڑ

دختر رز رہتے ہین ای پیر مغان ۔ باغ جنت میرے ہوتے نہ بچنگے تاک سے

احمد

ایک شخص ہے سکنائی دار السرور برہانپور سے شیرین کلام غلام احمد نام یہہ دو شعر اوسکے ہین ؎

شاہ خدا آشنا وہ جہان نہین ہے شکار ۔ غنچے دلونکے کہل گئے گلشن مین ہے بہار

طبقہ سیوم

یہان تک ہوا ہے جشن کہ شبنم چمن کے بیچ　　گوہر کے ڈالتی ہے گلون کے گلون مین ہار ٥

احمد

تخلص مرزا احمد بیگ برادر کلان مرزا بلو بیگ شور کا اشعار متفرقہ رکہتا ہے مگر اچہا کہتا ہے

نہ پہنچے جسکے وسعت کو کبہو دامن بیابانکا　　یہی دشت وحشت چاک وہ نہ گریبانکا
خوشی سے پیرہن پہول کے پہولے سماوین کے　　کیا جب قصد تونے گلبدن سیر گلستان کا

احمد

میان صمصام اللہ مرحوم پسر دوم انعام اللہ خان یقین کا وہ ایک جوان تہا نیک اندیشہ سپاہی پیشہ سپاہگری مین عمر بسر کرتا تہا ضلع مشرق مین درمیان سنہ ۱۲ ہجری کے جان بحق تسلیم ہوئے جان اپنی جوادکے یہہ دو سکی ہین

تیرا بوسہ تو ہم نے لیا زور اور سے گڑو　　دیا کر ذوق سے ہمکو تو اوتنا کیا ہوگا
باد صبا قسم ہے تجہے روی گلکی آج　　کچہ کہہ تو میرے روبرو اس گلستانکے بات
تن کو جلا دیا کہ تو اوسکو بہا کہے شمع　　بن اوتنے یہان نہین تجہے بن سر کٹائے شمع
آنکہون پہر جسے تہا انکار بوسہ سے　　وہ آج کر گیا ہے اقرار ہنستے ہنستے

احمد

تخلص ہو وے شیخ حفیظ الدین احمد کا بیٹا جلال الدین محمد کا پوتا شیخ محمد ذاکر سعدی کا یہہ مشہور مصنف ہے بزرگ اسکے عرب سے آکر دکہن مین رہنے لگے تہے بعد دو نسل کی شیخ حسن اوس خاندان مین سے بنگالہ مین جاکر رہا اور طریق دینداری کا اوسوقت سے اونے اختیار کیا پانچ نسل تک یہی طریق چلا گیا آخر نسل سی جو لڑکا پیدا ہوا یہی شیخ سعد نے دکہنی کو شناہ پور اسنے مشہور ہے بسبب خوش طالعی اور بہتر اسنے اپنی سکے شاگرد شیخ عنایت اللہ کا جو کہ بیٹا

قسم دوم

۲۶ شیخ عبد اللہ کرمانی کا تہا ہوا باعث اوسکے تعلیم کے جو اوسنے پائی تہی ایک
اونچے درجے کو پہنچا — پہر اوسنے مغل بادشاہ کے نوکری بر وقت اچہا ہو
پانے کی اختیار کے ہلال الدین جو اوسکا باپ تہا وہ مدرسہ فورٹ ولیم مین عہدہ
مدرسی پر مامور تہا — احمد بیس برس کے عمر تک کلکتہ مین درمیان اوسی مدرسے کے
پڑہا جو کہ گورنر جنرل ہیسٹنگز صاحب کا بنایا ہوا تہا چنانچہ اوسنے عربی اور فارسی
زبانین سیکہین بعد اوسکے فورٹ ولیم کے مدرسہ مین مدرس ہوا اسی اثنا مین ڈاکٹر گلکرسٹ
صاحب نے جو کہ سرگرم مطالعہ زبان ہندوستانی مین مشہور تہے عیار دانش
کے ترجمہ مین اوس شخص کو معروف کیا — اور وہ بہی اس کام پر بدل متوجہ
ہوگیا — اور اوسکے والد فاضل نے اوسکی مدد کی یہہ ترجمہ مئی کے مہینے سنہ ۱۸۰۳ع
مین تمام ہو چکا تہا اور اس شخص کو سب سے بڑا انعام جو کہ مترجمون کو ملتا ہے ملا تہا
بعد چند مدت کے مدرسے ترک کر کے مٹکاف صاحب رزیڈنٹ شہر دہلی کی خدمت
مین عہدہ میر منشی پر مقرر ہوا چنانچہ درمیان سنہ ۱۸۱۸ اٹھارہ سو اٹھارہ کی شاہجہاناباد
مین تہا اب معلوم نہین کہ زندہ ہے یا مردہ — یہہ معلوم ہے کہ عیار دانش فارسی
زبان مین ترجمہ کئی ہوئی ابو الفضل کے ہے اور اصل مین وہ کتاب اخذ
کی گئی ہے مجموعہ قصص سے کلیلہ دمنہ سے جو کہ اولاً زبان ہندی مین حکیم
بیدپائی کے تصنیف ہے اور نام اوسکا کرٹک دمنک تہا — احمد کے ترجمہ کے
عبارت چونکہ صاف اور شستہ اور الفاظ چیدہ اور لطیف اور ترجمہ مطابق
اصل کے ہے اسواسطے اوسکی بہت قدر کئے گئے ہے اور اس ترجمہ کا
نام خرد افروز رکہا گیا ہے — یہہ ترجمہ سنہ ۱۸۱۵ع مین درمیان کلکتہ کے بہ اہتمام
روبک صاحب کے چہاپا گیا تہا اور بعد مولوی کاظم علی جوان — اور
منشی غلام اکبر — اور مرزا بیگ — اور غلام قادر — اوس کتاب کلیلہ دمنہ

طبقہ سیوم

کی گئے ترجمہ زبان ہندی مین ہین ۔ ایک کا نام منتخب الفواید ہے جسکے ایک جلد
قلمی بیچ کتب خانہ فورٹ ولیم صاحب کے ہے ۔ دوسرا ترجمہ ریختہ ہندی مین
بنام گلکدہ ومزہ ہے جسکی ایک جلد درمیان کتب خانہ سرکار کمپنی بہادر کے ولایت
مین موجود ہے ۔ اور ایک ترجمہ اردو سنہ ۱۸۴۳ع مین درمیان لکہنو کے تیار کر چہاپا گیا

اسد

تخلص رائے کیرت سنگہ کہتری کا شعر اوسکا بہی خالی کیفیت سے نہین یہہ
شعر اوسکا ہے ع

چشم کو حال ہے عاشق کے یہہ بیہوشی ہے — دل جو حیران ہین تو یہان سر خاموشی ہے

بیتاب

سنتوک رائے ہندو کا تخلص ہے یہہ ہندو مطیع الاسلام تہا وہ محمد قایم کے شاگردون
مین ہے یہہ اوسکے شعر ہین ع

گر ہے باغ جہان مین کبہو آرام سے ہم — پہنس گئے قید قفس مین چہوٹ دام سے ہم
اپنی مذہب مین ہے ایک شرط طریق اخلاص — کچہہ غرض کفر سے رکہتی ہین نہ اسلام سے ہم

امین

تخلص محمد مرزا اسمعیل ابتدا ر حال مین وحشی تخلص کرتا تہا وجہ تبدیل تخلص
کی دریافت نہین ہوسکی بہرکیف جوان فرخندہ تہا خوش فکر نیک اختلاط بہت
پاکیزہ رائے مستحکم ارتباط تہا ع

گلشن مین جب اوس گل کا ورود ہوگا — کیا جانے بلبل کے پہر جان پہ کیا ہوگا
بیٹھے تو وہی عہد ہی حسن [illegible] ہم — کہڑا نظر آجائے لب بام کسیکا
[illegible] اوس [illegible] — کر [illegible] سر گلو کے [illegible] اپنا
بث باد صبا کب طرہ سنبل نے یہہ پایا — خدا جانے کر لو [illegible]

قسم دوم

امین

تخلص میر محمد امین دکہنی ایک مشہور شاعر ہے جسکی سوائے اور تصنیفات کی ایک
ساقی نامہ ہی اور ایک مثنوی یوسف سے کہ جو کہ مسلمانون عورتون مین پسندیدہ قصہ ہے
یہہ نظم علیحدہ ہے اوس طور سے جسطرح کہ جامی نے فارسی زبان مین
زلیخا لکہی ہے اور سوا اوسکی جو اور شعراء فارسی نے لکہی ہین اور ایک دکہنی
زبان مین بہی ایک جلد ہی بنام قصہ یوسف زلیخا کے ناظم حیدرآباد کے کتب خانہ
مین یہہ کتاب ہے اوسی طور پر ہے جس طور پر کہ امین نے لکہی ہے یہہ شخص قوم سے سیدی
رہنیوالا بنارس کا شاگرد میر غلام علی آزاد بلگرامی کا طبع اوسکی ریختہ گوئی پر میل کلی
رکہتی ہے اخیر عمر مین طرف ممالک جنوبیہ کے گیا وہین فوت ہوا یہہ اوسکے شعر ہین سے

کیون شعلہ رخو مجکو جلاتے ہو کہ سینہ ۔ رکہتا ہون مین گل خوردہ برنگ پر طاوس
جی سے کہدو کہ آہ سرد کے ساتہہ ۔ ٹہنڈی ٹہنڈی سی چلے تو چل نکلے

حیران

تخلص حافظ بقاء اللہ فرزند ارجمند حافظ ابراہیم کے یہہ دونو یعنی باپ بیٹے خط
اور نستعلیق خوب لکہتے ہین اور بہت اہل اور نیک ذات ہین اور ایک بادشاہزادہ
کی سرکار مین نوکر ہین سے

ہون دوانا مین اثر کے نالۂ شبگیر کا ۔ پہر کیا قید سے مجہی اوس زلف کی زنجیر کا
جان بلب ہون تجہ بلا جاتا ہے غش آ رہی ۔ جلد آ ظالم نہین ہے وقت یہہ تاخیر کا
تا فلک پہنچے ولے پہنچے نہ دل اوسکی جا نگے ۔ آہ یہہ دیکہا اثر اس آہ بے تاثیر کا
حیران کو بعد مرگ تکلف نہین ضرور ۔ انگشت استخوان سے کہین بیٹہے داب دو

قطعہ

بعد مرنیکے یہہ خواہش ہے میری اے دوستو ۔ کچہہ نہ خواہشمند ہون عزت کا نے توقیر کا

طبقۂ سیوم

گر دہشت کی ہو نہ اوس کے آگے ہو آہ | تا کہ جانے ڈھیر ہی حیران خوش تقریر کا
کہدو میرے مزار پر کوئی نہ لائے گل | چھاتی پہ میری داغ ہیں کافی بجائے گل

حیدر

تخلص مرزا حیدر بیگ الہ آبادی کا ہی یہہ مطلع اوسکا ہے ـــ

ہی کدہر کو تو ای مسیحا دم | یاد آتا ہے وہ تیرا عالم

حیدر

تخلص میر حیدر علی نام کا ہے مولد اوسکا شاہجہان آباد اور بود و باش اوسکے فرخ آباد مین تہے یہہ شخص بیا ہے پیشہ نیک ذات خوش اندیشہ ستودہ صفات تہا اشعار متفرقہ کہتا ہے دیوان مرتب نہین کیا ـــ

تسخیر کو عالم کے نیا طور نکالا | کیا طوق محبت ہی تیرے کان کا بالا
ستمگر کے جفا سے دل میرا جاتا ہے اب ہالا | اہی شرم تو رکہیو کہ میرا عشق ہی پہلا

حیدر

تخلص میر حیدر علیخان لاہوری کا جو کہ اولاد امجاد حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ کی سے تہا بہ ترفہ اور عیش تمام اپنے ایام بسر کرتا تہا مولد اوسکا دار السلطنت لاہور اور اکثر نواح حضرت دہلی اور دیار شرقیہ کو گیا اور گرم سرد زمانہ سے واقف تہا مدت تک بلدہ محمد اباد بنارس مین ہمراہ شاہزادہ شگفتہ بخت بہادر دام اقبالہ کی سرفراز رہا آخر لشکر اورین گیا یہہ شعر طبع زاد اوسکے مین ـــ

بیوجہ نہین حسن دل افروز بتان کا | دیکہا تو یہ مظہر ہے خداوند جہان کا
یہانتک رفتہ رفتہ عشق نے پہنچا دیا اپنا | کہ رونے میں نہیں اب چاک ہنستا ہی گریبان کا
ارادہ ہی کہ ڈہب کچھ اس چشم تر کا | خدا حافظ آج اپنے دیوار و در کا
کہ ہنگامہ خشت مجہ میرزا خاموش عام نکلا | بارے جنون کی دولت اپنا بہی نام نکلا

۲۳۰ دل سلامت رہے پر ہمکو ہین لذا بہت — جب ہوئے جنس بکاو تو خریدار بہت

حیدر

تخلص نام اوسکا حسام الدین یہہ بیت اوسکی ہے

ملک خصال پری وش فرشتہ خو کہتا — مجال ہے کہ سگ یار کو مین تو کہتا

ارام

تخلص آسے پریم ناتھ کہتری کا ہے تیر اندازی مین دست قدرت رکہتا تہا اور ہوشیار صاحب اقتدار تہا اور خوشنویسی مین دست رس تام یعنے خط نستعلیق اور شکستہ دونو پر قادر تہا اوسکے عہد مین کوئے شخص خوب قلم اوسکے کو نہ پہچتا تہا اور انشا پردازی مین قادر تہا آخر عمر مین دہلے جاکر سومن اباد نبدر ہا مین جو کہ جائے معاد اہل ہنود کے ہے قیام پذیر ہوا اوسے جا ئی فوت ہوا شعر فارسے اور ریختہ دونو کہتا تہا ایک دیوان دو ہزار شعر کا اوسکا ہے اور اشعار فارسے متفرق بہے ہین

خون انکہونسے نکلتا ہے رہا — دل کا فوارہ اوچہلتا ہے رہا

کون عمخوار سے کرے آرام کی — ایک مجنون تہا سو جلتا ہے رہا

ارام

تخلص لکہن لعل کا ہے جو کہ متصدی پیشہ مرد زیرک اور دانا تہا اور نہایت خلیق اور مودب کشادہ رو اور مہذب مشق سخن کے میر انشا الہ خان انشا سے کرتا تہا اشعار متفرق رکہتا ہے

ہم او ہنا ہنہ رو کے ہجر مین کیا بسر کرتے ہین — کہ سکتے کسے حالت سے ہے جی ہی میں مرتے ہین

بعد مدت کے سپہر کبہی جو ہو تو یار سے مل — اوسکو سمجہا و ذرا یہہ کہ نہ اغیار سے مل

ارمان

تخلص شاہ علے فرزند دلبند جعفر علے حسرت کا ہے جو کہ بلاد مشرقیہ مین شعرا

طبقۂ سیوم

مشاہیر سے گنا جاتا ہے کہتے ہیں کہ یہہ جوان ہوشمند اور ارجمند تہا سے

ملتی تو بستر غم پر جو یوں کراہی ہے — تبا تو چاہیے وہ جیسی تو چاہی ہے
پہر چاہوا ہی کہہ گہر اب دیکھے کہ کیا ہو — وہ دن نہ جب سکے تو چاہت تیرا آہ ہو
تا ہر بالین او سے آنا قیامت شاق ہے — یہہ دل بیمار جکا نزعمین مشتاق ہے

ارمان

تخلص ایک امیر کا ہے جو کہ مخاطب مجاہر جنگ ہے نسبت تلمذ امیر اسد علیخان تمنا سے رکہتا ہے کہتے ہیں کہ یہہ شخص بہت پسندیدہ اطوار ستودہ کردار محبت آسا س آدم شناس تہا سے

ہاے کے گہونٹ پیا ہوں میں اوس بن ہم ہمین ارمان — رکہوں ساغر مین جب یاقوت ناب آنسو نکلے ہیں

آزاد

میر مظفر علی آزاد دہلوے مصنف ایک کتاب تنویر کا ہے علی ابراہیم نے اوسکو اکثر مرشدآباد مین دیکہا تہا معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ وہ مشغول تہا اپنی علم تنویرا کی تحصیل مین پہر بہے وہ کچہ تصنیف نظم ہندی پر بہی مایل تہا کیونکہ تذکرہ نویس لکہتے ہیں ایک غزل بہت اچہے اوسکے اپنی گلذار مین انتخاب کیے ہیں لیکن ہمکو اردو مین دستیاب نہیں ہوئے لہذا چہوڑ دے گئے سنہ ۱۱۹۶ ہجری مین موجود تہا

ازادہ

آرام آزادہ یہہ ایک ہندو تہا نے شاعر ہے جسسے ایک ہی بیت. مولا لالی اپنی کتاب نظم بلاغت مین انتخاب کیا ہے فقط

آزادہ

[illegible] ایک جوان [illegible] سنگ نام کا ہے آزادانہ توکل [illegible] اکثر [illegible] [illegible] ہوسے کتاب [illegible] پیا یا تہا اور ذوق اس [illegible]

قسم دوم

اوسکو بہت تہا مشاعرہ بہد بیلخان مرحوم عاشق تخلص کے بسبب اشتیاق تمام کی مدام
مدام پہنچا تہا اور غزل طرح کی کہتا اور شعر فارسی بہی کہتا تہا یہہ ایک شعر اوسکا ہی سو
ان دنون پیارے ترا طرز تکلم اور ہی　　طور چشمک اور ہے طرح تبسم اور ہی

آشفتہ

تخلص عظیم الدینخان نام عرف بہورخان قوم افغان شاگرد میر محمدی مائل کا ہے
کہتے ہین کہ یہہ شخص ایک مرد تہا لائق - آشفتہ طبع و آراستہ مزاج سپاہی پیشہ تہا مولد
اوسکا دہلی وہ لکھنؤ مین بیچ ۱۱۹۲ھ کی فارسی اور ریختہ دونو کہتا تہا اور صاحب
دیوان ہے یہہ حال مصحفی کے تذکرہ سے دریافت ہوا جسنے کہ ایک غزل متعلق اوس کے
انتخاب کے ہے اخر کو بسبب اکتساب باطن مائل بخدا ہوا اور توبہ شعر کہنے سے
کی اور وجہ تجارت سے اوقات بسر کرتا تہا اور ہر غزل کے مقطع مین مضمون زلف کا باندہتا تہا

برگشتہ بخت ہم سے دیکہی ہین کم کسی نے　　جب ہم ہوئے مقابل وہ موہنہ کو موڑ دیتے
دیوانگی ہمارے ہر لحظہ ہیان تازہ　　شیدا ہین اوس پری پر ہم گرچہ بد تو ہیں سے
جو گر لیا آشفتہ ہے دیکہہ تنک آنکہون کی　　گلیون گلیون حال پریشان بال بکہیری پہرتے ہین

آشفتہ

تخلص مرزا رضا قلی بیگ خلف الصدق حکیم محمد شفیع بعض کہتے ہین کہ لکہنوی
تہا بعض اکبرابادی کہتے ہین اور تذکرہ فرانسیسی سے دریافت ہوا کہ پیدا ہوا
تہا اگرہ مین پہر فیض آباد کو گیا خصوصا لکھنؤ مین جہان وہ فوت ہوا اور دفن
ہوا اور درمیان ۱۲۲۰ھ ہجری کے بارادہ علاج کرنے مبارک الدولہ نواب
بنگال کے مرشدآباد کو گیا مگر وہ اچہا نہوا اوسے بیماری مین فوت ہوا
الاّ اسکا بیٹا یعنے نواب ناصرالملک جب جانشین اپنے باپ کا ہوا تو وہ
اسے بہت محبت رکہتا تہا چنانچہ یہہ سات برس اسکے خدمت مین رہا اور

قریب لاکہہ روپیہ کے وہان سے کمایا مگر بسبب قرضداری وہان کا ہوکر کلکتہ کو درمیان ۱۲۰۴ ہجری کے چلا گیا چنانکہ اوسکے بہت تعظیم اور قدر ہوئی درمیان ۱۲۱۴ ہجری کے مصحفی کہتا ہے کہ یہہ ایک جوان تہا بے پرواہ اور کم عقل جو ہیچ کہ اوسنے اپنی باپ سی سیکہا تہا کچہہ اوسمین برکت نپائے مگر شعر کہنے کا بہت ذوق تہا ہر تقدیر اشعار اوسکے صاف اور درد انگیز ہین اس سبب سے شوقیہ بہت پڑہنے مین آتی ہین لطف اوسی خوب واقف تہا چنانچہ بیان مذکورہ بالا اوسی سے دستیاب ہوا ہے وہ کہتا ہی کہ اوسکی فن ہوسیقی کیطرف بہت رغبت ہتی بہ نسبت فن شعر کی یہہ تشا معلوم بسبب نہ فراہم کرنی دیوان کے ہی کیونکہ شعرا ہند دیوان مرتب کرنے کو گرچہ وہ چہوٹا ہے ہوا امر عظیم تصور کرتے ہین اسلئے کہ کوئی شاعر گرچہ مصنف کتب کثیرہ کا ہو لیکن اگر اوسنے ایک دیوان بہی نہ بنایا ہو تو وہ اور مصنفین دیوانات سی کم رتبہ پاتا ہے یہہ شعر اوسکی ہین سے

غصے مین اوسنے رات کو لڑائی تو لڑ گیا — پر اوٹہ کے جب چلا تو کلیجہ پکڑ گیا

جی تہا انکہون مین یار تہا دل مین — یہان تلک انتظار تہا دل مین

دم آخر جو ہچکے آتے تہے — وہ فراموش کار تہا دل مین

فقط نہ اپنی ہی تم آن دیکہتے جاؤ — ادہر اودہر بہی میری جان دیکہتی جاؤ

بجای اشک نکلتے ہین پارہ ہای جگر — تمہارے جیمین تہا ارمان دیکہتے جاؤ

اگرچہ ہو وینگے تصدیع لیکن آشفتہ — کوئے گہڑی کا ہی مہمان دیکہتی جاؤ

اپنی سکے ہوتی بیچارہ کو صدقے تو نکر — ہم بہی سج رکہتے ہین پیارے میری قربان گئی

ہمیشہ آگ نکلتی ہے میرے سینے سی — الہی موت دے گذرا مین ایسے جینی سے

اسعد

مرزا اسعد بخت خلف الصدق مرزا احسن بخت بہادر نبیرہ شاہعالم بادشاہ کا

قسم دوم

۴۳۴ ایک شعر اوسکا سنے مین آیا ہے اور حال بہے دریافت نہین ہوا مگر مین یہہ جانتا ہون
کہ شاید موجود ہون گے

تو اسعد غضب ہے کہ ہاتو نسے تیری — نہ تسبیح ٹہرے نہ زنار ٹہرے

الم

میر الم صاحب دہلوی فرزند خواجہ میر درد درویش ماہر علم تصوف سے تہا ۱۱۹۶ھ
تک حالت شباب مین تہا مصحفے کہتا ہے کہ یہہ شاعر بہت خوش خلق اور حلیم الطبع
تہا استعداد شعری وراثتاً اپنے والد بزرگوار سے پائی ہے مطلعے اور قطعے اس
شاعر کے بہت اچھے ہوتی تہی چندے مرشد اباد مین بہی وہ رہا تہا ۱۱۹۲ھ مین
ایک لونڈی مسمی دولت رام کو اوسنے چاہتا تہا ہے باعث اوسکی مقام کا وہان تہا

مین پہرون کیون نہ بیقرار ہوا — تجہسی دو قول سے قرار ہوا
شل آئینہ کو حیرت ہون — آہ کس مکہڑے سے دوچار ہوا
چہوڑتا کب ہون اب مین بہہ دامن — تیرے خاطر یہ گو غبار ہوا
ابتو اوس بت کو ہمنے رام کیا — بس خدا تجکو سب ہے سلام کیا

افسوس

تخلص میر شیر علے فرزند میر علے الہی طلب بمظفر خان دارو غہ توپخانہ نواب قاسم خان
عالیجاہ کا باشندہ نارنول صوبہ اگرہ کا سلسلہ اوسکے نسب کا امام ہمام جعفر صادق
علیہ السلام تک پہنچتا ہے شاعر اہل سخن سے ہی میر حیدر علے حیران سے اصلاح
لیتا تہا اور نہین ایام مین درمیان لکہنؤ کے عربی زبان اور علم حکمت کا مطالعہ کرتا تہا
اوسنے ایک دیوان ریختہ بہے تیار کیا ہے جبکہ مرزا جوان بخت فرزند شاہ عالم
دہلے سے لکہنؤ کو گیا اوسنے اوسکے اشعار سنکر قدر دانی فرما کر اپنے مصاحبون
مین اوسکو داخل کیا بعد چند سال کے مرزا حسین رضا خان سرفراز الدولہ کے

طبقہ سوم

۵۰۔ جو کہ نائب نواب آصف الدولہ کا تھا لارڈ ولزلی صاحب سے جو کہ گورنر جنرل ہندوستان
کا تھا افسوس کے واسطے روزگار کی سفارش کی حسب الطلب گورنر جنرل بہادر کے
افسوس مذکور کلکتہ گیا وہاں بہت عزت پائے فورٹ ولیم کے مدرسہ میں تصنیف
وتالیف اردو کتابوں پر متعین ہوا اول ہی اول ڈاکٹر گلکرسٹ صاحب نے اوسکو
گلستان کے ترجمہ کے واسطے فرمایا۔ وہ ترجمہ اس بندہ کریم الدین نے بھی دیکھا ہے
بہت اچھا ہے پہر اوسنے اور کتابیں تالیف کیں اوسکی تصنیفات سے آرایش محفل
مشہور ہے یہہ کتاب فارسی سوجان رائے کی ہے اوسنے ترجمہ کی ہے دوسرے سحر البیان
ہے جو مثنوی بے نظیر کو نثر میں اوسنے لکھے ہے درمیان سنہ ۱۸۰۹ء کے وہ فوت ہوا
یہہ اوسکی شعر ہیں ؎

قفس ہے چھٹنے کے امید ہی نہیں افسوس — حصول کیا ہے جو مژدہ بہار کا پہنچا
کیا لکھوں اوسکو میں احوال پر کہنا قاصد — ہوا ہے اسے کے سبب طاقت تحریر نہیں
دیکھتے ہی اوسے حاضر ہوئے مرجانیکو — وہ ہے اشخاص جو یہاں آئے تھے سمجھانیکو
کیوں نہوا اسقدر کہ ہند اوس بت پرغرور کو — صبر کسیطرح نہیں اس دل ناصبور کو
اوسکی آہٹ ہے جگر پہ ان سنئے — دیکھئی آگے آگے کیا ہووے ہی
دیکھ کر مجکو وہ حاضر ہوا مرجانیکو — وہ ہے غمخوار جو یہاں بیٹھا تھا سمجھانیکو
کچھ بات تمسے کر نہیں سکتے ہزار حیف — مدت میں تم ملے بہر تو غیروں نے گھیر لے

الفت

تخلص منگل سین کایتھ کا رہنیوالا عظیم آباد کا دلی میں سے آیا تھا اصلاح سخن
کے قلندر بخش جرأت سے لیتا تھا یہہ شعر جو اوسکا لکھا جاتا ہے اسی ظاہر ہوتا ہے
کہ اچھی طبیعت رکھتا تھا ؎

ہر قدم پر یہاں تلک تیں میں سو سو ناز ہے — کیونکہ گہر جانے لگے تشام وسحر وچار کی

قسم دوم

امان و لطف

تخلص میر امان دہلوی جو کہ مشہور تخلص امن ہے یہہ تخلص اپنے اشعار متفرقہ مین اونے
اختیار کیا ہے میرا امان خاندانی ہے اوسنے اصلاح شعر کسی سے نہین لی اپنی طبیعت
سی آپ ہے آپ شعر کہنے لگا تہا وہ خود کہتا ہے کہ شاعری میرا پیشہ نہین ہے اور نہ
مین کسی شاعر کا بہائی ہون میرے گفتگو اردو صاف ہی کیونکہ مین شاہجہان آباد
مین پیدا ہوا ہون اوسکی ابا و اجداد ہمایون بادشاہ کے وقت سے مغلیہ بادشاہون
کی خدمت مین رہے ان بادشاہون نے اونکو جاگرین اور انعام بہی دئی تہے جب
سلطنت مغلیہ کو زوال آیا اور سورج مل جاٹ کے سلطنت کے بنیاد پڑی اون
ایام مین اوسکے جاگیرین ضبط ہوئین اور وقت آنے احمد شاہ درانی کی اوسکا
گہر لوٹ گیا اوسوقت اوسنے اپنا وطن چہوڑکر عظیم اباد مین اختیار کیا بعد چند
سال کے وہ کلکتہ مین بارادہ روزگار گیا چند مدت تک بے روزگار رہا بعد اوسکے
ایک جوان مسلمان کے تعلیم کے واسطے مقرر ہوا۔ آخرش منشی میر بہادر علی نے
ڈاکٹر گلکرسٹ صاحب کے روبرو اوسکو پیش کیا اوس دن سے وہ محتاج نرہا درمیان
۱۸۰۱ء مین یہہ وقوع مین آیا اول ہی اول دلچسپ قصہ چہار درویش کا زبان
فارسے سی اردو مین بنام باغ بہار تصنیف کیا یہہ ترجمہ بہت دفعہ کلکتہ مین چہپ
چکا ہے اور پہر ۱۸۱۳ء مین درمیان مدرس کی چہاپا گیا پہر کانپور مین درمیان
۱۸۳۴ء کے چہپا۔ پہر ۱۸۴۳ء درمیان دہلی مولوی محمد باقر کے چہاپہ خانہ مین
چہپا۔ پہر لکہنو مین ۱۸۴۲ء مین چہپا۔ علاوہ ازین پہر انگریزی حروف مین
چہاپہ گیا۔ پہر انگریزے مین ترجمہ ہو کر کلکتہ مین درمیان ۱۸۵۲ء کے چہپا۔
پہر دہلی کے مدرسہ مین درمیان ۱۸۴۶ء کے چہپا غرضیکہ یہہ کتاب بہت دفعہ
چہپ چکی ہے اور واقع مین یہہ بہت دلچسپ اور بہت مرغوب الطبع قصہ ہے

بہت صاف اور سلیس اور عام فہم موافق محاورہ کے ہے لوس جیسے
ایک بہت اچہا ترجمہ اوسکا کیا ہی جسمین دلچسپ شروح ہین —
ب فارسی زبانمین امیر خسرو دہلوی کے تصنیف ہی یہہ ترجمہ درمیان
کے ڈاکٹر گلکرست صاحب کے خواہش سی ہوا تہا — دوسرا
فصل صاحب ممدوح کے حکم سی اخلاق محسنین کا اوسنے کیا ہے
سین واعظ کاشفی مصنف انوار سہیلی کی تصنیف سی ہے اس
حصہ درمیان دیوانا گر کے کلکتہ مین چہپا تہا اوسکا نام گنج خوبی
صاف اور خلاف اصل یعنی صرف لفظی ترجمہ نہین ہے بلکہ بعضی
وسنے بتفصیل بیان کیا ہے یہہ ترجمہ بہ نسبت اصل کی بہت فصیح و
یا گیا ہے — اغلب ہی کہ امان نے پیشتر ترجمہ کرنے ان کتابون
سبہے تصنیف کیا تہا ہمارے ہاتہہ اوسکے شعر نہین آئے بجز تاریخ باغ و بہا
اپ تصنیف کی ہی وہ یہہ ہے

ب یہہ باغ و بہار   ہتی سن بارہ سو سترہ در شمار
سکے تم رات دن   کہ ہی نام و تاریخ باغ و بہار
سمین آب کچہہ   ہمیشہ تر و تازہ ہے یہہ بہار
ہے یہہ سیراب ہے   اور لخت جگر کے ہین سب گل و بار
نگے سب بعد مرگ   رہیگا مگر یہہ سخن یادگار
یاد مجکو کرے   یہی قاریون سے ہی میرا اقرار
وتور کہیو معاف   کہ یہہ تو نہین پوشیدہ رہتا ہی خار
ب نہو خطا   یہہ چوکیگا ہرچند ہو ہوشیار
جاتا کچہہ نہین   یہی ہے دعا میرے ای کردگار

۴۳۸ تیری یاد مین مین رہون دمبدم | کئی اسطرح میری لیل و نہار
نہ پرسش کے سختی ہو مجہہ کبہو | نہ شب گور کے اور نہ روز شمار
تو کونین مین لطف پر لطف رکہہ | خدایا بحق رسول کبار

نسید

تخلص میر قطب علے نام کا جو کہ مشہور بقطب عالم ہی سکتانی سکندرآباد سی ہی فی الجملہ کتب طب پڑہا ہی معالجہ بہی نان کرتا تہا سه

جادو گری ہی شہر مین سید کا ریختہ | دیکہو سکندرہ سے بنگالہ بن گیا

سید

تخلص میر غالب علیخان المخاطب سید الشعرا کا ہے یہہ ایک سید ہے جلیل النسب اکبر شاہ بادشاہ کے دفتر کا میرمنشی خوش صحبتی سی مشہور تہا مدت ہوئی کہ اس جہان سی رحلت کرگئی تہا سنہ ۱۸۲۳ع مین فوت ہوا تاریخ ایرانسرائے کی ذاکرام نام ایک نقیب تہا نقیبون حضوروالا سے باہر دروازہ لاہوری کے جو بنی ہوئے ہی اوراب اوسکا نشان ہے باقی نرہا بہت لطافت اور پاکیزگے سے اوسنی کہے تہی وہ یہہ ہے سه

مصرع امشب کرمی کن برائے اکرام

نہ غازہ نہ گلگونہ ہی نہ رنگ حنا تو | ای خون شدہ دل تو لوکسی کام نہ آیا
سبب کیا پوچہتے ہو جسی ہے آزار رونیکا | کسیکو کچہہ مرض ہے مجکو ہی آزار رونیکا
سید سے یہہ عداوت لڑی کفر ہی بت | پڑہے ہے جنازہ اوسکا صنم اپنی تونہ آیا
زلف و کاکل خط و خال ابرو و چشم گیسو | اس دل زار کو کس کس نہ بلانے چاہا
نہ ہین گردون نہ سنگ نہ سیا ہم | دل رہتی ہین گردش مین سدا ہم
جب نہ تب شکل بتان آنہمین نظر آتی | دل کو اللہ کا کس روسے مکان کہتے ہین

یہہ دہڑک دلکی جو ہی مشفقین کچہہ اور ہی ہے — وہ مرض اور ہے جسکو خفقان کہتی ہین

مین اور ترک عشق یہہ امکان ہی نہین — ناصح کی پند سے کو یہان کان ہی نہین

جو انکو اور سے وہ ڑا جانتے ہین — تو ہم بہی کہین دل لگا جانتی ہین

یارو میری بالین سے نہ اوٹہو نہ جدا ہو — حالت مرے اچہی نہین کیا جانئے کیا ہو

بنائی کفر و دین ایک تار سے ہے — کہ سبحہ منعقد زنار سے ہے

تیغ قاتل کی میرے تن ہی نے لذت جانی — کہ ہر اک آنکہہ ہے ہر زخم کی مونہہ مین پانی

ابرو کی اشارے تیری ٹرتی ہین سبہی سے — تلوار بہہ بزم مین چلے تیر کسو سے

شاد

تخلص ایک برہمن کا برہمنون سکندر آباد ہی اوسکی فکر سی ہے شعر

اوس رنگ چنیر کا پڑا جنبش مین عکس — چنپا کی پہول ارکتی ہین وہان سی ہوا مین

شاد

تخلص ایک شخص رہنوالے ٹہانہ کا ہی نام اوسکا معلوم نہین دکہن مین گیا تہا اوسکا یہہ ہے

تا دے جو کہین دلکی پر تنک تراش — پہر رشک سے ٹکڑا کرے اگکار دان پہ آتش

خون ٹپکتا تہا انکہونسی لگی جہڑنے شرر ہی — کامل جو ہی فن اپنی مین یہہ دیدۂ تر ہے

شاد

تخلص میر احمد حسین کا ہے بزرگ اوسکی بیچ عہد سلطان شمس الدین کے عرب سی ہند مین آکر رہی اور وہ درمیان ۱۲۲۳ھ کے شکوہ آباد مین رہتا تہا

لب ہلاؤ کبہی لب ایسے ہی رعنائی کیا — کام آنکہون نی قیامت کو مسیحائی کیا

شاداب

تخلص خوشوقت رای نام چاند پوری کا ہے اور قایم کا شاگرد و نہین سی تہا اوسکا یہہ شعر ہے

قسم دوم

۲۳۰ جب تک ہو کام مژگان سی تو ابرو سے چہ کام — تیر کے ہوتے کوئی کبہی کھینچے تلوار کو

شادان

تخلص میر رجب علے نام کا شاگردوں بہو رنجان شفقت کے سے ایک شخص ہے دردمند آدمی ہے

دل نہی آہ شادان طفل ابتر کو سبق — یاد ہر نکتہ ہے مجہے یہہ حضرت اوستاد سے

شاکر

تخلص شاہ شاکر علے رہنیوالا دہلی کا ہی ایک شخص تہا پراگندہ دل اور فقیر صاحب دل

یہہ شعر اوس کا ہے ؎

اوسکی آنکہون نے نہ ایک خلق کو بیمار کیا — زلف نے بہی دل عالم کو گرفتار کیا

شاکر

تخلص محمد شاکر کا سوا اسکی کہ وہ شاگردوں محمد علے حشمت سی ہی اور زیادہ

اوسکی حال پر اطلاع نہین اوسے ہے ؎

کیا پوچہے ہے حال بلبلو نکا — جو ان پہ گذرنے تہے گذر لیے

گلچین تجہے کیا تہے بلا سی — گل توڑکے تو تو گود بہر لے

شاہ

تخلص شاہ سعد اللہ ایک صاحب دل ہے درویش خستہ جان جگر ریش اوسکی ہے

وابستہ ہی تجہسی اپنی یہان زیست — جب تو ہے نہین تو پہر کہان زیست

کبہو ہے اسقدر انکہونمین خوبصورت یار — کر رہ گیا نظر آتی ہی خوب و زشت بہی

شایق

تخلص میر ... شاگرد میر ہدایت علی کیفی تخلص ایک شخص تہا اور صاف نیک سے

موصوف اور اچہا تعریف شعر و فن ہوسے مین کامل کسو کے تہا اور یہہ شعر اسکا ہے

نو چہوڑا ہانگے آسائش کہ ہم ازبسکہ تیز — حباب آسا کوئے دم کے یہان مہمان ہین

اوس سنگدل کی دلین ورہے نہ اثر کبھے   تاثیر ہمنے دیکہہ لے بس ہائے آہ کی   ۲۴۱

شایق

تخلص میر محمد نام کا ہے پہلی پہل شاگرد ہاشم نام ایک شاہ کا تہا آخر مین شاگردی
جرأت کے اختیار کی

تماشا دیکہہ کر جراح کے مرہم لگانے کا   ہمارے زخم ٹانکے توڑ کر کہل کہل کی ہنستے ہین

شایق

تخلص محمد بدرالدین حسن ابن شاہ غلام محی الدین رومی سرہندی کا ہے شیخ
زادون بریلے سے ہین

ہین اسد لکو نہ ایک آن پتیرین آیا   دن گیا رات گئی رت گئے دن آیا

حیا

تخلص حافظ محمد حیات مرحوم کا یہ شخص طرف والد کے سی منل جغتائی اور طرف
والدہ کی سید رضوی صحیح النسب ہے بزرگ اسکی خوش معاش تہے اور بڑی
بڑی عہدون پر وقت علدارے شاہ عالم بادشاہ کی ممتاز تہے اور یہ آپ
درویش خصلت تارک علایق دنیا کا اور بہت خلیق اور شفیق بزیور صلاح
و تقوے کے آراستہ اور حسن صورت اور سیرت سے پیراستہ اور نہایت موحد
اور مہذب تہا مشرب قادریہ مین اور مذہب مین حنفی اور محبت رسول
خدا مین دیوانہ ہے کہ دو دفعہ زیارت حرمین و شریفین کو گیا اور مجاورت
روضۂ منورہ مدینہ یعنی حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی اختیار کی
اور کتابین لکہہ گذرا کیا یہان تک کہ وہین جان بحق ہوا اور جنت
البقیع مین حسب تمناے خود مدفن پایا لیکن بسبب اسکے کہ شوق ریختہ
گوئی سے کا بہ رکہتا تہا اسلئے بطور طرز طبقہ دوسیے کی شعر کہتا تہا اشعار

قسم دوم

متفرقہ اسکی ہین دیوان مرتب نہین ہوا یہہ دو شعر اوسکے طبع زاد ہین سے

کفش از دوزی خاصی پاؤن کے جو آمد نہ تہا — سر پہ جیغہ کر رکہون تن یکبار ہوتے ہو بہو

حیا کی تلخ کامی کا یہہ قصہ — مفصل جا کہو شیرین سخن سے

حیف

تخلص میر چراغ علی نام کا ہے رہنیوالا لکہنو کا تلامذین میر شیر علی افسوس سی ہے

جسکی ہر ایک امید مبدل بیاس ہو — کیا اوس مریض عشق کے جینے کی آس ہو

ہے اپنی تو نزدیک وفا خوب ولیکن — ہو لطف جو تیری بہی طبیعت اودہر آوی

یہہ دل فراق کے صدمون سے آہ مر گیا — تیرے مریض کا ایجان در کسر نگیا

وہ مہر جہان تاب اگر بام پر آوے — تابندگے نیر اعظم نظر آوے

کہتا ہی کوئی بال اوسی کوئی رگ گل — کچھہ مین ہے کہون تیرے کمر جو نظر آوے

حیرت

تخلص غلام فخر الدین نبیرہ نواب میر محمد خلف الصدق مرحوم اعتماد الدولہ فخر الدین خان شہید کا کالپی مین شب و روز رہتا ہے مسقط الراس اوسکا شاہجہان آباد ہے یہہ شعر اوسکے ہین سے

ہم اوس بزم مین یون پر ارمان نکلے — جو ہانے مین جسطرح سے جان نکلی

یہہ ستم دیکہون کن انکہون سے مین اوسکے عشق — ایک عالم اوسے کہیہ کا تماشائی ہے

مین ڈہونڈہا جو سینہ مین دل اوسکے بدلے — کئی اوس کے تیر و تنگے پیکان نکلی

او دل غنچہ ہے اور تازہ بہار آئی ہے — اب میرا ہاتہہ ہی اور دامن رہو یا ہی

حیرت

تخلص پنڈت اجودہیا پرشاد کشمیری لکہنوی کا جو کہ شاگردون قلندر بخش جرأت کی مین شمار کیا گیا ہے ایک دیوان مختصر اور چند مثنویات رکہتا ہے دیکہنی مین

۲۴۴ نا آئین فن موسیقے مین ماہر اور تیر اندازی مین مشہور تہا بہت عمر لکہنؤ مین اور
ری سے شاہجہان اباد مین گزاری چہتیس برس کی عمر مین ۱۲۳۸ مین گذرگیا یہ شعر
نقش پا اوسکی گلے سے اوٹہہ نہین سکتا ہوا ممنون احسان خوب اپنی ناتوانی کا

افسر

ص غلام اشرف شیا غلام رسول کا ذات کا شیخ بزرگ اسکے جودہرے گاوخانہ
شاہی کے تہے تلامذہ غلام ہمدانی مصحفی سے ہی اکثر فکر اوسکا متعلق سلام
مرثیہ گوئے پر تہا اوسکو نہایت شوق ہوا تہا نظم کا چنانچہ اولا اوسنے اسمین
کی اور اونکو پہیلا دیا اور سلام اور مرثیہ گوئی مین تخلص اشرف لکہاہی
اشعار متفرقہ مین افسر

دیکہی ہی یہہ داغ سیہ اپنی جبین پر آتا ہو اوسی شک تیرے روی حسین پر
م نہین کیا ہرتہ خاک تماشا نرگس کے جو رستے ہی جہکی انکہ زمین پر

افسوس

ں مرزا غفور بیگ مرحوم اقربا اس کی یہ قوم توران کے ماہگیر مشہور ہین
اب ماہگیر نہین بلکہ سپاہی پیشہ ہین سپاہگری مین عمر بسر کرتے تہے یہہ
رباوجود لشکر گردیگے شوق سخن کا رکہتا تہا اور مشق شعر ہدایت الدخان
یت سے کرتا تہا اور کبہی کبہی وقت غیبوبت اونکے حکیم ثنا الدخان
سے اصلاح لیتا تہا قاسم نے اپنی تذکرہ مین لکہا ہے کہ گاہی گاہے
شعر دکہلاتا تہا شاہجہان آباد مین فوت ہوا

دکہا کر مت غبار چہپا نا کیا تہا تہا یون مین تمکو جہانا تو دکہانا کیا تہا
تہا یہہ میرا دل تو نظر سے اوسکے زلف گر تہا نہ یہ تنے تو تہکانا کیا تہا

قادر

رہا جان اوسکے قدر اور تعظیم بہت ہوئے تہر وہ اردو اور فارسی شعر کہتا تہا اوسکا ایک دیوان اردو بہی ہے

حکیم

تخلص محمد پناہ خان کا یہہ ایک جوان ہے خوش اختلاط گرم ارتباط کتب سیر فارسی پر نظر رکہتا ہی اور علم موسیقی سی ماہر شاگرد خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کا اوائل میں نثار تخلص کرتا تہا اور آخر میں جبکہ اکتساب قبول طبابت کا کرنا شروع کیا حکیم تخلص رکہا ہے

پوچہتے کیا ہو حکیم جگر افگار کا گہر ایک تکیہ سا ہے اوس شوخ کے دیوار کے پاس

کہتی ہیں حکیم آیا میخانے سے مسجد میں ہمکو تو تعجب ہے وہ کب مسلمان ہوا

تیری لئے خلق در بدر رہے ای خانہ خراب تو کدہر ہے

ہم ہی صنم کے غم میں نہ ایمان سے گئے کتنے ہی بندگان خدا جان سے گئے

ہم تو کیونکر کہیں کہ بوسہ دو گر عنایت کرو عنایت ہے

ہی رشک و تحمل کیوں یہہ آستین تیری پر اشک خون تہا کسکے اس سے پاک ہوئی

جی جانیکے یہہ علامت ہے دل کا لگنا نہیں قیامت ہے

حکیم اوسکے کوچہ میں پوشیدہ جانا مبادا کوئی تجکو پہچان جاوے

حضور

تخلص لالہ بال مکند بہادر کوچک لالہ جہتم لال کا ہی جو کہ حسب ظاہر زنار دار گہرانے تہا اور باطن میں درویش قادرے گیارہویں حضرت محبوب سبحانی کے ہر چاند سے کیا کرتا اور علم فارسی سی بہرہ وافی رکہتا تہا اور رویسے بقدر کافی جانتے یاب تہا شعر اپنے حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کے نظر سی گذرانتا تہا

[illegible]

قسم دوم

یہہ جو چشم پر آب ہین دو نو
ایک خانہ خراب ہین دو نو

وہان رشتہ محبت معشوق توڑا ہین
یہان ٹکرے ٹکرے دلکی ہم ہی جوڑتا ہین

نہ پاؤن کو جنبش نہ ہاتہو مین طاقت
جو اٹہہ کہنچون مین دامن اوس دلربا کا

سر راہ بیٹہے صدا ہے یہہ اپنے
کہ اللہ یاور رہے بیدست و پا کا

یہان محبت نہین ہے جان باقی
وہان اب بہی ہے امتحان باقی

جفا کو تم وفا سمجہے ستم کو ہم کرم سمجہے
ادہر کچہہ دل مین تم سمجہے ادہر کچہہ دل مین ہم سمجہے

گالے تمنے دی غصے سے ہم چپکا رہے ہنسکے
بس اب چپکے رہو کیا کچہہ تم سمجہے کچہہ ہم سمجہے

حفیظ

تخلص حافظ محمد حفیظ دہلوی کا ہی یہہ خوشخط و آراستہ مزاج خوش طبع ظریف اور نیک نہاد تہا مرثیہ خوانی مین مشہور اور مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ کے خوب جانتا تہا اصل اوسکے خطہ دلپذیر کشمیر مولد او مسکن دہلی جنت نظیر شعر ریختہ مین طرز خاص جو اوسنے اختیار کی ہی اچہی ہے اور اشعار کے اصلاح حکیم ثناء اللہ خان فراق سے لی اور کبہی کبہی حکیم قدرت اللہ خان قاسم سے بہی اصلاح لیتا تہا تیرہ برس اوسکے وفات کو ہوئی سنہ ۱۲۵۰ ہجری مین فوت ہوا

دفعتاً اوس بت کافر کو دلارام کیا
بس غضب تو نے کیا سحر کیا کام کیا

مین تو بدنام ہوا عشق مین الہی کرے
وہ بہی بدنام ہو جسنے مجہے بدنام کیا

محبت آہ کیا کیا رنگ عاشق کو دکہاتی ہی
اگر اکدم ہنساتی ہے تو پہر برسون رلاتی ہی

جو بیوفا ہین اونسے وفا ڈہونڈتا ہی تو
حیران ہون مین حفیظ تیری عقل کیا ہوئی

حضرت دل میری حقین دیکہی کرتے ہین کیا
بیقراری آپکی بے اختیاری آپکے

ہمکو جتنا چاہنا تہا چاہ سے چاہا تمہین
ہو چکے باری ہمارے اب ہے باری آپکے

[illegible] شاکی کیا کرو ہم آنکلا
[illegible] ہونگے پہر کیون ناتمن ہمارا [illegible]

قسم دوم

شیدا

مولوی امانت اللہ بنگالے درمیان کلکتہ کے سنہ ۱۸۰۲ع مین تہا اوسنے ایک ترجمہ ہندوستانی
بنام ہدایت الاسلام تصنیف کیا ہی اسکا ترجمہ فارسے مین ہوا ہے۔ دوسرا صاف اردو
سنہ ۱۸۰۴ مین چہپا۔ تیسرا ترجمہ قرآن شریف کا اردو مین اونکے تصنیف ہی جسمین کسی اور
عالم کے بہی مدد ہوئے ہین۔ چوتہا ایک اردو ترجمہ فارسے کتاب اخلاق جلالی
کا یہہ کتاب چہپایا کلکتہ مین سنہ ۱۸۰۵ مین شروع ہوئے تہی مگر پوری نہ ہوئے فورٹ ولیم
کے مدرسہ مین

شمشیر خان

پہلے یہہ خدمت جان حالکم صاحب کے جو کہ مشہور زبان ہائے مشرقی اور
لشکری اور ملکی ہندوستانی ہندوبست اوسکو خوب آتا تہا اوسکے خدمت مین رہتا تہا
وہ منشی تہا بعد ازان سنہ ۱۸۰۲ مین وہ بنگلور مین جو میسور مین ہے رہتا تہا وہان ایک
زنڈر صاحب کے ہمراہ ایک دکہنی ہندوستانی مین اوسنے ترجمہ کیا ہے ہین
اعتصام الدین کا سفر جو فارسے مین لکہا گیا تہا اس کتاب کا نام شگرف
نامہ ولایت ہی جو سفر سنہ ۱۷۶۵ع مین لکہا گیا تہا یہہ سال سرکار کمپنی کے واسطے
بہت مفید ہوا چنانچہ اسے سال مین وہ مشہور عہد و پیمان الہ آباد کے گئے تہی جس سے
لارڈ کلاو صاحب کمپنی بخت شاہ عالم سے صوبہ داری بنگال اور بہار اور اڑیسہ
کی حاصل کی اعتصام الدین یہہ اسی باب مین ایلچی ہوکر شاہ عالم پاس آیا تہا

شگفتہ

مرزا سیف علی شگفتہ بخت شیا شجاع الدولہ نواب اودہ کا سنہ ۱۷۵۶ع سے سنہ ۱۷۷۵ع
تک علمداری کرتا رہا مصحفی کہتا ہی کہ وہ جوان ذہین اور حلیم الطبع اور حیادار
تہا اول مین اوسکا تخلص بیان تہا پہر شگفتہ ہوا مرزا کاظم علی جوان سے

طبقہ سیوم

 اصلاح لیتا تہا اوسکی شعر صاف اور بلند الفاظ شستہ خصوصاً قصیدہ مین بہی
شعر اوسکے ہین سہ

انکہین چرا کے شب وہ بہانے سی اٹہہ گیا ۔ حرف مروت آہ زمانی سے اٹہہ گیا
بوسہ لیتی ہوئے ہم دیکہو ادب کرتی ہین ۔ گالیان دیتی ہین یہ آپ غضب کرتی ہین
غم نکہا ایدل اگر شب زلف کی تاریک ہے ۔ پاس ہے رخ اوسکا یہی صبح بہی نزدیک ہے

شورش

میر غلام حسن شورش عظیم آباد سے مشہور بنام میر بہا خواہرزادہ ملازن میر وحید اور شاگرد میر باقر حزین کا وہ بہت مغرور اور متکبر آدمی تہا اوسنے ریختہ مین ایک تذکرہ شعرا کا لکہا ہے اوسکا ایک دیوان بہی ہے ۱۱۹۵ ہجری مین فوت ہوا یہہ ایک شعر اوسکا ہی سہ

رقیب گرچہ بہت بر خلاف ہیں شورش ۔ ہوا کری ہین سے یار کا م سی کام

بخشش

بخشش علے فیض آبادی مصنف ایک ترجمہ اردو کتاب سیر المتاخرین کا جو کہ فارسے مین ہتے یہہ ایک تاریخ ہندوستان کے بہت مشہور اور اچہے تاریخ ہی جسکا ایک ترجمہ انگریزے زبانین بہر درمیان کلکتہ ۱۷۸۹ء مین چہپا تہا بعد ازان وہ ترجمہ کرنیل برگ صاحب نے لندن مین چہپوایا بخشش علے کے ترجمہ کا نام اقبال نامہ ہے اجتک سوسائٹی کے کتب خانہ مین ایک جلد اوسکے درمیان کلکتہ کے موجود ہے فقط اب اوس فارسے سیر المتاخرین کا ترجمہ چند مدرسون شاہجہان آباد نے اردو نثر مین کر کے چہپوایا ہے

حسرت

تخلص جعفر علے خلف ابو الخیر لکہنو کے سبے بزرگ ایکے وسطے مین پیشہ

کرتا تہا اور سیکھنے سے ایام بسر کرتا تہا بہت خلیق اور متواضع تہا قریب بیس برس کے
گذری کہ مر گیا سبب تفنن طبع کے شعر ریختہ بہی کہتا تہا یہہ اشعار اوسکے ہین نتیجہ

غرق ہوتے نظر آتی ہی مجہی کشتی نوح — چشم گریان نے مری گریہ یہ طوفان کیا

ہوشیاری جو آرام بنایا ہمنے — جان تو جہ اپ کو دیوانہ بنایا ہمنی

کہان کہو کو تری یاد کو چہرا ہوئے پر — جیتی ہے عشق کب ہاتہ اوٹھایا ہمنے

آنکہہ تو رو کے چہوٹ جاتی ہے — دل بیچارے پہ آفت آتی ہے

شمع کے طور آتش الفت — سر سے لی پاؤن تک جلاتی ہے

درد دل کسی مین کرون اظہار — سن سکے کون کسکے چہاتی ہی

دن تو گذرا پہاڑ سا جون تون — دیکہین رات کیسے آتی ہے

غیر کے پاس روز جاتے ہو — اپنے حسرت سے عار آتی ہے

حسرت

میر محمد حیات حسرت دہلوی سے مشہور بنام ہیبت قلی خان نواب شوکت جنگ پسر نواب
صولت جنگ جو کہ صوبہ دار پورنیہ کا بنگال مین تہا نواب سراج الدولہ صوبہ دار
بنگال کے خدمت مین بہی وہ رہا تہا درمیان ۱۱۶۹ ہجری کے نواب مبارک الدولہ
میر مبارک علی خان صوبہ بنگال کے افسرون مین سے تہا ۱۲۱۵ ہجری مین فوت
ہوا بسبب ظرافت اور رد قیہ تر ہے کی مشہور ہے بدیہہ گو اور حاضر جواب بہی
بہت تہا وہ مرزا جان جانان مظہر کے شاگردون مین سے تہا اوسکی دیوان
مین دو ہزار شعر ہین اسی شاعر کے قصہ طوطے نامہ تصنیف سے ہی شعر اوسکے [illegible]

محشر

علی نقی محشر اوسکے ابا و اجداد خواندہ تہے اور وہ خود لکہنو مین تعلیم
پایا تہا نظم اوسکو بہت شوق تہا اردو و فارسی دونون شعر کہتا تہا غرور

طبقہ سیوم

شاعر ہے کا۔ کہتا تہا اپنے وقت سے کے حقیقت کچہہ نہ جانتا تہا مرزا علے مہلت کو لکہنو
مین قتل کرکے جانب دہلی کے بہاگ آیا تہا بعد دو برس کے اکبراباد مین جاکر رہا
جب اوسکو اطمینان اس امر کا حاصل ہوگیا کہ مہلت کے رشتہ دار اب کچہہ مجکو نہین
کہینگے او سوقت لکہنو مین گیا ہرچند کہ وہان بہت ہوشیار بسر رہتا تہا لیکن بعد
چند سال کے مہلت کی رشتہ دارون نی درمیان ماہ محرم سنہ ۱۲۰۳ ہجری کی اوسکو
غفلت مین پاکر قتل کرکے خون مہلت کا عوض لیا اون ایام مین اوسکے عمر بیس
برس کی ہے تہے خواجہ میر درد سی اصلاح لیا کرتا تہا یہہ دو شعر اوسکے ہین ۔

دور مین اوس چشم کی گردونکو آسایش نہین — کس گہڑی ہے کس دم فتنہ کی فرمایش نہین
جان منتظر ہے آنکہون مین وقت رحیل ہے — جلدی پہنچ کہ تیرے ہی آنیکی ڈہیل ہے

اسلام

تخلص شیخ الاسلام رہنوالے قصبہ تہانہ جو کہ مضافات سہارنپور سے ہی اس شخص کو
ہر ایک فن مین گونہ آشنائے تہی اور آتش بازے خوب بناتا تہا اور ظریف آدمی
تہا ہنسوڑا اور خوش فکر اور پارسا آدمی تہا اوسکے پوتی نی میرے ملاقات گو وہ
مفلس ہے پر ہوئے تہی اوسنی بیان کیا کہ تخمیناً سنہ ۱۸۴۲ع مین یہہ شخص فوت ہوا
ہی اوسکا یہہ شعر ہے ۔

ظلم ظالم کا پہرنگ بہی رہتا ہی بجا — ہین یہہ بار وے عقاب جو تیر کے پر

فرصت

مرزا الف بیگ فرصت الہ آباد کا اوسکے ابا و اجداد ایران سے ہندوستان
مین آکر رہے جس عہد مین علے ابراہیم تذکرہ لکہتا تہا فرصت کے ہمراہ الہ آباد
مین کوئے شاعر نہ تہا وہ درمیان لکہنو کے سنہ ۱۸۱۲ع کے پیشتر فوت ہوا

غیرت

۲۰۵۶ بیان قلندر بخش جرأت کے شاگردوں میں

گرم

تخلص مرزا حیدر علی بیگ خلف مرزا نیاز علی بیگ باشندہ دہلی کا شاگرد مصحفی کا تہا اوسکے شعر ہیں ۱۱۹۴ھ میں موجود تہا

حسرت سے دیکہتا ہوں میں جب یار کیطرف | لگتا ہے تب وہ دیکہنی دو چار کیطرف
لوہو میں بہر رہی ہیں میرے سا تہ تیغ تا | تربت پہ کس شہید کے تو نے چڑہائے گل
گلدستہ لا دیا جو گل اوسکو رقیب نے | ہمنے بہی گرم رشک سے تہا تہوں پہ کہائے گل
تیغ نگاہ کسکو دیکہے ہے یار ب | جو زخم سے آپ ہزار سقدر ہیں
سیل گریہ میں ہم تا بکمر ڈوب گئے | یہاں تلک روئے کہ ہمسایوں کے گہر ڈوب گئے

غضنفر

تخلص غضنفر علی خان نواسہ غلام حسین گرد نژہ ساکن لکہنو کا جرأت کے شاگردوں زرین سی ہے تذکرہ والے لکہتے ہیں کہ تمام شاگردوں جرأت سے ممتاز تہا اوسکو میاں کہلو بہی کہا کرتے تہے آبا و اجداد اوسکے حرمشاہی کا عہدہ رکہتے تہے لیکن وہ بہت نجیب کا آدمی تہا جرأت کی مشہور شاگردوں سے ہے یہہ شعر اوسکے ہیں

کہتا تہا اس مریض کو وہ کل ہنسا ہنسا | کردی گو نئے معاف کسکا کہا سنا
تصور میں ہوا تی دو بدو ہم | کیا کرتی ہیں پہر دن گفتگو ہم
کبہی دیکہے جو کل تصویر مجنوں | تو گویا بیٹہے ہیں لبس ہو بہو ہم
لایا یوسف کا مصور جو دکہائی نقشہ | لگا اوس نقشے سے وہ اپنا ملانے نقشہ

حمید

حمید چند لکہنو سے بوقت تذکرہ لکہنے علی ابراہیم کے لکہنو میں رہتا تہا میر نصیر کے شاگردوں میں سے ہے رندانہ مذہب تہا ریختہ کا اوسکو بہت شوق تہا

طبقہ سیوم

ہوس

مرزا محمد تقے خان بیٹا نواب مرزا علیخان کا درمیان ۱۸۱۲ء کے لکہنو مین رہتا تہا اوسکی اشعار سلیس اور عبارت خوش اور شیرین ہے تصنیفات سے اوسکی ایک مثنوی لیلے مجنون کے بہت دلچسپ ہے اکثر شعراء اہل اسلام نے اس قصہ کو لکہا ہی خصوصاً مولوی جامی نے فارسی مین بہت دلچسپ لکہے ہے جسکا ترجمہ زبان فرانس اور انگریزی مین موجود ہے اوسکی یہہ شعر مین ؎

نزع مین ہے عجب طرح سی دل شاد کیا — آئی ہچکی تو کہا اوسنے ہمین یاد کیا

جانا ہوس کے بزم مین تجکو روا نہین — بدنام ہے تو دوستی گل سے ای صبا

ہجر کہا اگلی زمانے خبر سچ تو یہ ہے — کہ تیرے عہد مین تھا کوئی پیدا ہوا

محشر مین ساتھ لیگیا کیون نشان یار — سینے سے مین نکال کے پیکان خجل ہوا

دی مجھے درد عشق نے غم مین ہے ایک خوشی — رونے پہ میری دیر تلک وہ ہنسا کیا

انکار سے کیا تمہارے صاحب — بندہ تو غلام ہو چکا اب

ہوس جب ذکر آجاتا ہی اوسکا — زبان ہوسنے نہین دو دو پہر بند

رنجش کا انہونے ہی کیا وقت نکالا ہی — مجھسے وہ گشتے مین جب جب سوتے ہین

یہی ہے سوچ مجھے چین کیونکر آوی گا — جو یاد تیرے ادائین ہزار آتی نہین

غش آنجائی دیکھکے فصاد کو کہین — پردیس اپنا ہاتھ نہ باہر نکال تو

مین درد دل کیون تجسے تو کہل کہلا کی ہنسیگا — نہ میرے سادہ دلی تیر اگر نکل جاوے

تڑپا نہ تیرا صید تیرے تیر کو کہا کر — اس قدر سی کہ پہلو نہ پیکان نکل جائے

مجنون سے ہوس ہو نہ سکا ہمسر مقابل — تھوڑے سے تو اٹھی ہی ہمکو اگر تے ہے

ہدایت

میان شیخ ہدایت اللہ دہلوی یا ہدایت خان موجب بیان صاحب گلشن ہند کے

قسم دوم

وہ دوست اور شاگرد خواجہ میر درد کا تہا ہوا ر ایسکے ایک مثنوی اوسنی بڑے
قدر کی در باب بیان بنارس کے تصنیف کی ہے اشعار مین شاگرد - میر درد کا تہا
ایک دیوان چہوٹا سا ریختہ کا بہی اوسکا ہے جسکے بہت لوگ صحفے اوسکی بہت مدح
کرتا ہے وہ دیوان اسنے بہت مدت کا دیکہا ہے یہہ شعر اوسکے ہین درمیان سنہ ۱۲۱۵ کے فوت ہوا

نہ رحم اوسکے ہی جہین نہ لیہن اپنی صبر — ہمارے گذرینگے کیونکر اب ہے کیا ہوگا
دیکہہ اوسکے چشم مست کو دل تو بہک گیا — بس میرے جان دے دے پیالہ تو نہین چہلک گیا
تا تو اٹہانے احسان ہے میری گردن پر — کہ تیری یاد نے سر مجکو اٹہانے نہ دیا
چاہا مین درد دل کہون پر اوسکے روبرو — جون زخم ایک دگر لب اظہار سل گیا
کتنی ہے نہین یہہ ہجر کے شب — یارب کیا آج ہو گئے صبح

حسینی

میر بہادر علی حسینی بہت ذی قدر شاعر ہے اوسنے سحرالبیان کے طور پر ایک
کتاب تصنیف کی ہے جسمین بدر منیر اور بے نظیر کا قصہ مشہور بیان کیا ہے اس کتاب
کا نام نثر بے نظیر ہے مگر نظم بہی اوسمین ملا ہوا ہے درمیان سنہ ۱۸۰۲ کے کلکتے مین
چہپی تہی - اور ایک رسالہ بنام قواعد اردو جو کہ بنام رسالہ گلکرسٹ اردو زبان
کے صرف و نحو چہاپا گیا ہی - تیسرا ترجمہ ہندوستانی ہتوپدیش کا بنام اخلاق
ہندی ہے جو اوسنے درمیان سنہ ۱۸۰۳ کے ایک فارسی ترجمے جو بحکم شاہ ناصرالدین
حیدر نواب بہار کے بنام مفرح القلوب کے تیار ہوا تہا اوسنے کیا تہا اس کتاب
کی ترجمہ اردو بہی ہوتی ہین - اور ایک ترجمہ ہتوپدیش کا ہندوی مین چہاپا گیا
درمیان سنہ ۱۸۰۳ کے وہ ترجمہ بہرت پور کے راجہ کی ایک پنڈت نے تیار کیا تہا
- چوتہا ترجمہ اوسنے ایک تاریخ آشام کا ہے درمیان سنہ ۱۸۰۵ کے بموجب
خواہش کوبرک صاحب کے تیار کیا تہا اس دلچسپ تاریخ کے اصل اور ترجمہ

کی وقت مین مولوی احمد شہاب الدین طالش نے لکہی تہی — یہہ ترجمہ اور تصنیفات
اوسکے سی عظیم القدر ہے — اور ان کتابون مفصلۂ الذیل مین اوسنی مدد دی ہے
— ترجمہ قصہ لقمان وغیرہ مصنفہ کے مین جو ڈاکٹر گلکرسٹ صاحب نے چہپوائے تہے
اور ایک ترجمہ قرآن شریف کا اردو مین جسمین سوا مددگارون کے کا علما
جو ان کے بہی مدد سے جسمین باپ سید عبد اللہ کا جنہنے ترجمہ مولوی عبد القادر
کے اردو ترجمہ قرآن کا چہپوانے مین اہتمام کیا

سعید

تخلص قاضی سعید الدین خان خلف الصدق قاضی القضات نجم الدین علیخان اہل
کاکوری سی ہیں جو کہ ایک قصبہ ہے لکہنو کا یہہ ایک شخص ہی صاحب مرتبہ اور ثروت کا
اور صاحب اخلاق اور مروت کا مدت تک خدمت فتوی دیکی انکے ساتہہ متعلق رہی
عیش و عشرت مین اپنی اوقات بسر کے بتقریب دورہ کے ہمراہ کسی انگریز کے
وارد شاہجہان آباد ہوا تہا صاحب گلشن بیخار سے اوسکی ملاقات ہوئی
تہی اور وے لکہتے ہین کہ اوسے زمانہ مین پہر یہہ سننی مین آیا کہ اوسکے آنکہین
اندہی ہوگئین مثل مردمک دیدہ کے خانہ نشین ہے

بیدماغے ادمی ملنی سی نہو کیونکہ پہر — کہ پری کو نہین خوش آتے تہا انسان کے لو

ذوقی

تخلص المعروف شاہ ذوقی ایک درویش ہیں لکہنو مین یہہ اوسکے شعر ہین

اپنی یہہ چاہ اوسکے وہ صورت — ای عزیز ونگاہ کیجیے کا
ہی بات گمان اوسکی ابتر ہی اوسین جو — تدبیر سے لاحاصل تقدیر اوسین جو
جلد آمل جو تجکو آتا ہے — ورنہ کوئے دم کو دم روانہ ہے

ذوقی

قسم دوم

۲۹۰ تخلص ذوق قوام نام مراد آباد وطن ہے نسبت شاگردی کی مہدی علی ذکی سے رکھتا ہے
اور پیشہ عطر فروشی کا کرتا ہے کہتے ہیں کہ موسم میں درمیان کوچہ و بازار کے
اشعار پڑھا کرتا ہے ؎

ملنے کے تصور میں کچھ کم نہ مزا دیکھا
گرچہ نہوا اوسکے تصویر ہی او میں ہوں

ذوقا

تخلص ذوقا شاہ نام اہل بنارس سے ہے ایک فقیر ہے سر و پا برہنہ میرٹھ کو
پہر گیا تہا یہ شعر اوسکا ہے ؎

لی بام کے میں زینت کسی رکے
ہم بات ڈہکر روڑی ہیں ادہر نہ اودہر کے

راقم

تخلص خلیفہ غلام محمد یہ ایک جوان ہے خوش خلق نیک خصلت شیرین گفتار
پاکیزہ خو کتب فارسی کی مہارت رکھتا ہے اور انشا پردازی میں بہی ماہر
فن البلاغہ علوم عربیہ سے بے بہرہ رکھتا ہے لیکن اصول کتاب سے خوب ماہر
اور ہنر خوب ہے خط نستعلیق اور نسخ اور شفیعا اور ثلث اور شکستہ وغیرہ
لکہتا ہے گاہ گاہ فکر ریختہ بہی کرتا ہے قبل اوسکے کہ لکھنو کو نہ گیا تہا حکیم قدرت اللہ
قاسم سے شرح شمسیہ اور حاشیہ میر کا پڑہا کرتا تہا اور شعر کی اصلاح بہی
اونہیں سے لیا کرتا تہا پہر جب کہ لکہنو سے آیا تو مرزا محمد عشق سے کتاب
فن طبابت کا کرنا شروع کیا اور ایام حیات پیشہ مشغلہ میں بسر کرگئے بہرکیف یہ
دو شعر اوس کے ہیں ؎

جو کوئی تجہسے دل لگاوی گا
آپ اپنے کئے کو پاوے گا

رو ٹہنا بات بات پر اوسکا
ہمکو کیا جانے کیا دکہاوے گا

ذوق میں تیرے جو مرگئے ہم
عشاق میں نام کرگئے ہم

قسم دوم

ہے عشق آدمی سے کے ذیشان ہی نہیں   جسکو نہووے عشق وہ انسان ہی نہیں
دیکھ ہمک شمع کو عاشق کے تاثیر دیتے   کسطرح جلتے ہیں اوروں کے جلانے والے

رضا

رضا دکہنی یہہ دو بیت اوسکے قصیدہ مین کے ہین جو کہ کسے کی مدح مین کہتا ہے

ہین کہان ایسے بے عدیل و نظیر   راے سے جنکے موافق تقدیر
سیکہہ جاوے یہان ارسطو بہی   علم حکمت فراست و تدبیر

رضا

تخلص مولوی عبد الرضا تہا تیرے کا یہہ شخص شاہ امام بخش تہانیسری کے

مریدون مین سے ہین

آدمی بلبلا ہے پانی کا   کیا بہروسا ہے زندگانی کا
کبہو ہنسا کبہو دکہانا آنکہ   یہہ ہے شیوہ ہی دلستانی کا
ابتو تہانیسرے رضا کو شاہ   دیجے حکم کامرانی کا

رضا

مرزا محمد رضا شاگرد مرزا محمد رفیع السودا کا یہہ شخص رہنیوالا لکہنو کا ہے
بموجب تحریر قاسم کے اور بموجب تحریر شفیق کے عظیم آباد کا اور شاگرد میر ضیا
کا مرد خوش خو نیک طینت محبت نہاد پاک خصلت سفر مین آیا ہے یہہ دو شعر

اوسکے کہے ہوئے ہین

یارب یہہ آرزو کبہی دل مین نکالیے   جبتک کہ یار رہے کبہی دم نکل جائے
ہجر کی رات کیونکہ گذر سکے   یہہ کوسا تہا اپنے افغان و نالے

رضا

مرزا جیون خلف الصدق مرزا جان تو رہیگے جو کہ نیک خصلت اور

طبقہ سیوم

آہ میرا دامن تر اس نے گلو پڑا ہے اشک گلگون مین تیرے لخت جگر ابر سا ہے ۲۶۳

راسخ

تخلص غلام علی نام عظیم آباد مین درویشانہ عمر بسر کرتا تہا سنہ ایک ہزار دو سو چار ہجری مین فوت ہوا یہہ دو شعر اوسکی ہین ؎

دشمن در پردہ کی اپنی آتش کیا کیا آپ تو پردہ مین بیٹہی اور ہمین رسوا کیا

اب اور نگاہ ہونے ایجاد گلستان مین راتون کو لگا رہنے صیاد گلستان مین

راجہ

تخلص راجہ بہادر خلف الصدق راجہ شتاب رای کا دیوان نام بنگالہ کا ہے اوسکا یہہ شعر ہے ؎

یہہ زخم دل ہمارے مرہم تلک نہ پہنچے دم ہم تلک نہ پہنچا ہم دم تلک نہ پہنچے

رضی

تخلص میرزا رضی خان منجم کا جو کہ امرای لکھنؤ سے شمار کیا جاتا ہے اور وہ سلطنت نواب وزیر الممالک سے رکھتا ہے ایک مثنوی لیلی مجنون کی بزبان ریختہ اوسکی تصنیف سی ہے دیکھنی مین نہین آئی ؎

دل کو طلب سے ہے اور تمنا ہی جان کی یہہ ہم پہ مہربانی ہی اوس مہربان کی

رضی

تخلص سیف الدولہ سید رضی خان بہادر صلابت جنگ کا ہے متوطن شاہجہان آباد کا تہا اس شہر کے امیر و ن سے گنا جاتا ہے مسائل فرقہ اثنا عشریہ کو خوب جانتا تہا شنید نیئی مصنف تذکرہ گلشن بہار سے بہر تعارف رکہتا تہا مدت ہوئے گذر گیا اوسکی وفات درمیان سنہ ۱۲۰۰ ہجری کے ہوئی

میری قتل کو نہین منع کئے ہین تیرا نام ہو گا میرا کام ہو گا

طبقۂ سیوم

چال کا آوے مشہور ہے یہہ ایک جوان تہا متواضع اور شیرین زبان شعر اوسکا اچہا
ہوتا تہا اکثر اوقات اکتساب فیض سخن کا شاہ محمد نصیر الدین نصیر سے کیا آخر مین میر
نظام الدین ممنون کے شاگردونمین شمار کیا گیا مدت ہوئے کہ مر گیا صاحب دیوان تہا ؎

تمہاری وصف دندان مین یہہ ہمسری شعر ہوتے ہین
کہ گویا رشتہ مضمون مین موتی پروتی ہین

غیر سے گرم اختلاط ہے وہ
ہم سبہے سنتے ہین اور جلتے ہین

کونسی وحشت کی اسکو اتنی قدر ہے یاد آہ
ننگ سے اب تک بہرا جو دامن کہسار ہے

رضا

میر رضا علے طغرا نویس لکہنوی کا ہی تخلص رضا ہے کہتی ہین کہ یہہ شخص
بہت شوخ مزاج آزاد وضع تہا شعر اوسکا کیفیت کا ہوتا تہا عظیم آباد کے
رہنیوالو نمین سے ہی میر ضیاء کے شاگردونمین سے ہی شروع جوانی مین نیک
بختی اور پارسائی اختیار کی ؎

ہدف ناز جو کل سینی کا صندوق ہوا
تیر جو دل مین لگا سو لب معشوق ہوا

مت پوچہہ رضا کا حال غم تنہائی
ایک دل تہا سو کہو بیٹہا ایک دل سے جدا ہوئے

رضا

مرزا علے رضا ناگپورے فن طبابت مین دست قدرت رکہتا ہے گاہ گاہ
فکر ریختہ بہی کرتا تہا یہہ شعر اوسکا ہے ؎

خود نمائی کا اگر شوق ہے تجکو پیارے
بس رضا اپنی کو دکہلا دے بہار دم مین

رضا

ایک جوان ہے خاندان سیادت سے میر محمد علے نام جو میر شنو سے کر مشہور
تہا یہہ ایک جوان طالب علم ہے رہنے والا لکہنو کا میر ضیاء الدین ضیاء کے
شاگردونمین سے جو کہ صنعت کشتی اور شمشیر بازی مین مشہور ہے اور علم

قسم دوم

۲۶۶ دوض اور قافیہ مین مہارت رکہتا ہے یہہ شعر اوسکے ہین سہ
اسکا کچہہ انجام ہے سمجہا کہ تو کچہہ ای فلک   حسن روز افزون ہان یہان عشق افزون ہار

رضا

تخلص حمید الدین خلف حکیم کلوئے چاند پورے کا یہہ دو شعر اوسکی ہین سہ
آہ کیا دن تہے کہ ہم ساتہہ تیری ای گلرو   دو قدم صحن خیابان مین چلی بیٹہہ گئی
اب یہہ حالت ہی کہین چہپ کے تیری گذر   ہین گنہگار جو دیوار تلے بیٹہہ گئے

رضا

تخلص میر محمد سید کا ہے جو کہ رہنوالا لکہنو کا اور شاگردون مین میر ضیا کے گنا جاتا ہے
نقش شیرین کا شی پتہر سے پراوسکا خیال   یہہ نہین ممکن کہ جاوے خاطر فرہاد سے

زار

تخلص برہان الدین خان کا ہی جو کہ خط شکستہ لکہنے مین مشہور تہا نظم کتب فارسے
اور کچہہ رسایل عربی پر بہی رکہتا تہا بہت خلیق اور کشادہ پیشانی تہا اکثر شاہ علی
خوا صون مین ملازم تہا فارسی اور اردو دونو زبان مین شعر کہتا تہا یہہ چند شعر اوسکے ہین
کیونکہ اوس بت کو بیحال دل زار لکہون   کب وہ دیکہے ہی خدا کا ہی اگر نام لکہون
چرخ سے کیسے انقلاب ہوئے   پر کبہی ہم نہ کامیاب ہوئے

زار

تخلص ایک سیدزادہ میر مظہر علی نام کا ہے جو کہ نواب احمد علی خان شوکت
جنگ کے ملازمون مین سے ہے بڑی رتبہ کو پہنچا سہ
اگر کچہہ بس چلے اپنا تو کا ہیکو یہہ خوار ہو   پہنچا ہون اوسکو اپنی صبح جو اختیار ہے
اب ہاتہہ سے نکل گیا اور پریشان مجکو   خوب تہا اس سے وہی گوشہ زندان مجکو

زار

طبقہ سیوم

تخلص میر جون اصل اوسکی کشمیر مولد اوسکا شاہجہان آباد دیکھا ہی کہ اوائل میں شوریدہ مزاج تھا آخر کو سودا اوسکے مزاج پر غالب آیا پھر افاقہ پایا ۔ ۲۶۷

ایکدن پہلے ہی دنیا سے اوٹھانا ہمکو | یا الٰہی شب فرقت نہ دکھانا ہمکو
لیجاویگی تم اوسکی گلے سے جہان مجھے | آرام جو یہان ہے نہوگا وہان مجھے

زکی

تخلص میر مہدی علی مراد آباد کا ہی مدت تک لکھنو میں رہا ۔ اور وہانکے شعرا سے ثمر حاصل کرتا رہا چندے عہدہ پیشکاری تحصیل مضافات سہارنپور پر بحال ہوا پھر ایکدفعہ شیفتہ تذکرہ نویس گلشن بیخار نے شاہجہان آباد میں دیکھا اتفاقات سے بیکار تھا باوجود گرسنگی اور شوق بسیار کے کچھ حاصل نکیا چلا گیا ۔ پھر ایکدفعہ شاہجہان آباد میں آیا چند روز رہا مگر چنگ قیام پذیر ہوا ہر روز شراب پیتا رہا مرد زکی ہی کہتا تھا کہ کتب تحصیلی میں علماء فرنگی محل سے جو کہ ایک محلہ محلات لکھنو سے ہے پڑہی ہیں فن تاریخ میں دستگاہ اچھی رکھتا تھا ایک قصیدہ اوسنے مدح آصف جاہ والی حیدر آباد کی میں بہت صفتیں بھری ہوئی تھی ہے صاحب دیوان ہے مگر دیوان اوسکا دیکھنے میں نہیں آیا

یہہ چند شعر گلشن بیخار سے نکلی جاتی ہیں جسنے ادسی لکھے ہیں

آفتین اتنی اٹھائیں عبث ایکجا حزین | ہجر کا نام ہے سنکر تجھے مرجانا تھا
ترک ملاقات کے پوچھو نہ بات | ہمسے نہ ملنا اوسے منظور تھا
حال یار یہ ہے پہلکی باندہی | کر اپنی آنکھہ کا تل اوسکے منہ پہ تل ہوا
آتش عشق کہیں پر بھڑک اوٹھی زکی | اختلاط اوس سے بہت گرم تھا یا دیکھا
اٹھائی بہت ہی مزے زندگی کے | بہت تجہہ پرائی شوخ تلخ گزری ہے ہم
دل ہمسے رہا جدا ہمیشہ | گویا وہ ضمیر منفصل ہے
حشر ہو جائیگا بیتابی دل سے لیکن | راہ پھر ہے تیری ای جنگجو مشکل دیکھیں

زمان

تخلص سید محمد زمان کا ہی ایک شخص تہا امروہہ کا رہنیوالا اوسکی فکر سے ہی یہ

عارض ہی گل کا صاف و لیکن جہلک نہین
نرگس کے چشم ہی پہ نکیلی پلک نہین

زمان

تخلص اوس شخص کا ہی جسنے یہہ قصیدہ مدح خدا بندہ خان افغان کے مدار المہام سرکار دولت مدار نواب غفران مآب احمد خان بنگش کے بیچ مین کہا ہی یہہ دو شعر اوس قصیدہ کے بیچ مین ہین

باشان و باشکوہ وہ عالی مقام ہی
جس شخص کا خدا کی خدائی مین نام ہی

لاکہون ہی اوسکی سایہ مین پاتے ہین تربیت
تابع ہین اوسکی سب وہ مدار المہام ہی

زور

تخلص داؤد بیگ کا ہی وہ ایک نوجوان زور آور شاگرد اپنی بڑی بہائی محمود بیگ شور کا تہا یہہ شعر اوسکا ہے یہ

ہوتی ہین میان سیاہ خانہ خلق
سرمہ آنکہو نین مت لگایا کر

زینت

زینت ایک کسبی رنڈی تہی شوخ مزاج و معشوق بازار عشوہ ساز ایک بیگ مقتول مرحوم کہ اوسکی ناز کا مقتول تہا مفتون تہی اوسکی محبت اور وفا داری پر نظر کرکے یہہ شہر چہوڑ کر لکہنو کو چلی گئی یہہ شعر اوسکا ہے یہ

شب مہتاب مین تا صبح زینت
خیال ماہرو ہی اور ہم ہین

خود غرض

تخلص ایک شاعر کا ہے فرخ آباد کا رہنیوالا اوسکی افکار سے ہی یہ

بند قبا کو کہول کے گلشن مین تو نہ جا
ہووے نہ گل سگلے کا کہین ہار دیکہنا

خوش رس

قسم دوم

۲۷۰ گوپال کا تہا چنانچہ اوسنے ایک کتاب نظم استعمال ہونا ہی ہے جسکو بکٹ کہانی اور بارہ ماسہ نامے کہتی ہیں اور ایک کتاب سے معلوم ہوتا ہی کہ یہہ بارہ ماسہ گوپال کی طرف منسوب ہی اگرچہ وہ مسلمان تہا لیکن پہر بہی ہرہ او رگیت اوسنے ہندی میں لکہے ہیں افسوس جو اوس سے واقف تہا اوسنے اپنی آرائش محفل میں لکہا ہے کہ یہہ شخص بہت مشہور ذی فکر اور صاحب غور تہا۔ اشعار اوسکی دستیاب نہیں ہوتے مگر اوسکے بکٹ کہانی کے شعر جو مجہے یاد آگئے ہیں لکہتا ہوں ؎

سنو سکہو بکٹ میری کہانی ۔۔۔ بہی ہون عشق کے غمسے دیوانی

نہ مجکو بہوک ہی دن نیند راتا ۔۔۔ برہ کے دردسے سینہ جراتا

تمامی لوگ مجہہ بوری کہیں رے ۔۔۔ خرد گم کردہ و مجنون بہر رے

اری جس شخص کو یہہ دیو لاگا ۔۔۔ سیانا دیکہ اوسکو دور بہاگا

اری یہہ عشق ہر سے کیا بلا ہے ۔۔۔ کہ جسکی آگ مین تن من جلا ہے

حیدری

منشی میر سید محمد حیدر بخش حیدری تخلص متاخرین میں سے ہے وہ ایک ممتاز مصنف ہی جسنے بہت سے کتابیں بنائیں ہیں طوطا کہانی کے دیباچہ میں وہ بیان کرتا ہی کہ اوسنے علم ابراہیم خان سے جو سنہ ۱۸ امین مرا تہا تعلیم پائے ہی اور وہ مولوی غلام حسن خان جونپوریکا بہی شاگرد تہا منین نے اپنی بیان کرتا ہی کہ وہ سنہ ۱۸۱۴ع مین موجود تہا اور اوسی بہت تصنیف رکہتا تہا سوا اکثر نظم کے اوسکی تصنیف سے یہہ ہین ایک طوطا کہانی یہہ قصہ پہلے ایک مغلق عبارت مین ضیاء الدین نخشبی نے تصنیف کیا تہا مگر محمد قادری نے کچہہ مختصر کرکے سہل عبارت میں تصنیف کیا ہے۔ اور حیدری نے اس کتاب سے اپنا ترجمہ کیا ہی مگر اسکا ترجمہ شائستہ نسبت اوسکے ہی اور اوسمیں نظم اور نثر دو نوں ملے ہوئی ہیں علاوہ اسکے اصل اس کتاب کے

طبقہ سیوم

ایک کتاب سنسکرت مین ہے بنام سنگھاسن بتیسی ہے حیدر بخش نے اس کتاب کو درمیان ۱۲۱۵ ہجری کے تصنیف کی تہی ۔ اور ایک ترجمہ اردو قصہ حاتم طائے کا نثر اور نظم امیر اوسکے تصنیف سے ہی ایک ترجمہ اسکا ڈنکن فوربس انگریز نے ترجمہ طیار کیا ہے اس ترجمہ کا نام آرایش محفل ہی یہہ ترجمہ درمیان ۱۲۱۴ ہجری کے طیار ہوا تہا مگر ہندوستانی اپنی خیالات درباب ترجمہ کے اتنی بڑہاتے ہین کہ وہ حقیقت مین ترجمہ نہین رہتا بلکہ اوسکو ایک علیحدہ تصنیف مثل اول کی تصور کرنا چاہیے ۔ تیسرے گل مغفرت اسمین اون شہیدا کا بیان ہے جو پیغمبر خدا سی امام حسین عم تک گذری ہین یہہ کتاب ایک ترجمہ روضۃ الشہدا کا ہی جسکو گلشن شہیدان بہی کہتی ہین یہہ ترجمہ ۱۲۲۳ ہجری مین طیار ہوا تہا یہہ کتاب بخواہش مولوی سید حسین جونپوری کی تصنیف کی تہی ۔ چوتہی کتاب گلزار دانش یہہ ایک ترجمہ بہار دانش کا ہی ۔ پانچوان تاریخ نادری یہہ ایک ترجمہ نادرشاہ کی تاریخ کا ہے جو فارسی مین محمد مہدی نے لکہا تہا جسکا ترجمہ سر ولیم جونس نے انگریزی مین طیار کیا ہی ۔ چہٹا مجکو معلوم ہوتا ہے کہ اسی حیدر بخش نے ایک مختصر شاہنامہ اردو مین لکہا ہے ایک مثنوی بنام ہفت پیکر اوسکے تصنیف ہی یہہ ایک قصہ وہ ہے جسمین مضمون وہی ہے جو نظامی کے کتاب ہفت پیکر مین ہی ایک قصہ دکہنی زبان مین ہے بنام قصہ بہرام و گل اندام وہ بہی اسی طور کا ہے جو کہ بد نصیب سلطان ابوالحسن آخر نواب گولکنڈہ کے جسنے شکست کہا کر اورنگ زیب کے قید مین مقید ہوا تہا درمیان ۱۶۸۶ء کے

حیف چراغ علی

شاگرد میر شیر علی افسوس کا وہ نسبت اپنے شجاعت اور اپنے اشعار سلیس کے جو مشاعرہ مین آتے ہین تہا ۱۲۱۹ مین وہ لکہنو مین رہتا تہا میںنے اوسکو دیکہا اور ذہن مین تہا جیسے ہر ایک امید مبدل بہ یاس ہو ۔ کیا افسوس مریض عشق کی ...

۲۰۷۳ ہی آپ نے زلیخا وفا خوب لیکن ہو لطف جو تیرے ہی طبیعت ادا ہو

حیرت

مرزا علی مراد آبادی وہ پیشتر تذکرہ بنانے مصحفی کے مرا تہا اوسکی اشعار سلیس ہین وہ تجارت کوہستان کے ارادہ پر گیا تہا وہین فوت ہوا سہ

کہان ہے شیشہ مے محتسب ڈر سے تو ڈر بغلین مری جہکتا ہے آبلہ دلکا
نظر آیا نہ جہان نقش پر اب آخر کار تاج سر پر سے گرا شل جات آخر کار
سادہ رو یوسکے ولا مہر و محبت پہ نہ بہول مونہہ پہ دیوین گے یہی صاف جواب آخر کار

حجام

وہ سہارنپور مین رہتا تہا نام اوسکا عنایت اللہ دہلے مین مدت تک رہا حجامت بناتا تہا مگر بعزت اور نہ موافق اپنی پیشے کے در بدر پہرتا تہا مصحفی کہتا ہے وہ اچہا شعر کہتا تہا اوسکی خیالات بال سے بہی زیادہ باریک تہے وہ دہلی کے تمام شاعرونکی پسندیدہ تہا شاباسے کے اوس پر بوچہار رہتی تہی مقطع مین وہ اپنے پیشہ کا فخر بطور ظرافت بیان کرتا ہی ایسا کہ سامع کو فریفتگی پیدا ہو خاص و عام اوسکو پسند کرتے تہے مولوی فخر الدین کی ڈاڑہی کو خضاب ملکل اور حجبہ کے لگاتا اور اونکے حجامت بناتا اور اونکا مرید تہا ۔ مولانا فخر الدین نے جو اپنی دستار اور پوشاک دی تہی وہ پہنا تہا اسواسطے اوسکی محلہ کے آدمی اوسکو شاہ جی کہتے تہی مصحفی اوسکو جانتا تہا ۱۱۹۶ھ کے اوسکی عمر پینتیس ۳۵ برس کے تہی حکیم قدرت اللہ خان کہتے ہین کہ وہ درویش خصلت صاحب شور اکثر اوقات اپنے مشغول ہی ہی رکہتا تہا اور مثنوی مولانا روم کے بہت پڑہتا تہا اور سماع پر فریفتہ تہا اور وجد کرتا تہا بسبب برکت انفاس متبرکہ حضرت زبدۃ السالکین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ کے مرید تہا بہت اوصاف صوفیون سے متصف اور سر تمام اپنے

قسم دوم

یہی فرماتے ہیں چنانچہ اشعار متفرقہ رکہتے ہیں یہہ پانچ شعر اوسکی ہیں سے

کروں کیا وصف میں اوس شعلہ رو کے قد و قامت کا　　بہو کا ہے دیوانہ ہوا اور وہ ٹکڑا ہے قیامت کا

چھپا کہڑی کو میری شوق کے آتش کو بھڑکایا　　کروں میں کیا بیان اوس شوخ کی ایسی شرارت کا

ہر اک بال اوسکے زلفوں کا تیرا دشمن ہوا ہے　　مزا ہی دل محزون مزا ہے یہ محبت کا

کسیکے چشم کے گردش سے ہوں گردش میں میں مدام　　یہ باعث ہے سبو بادہ کشان سے کسالت کا

حزین کو ذبح کر تو شوق سے قاتل یہہ کہتے ہیں　　نہ لے پر اپنی مونہہ سے بگڑی تو نام رخصت کا

ساقی

تخلص مرزا محمد جان بیگ اصل اوسکی دشت قبچاق ہے باپ اوسکا کشمیر میں رہتا تہا اور وہ سنہ ... میں والد کے ہمراہ دلی میں آکر خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کا مرید ہوا لکہا ہے فارسی میں خوش فکر تہا تاریخ اچہے کہتی ہے ایک قصیدہ خرم خان کے مدح میں جو کہ صوبہ دار کشمیر کا تہا باین صنعت اوسنے کہا ہے کہ ہر مصرع سے دو تاریخ نکلتی ہیں — اور شاہ عالم بادشاہ کے سرکار سے اوسکو یہہ حکم ہوا تہا کہ ایک کتاب شاہنامہ جسمیں سب حال ایام خلافت کا مندرج ہو لکہے چنانچہ اوسنے موافق حکم کے لکہنا شروع کیا لیکن افسوس کہ قبل تمام ہونے اوس کتاب کے اوسکے عمر تمام ہوگئی — مگر وہ کتاب اور وہ قصیدہ ہماری دیکہنی میں نہیں آیا دو تین غزل حسب خواہش اپنی دوستوں کے اوسنے اردو میں تصنیف کئے تہیں جسکی ہم یہہ شعر لکہتے ہیں یہہ اوسکے دانا غنیمت تصور کرتے ہیں کسلئے کہ اور اوسکی تصنیف دستیاب نہیں ہوتی ہے حکیم قدرت الرحمان قاسم اپنے تذکرہ میں اسکا تخلص ساقی لکہتے ہیں — اور اوسمیں یہہ لکہا ہے کہ اوسنے اپنی پیر و مرشد کی مدح میں ترجیع بند اور ترکیب بند اور رباعیات وغیرہ بہت کہی ہیں اور اوسمیں بہت صنعتیں بہری ہیں الغرض نکر عالی رکہتا ہے لیکن الفاظ

دشت قبچاق نام ہی ایک دشت کا جو واقع ہے ترکی الو قدہ میں جسمیں ملک حبش اور مصر اور روم اوسکی ... ہے

طبقہ سیوم

ہندی او سکے زبان سی درست نکلتی تھی اور اردو معلی کی محاورہ پر چنداں وقوف نہ تھا ۰۷۵

افسوس کہ اغیار ہوئے یار تمہارے | غماز ہیں محرم اسرار تمہارے
مرغان قفس انکو تڑپتے ہیں ولیکن | دن رات تڑپتے ہیں گرفتار تمہارے
ہم گھر میں تمہارے کہو کس راہ سے آئیں | دشمن ہیں تمہارے ہی در و دیوار تمہارے
جب کہ غضب بولے ہو تم نیند میں یوں | ڈرتے نہیں آتش سے در و دیوار تمہارے

ایک قطعہ اس شخص نے اپنے اس عذر میں کہ مجھسے ہندی محاورہ اچھی طرح ادا نہیں ہوتا ہے کہا ہے وہ قطعہ یہ ہے

ہندی میں زبان نہیں او سکے لئے | گو لاکھ پڑے ہوں مثل سیبویہ
گر سہو ہے ہو تو کیا چنا | بے عیب خدا ہے میں بشر ہوں

سائل

تخلص مرزا محمد یار بیگ مرحوم کا ہے اصل او سکا افغانستان قوم سے اوزبک گروہ پیدا ہوا شاہجہان آباد میں یہ شاعر خوش فکر سلیم الطبع بہت متین اور نہایت پسندیدہ اوسے تہا نسبت شاگردی کے شیخ ظہور الدین حاتم سے رکھتا ہے شعر اوسکا خالی پختگی اور خوبی سے نہیں ہے سنا ہے پیشتر تھا مدت ہوئے گذر گیا فقط

وہ حائل ہو گیا دست شکستہ کی طرح | آہ اپنا جسکو سمجھے قوت بازو کیا

سامان

تخلص میر محمد ناصر کا جو کہ باشندگان جونپور سے ہے محمد شاہ بادشاہ کے زمانہ میں وارد دار الخلافہ شاہجہان آباد کے ہوا یہ شعر اوسکا ہے سنہ

رقیب اسطرح جلتی ہیں نہیں دیکھ | مگر رشتہ میں ہیں او سی شمع کے

سبحان

تخلص شیخ السبحان کا ہے جو کہ شاگردوں شاہ مبارک ابرو کی سے تھا یہ شعر اوسکا ہے

۲۷۶ جان و دل سب قبول ہے جانا ۔ پر گلے مین تیرے بہی جانا

سبقت

سبقت تخلص مرزا مغل فرزند مرزا علی اکبر اخوند کا ہے جو کہ شاگرد ون جرأت کے
تہا اصل اوسکے زمین ایران جنت نشان سے اولا اوسکا جہان آباد ونیک بنیاد کتب درسیہ
اسنے سب پڑہین اپنی ہمعصرون پر سبقت گیا تہا طبیعت اوسکے رسا معلوم ہوتی
ہی اوسکے یہ شعر ہین ۔

تا کجا یہ اضطراب دل نہو استم ہوا ۔ جان بہون پہ آ ہیگے تو بہی قلق نہ کم ہوا
ناوک نیلے جو تیرا اودے مجنون مین آہ ۔ بولے کیا تیرا ہے یہان گہر سا زبا دل لگ گیا
کچہ فائدہ ہے بات دلا اختیار کر ۔ کیا فائدہ ہے گریہ بے اختیار کا
مین ہی کچہ تہا نہ اوسکو دیکہ مفتون ہو گیا ۔ ہر کوئی اوس نوخطے کا مفتون ہو گیا
سبقت سناؤن کیونکہ خبر دلکو یاس کی ۔ احوال جانتا ہون مین امیدوار کا
قصد مجہ بیگنہ کے قتل کا جب لیو ہو ۔ کیون نہ پہر خنجر تیرا قاتل ہی او ٹوٹ جائے

سپاہی

ایک شخص سپاہی پیشہ شاہ قلی خان نام کا یہ تخلص اور یہ اوسکا مطلع ہے

بہلا تہا یا خیر سے کوئی جہوٹ کوئی سچ کہے ۔ مگر کس کس کا منہ موندو میان کوئی کچہ کہے

سپاہی

الہی بخش مسلم کا ہی تخلص سپاہی ہے یہ شخص خلیق اور یار باش آدمی تہا ہر ایک
شخص پر شفقت کرتا خط نستعلیق لکہتا تہا مدت ہوئی گذر گیا یہہ دو شعر اوسکے یاد ہین

رہی بات شمع پروانہ کی ما سنگر آتش مین ۔ نہین ہے موج دود شعلہ زنجیر آتش مین
سپاہی یہ تن ... اسطرح آتش ۔ لگی ہے جسطرح ... شمشیر آتش مین

سپاہی

طبقہ سیوم

۲۷۵ یہ ایک شخص تہا لکہنو مین آشفتہ مزاج اوسکا نام معلوم نہین ہوا الا یہ جانتے ہین کہ
ایک سقہ کے لونڈے پر یہ عاشق تہا ہمیشہ اوسکا رضا جو رہتا کہتے ہین اوسکے خوشی
کی لئے جان اپنی جان بخش کو دی یعنی اوسیکی ہاتہ سے مقتول ہوا۔ اور جبکہ اوسکو قصاص
مین مارنے کا ارادہ لوگون نے کیا سب کے خواب مین دکہلائی دیا اور یہ کہا کہ عاشق کشی
معشوق کا شیوہ ہے زنہار زنہار کبہی میری معشوق کو ہلاک نہ کرنا ناچار اوس سقہ کے بچے کو
چہوڑ دیا واللہ اعلم دروغ بر گردن راوی یہ مطلع اوسکا ہے ۔ شعر

سر پر اپنا بنا ہے دو نو جگ مین بادشاہی کو　　سہم ہفت کشور تن مین ہو ہمک ل میناے کو

نجاور

ایک ہندو فقیر تہا جسنے ایک کتاب تصنیف کی ہے نام سنسار کے ہندریا براج بہاکا
کی نظم مین جسمین مسائل سنیا بادی کی لوگون کی لکہی ہین یہ کتاب تصنیف ہوئی تہی بسنگری
دیا رام کے جو کہ اس قوم کا حامی تہا اور شہر ہنث رہس کا جو کہ اگرہ کی ضلع مین ہے
اوسکا راجہ تہا بیچ سنہ ۱۸۱۷ ع کے جس سن مین مارکوئیس ہیسٹنگز گورنر جنرل نے فتح کیا
جسکی کہ اوس لڑائی کی یہ سنا لکہی رہی مصنف اس نظم نصیحت آمیز کی بموجب
اوسکی اقرار کے یہ مراد تہی کہ ثابت کرے اس بات کو کہ کل تصورات خدائی جو کہ
انسانون نے اپنی کتابون مین مندرج کئی ہین فریب دہندہ اور ناکارہ ہین افسوس
وہ مراد حاصل نہو اس کتاب سے کچہ انتخاب پروفیسر ولسن صاحب معروف نے بہی
کیا ہے اپنی رسالہ ایشیاٹک ریسارچز کے ستروین جلد مین درباب فرقہ قوم ہنود کے
اصلی کہ اوس انتخاب مین نہایت ہوتو سے پائے جاتے ہین

فدا

امام الدین فدا دہلوی ہے جو فیض آبادی اصلین ہے شاگرد میر تقی قلیخان فراق
کا یہ شخص غریب اور آزاد آدمی سے تہا درمیان علمداری نواب علیوردیخان

مدت ہا بعد جنگ کی وہان سی بنگالہ مین آکر سکونت پذیر ہوا اسکا
نہ بات بات مین ہوتا ہے مجہسے آزردہ　　پہر تو کچہہ نہین ای دلربا تیری بات مین

خادم

خادم علی خان یا حسین خان خادم بیٹا حاجی احمد علی قیامت کا عظیم آبادی علی ابراہیم کا چچیرا بہائی جانب باپ سے شیخ بنی ہاشمی اور اپنے ماں کی طرف سے سید حسینی اوسکی طبیعت سنجیدہ اور ملائم ہے صاحب دیوان ہی یہہ ایک شعر اوسکا ہے

مجکو کہتے ہو کر چل باہر ہو　　آپ سے کہنی سی کب باہر ہون

اس شعر مین صنعت ایہام بہت اچہی صرف ہوئی ہے

آگاہ

تخلص میر حسن علی نامی قصہ خوان بادشاہی ہے بانہایت جودت طبع اور حدت ذہن خندہ رو خوش بیان مین اوسکو اچہی دست قدرت ہی یہہ بہت اوسکے ہے شاگرد قصہ خوانی مین میر احمد جو کہ مشہور قصہ خوان گذرا ہے شعر گوئی مین شاگرد میر ضیاء الدین ضیا کا وہ ایک جوان تہا اوس زمانہ مین کہ مصنف گلزار ابراہیم حسن مرزا کی مین موجود تہا یعنی ایک ہزار سات سو اسی ہجری ایک ہزار سات سو چورانوے تک فقط

ہان تیغ کہینچ ای بت آتش مزاج تو　　[illegible] پہ آج یہہ بے گنہ گار گرم ہے

انور

تخلص وسے [illegible] خان مشایخ زادہ شاہجہان آبادی کا اباء اوسکے عہدہ دار وعمدہ سلطنت شاہی کا رکہتی مین اور یہہ بذات خود ایک مرد خوش اختلاط یار باش قوی ارتباط نیک معاش پاکیزہ طبع اہستہ صورت کشادہ پیشانی نیک خو تہا قاسم لکہتا ہے کہ زبانی اس شاعر کے معلوم ہوا وہ کہا کرتا تہا کہ مین ایک ایرانی شخص کا شاگرد ہون فارسی شعر کہنا ایرانی سی سیکہا ہون اردو بہی کہتا تہا

طبقہ سیوم

درمیان ۱۲۱۸ھ کے موجود تہا یہ شعر اوسکے مین سے

پاتی نہین مین وقت ہم اتنا فراغ کا — کرلی علاج جسمین کلیجے کے داغ کا
دل لیگیا تو سے سی ہمکو خبر نہین — شاباش آفرین ہے تجہے عیار کیون نہو
ایسی جانبخش ہوا موسم گل کے آتے — قصد پرواز مین ہی بلبل تصویر کے پر
ہو اشک خونین بہار غریبان — رنگ گل سے بنے تار تار گریبان

اکبر

تخلص بکرم الدولہ سید اکبر علی خان بہادر مستقیم جنگ برادر حقیقی نواب تاج محل
بیگم صاحبہ والدہ ماجدہ مرشدزادہ جہانیان جوان بخت مرزا جہاندار شاہ بہادر
حکیم قدرت اللہ خان مرحوم اپنی تذکرہ مین لکہتی ہین کہ یہہ ایک جوان تہا پاکیزہ سیر نیک محضر
خوش اختلاط نیک معاش صاحب طبع رنگین علم موسیقی مین بہی دست قدرت
رکہتا تہا فکر ریختہ کرتا تہا چند ایام ہوئی رحمت حق سے پیوستہ ہوا خدا اوسکو بخشے
غالباً درمیان ۱۲۲۶ھ ہجری کے فوت ہوا

جب مین کہتا ہون تجہر آکے مسیحائی کر — ایک دم تو کبہو آ اس دل بیمار کی پاس
ہے اپنی زندگی نظر آتی نہین خدا — ہون نیم جان مین اوس بت عیار کے لئے
طوفان سے کم نہین ہے اکبر کا دیدہ تر — دیکہ اوسکو ابر بہی یہان پانی بہرا کری ہی

اکبر

اسم ایک شخص کا عوام سے حاجی شاہ اکبر جو کہ مشہور ہے یہی نام ہے بہ مصحفی
لکہا ہی یہہ شخص دہلی سے خوش طبع رنگیلا اور پسندیدہ آدمی تہا نقیر نہین حضور
نور بیگ محمد شاہ کے نوکرو نمین منسلک تہا شاگرد شیخ ظہور الدین حاتم مشہور
مصنف اشعارات صوفیانہ کے صحبت میں اوسنی بڑا فائدہ دیدار سے اور
اصلاح شعر کا اوٹہایا شاہ حاتم کے اچہ شاگردونمین سے ہی جبکہ مصحفی نے شاہ

قسم دوم

شاہجہان آباد مین مقرر کیا تہا اکبر نے اول اپنے شعر پیش کیے ہتی شوخ طبع اس درجہ کا ہرگز اشعار اساتذہ مشہور کے اپنی نام سے تذہ ل مین کچہ پروا نہین کرتا چنانچہ جانی کلام اوسکے سی چال اوسکا ظاہر ہے یہہ اشعار کہتی ہن کہ او سکے ہین صاحب دیوان ہے جو کہ قد مارسکے طور پر لکہا تہا ہے کنایہ اور مشکل تشبیہ سی اسطور پر ہے کہ مصحفی جسکے تذکرے لکہا گیا اوسکو پسند نہ آئے

دل مین جو آج درد ہے اکبر کی دوستان ۔ کسکی نگہ کے تیر کا پہال رہ گیا
ہی بر مین تیرے یار کے کیا جامہ بسن کا ۔ جو پاٹ ہی جامہ کا وہ تختہ ہی چمن کا
ہماری دل مین خنجر ناز کے کیا ٹکڑا ہین ۔ یہہ کافر خوبرو جب قیمت تن تن کے ٹکڑا ہین
یہہ جتنی خوبرو سرکش ہین انکو خوب کہا ہے ۔ گئی پر حسن کے ایک ایک کے یہہ پاؤن پڑے ہین
خدا جانے ہمو ہوے اب ہمارے حق مین اکبر ۔ صنم سی اپنی یہہ ہم آج ایک بگڑے ہین
سینی مین دل کہان ہے تو اسکو مت ٹٹولے ۔ پیارے بجائ دل مین یہان یکو ہیولے
وہ اکدن نسو یا تیرے گلے سی لگ کر ۔ آتی ہین اپنی ولین رہ رہ کے یہہ ہوتے

جسکے تذکرہ میں یہہ حال معلوم ہوا کہ وہ خود بیان کرتا ہر کہ میرے پسند نہین آئے

اکرم

خواجہ محمد اکرم دہلوی ایک شاعر ہندوستانی ہے جو کہ خصوصا قطعات تاریخ کے لکہنے مین ہوشیار تہا

جعفر شریف

یعنی لالہ میان تہا علی شریف کا قوم سے قریش مذہب سے سنی باشندہ الور کا قدیم سلطنت گولکنڈہ مین جس شہر مین وہ زندہ تہا درمیان ۱۸۳۲ء کے اوسکا باپ باشندہ ناگور کا تہا وہ مصنف ایک معتبر ذی قدر ہندی کتاب یعنی قانون اسلام کا ہے جس کتاب کا انگریزی مین ڈاکٹر کلاڈ صاحب نے

طبقہ سیوم

۳۸۱ کیا ہے یہہ رسالہ بیشک سب سے بڑی قدر کا کتابون مین سے مذہب اہل اسلام مین جو تصنیف ہوئی ہین اہل اسلام کے مذہب کو وہ مستوعب بیان کرتا ہے

جک جیون داس

یہہ شخص مذہب ستنامیکا ہے قوم ہی مین چہتری تہا مولد اوسکا اوده اور سواد اوسکے ابتک کوٹوا مین ہے (جو کہ لکہنو اور اوده کے بیچ واقع ہی) وہ تمام عمر عیالدار رہا۔ اوسنی بہت رسالہ ہندی شعرونمین لکہے ہین۔ اولا پرتہا گرنتہ یہہ رسالہ بطور گفتگو کے لکہا گیا ہے درمیان شیو اور بہاونی کی اور دوسری ایک اور کتاب بنام۔ جویان پرکاس یہہ درمیان ۱۷۶۱ع کی تصنیف ہوئی تہی۔ اور ایک تیسری ۔مہا پرلیا ہے

طالب

تخلص طالب حسین فرزند عسکری نالان کا شاگرد انشاء اللہ خان کا ہی یہہ شعر اوسکا ہے

دشت مین آہ شرربار جو طالب نے بہری — ایک شعلہ گیا خاشاک بیابان سے لپٹ

دیوانہ

تخلص ایک ہندو کا نام اوسکا سرب سنگہ یہہ شعرائے دیار مشرق سے گنا جاتا ہے ایکمدت بلدہ لکہنو مین علم اوستادی کا بلند کرتا رہا اور بہت آدمی اوسکی شاگرد ہوئے جعفر علی حسرت جو کہ اوستاد قلندر بخش جرأت کا ہی وہ بہی نسبت تلمذ اوسے رکہتا ہی اور لوگ سبہی جانتے ہین وے اوسکو استاد مسلم الثبوت گنتی ہین اکثر میل طبیعت طرف فارسی کی رکہتا تہا گاہے ریختہ بہی موزون کرتا تہا درمیان ۱۲۰۰ ہجری کے فوت ہوا

جان پر آ بنی ہمدم میری خاموشی سی — بات کچھ بن نہین آتی ہی اب اظہار بغیر
دل ہی کہ تیر تیغ کی آگے سے ٹل نجاے — رستم کا کب جگر ہی جو زہرہ پگہل نجاے

رباعی

قسم دوم

۲۸۲ وہ لوگ کہان کہ یار باشی کیجے — وہ وقت کہان کہ خوش معاشی کیجے
ایک گوشہ مین اپنے بیٹھ ہو کر تنہا — اب ناخن غم سے دل خراشی کیجے

دیوانہ

تخلص مرزا محمد علی خان نام بارسوخ تھا عہدہ جلیل القدر پر ہمیشہ ممتاز رہا جن ایام مین ہمراہ روشن الدولہ کولبرک ناظم شاہجہان آباد کی یہان آیا تھا نواب مصطفی خان مولف گلشن بیخار سے ملا تھا یہہ شعر اوسکی ہین

اوسکا آخر اودہر کلام ہوا — اپنا قصہ ادہر تمام ہوا
بتاؤ تو دست جنون کیا کروگے — گریبان مین جسدم نہ ایک تار ہوگا
چلی سے چلے الگ ان دیوانہ لیکن تو بہ جا نکلے — جون چراغ صبحدم ہم سینہ سوزان الست
آیا نہ صد ہزار نی کے ہردہ مزار پر — خاک اوسکی ہے آپ کو ہمی کیا عبث
میری برگشتگی کو دیوانہ — پہنچی کب آسمان کی گردش

ذاکر

تخلص مرزا احمد بیگ شاگرد رستم بیگ ایک شخص ہے شاہجہان آباد کی یہہ شعر اوسکا ہے
چہوڑا اسلام کو اور کہنچ کے قشقہ ذاکر — طالب کفر ہوا اوس بت عیار سے مل

ذرہ

مرزا راجو رام ناتہہ عہدہ نظارت حضور والا پر مامور تھا گرچہ ہندو تھا مگر مطیع الاسلام چنانچہ ایام محرم الحرام مین تعزیہ بناتا اور سبز پوش رہتا اور شربت لوگونکو پلواتا اور خیرات کرتا اور گیارہوین بڑے پیر آپیر کی بہ تجمل تمام قلعہ کو بہجاتا بہرکیف ایک مرد تھا صاحب ثروت عمدہ معاش نیک فطرۃ بسبب موزونی طبع کی گاہ گاہ مکرر مشق ریختہ کرتا تھا اور چونکہ شاہ عالم کا تخلص آفتاب تھا اسلئے اسنے اپنا تخلص ذرہ رکھا تھا یہہ شعر اوسکے ہین سہ

طبقہ سیوم

تیری کوچے مین روز و شب پڑا پہرتا ہے ذرہ — بجا ہی ایسے دیوانے کی مطلب کو روا کرنا
غضب ہے آپکی عاشق کو تم ادیتی ہین لال آنکہین — چہپا سینے مین میری جا بہ کا وچہپال آنکہین

ذرہ

تخلص لالہ چنی داس جہان آباد کا یہہ ایک مرد تہا قابل نیک خصلت معلمی پیشے سے عمر بسر کرتا تہا ؎

کام عاجزونکے کر دو نیکی کی تخم بو لو — اب روان جہان ہے کچہہ ہاتہہ اپنی دہو لو

ذکا

تخلص ذکا والہ خان نام لکہنوی کا اولاد نواب محبت خان بیٹی حافظ رحمت خان مرحوم کا ہی جنکی حالات محتاج بیان کی نہین

آہ کس طرح سی اوس پردہ نشین کو دیکہون — اوسکے گہر مین تو کوئے سوراخ دیوار نہین

ذکا

تخلص خوب چند کا تہہ دہلوی کا شاگرد شاہ نصیر کا ہی ایک روز مولف گلشن بیخار سے ملا تہا کہتا تہا کہ مینے ایک تذکرہ ریختہ مین لکہا ہی مگر وہ دیکہنے مین نہین آیا حکیم قدرت اللہ خان قاسم نے لکہا ہی کہ یہہ شخص سکندر آبادی الاصل اور جہان آبادی المولد ہی راسے سلامت رائے کا پوتا بسبب افراط اور تفریط اور تہلکہ عوام کی جبکہ افاغنہ ابدالی دہلی مین آئے تو اکثرون نی اس شخص کے بزرگون سے اہل و عیال کو اپنی ہاتہہ سے مار ڈالا تہا اور پہر آپ مرگئے تہے اور تہوڑ سے آدمی عورت اور مرد اس تہلکے سے جان سلامت لیجا کر گرتے پڑتے کوئی عظیم اباد کیطرف جا بسا تہا اور کچہہ شاہ جہان آباد مین رہ گئے تہی بہر کیف لالہ خوب چند بہرہ سخن سازی اور انشا پردازی اور سیاق وغیرہ متعدد سے کچہ ہی خوب رکہتا ہے اپنی شعر کی اصلاح شاہ محمد نصیر الدین سی لیتا تہا دیوان اشعارات جسمین اکثر انواع سخن بین جمع کیا ہے ؎

قسم دوم

کہین مدہوش ہو دیکہا بہت مت پیلے ذکا ہمکو — نہ گلگون نہین یہہ دو کوے ناداں شیشی کا
خوف مژگانسی تیری دل تو ڈہڑکتا ہی ہا — ہاے جب تک مری یہ خار کہٹکتا ہے رہا
ایسا جبکہ چلے سر پہ ذکا نیند کہان — ہاتہہ سی چرخ کے ڈہونڈہی کوئی قرار آنکہین
بل ہی ابرو دلدار دیکہیے کیا ہو — کہان کہان سے چلے تلوار دیکہیے کیا ہو
نقش پا خاق تجہے نے بنایا ہمکو — جب لگے قدمونسی ہی لگے اوسنی مٹایا ہمکو
شرم سی ہوگئی پانی تیرے دولت سخن — موج دریا ہے پہچے پاؤنکی زنجیر کو دیکہہ

بیجان

عزیز خان بیجان افغانے روہیلہ تہا یہہ بہی ہندوستانی شاعرونمین شمار کیا گیا ہے
مصنفے سے اوسکی ملاقات تہی یہہ دو شعر اوسکی تیرہوین صدیے مین موجود تہا

ایسی نادان نہین ہم تکو نہ پہچانی گے — ہمسخن غیر سے ہہلی ہہہ جو آواز بدل
پیچ دیتا ہی بہچہ کہ کی برادر یہ رقیب — اوس سے دستار ہے خانہ برانداز بدل

بیکل

سید عبد الوہاب بیکل دولت آبادی ہی میر عبد الولے عزلت کے شاگرد وہمین
سی ہے اوسنی اصلاح اشعار کی علے ابرہیم سی لی تہی علاوہ اسے سراج الدولہ بہادر
کے مین دو علے ابراہیم سے ملا اوسکے شعر میری ہاتہہ نہین آئے

بشیر

تخلص بشیر بشارت علے دہلی کا لکہنو مین جاکر میر نظام الدین ممنون کا شاگرد ہوا
پہر مرشد آباد مین آیا وقت بازگشت کے عین بر سر راہ ہیضہ ہاے مین مبتلا ہوکر
جان بحق ہوا سنہ ۱۲ ہجری مین موجود تہا

دل بیتاب پہ ہم ہاتہہ دہرے بیٹہی مین — دیکہتے ہین تجہے حسرت سی بہری بیٹہی مین
یارب نہ کبہی زلف گرہ گیر کسیکی — وابستہ ہے وان خاطر دلگیر کسیکی

قسم دوم

٢٨٦ رشک پری یہہ کتاب ۱۲۳۰ ہجری مین درمیان فیض اباد کے طیار ہوئی تہی

اخگر

تخلص شنکر چند دیوان مرزا خورم صاحب فرزند ارجمند مرزا جہاندار شاہ مرحوم کی گہرکا تہا یہہ دو شعر اوسکے ہین سہ

کون کہتا ہی کہ ہمنے مے پرستی چہوڑدی ۔ رات دن پیتے ہین ہم کب مے پرستی چہوڑدی
دو جہان دیکر نہین ملتا تہا ہمین دیدار یار ۔ ایسی شے نایاب بہی ہی مفت کسنے چہوڑدی

تمنا

تخلص میر اسد علے خبرلی کا ہے یہہ مطلع اوسکے کہی ہوئے قصیدہ کا ہی سہ

کرتا ہی کار رستہ سی نت چرخ دا گرہ ۔ ناخن ہلال پاس ہے انجم ہی تا گرہ

تمنا

تخلص عباس علے خان مغل کا ہے یہہ جوان رہنوالا شاہ جہان آباد کا ہی سپاہگری مین ایام بسر کرتا تہا سہ

کیا بات کہون ہمدم اوس شوخ کی اب تیرے ۔ ایک چشم کی گردش نے جسکی یہہ خرابی کی

تمنا

تخلص محمد اسحاق خان مرحوم کا ہے یہہ جوان تہا شہر اصلی اکبر اباد الاصل شاہ جہان آباد کی المولد بیٹا ہمزلف احسن اللہ خان بیان کا ہے سرکار نامدار جہاندار شاہ بہادر کے ثروت بہم پہنچائے تہی یہہ مرزا شگفتہ بخت بہادر المعروف بمرزا حاجی صاحب کے سرکار مین جو کہ بیٹے مرزا جہاندار شاہ بہادر کے ہین مختار کار ہوا لیکن افسوس کہ عین حالت شباب مین مرگیا فکر ریختہ کرتا تہا سہ

کل بلبلین چمن مین غزلخوان جو ہوگئین ۔ منہ پر ہے اونکو ایک کے سر کو سنا دیا
گرم نظارہ تہا اوس چہرہ گلگون پہ جو ۔ ایسی کمبخت کی دیکہنے پہ نہ آئے انکہین

خاک میں دلکو ملا کے ہو قیمت کیا دوں
چیز اگر لیتی ہیں تو پہلی چکا لیتی ہیں

غیر سے شکوہ نہ آزاد کیجئے دانائی تیرے
میں ہوا رسوا تو کیا ہنسی نہ ہوا تیری

اندلوں چاک ہے پیراہن گل ای تنہا
ہم کو نہی اپنے گریبان کو سلا سکتے ہیں

حشر میں تمسے لیے ہم آ ہی بیٹھک پہر سے تے
اپنا منہ تمسے یہاں گر نہ چھپاتا کوئی

میں جو روتا تو منا کر مجھے وہ یوں ہی لولا
کبھی کیا کرتے جو تمکو نہ مناتا کوئی

آئی تو پہر آن کے ایک ان نے نہیں سے
کتنا ہی کہا وہ کسی عنوان نہ پہری

تنہا

تخلص شیخ عوض جلے سپاہی کا یہہ جوان سپاہی منش والا نژاد خوش نویس ظریف نہاد تہا یہہ شعر اوسکے ہیں

کیا بلا پھونکی ہے سوز عشق نے سینہ میں میرے
آہ کا شعلہ جو نکلے ہے سو آتش بار ہے

ان بتوں کو کیا ادا سی تھی عنایت کی خدا
جو نگہ ترچھی پڑی سو برچھی سی دلکی پار ہے

تہا یہی پیغام وقت نزع تنہا یار سے
اب قیامت پر ہمارا وعدۂ دیدار ہے

تنہا

قاسم لکھتا ہے یہہ ایک پٹھان زادہ نورسیدہ جسکی گل عذار کا سبزہ تازہ چہا ہے اور ہمسایہ اسکین کی رہتا ہے اوسکا تخلص سبب تنہا ہی صاحب گفتار دلنشین نہایت حلیم اور نہایت سلیم سعادت انتام سعد اللہ خان نام بسبب صحبت حکیم میر قدرت اللہ خان کے شوق سخن گوئے کا بہم پہنچایا تہا شعر اپنے کا ہی نظر قاسم سے کا ہی بہ حکیم نثار اللہ خاں فراق سے گذارتا تہا افسوس کہ جوان مر گیا

کوہ سا بن رہا ہے شیخ فکر آدمیت کر
ارے جا کر مرید حضرت خواجہ کہار ہو

نزع میں ہم پیارے تیری عاشق کا عالم آوے
دیکھنے دیکھے تو اوسکو دہ کو دم بھر

مت کرو دے گریبان گر تامل کا میرے
قتل کا اپنے نہیں ہے غم مجھے غم اور ہے

طبقۂ سیوم

تہانیسری

تخلص شاہ امام بخش تہانیسرے کا ہی یہ ایک درویش ہے نیک نہاد سعادت بنیاد سلسلہ قادریہ سے نسبت ارادت کی ایک شخص ہے جو کہ اولاد امجاد حضرت قمیش قادری قدس سرہ سے ہی رکہتا ہے اور اوقات شبانہ روز اپنی درویشانہ گذارتا ہے اگلے کا بطور خود شعر موحدانہ اوسکی طبع سی ٹپک پڑتا تہا یہہ چار شعر اوسکی ہین سہ

اس جہانین اور اس جہان مین کون ہے — ہر نہان مین ہر عیان مین کون ہے
ہر جو دیکہا تا تجلّی دمبدم — ہر جمال و بران مین کون ہے
تو کہی مین گفتگو سے پاک ہون — پس یہہ گویا ہر زبانین کون ہے
لوگ کہتی ہین خدا ہے لامکان — پہر زمین و آسمان مین کون ہے

آرام

تخلص خیر اللہ خان نام کا ہے یہہ ایک تیرگر رہنوالا قصبہ سرونج کا ہی شعر و فرنگی مصاحبوں مین تہا جسکا خطاب غفریا بخان اور تخلص صاحب کرتا تہا نہال اوسکی حیات کا مین حالت نمو مین پژمردہ ہوا اور میان ۱۲۰۲ ہجری کی موجود تہا یہہ تین شعر اوسکے ہین سہ

یار نی پڑہ تے سبق میرا کاغذ — تاؤ کہا ٹکڑی کر دیا کاغذ
ایک دم آرام کر اس چشم کے بیکلی مین تو — کیا ہوا ئی سرد ہے مژگان کہلی چہوڑ دے
جبین رکہتا تو غبار آرشک گلشن چہوڑ دے — خاک عاشق پر چہلکا کیون ہے دامن چہاڑ دے

ثابت

تخلص مرزا معز الدین چہوٹے بہائی مرزا احسن بخت بہادر کا حافظ عبد الرحمن خان احسان سے اصلاح اشعار کی پہنچ گہو تکی ہین

دل کو دو نکیری صفت ہوا ہے جذام — اب مین کس طرح مرون تجہہ پہ ہم جانیگا

طبقۂ سیوم

خوشا گردان شاہ مبارک آبرو سے تھا یہ دو شعر اوسکی ہین

تیری عتاب سے کسمن یہ ننگ رو نہ اوڑا · کہ مرغ روح میرا اوسکے دود روز اوڑا
میری ادب نے رکھا مجکو یہان تلک محروم · کہ بعد قتل سے بہی دہن تلک لہو نہ اوڑا

ثاقب

ایک بزرگ تھا مشہور صاحب دل شیرین کلام میر شہاب الدین نام یہہ تین شعر اونکی ہین
ثاقب کی نعش اوپر قاتل نے آکی پوچھا · یہہ کون مر گیا ہی کسکا ہی یہہ جنازا
مجنون بلبل کی اگر تصویر کہینچا چاہے · ای مصور اوسکی تن اوپر دل کہینچا چاہیے
ایک نگہ تیرے سے ہوتا ہے تمام عالم کا کام · تجکو کاہی کو میان شمشیر کہینچا چاہیے

ثروت

تخلص مرزا محمد صادق کا ہے جو کہ آغا ثروت مشہور ہے اور عہدہ آغا جیتے پہ علیحدہ
تکمیت رہے ہر شغل تھا کلام اوسکا درد آلود اور محبت آمیز معلوم ہوتا ہے
اب جہان نہ وہ عیش نہ وہ عشرت ہر · بہری درد سے اور دم ہین عجب صحبت ہے
نہ وہ آرام نہ وہ چین نہ وہ راحت ہی · بستر درد پہ تڑپہین ہین عجب حالت ہے

ثروت

تخلص سید درویش جیلے نظر اوسکی نام ہے اور اس تخلص پر کرنے چاہئے عجب
لطف رکہتی ہے مرد آزاد تھا ایک شعر اوسکا لکہا گیا ہے
قابل نہ تیر جفا کی اونہانے کی ہم ذرا · ثروت تباہ ہے یہ اوس آفت نیا کی

ثنا

تخلص ایک سید زادہ میر شمس الدین نام کا ہے جسکی اصل کشمیر کی اور مولد اوسکا
عظیم آباد بنگالہ تھا وہ فکر ریختہ کرتا تھا اور اصلاح سخن شاہ مشتاق خلف تخلص جو کلکتہ
دیار مین مشہور و معروف ہی اونسی لیتا تھا خوش فکر صاحب جمعیت نیک مزاج

قسم دوم

۲۹۴ ہوتاہے یہہ شعر اوسے ہی سے
چمن میں خندہ ہی گل ہی کہ مینا ہی اولٹوہی
فغان کہ ناری فریادی میں اری ہر اور مین ہون

نیمچند

نوم چیری اوسکا ایک ہندوستانی قصہ متوسطہ گل با صنوبر ہے یہہ کتاب فارسی سے
زبان سے ترجمہ ہوئی ہے

نثار

بعبد الرسول یہہ عبد الرسول اکبراباد کا اوسکے اباو اجداد بڑی عبدہ فرخ سیر
کے وقت مین رکہتے تہے وہ نامی شاہ میر تقی کا دوست تہا اسکی صحبت مین
اوسنے نظم کا شوق کیا میر اوسکو اصلاح دیتا تہا میر و مصحفی دونو اوسکی
تعریف علم اور ذہن اور ذوق کی کرتے ہین نثار ساٹہہ برس کا تہا جب
مصحفی نے اوسکو اکثر قصہ اردو مین لکہا تہا

نہال چند

منشی نہال چند پیدایش دہلی کے لکڑ وہوری کہلاتا تہا جہان وہ مدت تک
رہا اوسنے گل بکاولی کا ترجمہ فارسی سے اردو مین کیا اصلمین یہہ کتاب ہندی
مین تہی پہر فارسی ۱۱۳۴ ہجری مین شیخ عزت الله بنگالی نے بنام گل بکاولی ترجمہ کیا
اور نہال چند نے اردو مین اوسکی ترجمہ کے نام مذہب عشق رکہا اس ترجمہ کے اصلاح
میر شیر علی افسوس نے دی تہی وہ قصہ دلپسند ہے نہال کلکتہ کو بسبب روزگار ما
کی ۱۲۱۸ ہجری مین گلکرسٹ صاحب نے اوسسے ایران منظوم ایک مثنوی
تصنیف کروا ہے

نظام

نواب جلادت الملک غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ مسمی بخشی الملک

طبقہ سیوم

احمد شاہ کے عملداری مین اور وزیر الممالک اوسکا خطاب عالمگیر کے وقت مین
تہا احمد شاہ کے وقت مین نظام الملک خطاب پایا اور آصف ہی تخلص کیا جیسے وہ زیادہ
مشہور نظام اپنی عہد مین سبب دلیری اور مختلف علوم کے جانی اور زبان
کی فہمیدہ تہا وہ خط بہی خوب لکہتا تہا اور گفتگو صاف تہا شعر ریختہ ۱۱۹۰ کے وہ درمیان سند کی تک تہا
اوس کی اشعار کے بڑی قدر ہے

سید نور علی

بنگالہ مصنف ایک قصہ اردو نثر در باب نلدمن کے مسمی بہار عشق

نور خان

قصہ خوان اوسنی ایک مثنوی سے احوال کلکتہ لکہے ہے اور ایک قصہ بلند اختر کا

نصرتی

بڑا مشہور مصنف دکہنی بالگہاٹ کا وہ درمیان نصف سولوین صدی کے موجود تہا اوسکے
تصنیف سی یہہ کتابین ہین گلشن عشق یہہ قصہ کنور منوہر کا بیٹا مہاراج بہانو اور مدہ
مالتی کا اور ایک گلدستہ عشق اسمین دکہنی شاعرون کا انتخاب ہے اور علی نامہ
یعنی تاریخ علی عادل شاہی بیان علی عادل راج بیجاپور کا یہہ ایک بہت بڑی
مثنوی ہے جسمین قصیدہ وغیرہ مندرج ہین

پاکباز

میان صلاح الدین پاکباز بیٹا سید شاہ کمال کا اور پوتا سید شاہ جلال کا وہ
دہلی مین بیگ مگر اور غزلت سے شعر کہنے سیکہا وہ اکثر گوشہ نشین رہتا تہا اور
عبادت کرتا رہتا تہا مگر مشاعرہ مین آتا تہا

میر محمد علی ترمذی

مصنف ایک تذکرہ اشعار ہندیہ کا جسکا ذکر علی ابراہیم نے اپنی تذکرہ مین

کیا ہے اس مصنف کو سوائے سید محمد علے بہی کہتی ہین اوسنی ایک ترجمہ شمشیر خانی کا زبان اردو مین لکہا ہے اوس کتاب کو اصل مین توکل بیگ نے فردوسی طوسی کے شاہنامہ سے مختصر کیا ہی اوسمین صرف ترجمہ ہے نہین بلکہ اشعار فردوسی کی منتخب ہو گئے ہین اور سوا اسکے اون شاہیر کا حال جو فردوسی نے اپنی شاہنامہ مین اونکا حال لکہا ہے اونکا بہی کچہ تذکرہ معہ حکایات کی لکہا ہے مستر ایٹکنسن صاحب نے جو انگریزی مین ترجمہ مختصر شاہنامہ کا کیا ہے خصوصاً اسی شمشیر خانی ہی کی پیروی کیے ہی ۔ محمد علے کی شاہنامہ کا نام شاہنامہ ہی

محمد ابراہیم

میان محمد ابراہیم ۔ رمیان سنہ ۱۸۲۳ ء کے مندراس مین رہتا تہا منشی گری کرتا تہا بیٹا ملک مین اور پوتا شیخ محمد بیجاپوری کا تہا جو کہ ایک جمعدار سوار ونکا تہا محمد ابراہیم نے دیباچہ اپنے انوار سہیلی کا ترجمہ زبان دکہنی مین کیا ہی اوسمین نثر کو نثر مین اور نظم کو نظم مین ترجمہ کیا ہی اور نام اوسکا دکہنی انجمن رکہا ہے اور اس کتاب کے آخر مین ایک فرہنگ لغات دکہنی کی کہ گر اردو مین اوسکے معنے بیان کئی ہین ۔ وہ خود کہتا ہی کہ سینے تین برس تمام دکہن کے سیر اس واسطے کئے کہ کوئی لفظ دکہنی مجہسے نرہ جانے ۔ اور یہی ترجمہ دکہنی انوار سہیلی ہی ہین

عشرت

غلام علے عشرت اسنی ایک مثنوی دکہنی زبان مین لکہی ہی اوس کتاب مین حال پدماوت کا مندرج کیا ہی یہ قصہ بہت پسندیدہ ہے جسکا ہم اور جا حال درمیان بہاکہا جائسی کی لکہین سکے عشرت آپ بیان کرتا ہی کہ اوسنے اس تاریخ کو اپنے ملک کی زبان مین اصلی لکہا ہی کہ وہ بہت دلپسند اور دلکش قصہ ہی اور اسکی عبارت صاف اور سلیس اور بہت خوب ہے

طبقہ سیوم

اسمعیل

مولوی محمد اسمعیل یہہ صاحب علم اور بہت دیندار اور سید احمد جو اس فرقہ کا بانی
ہی اوسکا بہت سرگرم مرید وہین سی وہہ ایک تہا اوس فرقہ کا نام طریقہ محمدیہ ہے
اس فاضل زبردست نی ایک رسالہ تقویت الایمان اس فرقہ کی بہتری کی لئے وہابیت
کی طور پر لکہا ہے معلوم ہوتا ہی کہ مطلب اس مصنف کا مسلمانون کی دلون سے
پرستش دیوون اور بزرگون کے دور کرنی اور بدعت اور روضہ کا طواف منع کرنا
اور ایک خدا کو ماننا اور اوسکا شرک کرنا مسائل بیان کئی مولوی اسمعیل در
اور اصل اہل اسلام کی ہین۔ اکثر لوگ اصل مسائل کو مروجہ سے جو غلط ہین
تمیز کا نہین کرتی۔ اوسکی تصنیف سی ایک صراط المستقیم ہے ہی مجکو معلوم ہوتا
کہ یہہ کتاب کسی فارسی کتاب کا ترجمہ ہے وہ بہتیجا شاہ عبد العزیز صاحب کا تہا
جو کہ سید احمد کا اوستاذ ہی اکثر لوگ اوسکو بہت مستعد اور عالم جانتے ہہے
اسمعیل اور مولوی عبدالحی کے ہمراہ سید احمد دہلی سی کلکتہ کو واسطے ادائے مناسک
حج کی آیا تہا اسمعیل اور یہہ مولوی کہ کو گئے ہمراہ سید احمد صاحب کے درمیان شروع
۱۸۲۲ء مین کلکتہ سے سمندر مین سوار ہوا اور اوسی سال اکتوبر مہینے مین مراجعت کی
جیس پر اسکا وعدہ ہوا

مہاراجہ راجکشن بہادر

وہ درمیان ۱۷۸۲ء مین پیدا ہوا اوسکا باپ مہاراجہ نوا کرشن بہادر
وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل بہادر کا تہا اون ایام مین وہ جوان تہا ۱۷۹۸ء تک
تک اس خدمت پر مامور رہا بعد ازان گورنر جنرل لارڈ کلاو صاحب کے
ہمراہ دہلی کے دربار مین گیا منشی ہو کر کئی امتیازین اور عزت سبب
اپنے نیک چلن کی حاصل کرکے ۱۸۲۳ء مین مرا تریسٹھ برس کے عمر پاتے
اوسکے نائب نے کچہ زمین سرکار سے بہادر کو جو کلکتہ کے قلب مین ہے

دی ہے جسمین ہر ایک ٹہاکر جاسے جامع کلیہ طیار ہوا یہہ راجہ بہت سرگرم
انگریزون کے غرض مین درمیان اوس مصیبت کی جو میر جعفر کے صوبہ دار ہونے
کی پیشتر اون پر نازل ہوئی تہی وہ لڑائے انگریزونکے جو میر قاسم سے ہوئی ہے جب تک
کہ اوسنے ہزیمت نہ کہائے شاہ مذکور میجر ایڈم صاحب کے ساتہہ رہا وہ رام چرن دیوا
کا پوتا تہا جو ارکات کے نواب کا میر بخشی تہا جب اوسکو ایک قوم مرہٹہ مسمی برگوی
کو جو ہندوستان کے دکہن مین رہتی ہی نیست و نابود کرنے کا عہدہ ملا اوسنی کئی دفعہ
اونکو شکست دی آخر ش ان ہی سرکشونکے لڑائی مین مارا گیا راج کرشن یہہ
خطاب مہاراجہ او بہادر کا گورنر جنرل جان میکفرسن اور شاہزادہ مرزا [illegible]
بہادر یعنی مرزا جہاندار شاہ جانشین وارث شاہ عالم کے تخت کی اور سوا
اوسکے اور ہندوستانی امیرونسے یہہ دونو خطاب پائے وہ درمیان کلکتہ کے انگریزونکی
اور مسلمانون تربیت یافتہ کے صحبت مین اکثر رہتا تہا علم کے تحصیل کا اوسکو
بہت شوق تہا مثل ہندوستانیون مصنف کے اپنی تئین مشہور کیا وہ پچاس برس
کے عمر پا کر سنہ ۱۸۰۱ع مین مرا اور دو بیٹی اور آٹہ بیٹے نرینہ چہوڑی اوسکے
تصنیفات مین ایک قصہ معظم شاہی ہے جسمین سلطان محمد معظم بہادر شاہ شاہ عالم
بیٹا عالمگیر اورنگ زیب کا ہے اور پانچ جلد ہندوستانی دیوان — یہہ اوسکے
بیٹے کالی کرشنا کے پاس ہین

رام چرن

بانی فرقہ رام سنی کا جو ہندوستان کے پورب مین رایج ہی رام چرن
ایک بیراگی تہا سنہ ۱۷۱۸ مین درمیان سیراسن کے جو جے پور کی علاقہ مین ایک
گانو سے پیدا ہوا یہہ نہین معلوم کہ کس وقت اوسنے اپنی آبا و اجداد کے
مذہب ترک کیا اور یہہ بہی معلوم نہین کہ کس سبب سے وہ مرتکب اسبات کا

طبقہ سیوم

ہوا مگر وہ لڑکپن ہی سے بت پرستی سے متنفر تھا اوسکو تعلیم اس بات کی دی گئی تھی
اسی سبب سے برہمنون نے اوسپر بہت مصیبت سخت نازل کی اوسنے اپنی وطن کو سنہ ۱۶۹۶ع
مین چھوڑا تھوڑی عرصہ سرگردان ہو کر بہلوارہ مین جو اودہ پور کی علاقہ مین ہے
وارد ہوا اوتھان دو سال رہا اسی عرصہ مین بہیم سنگ بادشاہ اوس ملک کی سنے
جو باپ رانا امل کا تھا برہمنون کی بہڑکانے سے اوسکو ایسی تصدیع دی وہ تنگ
ہو کر شہر سے نکل گیا سردار شاہ پور کا جس کا نام ابہم سنگ جی تھا اوسکی
مصیبت پر رحم کہا کر اپنے دربار مین اوسکو پناہ دی اور موافق اوسکے سوار تعین
کئی اسی کو علاوہ اس سعادت سی فائدہ اوٹھایا مگر اپنے غریبی کی سبب سے وہ آیا تھے
اور سوار جو اوسکی استقبال کے واسطے بہیجے گئے تھی انکار کیا وہ شاہ پورہ مین سنہ ۱۷۶۹ع
مین پیادہ گیا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہان بعد انکو دو سال مقیم ہوا جس تاریخ
مین اوسکے قوم کی بنیاد ڈالی سنہ ۱۷۹۸ مین فوت ہوا۔ عمر اوسکے اناسی برس
کی تہی اور بہت سے مندر شاہ پور مین چلایا گیا بیان ہے کہ سادہو رام حاکم بہلوارہ
- جو رام چرن کے سخت دشمنون سے تھا اوسنے ایک سنگے کو اوسکے مارنے
کی واسطے بہیجا تھا رام چرن جو بخلاف اوسکی ارادے سے واقف ہو گیا تھا اوسنے اپنا سر جہکا کر
اوس سے کہا کہ اپنا ارادہ پورا کرو مگر یاد رکہو کہ وہ ہے خدا جسنی جان بخشی ہی جب
تک وہ نہ چاہے تو نہین مار سکتا ان باتون سے اس قاتل کو یقین ہوا کہ اس رام چرن
نے غیب سے معلوم کر لیا ہے کہ یہ مجکو مارنے آیا ہے اسواسطے اوسنے پیرون مین گر کر
اوس سے اپنا جرم معاف کروایا رام چرن سے چھتیس ہزار دو سو سبد ہین جنہین پانچ
سے گیارہ تک مصرع ہر ایک مین ہین اور چھتیس حرف ہر ایک اشلوک مین بھی یہہ
کتابین اسی وجہ سے اوسکے قلم تصنیف کی گئین دیو ناگری حرف مین خلط ملط
مین راجوارہ کے الفاظ امیز اور فارسے اور عربی اور سنسکرت اور پنجابی

قسم دوم

رام موہن رای

راجہ رام موہن نے اردو مین بہت کم تصنیف کیا ہے مگر انگریزی سے بہت ترجمہ کیا ہے
اور ویدانتا کو اردو مین مختصر کیا ہے وہ چھاپہ نہین گیا ہی مگر سنا ہے قلمی جلدین اوسکی
مروج ہین ڈی ٹاسی صاحب کہتے ہین کہ پیرس مین اس شخص کو مین نے اکثر دیکھا تھا
اور اکثر خطوط اوسنے اردو اور انگریزی مین ہمارے پاس بھیجے تہے رام موہن رای گوت کا
برہمن تہا اوسکا دادا ایک بڑا عہدہ مرشد آباد کے دربار مین رکہتا تہا اوسکا بیٹا رام کنت
جو اس راجہ کا باپ تہا دربار سے منتفر ہوکر رادہانگر جو بردوان کے ضلع مین ہے
اور جہان اوسکی بہت دولت ہے کنارہ کش ہوا اسے جائی مین رام موہن رای سنہ ۱۷۸۰ع
مین پیدا ہوا وہ چھوٹے عمر مین درمیان ایک مکتب پٹنہ کے عربی اور فارسی
سیکھنے کو بٹھلایا گیا اوسی جا مین وہ واجب خیالی درباب مذہب کے پایا پہلی
خیالات نے اوسکی رای اور چلن پر اثر کیا اوسنے سنسکرت اور ہندو سے علوم کو سیکھے
بعض کہتے ہین بنارس مین بعض کہتے کلکتہ مین مگر سولہ برس کے عمر سے وہ بت پرستی کے حلقہ سے
خارج ہوا اور ایک رسالا اوسنے اپنی رائے کا جاری کیا اس تصنیف کے
سبب سے اوسکی اہلبیت خفا ہوئے اوسنے سفر کی تبت مین درمیان بدہ ملک
وتو مین صحیح مذہب دریافت کرنیکو گیا وہان دو تین سال رہا مگر اوسکی مسائل
منطق اوسنے پسند نکی تب اور ملکو نہین بیس برس کے عمر تک سفر کیا اوسکی باپ
نے اوسکو بلوایا اوسوقت سے وہ انگریزون مین ملا جلا اور انگریزی سے واقفیت
تقویم پائی اور رفتہ رفتہ انگریزی علمدار کیا سرگرم خیرخواہ ہوا اوسکا باپ
سنہ ۱۸۰۳ مین فوت ہوا وہ مال سے محروم رہا اور نتیجہ اوسکو کچھ نہ ملا - مگر انگریزی
خدمت مین اوسنے ایک عہدہ پایا اور رنگپور کے کلکٹر کی خدمت مین دیا

طبقہ سیوم

اپنی کو سے پاکر جا ربست کہا | یہ نجانا ہر جگہ ملتے ہیں ہم
سینہ و دل کو میں کرتا ہوں کدورت سے صفا | کسکی آمد ہر ابھی کہ یہ گھر جہاڑتے ہیں
نرگس کا پہول بہیجے نامہ میں یار کو | معلوم تا کرے وہ بہت ہے انتظار کو
دلہیں یہ محبت ہے تیرے پیمان کی درستی پر | دل ٹوٹ گیا میرا تم ہی پیمان شکن نکلے
پہول چہپنے میں ہیں نکہت سے گلہ بری اکبر بس | حسن اور عشق کے کیا خوب نکلے نشان ہی

منولال

منشی منولال لاہوری مصنف ایک کتاب بلاغت کا جو مشتمل اقسام سخن پر ہے بہت سی بڑی بڑے شاعروں اردو گویوں اور فارسی گویوں کا ایک تذکرہ اور انتخاب دواوین لکہا ہے یہ اوسکی چھاپہ خانہ میں درمیان کلکتہ کے ۱۲۳۰ھ میں چھپی تہی اوسکو گارسن تاسی صاحب کہتی ہیں یہ تذکرہ بہت اچھا ہے

مخلص

مخلص تخلص خان مرشدآبادی مشہور بنام میرباقر بہائی نواب نوازش محمد خان شہامت جنگ کے کا مولف اول تذکرہ اردو لکھا ہر کہ وہ جوان خوبصورت تہا تمام اپنی ہمعصروں میں بمنزلہ جوہر کشادہ رو طبع یکسان خوش شوق تہا جب مولے ابراہیم نے گلزار لکہا اوسنے بہت اشعار ریختہ اوسکو دئیے تہے اوسکا ایک دیوان بہر پر عشق سے ہی ۱۲۰۱ ہجری میں درمیان مرشدآباد کے وفات پائی یہ ایک شعر شیفتہ نے اوسکا لکہا ہے

کرتی ہی اپنے اسیروں سے تغافل یہ بہی کرتا ہی | قفس میں مر گئے ہم یہ خبر صیاد کو پہنچی

مروت

جعفر علے مروت مشہور بنام پسر صاحب سعیدے کہتا ہی کہ وہ بیٹا کبیر علے کا تہا جسکو حکیم کبیر علی شیخ غضنفری سب کہتی ہیں یہ جوان قابل اور تربیت یافتہ تہا بیشتر اپنے باپ سے علم طب رامپور رہتا مگر وہ شعر کہنے میں بہت مشغول تہا جسکی طرف

قسم دوم

۲۰۲ اوسکو شوق تہا [illegible] وہ ایک جوان شاعر نوابکو خان ولد رستم خان سے دوستی
رکہتا تہا اسکے صحبت سے اوسکو ابتدا شوق شعر کرنے مین مفید ہوئے خصوصاً غزل
اور قصیدہ مسدس کے طور پر کہتا تہا جب وہ درمیان رامپور کے ۱۲۹۸ مین تہا
سحر البیان کی طور پر نظم مین ایک وہ فسانہ اوسنے بنائی ہین اوسکا ارادہ حسن کو پیش
کرنے کا تہا لیکن چونکہ ان ایام مین حسن سفر مین تہا اپنی ارادہ کو پورا نکر سکا پانچ برس بعد
جب وہ رامپور کو بنارس کے سفر سی پہر آیا تہا اوسنی اسی میر صاحب کے اس مثنوی
کا ایک جواب بطور رجحات کے کہا اوسمین بہت تشبیہین تہی ہین اسکو پورا کرکی مشہور
کیا کہتے ہین کہ دو مہینے مین یہ کتاب لکہا تہا اسی مثنوی پر اوسکی شہرت کی بنیاد
ہے اسکے علاوہ ازین میر حسن نے مروت کو شعر ریختہ کہنے پر برانگیختہ کیا تہا اور اوائل
اشعار اوسکی پر اصلاح دی بعد ازان جب وہ رستم نگر مین رہتا تہا میان قلندر بخش
جرات سی جو اوسکا ہمسایہ تہا اصلاح لیتا تہا مگر وہ دونون سے کسیکے شاگرد
کا اقرار نہین کرتا مروت نواب فیض اللہ خان کے خدمت مین رہتا تہا یہ شعر اوسکا ہے

غیروں پہ دیکہہ دیکہہ کرم اوس نگار کا   چین بر جبین ہے نقش ہمارے مزار کا

برق

پروانہ علی شاہ برق مراد آباد کے ہے اس شخص کو شعر پر توجہ ہے اور بہنگ نوشی
سے بہت شوق تہا روش قلندرانہ رکہتا اور بیکاری مین اپنے اوقات بسر کرتا جب
نوبت اس شغل کی کہ بیٹہے سے بیکار بہلے شعر کہنے لگا جسکے سبب سے وہ بہی شمار
شعرا مین گنا گیا وہ شاگرد محمد یار خان کا تہا مصنف نے اوسکے دو شعر لکہے ہین

درویش

تخلص جو علی سعادت التیام شاہ علی نام کا ہے یہ ایک فقیر زادہ وطن حضرت دہلی
سے تہا اور خوشنویس شاگرد وطن؟ میر نظام الدین ممنون سے ایک تکیہ اوسمین سکے؟

طبقہ سیوم

بزرگون کا پہلے کے منشی مین تہا سلسلہ اوسکی نسب کا الہ دیا شاہ تک جو بڑا معروف ہے پہنچتا ہے اوسکی شہرت تمام تہی شوق حفظ قرآن کا اور دریافت معانی اور قصص کا اوسکو بہت تہا فکر ریختہ بہی کرتا تہا ؎

بوسہ جب مانگا تو اوسنے منہ لیا ادہر پہیر / دل مین کچہ شرمندہ سا ہوکر وہ مایل ہو گیا
ابہی تو گم ہوا ہے ایک پہلو سی دل اپنا / یہین ہوگا کہین ڈہونڈو ادہر دیکہو ادہر دیکہو
ضرور آتی ہے کیا ہی تیر کا ہر ناتوانوں سے / رہا جاتا ہون پیچ آہ یار خنجر دیکہہ
بیطرح چشمک رات رہی سینہ مین مجکو / شب زخم کا ٹانکا نہ کوئی ٹوٹ گیا ہو
رنجش سے کے وہ کیا بات ہوئی بزم مین اوسکے / ہمسی تو قسم لو جو اگر لب بہی ہلا ہو

دریغ

تخلص سید زین العابدین کا جو کہ پوتون سیف الدولہ سید رضی خان بہادر کے ہین اصلاح سخن کے شاہ نصیر سی لی یہہ شعر اوسکا ہی

یون وہ بولا دیدہ تر دیکہکر دو چار کی / ڈوبتی مجکو نظر آتی ہین گہر دو چار کے

دل

تخلص میر شاد کا تہا یہہ شعرا عظیم آباد پٹنہ سے ہی مرد خوش زندگانی کشادہ پیشانی ہنسی کہ ٹہنک تو سنے مین آیا ہی شعر اوسکا مزہ دار ہوتا ہی ؎

پردہ اوٹہا کے تو نے ادہر کو گذر کیا / عالم کے دل مین تیرے محبت نے گہر کیا
نالہ و شور و فغان جیسا تہے ہم اوسکے / ہمکو کوچے سی تیری فلک شر سا ٹالی
او روٹھ کے ہمسے جانیوالے / مت روٹھ ہمین گلے لگالے
جی چاہتا ہی بوسے پر ہرگز نہ یار سی / پر بس نہین چلے ہے دل بیقرار سے

دل

تخلص دیبی پرشاد کا رہنیوالا مرشد آباد کا ہے اوسکا افکار رنگین ہے

قسم دوم

۲۰ امید وصل اوس سے عبث ہے تو کیجو دل　　جس سنے کہ رسم نامہ و پیغام بھی نہو

دل

تخلص مولوی شمس الدین نام کا ہی یہ حضرت رہنے والے دہلی کے تہی اوقات شریف انکی اکثر یاد الٰہی مین گذرتی تہی اور نہایت توکل سے ایام بسر کرتی تہی بہت صاحب تقوی اور پارسا واقع ہوے تہے یہ شعر اونکا ہی سے

ہولی آئی ہی سر رات چلی جاتی ہے　　تیری اب تک ہے وہی بات چلی جاتی ہے

دل

تخلص زور آور خان باشندگان سے کاکوری کا ہے ایک دیوان صحیح اور چند مثنوی اونکی تصنیف سے ہین دیکہنے مین نہین آئین سے

مت بہا سر کو اے ناصح جاہل اگر　　پہر بہے جاتا ہی نصیحت سے کہین دل اگر
کیا سنی تو کہنے لگا ہی آگ گلشن مین　　عیان نہ داغ حسرت لالہ کی جہاتی ہی
فاتحہ کو بستان جو زردار سے آتے　　آتے تربت پر تیرے وادی مجنون کو گل
ساقی نے جو پلایا مجہی پینے سے پے لیا　　زاہد تجہے خبر ہے حلال و حرام کے

دل

تخلص آزاد خان بذریعہ قبول اسلام کے آتش جہنم سے آزاد ہوگیا تہا سے

یہہ تماشا ہی کہ قاصد کو ملے ہی دشنام　　خط کا انعام گیا نامہ و پیغام گیا

دل

تخلص غلام مصطفی خان فرزند دلبند غلام محی الدین خان کا ہی یہہ ایک جوان تہا قابل اور قابل دوست بہت عیش مین عمر بسر کرتا تہا سے

سر مو تیری آنکہو لگا ہوا ابکے گو گر　　محشر مین کوئے گیا تیرے نزیا دکہا
ساگہتا کا خدا تیری مین نہ دکہلاوئے　　برا لگے ہی یہہ ابر سیاہ آنکہون مین

طبقہ سیوم

کیا کیا سے گذر گئی آنکہونکے دیکہی   گویا کہ خواب ہر وہ خیال نہین اب ہین

دلیر

تخلص شاہ نگاہ یہ ایک طالب علم تہا درویش نہاد بلدہ عظیم آباد مین کہتے ہین کہ خدا اور رسول کے ذکر مین اور صحبت اصحاب مقبول مین بہت دل لگائے رہتا تہا یہ شعر اوس کا ہے

پہر بہی یارب وہ کبہو دن رات ہو   یار ہو مین ہون گلے مین ہاتہہ ہو

دلخوش

تخلص بہادر سنگہ کہتری کا جو کہ پوتا راجہ خوشحال رای کا تہا بیچ عہد محمد شاہ بادشاہ کے اہل ثروت سے گذرا ہے

ہون تیری ہجر مین جون دیدہ نرگس حیران   چشم پوشی نکر آ اپنی گنہگار سے مل

دلسوز

تخلص خرا تہا ان قوم افغان کا یہ ایک جوان خوش طبع یار باش لطیفہ گو یا کیزہ ہما کشادہ پیشانی نیک زندگانی رفیق ظفر یا بخان نگر کا مشق سخن کے حکیم ثناء اللہ خان فراق سے کی ہی شرب بہت پیتا تہا رہنیوالا قصبہ اٹہل اور گلشن بہار مین لکہا ہے کہ شاہ نصیر سے اصلاح لیتا تہا کہتے ہین سے پور مین جاکر مرگیا یہ شعر اوسکی ہین

ارادہ یاں جو سے کا تہا ای بیداد گر اپنا   گرا قدمون پہ تیرے کر کتا جب وقت ملنے سر اپنا
جگر فراق کی صدمے سے لالہ زار رہا   یہان خزان مین سدا موسم بہار رہا
تپ فراق کی بیمار کے جو دیکہا نبض   طبیب کو ہے کہ دن تلک بخار رہا
وہ کہتی ہین راز دل اپنا   مت کسے اپنے یار سی کہنا
اور یہان دل کے بیقرار سے   روز دو تین چار سے کہنا
وہ جو زلف دلہ نکے بے توہم ہوا بیتاب تیز   وہ وہ نگورات کہتے ہین تو ہم نے کہا بیتاب تیز

قسم دوم

۴۰۰ سب سمجھین گے ہم اگر لاکہہ برے ہو گر | پر کہین آنکہ لڑا کر تم لبے سینے ہو گلہ
رات تم اسطرف جو آن پہر سے | دن پہری کچہ تو تغیر یہان پہری

دیگر

یہہ تخلص میر حمایت اللہ خان خلف عالم خان کا ہی جو کہ وارد لکھنؤ نسبت خانہ زاد پر سرفراز تہا اور رقم و فن دست مین اپنے ہم سنون سی ممتاز ہی اور فن رمل مین بڑی مہارت رکہتا ہے اور کچہ سنکہ تبت اور نجوم کے بہی پاتا ہی جس زمانے مین کہ طرح مشاعرہ کے ڈالتا تہا نواب مصطفی خان بوقت گلشن بہار کو بہی بلاتا تہا

جسطرح ناک مین دم لایا ہے میرا شیخ | یا خدا اسکے بہی پیچھے تو بین شیطان پڑی
دگیر سے تم چپکے سے گر آنکے ملے | گر رسوا سئے ہر کوچہ و بازار نہوتے

دولہن بیگم

المشہور نواب بہو نڑکے نواب انتظام الدولہ خانخانان منفور بگڑ زوجہ خاص نواب آصف الدولہ بہادر کے یہہ ایک عورت تہی پارسا اور باتقوے اور پرہیزگار عقیدہ سنیہ کا بینی سرنہ نکالا باوجودیکہ سب لے ہتی شیعہ کے اور اکثر بندگی مین بہت مصروف رہتی تہی اور اکثر اوقات تلاوت قرآن شریف کے کرتی رہتی اور وظیفہ پڑہا کرتے اور بسبب اسکی کہ سلیمۃ الطبع تہی شاعرون اور اہل مذاق سخن سے خوش ہوا کرتے تہے یہہ دو شعر اوسکی مین اپنی خاوند کے شعر کے جواب مین کہتے ہین

اتنی کم ظرف نہین ہم جو بہکتے جاوین | مثل گل جاوین جدہر جاوین مہکتے جاوین
مت کرو فکر عمارت کی کوئی زیر فلک | خانہ دل جو گرا ہو اوسے تعمیر کرو

نواب آصف الدولہ کی یہہ شعر ہین

ساقیا مے سے چہکا دے کہ بہکتے جاوین | برق کیطرح جدہر جاوین چمکتے جاوین
جانیں جہانتک جگہ پائیے | عمارت بناتے چلے جائیے

قسم دوم

برق

میان شاہ جیو برق جوان ظریف الطبع عزیز اور زندہ دل تہا استعداد سخن کا غلام ہمدانی مصحفی سی اوسنی کیا تہا لکہنے اوسکو خوب آتے تہی ۱۲۱۳ ہجری مین ہو اب معلوم نہین کہان ہے یہہ تین شعر اوسکی ہین ؎

یون لاکہہ ہون دنیا مین تو کچہہ کام نہین ہے — واللہ کہ تجہہ بن مجہے آرام نہین ہے
کیا دہوم سی آئی ہی گہٹا ابر ہوا مین — افسوس کہ ساقی وہ می و جام نہین ہے
ای برق دل اپنا نہ جلا یاد مین اوسکی — کچہہ خوب تو اس کام کا انجام نہین ہے

بیخود

تخلص لالہ نراین داس کا ہے یہہ مرد متصدی پیشہ نیک اندیشہ مہاجبان شہ سی ہے شاگرد ہدایت اللہ خان کا گاہے نظر حکیم ثناء اللہ خان فراق سی بہی اپنے گذرانتا تہا اور گاہی گاہی نظر خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ سے الحاصل یہہ صاحب زبان سخندان شیرین زبان عذب البیان ہے ؎

سرشک گرم سے میری بہا سیلاب آتش کا — بنا آیا الہی کیا دل بیتاب آتش کا
چمن مین آگ موج رنگ گل نے جیسے دی یہان — نظر آتا ہی ہر ایک گل ہمین گرداب آتش کا
میری انکہون سی دیکہو سیل اشک گرم کو آکر — نہ دیکہا ہو کسو نے جو کبہو تالاب آتش کا

بیہوش

تخلص ایک طالب علم عبد الرشید نام کا ہے قصبہ شکار پور مین یہہ پیشہ بسر کرتا تہا اوس نواح کے طور پر گاہ گاہ رمز طراز ہوتا ہی نزد تحقیق اور صاسنی مین آیا ہے ؎

وہ بہی دن ہی کہ گلی میری لگا رہتا تہا — اب تو صورت سی بہی میری ہوا بیزار
خورشید ہو مکڑی سی تیری کیونکر مقابل — تو زلف اپنے کہول تو ہو شام زمین

طبقہ سیوم

اشک

محمد خلیل علی خان اشک تخلص مصنف ایک قصہ میر حمزہ کا جو کہ اردو نثر مین لکھا گیا
تھا بیچ سنہ ۱۲۱۶ ہجری مین اس کتاب کی دیباچہ مین لکھا ہی کہ یہ قصہ پہلی لکھا گیا تھا محمود
غزنوی بادشاہ کی واسطی بیچ چودہ جلد کی اور وہ کتاب تصنیف کی ہوئی ہے ملفاء
عہد محمد غزنوی کے جن لوگون نے مجتمع ہوکر اوسکو تصنیف کیا تھا یہ قصہ اسواسطے دلپسند
ہے کہ مختلف ملکونکے طریق اور رسوم سے واقفیت بسبب اسکی پیدا ہوتے ہی اور فن لڑائی
اور فتوح سے بہی معلوم ہوتی ہین چنانچہ وہ مصنف خود مقر اسبات کا ہی لیکن محمود
غزنوی چونکہ یہ بات چاہتا تھا کہ کسی سی کسی امر مین رائے نہ لیا کری اسلئی ہر روز تھوڑا
بہت اوسکی پڑہنی کا خیال رکھتا تھا یہ کتاب کچھ کچھ مشابہت رکھتی ہی ایک قصہ سے
جو کہ تصنیف ہوا ہی اسپین مین نام اوسکا ڈان کوکسٹ ہی اور ترجمہ کی گئی ہی کئی زبانون
اسکی اشعار ہاتھ نہین آئے

بیجان

تخلص شیو سنگھ دہلوی جو کہ فن رمل مین مہارت رکھتا تھا یہ ایک شخص وارستہ طبیعت
مسکین نہاد نہایت غریب و مسکین آدمی تھا دریبہ مین رہتا تھا کوٹھی پر سے گر کر مر گیا تھا
اوسکی موت کو یہ سال تینتالیسوان ہی سنہ ۱۲۵۰ ہجری مین فوت ہوا اوسکی یہ دو شعر ہین سہ

اسمان کر پڑینگے ٹوٹ کی ٹکری ہوکر — جب کہین آہ ہماری مین اثر ہووےگا
بیجان مین جان تلک بہی دی پر — میرا نہوا وہ شوخ دلبر

فروغ

میر علی اکبر فروغ شاگرد شمس الدین فقیر کا علم طب امد ہیتہ مین اچھی استعداد
رکھتا تھا ریختہ سے بہی کہتا تھا فارسی شعر سے اوسکی بہت ہین

× فرخ

۲۱۰ ایک شخص میر فرخ علی نام باشندہ دہلی کا ہی جو ریختہ گوئی کا شوق رکہتا ہی ؎

چشم ہی نور گیا تن سی توان دلسی صبر ‖ ہجر مین تیری جدا مجسی ہوا کیا کیا کچہ

فرخ

ایک رنڈی میرزا دکہنی رہنیوالے کاشہ کے نام اوسکا فرخ بخش ہی اپنی عاشق سے بہت خوش تہی اور سنے جوشی کی تلاش مین رہتی تہی یہہ شعر اوسکا ہے ؎

ہماری قتل کی تدبیر بے تقصیر ہوتی ہے ‖ نگاہ پاک کے شاید یہی تاثیر ہوتی ہی

بینی نراین

مہاراجہ لکہشمی نراین کا فرزند اور مہاتم رائے کہم نراین رند کا یہ شخص عالم آدمی تہا دریائی لاہور رہتا تہا اوسنی ایک کتاب بنام دیوان جہان کے تصنیف کرے جسمین بہت اچہی شعر اکثر اچہے اشعار شعرا اردو گو کا جلکی اوسکو بہم آئی لکہی ہین اوس کتاب کے دیباچہ مین مصنف اس کتاب کا بیان کرتا ہی کہ وہ ہندوستان مین خوشی اور آرام سے رہتا تہا جبتک کہ اوس کی قسمت نے اوسسی ہیر نگ کہا کر اوسکی خوش حال کو مبدل کیا۔ پہر وہ مجبور ہو کر کلکتہ کو گیا تہا ہی اوسکی قسمت نے اوسکی سختی سے پیروی کی۔ وہ بارہ برس بی روزگار اور تنگی مین رہا آخر شیخ حیدر بخش قابل اور مشہور شاعر نے اوسکی حال پر رحم کیا کر اوسکو آدم دیا بلکہ اوسنی روبک صاحب سے جو مشہور ہندوستانی زبان دان تہا اوسکی ملاقات کروادیے اس صاحب نے اوسی اپنی خدمت مین لیا اور اوسکی ہنگر سے کو بخشش و عزت سی دو ہیکے اومی صاحب کی خواہش سی اوسنی بیچ ۱۸۱۲ کی کتاب دیوان جہان مذکور تصنیف کی تہے اس کتاب مین تین چیزین ہین اول تذکرہ اور دیباچہ نظم مین — دوسرے مختلف اشعار منتخب — تیسرے چند شعر تصنیف کی — ایک اور کتاب جو بینی نراین نے لکہی ہی وہ قصہ شاہ و درویش کا ہی جسکا مضمون وہی ہی جو فارسی قصہ نظم ہلالی مین ہے اور اوسکا بہی نام یہی ہی ولسن صاحب کے پاس ہے ایک نسخہ جلد نستعلیق حروف

طبقہ سیوم

۱۱ چو ورقی جلد مین سے ہے یہ کتاب اردو زبان مین بنی تراریخ کے پہلی ہے تصنیف ہے فارسی
مین ترجمہ کیا گیا ہی بنام چہار گلشن کے اس کتاب کا ذکر روبک صاحب نی فورٹ ولیم
مدرسے کے رپوٹ مین درمیان صفحہ (۳۲۹) کے لکہا ہی اس کتاب کی قلمی جلد فورٹ
ولیم کی مدرسہ کی کتب خانہ مین موجود ہی اور حال مین ایشیاٹک سوسایٹی کے کتب خانہ
مین سے ہے یہ کتاب بہت دلچسپ ہے

فارغ

شاعر اردو ہے شاگرد حاتم کا تہا فخرالدین جوہری سے ملاقات رکہتا تہا اوسکو شعر ریختہ
کہنا اچہا آتا تہا خصوصاً ابتداؤ انی اور تمہید اوسکو اچہی آتی تہی یہ شعر اوسکا ہی سنا

قطرہ اشک جو نکلا سو وہ گوہر نکلا — بعد مدت کی میری چشم کا جو ہر نکلا

برکت

تخلص برکت علی خان خیرآبادی کا جو کہ بسبب برکت خدمت نصیرالدولہ جرنل اختر الملک
ناظم دہلی کے مرجع و آب اکابر دہلے کا تہا ایک مدت یہ مختاری راجہ دہلے پٹیالہ مرتبہ
دلوا اوپر فلک نشینی کا الغرض تمام عمر اچہی طرح گذران کرتا رہا آخر کار اپنی وطن
مین وفات پائی یہ سال وفات اوسکی کا اظہار وہان سے ہے یعنی ۱۲۴۳ مین فوت ہوا
چونکہ ذہن بہت اور صاحب عقل تہا اشعار سے شوق تمام رکہتا تہا اور اچہا کہتا تہا خلاصہ
افکار اوسکے کا یہ ہے

اشکون کو بہا دیدۂ گریان سمجہ کر — گہبرائیو نہ حاتم کہین طوفان سمجہ کر
موسم گل ہی قفس سے مین نہو جانا نہ ہوا — مت نسیم سحر سے مرغ گرفتاری چل
پہنچی آسیب اوسکو کہین دلگیر نہو — نالہ شب مین اسے پڑہ سے تاثیر نہو
دل بیتاب کسیطرح سے ٹہراتی کوئی — کبہی سمجہا کر گئی تہا اور کبہی سمجہاتی کوئی
غم اوٹہاتا مرے اس دل کا اوٹہاتا کوئی — ایکدم کی بہی آتی پاس تو بہلاتی کوئی

قسم دوم

۲۱۲ مئی نہ سوزش دل اشک کی بہائی — یہہ آگ وہ ہے کہ بجہتی نہین بجہائی سے
بگڑ رکار کا سا جو پایا تو یون رکہا — پا لی خدا نہ ڈالی کسی بدگمان سے
خط کی نمود چہرہ پہ معلوم ہو گئے — قاصد نے جب کہا کہ یہہ خط کی رسید ہے
تصور مین تیری گر کوئی چہچہے اوکہتا ہو — ذرا دم لو کوئی آیا ہوا جاتا ہی قابو بہی

بیباک

میر نجف علی بیباک مشہور ہندوستانی مصنف ہی جو کہ امام سید موسیٰ یعنی موسیٰ کاظم جو ساتوین لیئے امام جعفر صادق کے بیٹے ہے اونکے اولاد مین مشہور ہے اوسکی اباء واجداد عرب کی تہے لیکن بعد چند نسل کے وہ کوئل مین آکر رہی اور جہان بیباک پیدا ہوا نو برس کی عمر مین دہلی مین آیا جب جوان ہو گیا پہر کوئل مین گیا اور وہان تحصیل صرف و نحو اور فارسے کچہ طب بہی تہوڑ جہکا اوسکو بہت شوق تہا بائیس برس اوسنی مطلب کیا لیکن شعر گوئی کا اوسکو بہت شوق تہا شعر گوئی مین شاگرد مصحفی کا تہا یہہ شعر اوسکا ہی

مجلس مین اوسکی بیٹہے تہمت کی ڈرکی مار — سو سو جگہ سے اوٹہہ کی اپنا مکان بدلا
ایک دن ہو تو کوئی صبر کرے — روز کے انتظار نے مارا
دادخواہونسی گہر گئے رستے — اوسکا جس کوچہ سی گذار ہوا

بلاقی

سید بلاقی دکہن کا ایک شاعر ہے جسنی ایک مثنوی معراج نامہ رسول خدا کے درمیان ۱۱۲۴ ہجری کے تصنیف کے ہی اس کتاب کے ایک جلد پیرس مین موجود ہے یہہ ایک مثنوی اون تیرہ مثنویون اور رہنمونین کے ہی جو شیخ احمد بیٹی محمد ابراہیم گیتی نے ایک جلد مین جمع کی ہین جسکے اخر مین اوسکے اور تصنیفات بہی مندرج ہین

قاصر

طبقہ سیوم

تخلص مرزا ہیرے بیگ باشندہ دہلی کا شاگرد نثار الدین خان فراق کا ہے یہ شعر اسکا ہے

یاد کس گل رو کی اس دل کو نزاکت آ گئی | آہ کر سکتا نہیں ایسی نقاہت آ گئی

جان محمد

شاہ جان محمد بغیر مصنف پریم لیلا کا مرزادہ سلطان خان کی فہرست میں ایک کتاب قطعے جلد کے موجود ہے

جلال

تخلص ایک شخص کا ہی رہنیوالا فیض آباد کا یہ شعر اوسکے ہیں ؎

قدر عاشق کے وہ کیا جانے جو ہو شب و روز | عشق رکہتا ہو جو شخص اپنی خود آرائی کا

دل دیا مفت اب اس آئینہ رو کو افسوس | میں تو حیران ہوں جلال اس تیری دانائی کا

ایک بازار میں بیٹھے ہیں جسکے دید کو | کیوں نہ آیا آہ کیا سوجھی یہ اوس بے دید کو

ایک عالم ہو خریدار نکیوں سو جی سی | بیٹھی جب کہ وہ یوسف سر بازار لگا

جلال

تخلص جلال الدین حسین برادر خورد شاہ کمال الدین حسین تخلص کمال کا ہے یہ مطلع اسکا ہے

جی میں آتا ہی گریبان پہاڑ کر | دشت کو اوٹھ چلئے دامن جھاڑ کر

جلال

ملان جلال بلخی جو مشہور بنام قصہ خوان تہا اسے ایک قصہ امیر حمزہ کا تصنیف کیا ہے اور یہہ بے معلوم ہوتا ہے کہ عاشق کے طور پر اوسنے وہ کتاب لکہی ہی

جوہر

شیو رام مشہور بنام جوہر سنو معل سنے اوسکی ایک غزل دلچسپ انتخاب کی ہے

جولان

میر رمضان سلطے جولان دہلی کے میان محمد شاہ کے وقت میں رہتا تہا دیوان

۲۱۴ سنہ ۱۷۹۴ء کے وہ تخمیناً چالیس برس کا اپنی جوانی میں وہ سب سے اچھے کان کھینچتا تھا

جوان کاظم علی

مرزا کاظم علی جوان دہلی کے بہت مشہور مصنف درمیان سنہ ۱۱۹۶ کے لکھنؤ میں رہتا تھا اور
سنہ ۱۸۰۰ء میں وہ کلکتہ کو بموجب طلب کرنیل اسکاٹ صاحب کی گیا وہان جاکر گلکرسٹ صاحب
کا مددگار تصانیف کا ہوا بینی نراین بیان کرتا ہے کہ کلکتہ میں سنہ ۱۸۱۲ء کے وہ زندہ تھا اوسکی
اوسکی بیٹون عیان — اور مختار نے بھی مثل اپنے باپ کی شہرت پائی — اس جوان نے
ایک کتاب مسمی سکنتلا ناٹک پسندیدہ لکھی ہے — یہہ قصہ اول مین زبان برج بھاکا مین
تصنیف ہوا تھا لیکن وہ کالیداس کے طور پر نہین ہے بلکہ مہابھارت کی طور پر یہہ کتاب
درمیان کلکتہ کے سنہ ۱۸۰۲ء مین ناگری حرفون مین چھپی تھی اور انگریزی حرفون درمیان
سنہ ۱۸۰۴ کے بعد ازان قرآن شریف کا اوسنے اردو مین ترجمہ بتصحیح ڈاکٹر گلکرسٹ صاحب
کیا — اور بطور تاریخ فرشتہ کے اوسنے ایک تاریخ واسطے بادشاہی خاندان
دکھن کی تصنیف کی — اور ایک بارہ ماسہ جو بہت پسندیدہ اوسکی تصنیف سے ہے
اور اسکا نام دستور ہند بھی ہے وہ بہادر سے تصنیف کیا ہے — اس کتاب مین ہندؤن
اور مسلمانون کی رسوم اور تہوارون اور عادتون کا بیان ہے اور گردش آفتاب اور
اور چاند کے اور قرآن اونکا جو درمیان سنہ ۱۲۰۸ ہجری کے واقع ہوا تھا — اور بہت
سی شعر ہے اوسکے تصنیف کے ہین اغلب ہے کہ اوسکا ایک دیوان بھی بنا ہو — اور گنگا مین
نسیبہ کا ہے اوسنے ترجمہ کیا ہے — اور خرد افروز — اور انتخاب سودا کا بھی وہی مولف ہے

جوان

مرزا قاسم بیگ جوان اصل اوسکے شاہجہان آباد مصحفی کہتا ہے کہ یہہ نام سے جوان تھا
اور شکل کا خوب اور ذہن کا تیز دل کا مرغوب خوش کلام حالت عنایت سے مقید ہو کر
شہر کا تھا کا ہو گا ہے خطے مین سبب ادا ہو ہوتا تھا اسیر اوسکے مصحفی سے اوس سے واقف

ہوا جو کہ مذکور اپنے نئے خیالات کی آپ ذائقہ دار اشعار مصحفی کی نظر سے بہ
گذرانتا تہا

جانی چندرا

جیوتش کے مصنف ایک کتاب سنسکرت اور بہاکا در باب نجوم جنیس کے یہ کتاب درمیان
سنگت کی مطابق ۱۸۱۰ء کے تصنیف ہوئی نام اوس کتاب کا سوامی کا نیمک کی یہی پرکاش
پرفیسر ولسن صاحب کے پاس ایک جلد ہے

حکیم کبیر سہولے

شیخ مظہر یہ ایک مشہور حکیم تہا ریختہ ہے کہتا تہا مصحفی نے نواب محمد امیر خان امیر کے
گہر مین اوسکو دیکہا تہا معلوم ہوتا ہی کہ اسکا ایک دیوان ہے ہر اسواسطے کہ فورٹ ولیم
کی ورمنٹ کے کتب خانہ کے فہرست قلمی کتابون مین ایک دیوان کبیر ہے

کافر

میر علی تقی لکہنؤ والے یہ سید ایک مشہور خاندان کا دہلی سے ہے جو کہ خوب ریختہ کہتا تہا
پہلی اوسنی تخلص تسکین رکہا پہر جنون - آخرش کافر بلکہ وہ نام کافر شیکا مشہور ہے
کیونکہ وہ بموجب بیان ابراہیم جب شعر کہتا تہا اوسکی بعد کہا کرتا تہا کہ یہ ایک شکار ہے
اوسکا پیشہ سپاہ گری تہا میر تقی اور فتح علی حسینی خوب واقف تہی میر کہتا ہی کہ دیکہیں
مہینوں تک اوسکی گہر مین مشاعرہ ہوا علی ابراہیم نے اوسکو مرشداباد مین دیکہا تہا -
لیکن اوسکے شعر کے بہت قدر نکرتا تہا

کاکل

شاہ کاکل دہلوی ہم عہد آبرو کا اوسنی دنیا کو ترک کرکے فقیری اختیار کی اوسکا
تکیہ نواب سعد اللہ خان کے بازار مین واقع ہی

کالی کرشنا

قسم دوم

۳۱۶ راجہ کالی کرشن بہادر سوبہ بازار کلکتہ کا عالم شدہ ہی اوسے اکثر شوق علم کا ہی وہ
بیٹا راجہ راج کرشن مرحوم کا اور پوتا راجہ نو کرشن بہادر مرحوم کا ہی سنہ ۱۸۰۸ مین پیدا
ہوا وہ ولایت یورپ کے اور خصوصاً انگلستان اور انگلنڈ کی علم کے بہت قدر کرتا
اور شوق بہی بہت رکہتا تہا خصوصاً ایک چہاپہ خانہ رکہتا ہی جسمین اوسنے اپنی تصنیفات
چہپوائے ہین گرچہ وہ علم مین کم تہا تو بہی اوسنے بہت تصنیفات چہپوائے تہین جس سے اوسکا
شوق علم کا ثابت ہوتا ہی ایشیاٹک سوسائیٹی کلکتہ اور لندن اور پیرس کو نہایت آرزو
اسبات کی تہی کہ اوسکو اپنی سوسائیٹی مین داخل کیجئے - گورمنٹ اور ہندوستان کے
بادشاہ سے اوسنے خلعت اور تمغہ پائے ہین اوسنے انگریزی اور بنگالے کی کتابین بہی
چہپوائی ہین اور انگریزی مین سنسکرت زبان سے ترجمہ کروا کی چہپوایا اوسکی ہندی
تصنیفات سے ایک مجمع لطائف ہی اسمین بہت قصہ ہین اور حکایات مختلف زبانون مین
سے خصوصاً فارسی اور انگریزی کی ساتہ ترجمہ کی اوسنے منتخب کی ہین — دوسری ایک
اردو ترجمہ انگریزی شاعر مسمی گی کی کہانی اسکا نام احسن الموعظ ہی اس کتاب کے
ایک طرف اردو اور ایک طرف انگریزی ہی اور آخر مین تاریخ نظم مین بہی ہی -
تیسری کتاب نظام شمسی ہے

کمال

شاہ کمال الدین حسین نام شاعر ہے اوسکے آبا و اجداد مانک پور کے رہنے والے
ہیں ہوکر ایک صوبہ الہ آباد کا ہے بعد ازان صوبہ بہار مین جاکر رہے سلطنت مغلیہ
مین عہدہ ہائے جلیلہ پر ممتاز رہے جب کمال جوان ہوا اوسنے درویشی اختیار کی
بعد ازان بنگالہ مین آیا پہر لکہنو گیا مصحفی کے وقت مین وہ راجہ ہلاس جسکا کہ
رہنے تہا اوسکے گہر مین رہتا تہا تیس دیوان ریختہ بڑے استادون کے اوسنی
اپنے مطالعہ کے واسطے جمع کی تہے اور صحبت ہی اوسکو اچہے تہی لیکن دیکہئے

اون دیوانون کے اونسی بہت بزرگ استعداد پیدا کیے تہے اول مین وہ کسیکا شاگرد نہ تہا
پہر قلندر بخش جرأت کی شاگردون مین منسلک ہوا بزرگ اوس کی بہت ذی عزت
اور ذی مقدور تہے اونسی سب دنیا ترک کرکے لباس درویشی کا پہنا تہا بر وقت جانے
لکہنو کے جرأت کا شاگرد ہوا اوسکے یہہ شعر ہین

جو شکست شیشۂ دل کچہہ نہ کیا اور کام — مرتفع جسدن سے ہی یہہ چرخ مینائی ہوا
آہ جو کچہہ ہمسے ہو سکتا سو کر چکے ولیک — ایک دن تمکو نہ شوق کار فرمائی ہوا
اور دکہلایا تماشا مجکو وحشت نے کمال — مین تماشائی تہا جسکا وہ تماشا ہوا
یہہ ہی کچہہ بیٹہنا بزم مین اسلوب ہے واہ — جون جون ہم آگے بڑہین آپ کہسکتے جاوین

لطف

مرزا علی لطف یہہ ایک ظریف شاعر تہا کاظم بیگ خان کا استراباد مین رہتا تہا
درمیان سنہ ۱۱۵۱ ہجری کے نادر شاہ کی ہمراہ کاظم مذکور دہلی مین آیا اور بسفارش
ابو المنصور خان صفدر جنگ کی مقرب بادشاہ کا ہوا یہہ مصنف فارسی اشعار
کا ہی جسمین ہجر تخلص کرتا ہے مگر لطف ریختہ کہتا تہا اوسنے ایک تذکرہ بنام گلشن ہند
درمیان سنہ ۱۲۱۵ ہجری مین تالیف کیا تہا اس تذکرہ مین بہ نسبت اور مولفون
اوسکے اکثر لوگون کا حال مفصل ہے اور انتخاب بہت کیا ہے لطف دیباچہ
مین کہتا ہے کہ مینے اپنی کتاب گلزار ابراہیم کے طور پر لکہی ہی اور بہ نسبت اوسکے
کہ وہ پسند خاص و عام ہو ہندی عبارت مین لکہی ہی یہہ کتاب گلزار ابراہیم بالکل
مخالف ہے اوسمین بہت سا ایسا بیان ہے جو گلزار مین نہین ہے اور جو دونون مین
وہ اسمین مفصل ہے اوسمین پہلے حصہ مین سابقہ شاعرون کا ذکر ہی جو
اپنے دیوانون کے سبب مشہور ہین اور دوسرے حصہ مین کم رتبہ کی شاعر
مگر وہ اس کتاب کے دیباچہ مین یہہ بیان کرتا ہے کہ یہہ کتاب تمام ہونے نہ پائی

۱۲۰۸ نظام الملک وزیر اول کے کتب خانہ مین جلد اول سے جو نواب سعادت علی خان کی وقت وہ
تالیف ہوسے تہی وہ اوسکے دیباچہ مین نواب ممدوح کی بہت تعریف کرتا ہی لطف کی بہت
شعر مین اوسنے اپنے تذکرہ مین اپنی اشعار مین سے بہتر صفحہ منتخب کئی ہین جنمین غزلیات
اور قصیدہ اور ایک عشق کی مثنوی ہی یہہ اشعار اوسکی ہین سے

ہوگئی زنجیر پا اپنے یہہ زلف پرشکن ۔ ورنہ دل تجہسی کو دیتا کیا کوئی دیوانہ تہا
کیجو اومن زلف کو مشاطہ سمجہ کر شانہ ۔ لا کہہ دل توٹی اگر ایک وہ مو توٹ گیا
نہین سمندر و پروانہ پر وہ آتش ہون ۔ کہ جسکے نام سی آتش کو احتراز رہا
جو ہجر خفتہ ہو شاید تو وصل ہووے نصیب ۔ یہہ زندگی جو تہی اسمین تو امتحان رہا
سنتی تہے طوفان نوح آنکہونسے دیکہا تو وہ لطف ۔ دیکہی یہہ چشم گریان اور اب دیکہو ہمین کیا
ساقی لگا دی خم سے میرے منہہ ہی کہ بار بار ۔ احسان کون کہینچے سبو اور ایاغ کا
تیری کا زن نمک ہی لطف کچہ آواز نے ہی ۔ ہی ایک عالم کو تیری ناز و نیاز کا شکوہ
فرہاد سا نہ رنگ نہ مجنون سا کیا حال ۔ کس مونہہ سے اوسے بہیجیے پیغام محبت
کیا کم ہے سلطنت سے سگ کوئی یار اگر ۔ قانع ہو استخوان پہ ہمارے ہما کے طرح
ہی یہہ سبب نہ کہ چہیر شب وصل مین سو بار ۔ پوچہی ہے وہ کتنی رہی شب کچہ نہین معلوم
کسی دیتر بلا جو جاتی ہم ۔ دیکہیے دل اسی بلا مین پڑتی ہن
اپنا تو دکہانی سے بس کام ہو گیا ۔ گو اور طرح اوسکے ہو چہل سکتے
خوبی کا اسکے تیری ایک عالم گواہ ہے ۔ اپنی بنیز دیکہے جاتی حالت تباہ ہے

محبوب

سودا شاعر کا شاگرد ہی اردو شعر کہتا تہا دہلی مین پیدا ہوا وہ حلیم اور خوش گفتار
اور اچہی عبارت کہنے والا تہا اوسکے دو دیوان مقابل میر کی ہین لکہنو مین بہت عسرت
مین درمیان سنہ ۱۲ ہجری کے رہتا تہا

شعر طبع زاد اوسکی مین سے

ملا نہ میری غیر سے تو سے ملے ستم اس سے زیادہ کیا ہوگا
کیا جو قتل مجھے تو نے آج خوب کیا کہ مین عذاب سے چہوٹا مجہے لگا تب
احوال گریہ سنکر میرا یاران کہا ای لو انہے سی عشق مین آنسو تور دیا
تم جو کہتے ہو بتاؤ تم یہان سے ایسے جا سکینگے پہر نہ آئین گی ہم
مرہی جانا ہی عشق مین بہتر نہ جئین گے نہ رنج اٹہائینگے ہم

قبول

تخلص عبد الغنی بیگ کا مولد اوسکا کشمیر ہے وہ فارسے شعر کہتا ہی گاہی گاہے ریختہ بہی اوسکی زبان نیز اوسش کرتا ہے یہہ شعر اوسکا ہی سہ

دل یون خیال زلف مین پہرتا ہے نعرہ زن تاریک شب مین جیسے کوئی پاسبان پہرے

فدا

مرزا فدا حسین ولد آغا مرزا پوتا نواب حاتم خان کا وہ درمیان فن رمل کے لاثانی رمال تہا بلکہ طب وغیرہ علوم مین بہی پسندیدہ جوان تہا بائیس برس کی عمر مین درمیان ۱۲۳۹ ہجری کی موجود تہا اول قمر الدین منت سی اصلاح لیتا تہا پہر اوسکی بیٹے سی اصلاح لیا کیا بعد ازان مصحفی کے نظر سے شعر گذرانتا تہا فقط

تیری جو نگاہ مین سبک ہین ہر ایک کے جی پہ بار ہین ہم
کہا کو نے سر جہکاکے ہوکے ذلیل ہاتہہ تیرا کبہو اوٹہا سکے نہین
ناکام کیا رہینگے کچہہ کام کر رہینگے بدنام ہونگے تو بہی ایک نام کر رہینگے
وہان ہمکنار غیر سے وہ رشک ماہ ہے یہان کنج غم مین شکوہ بخت سیاہ ہی
نہین کہاتا وہ قسم غیر کی گہر جانیکی شیخ جو پوچہو تو یہہ بات ہی مرجانیکی
ظالم یہہ جرم دل ہے کہ عاشق ترا ہوا قتل فدا عبث ہے کہ وہ بیگناہ ہے

طبقہ سیوم

جعفری

تخلص میر باقر علی پسر دوم میر قمر الدین منت کا چہوٹا بہائی میر نظام الدین ممنون کا ایک جوان تہا بجلیہ علم اور ادب کی آراستہ اور خلق و صلاح کی زیور سے پیراستہ بڑی بہائی اپنے سے مشق سخن کی کرتا یہہ شعر اوسکی ہین بروقت مراجعت سفر حجاز کی راہ مین فوت ہوا

کبھی جمع گر ہوگیا دود دل کا — تو ایک روز چرخ سیاہ فام ہوگا

اثر نارسائی دیکھو دراز دستی — کب دامن مسیحا پہ جا کی چہونہ آیا

یہ حجاب انکھوں سے گر اوٹھے تو ہم ہم اک ہین — جعفر سے تک پردہ ہستی ہی حایل رہ گیا

تو ہی گر عرش پہ نالہ ہی نہین کچھ کم — آپ کو دور لین ای اثر بار نہ کھینچ

وہ ماہ وعدے کی شب ایکدم کبھو نہ آیا — آیا نہ چین دلکو جب تک کہ تو نہ آیا

تیغ یون دل مین خیال نگہ یار نہ کھینچ — ناخدا ترس تو کعبے مین تو تلوار نہ کھینچ

جعفری

تخلص ایک مرد کا ہے مالک شہر قصبہ سے یہ قطعہ دو بیت کا بلدہ سرور نگر کے تاریخ مین اوسنے کہا ہے

بنا ہے تازہ یہ آباد سرور فزا — بجاہ و دولت و اقبال شاہ وشوکت فر

کہی ہے یہ جعفر سے عجب تاریخ — رہے ہمیشہ یہ آباد سرور نگر

جگنو

میان جگنو یہ شاعر افغان خان لچہتے کا ناموزادہ تہا وہ ہندوستان سے کے مغرب مین درمیان حکومت محمد شاہ بادشاہ کے عملداری مین رہتا تہا میر تقی کا شاگرد تہا

جوہری

تخلص ایک جوہری بچہ کا ہے رہنے والا شاہجہان آباد کا قائم لکہتا ہے کہ تازہ گو شعر گوئی کا اوسنے بہم پہنچایا ہے یہ تین شعر اوسکی ہین

ہو مائل نگاہ کل دل نادان سمجھ کر ۔ کافر کو ذرا دیکھو ایمان سمجھ کر
ان دیدہ پر خون سے دامن ہو گل افشاں ۔ تا دیکھے ادھر یار گلستان سمجہ کر
ای جوہری اس چشم سے گرتا ہے جو آنسو ۔ دامن میں رکھو ہون رغلطان سمجہ کر

جوان

تخلص مرزا نیم جگ نام اصل اوسکے شاہجہان آباد چندایام سے سرکار دولت مدار نواب سلیمان شکوہ بہادر کے مین درمیان لکھنؤ کے جاکر خوشنوس نوکر ہو گیا تھا اور مشق سخن بیان غلام ہمدانی مصحفی سے کرتا تھا مدت ہوئی کہ اس دار فانی سے عالم جاودانی کو کوچ کیا

پہلو مین دل اپنی کو بے غمخوار نپایا ۔ یہ خوبی قسمت کہ کوئی یار نہ پایا
از بسکہ ہوئی گرمی خورشید قیامت ۔ کوچہ مین تیری سایہ دیوار نہ پایا
ظلم و ستم جور سبہی ہے او تہانی ۔ جب اور کوئے تجھا طرحدار نہ پایا
دیوار و در کے چہاتی سوراخ ہوئی ۔ کیا روز نون سی او نے انکہین لڑایان مین
کسیکو اپنی سفارش کے واسطے اوس پاس ۔ جو لیکے جاؤن تو اوس کا وہ آشنا نکلے
چہپا نہین پہرتا ہے کوئی اوسکی گلی مین ۔ نہ نکمت تیرے دیوار کی کیونکر خبر دے

جوان

تخلص ایک جوان نیک نہاد خدا یاد شیرین کلام محب اللہ نام کا ہے آزاد منش اولاد امجاد حضرت اسرائیل سے بقدر ضرور رشد و بود سے تہوڑا سا بہرہ ور او رسائل ذی الاوبہ گونہ باخبر خیال طبابت کا بہے سر مین رکہتا ہے اور گاہ گاہ استفادہ اسی فن شریف کا میر حوت اللہ عشق فرزند دلبند حکیم قدرت اللہ خان قاسم سے کرتا تہا وطن او حضرت دہلی پیشہ اوسکا سپاہگری یہہ چار شعر طبع زاد اوسکے ہین سہ

تو بہت ہوگا پشیمان ہاتھ اوسکی گر لگا ۔ فکر مین تیرے دلا ہر آنے بازیگر لگا
وہ بہت کہتا ہے گر تو دل لگایا تا ہہ چہاتی پر ۔ بر ب کعبہ پہر وہین جوڑون کا دھاتے جہاتی پر

مین اوسنے اپنے شعر وںکا انتخاب کر کے علی ابراہیم کے پاس بہیجا تہا سہ

جون آئینہ یہہ ستم رسیدہ ۔ رہتا ہے مدام آب دیدہ
تہاری در پہ جو دربان نے آستین پکڑی ۔ برنگ نقش قدم ہمنے بہی زمین پکڑی

امین

خواجہ محمد امین الدین خان خلف قاضی وحید الدینخان کا جوکہ قاضی القضات دہلی کی نجیب الدولہ کی وقت مین تہے مرد صلاحیت شعار برگزیدہ اطوار ہے اصل اوسکی کشمیر جنت نظیر مرزا جہاندار شاہ مرحوم کے سرکار مین درمیان زمرہ خواصون کے نوکر تہا علے ابراہیم ہی اوسکی ملاقات تہی وہ بہی اپنی عہد مین درمیان خوش کلامی اور نظم کی ناموران مین منسلک تہا کہتی ہین کہ اشعار دلپزیر بہت رکہتا ہی ہمکو صرف ایک شعر اوسکا ہاتہہ آیا ہے واقع مین اشعار اوسکی بہت دلپزیر ہین اوسکا طور سادہ گوئی اور صاف صاف کہنا ہے وہ درمیان دہلی کی ہمسایہ مصحفی کا تہا اور اوسکے مشاعرے مین ہی جایا کرتا تہا درمیان ۱۲۱۹ہجری کے موجود تہا اور عہد مین دار الشفا بادشاہی کا داروغہ تہا ایک ہزار ایک سو چورانوے ہجری کے بعد خدمت چند سال کے بطریق خود آزادانہ مثل صوفیوں کے بسر اوقات کرنے لگا اوسکی اشعار کا ایک دیوان بہی مرتب ہوا ہے یہہ شعر اوسکا ہی سہ

کون آتا ہے یہہ کسکے پاؤن کی آواز ہی ۔ ہر صدا ئے پا مین جسکے سو طرحکا ناز ہے

جنون

تخلص مرزا نجف علی خان خلف مرزا محمد علی خان دیوانہ تخلص کا ہی کہ باپ اور بیٹا دونو بنارس کے ہین مرزا محمد علیخان اوسکا باپ وثیقہ دار دہلی ہو اتہا اور سرشتہ دار سے نورشد ہر مامور تہا نواب مصطفی خان شیفتہ سے ملاقات ہوسنے تزکرہ جانجز وہ لکہتا ہے کہ علاوہ تحصیلداری سے اور سررشتہ داری وغیرہ کہنا

[illegible] ۲

ہون مین وہ شہباز جسکے سیر گزیہا لاکان — عشق نے تیرے کیا ہی بال و پر بیکے بین
یارسی کہیو یہہ قاصد کہ جو آتا ہی تو آ — ہم نہ جائینگے دنیا سے یہہ ارمان رہے

چندا

تخلص معشوقہ شیرین شمائل نیکو خصائل محبوبہ بازاری رقاصہ رہکش اندام مہ لقا نام کا ہی کہتی ہین کہ یہہ حیدرآباد مین بہ نہایت ترفہ اور تنعم کے ایام بسر کرتی ہی قریب پانسو آدمی سپاہی اور شاگرد پیشہ وغیرہ کے ملازم رکہتی ہے اہل حشمت اعتبار سے ادمیونکے دلونکو چھین لیجاتی ہی لیکن سر اوسکا کسی سے نیچا نہین ہوتا شعرائے دون مزاج حریص الطبع اوسکے مدح مین اشعار کہہ کر لیجاتے ہین جائزات اچھے پاتی ہین اور وہ رنڈی بطور مردونکے ورزش کرتی ہے گہوڑا دوڑاتی ہی اور ناوک بازی و دمناکاری نزگان سے گذر کر تیر اندازی اور نیزہ بازی سے میدان مین مشغول ہوتی ہے غرض کہ نہایت ہوشمند اور ریختہ کار نادر العصر اور عجوبہ روزگار ہے ایک دیوان مردف مشتمل اوپر اکثر انواع سخن کے رکہتی ہے اور اپنے فکر کے موسونکو نظر شیر محمد خان ایمان سے گذارتی ہی یہہ دو بیت اوسکی جو میرے ہاتہہ آئی ہین لکہتا ہون صاحب دیوان ہی ایک جلد اوسکی سرکار کمپنی کے کتب خانہ مین درمیان انگلنڈ کے موجود ہی یہہ کتاب اپنے ناچ مین کپتان مینیکلم صاحب کو اوسنے بطور نذر پہلی اکتوبر سنہ ۱۷۹۹ مین دی تہی

اخلاق سے تو اپنے وقف جہان ہیگا — پر آپ کو غلط کچہہ آپ ایک گمان ہیگا
کمبخت پارہ پارہ کر ڈالون آئینہ کو — پہر کیا کرون کہ تیرا او درمیان ہیگا

جولان

تخلص میر حسن علیخان نام کا یہہ ممالک جنوبیہ مین اچھے طرح اپنے ایام بسر کرتا ہے اور ہر ایک شخص سے بادیت اور حسن سلوک سے پیش آتا ہی

اب لیتے جام مین ساقی شراب ارغوانی ہے — کہ جسکو دیکہ [illegible] زاہد کے [illegible] منہ مین پانی ہے

قسم دوم

۲۲۸ تیری صورت ہی کیا کہیے جو تو اوس شوخ کی صورت ۔ ہماری روبرو ہرگز تو ایسا دم نمائی ہر
ہوا ہے ابر برسو گل و گلزار خندان ہر ۔ صراحی مین گلاب و ساقی شراب ارغوانی ہر

ایک قصیدہ کے تمہید مین یہ شعر اوسکے ہین

صبحدم گذرا میری خاطر مین ناگہ یہ خیال ۔ سیر گلشن کیجیے تا دور ہو دل سے ملال
جا کی مین سیر چمن مین یکبیک دیکہون تو کیا ۔ عارض گل پر ہین بکہری زلف سنبل کی بال
نرگس شہلا نے اپنی چشم مخمور سے مست ۔ لالہ حمرا دکہاتا تہا اوسی اپنا جمال
اور لباس زعفرانی بر مین تہا صد برگ کے ۔ اودی جوڑی پر تہا نافرمان حسن و کمال

جولان

تخلص میر بہادر علی شاہ دہلوی جو کہ اپنی وقت مین فن تیراندازی مین مشہور و معروف تہا

کنج قفص مین دیکہکے بی بال پر مجہے ۔ ای ہمصفیرو چہوڑ گئے تم کدہر مجہے

جوش

تخلص رحیم اللہ نام مشہور رحمو ایک شخص تہا عامہ بازاری شاگرد مرزا فدوی کی سے بعد رحلت اوسکے کہتا تہا کہ میان غلام ہمدانی مصحفی سے مینی اصلاح لی تہی اور ایام ہولی مین متعلدانہ آزادہ ہوکر کوچہ و بازار مین غزل خوانی کرتا تہا قاسم لکہتا ہے کہ مدت ہوئی معلوم نہین کہان ہی سنہ ۱۱۹۳ ہجری مین درمیان دہلی کی تہا یہ مین شعر اوسکی ہین

ظرف پر اپنی نظر کر تو ابہی لڑکا ہی ۔ مونہہ صراحی سی نہ او دلبر میخوار لگا
مین نے جو کہا تجہ بن کیا کیا نہ الم گذرا ۔ بولا کہ ابہی تیرا رونا ہی ہجر گذرا
دریا میری انکہون سے ایک جاری ہوا ہے ۔ بیدرد تو کیا جانی کیا حال کسو کا ہی

جوہر

تخلص مرزا احمد علی ایک شخص ہے طایفہ قزلباش سے مولد اوسکا دہلی درمیان دہلی کے جو ایک فساد ہوا تہا اوسمین وہ مارا گیا فارسی اور اردو دونو شعر

کہتا تہا یہ مطلع اوسکا کہا گیا ہے

آتش دہ چمن ہو یا برق آشیان ہو ای مرغ نالہ کچہہ ہو کچہ شب تو پرفشان ہو

اظہر

میر غلام علے اظہر دہلوی میر شمس الدین فقیر کے ایک مریدون سے ہی کہتی ہین یہہ شاعر اپنی شین بہت کہینچتا تہا بعد چندی مقیم ہونے کے بیچ مرشد آباد صوبہ بنگالہ کے بسبب ناموافقت اب وہوا کے بیچ عظیم آباد صوبہ بہار کی چلا گیا تہا چنانکہ علداری شاہ عالم بادشاہ کی بین فوت ہوا اس شاعر نے کئی تصنیفات اپنی فارسی اور اردو مین یادگار چہوڑی ہین یہہ شعر اوسکا ہے

ہین یہہ مردمک چشم ساتہہ آنسو کے نکل کے داغ جگر جم رہا ہی آنکہون مین

سجاد

تخلص میر سجاد اکبرآبادی کا ہی یہہ مرد باعلم طالب علم تہا استعداد اچہی رکہتا تہا علاوہ درستی کے شعر گوئی مین بہت کام مین لاتا تہا وارد حضرت دہلی ہوا اور مجلس مشاعرہ کے اپنی گہر مین منعقد کرتا تہا یہہ شعرا وسکی ہین شاگرد آبرو کا ہے اور اوسی کے طریق کا پیرو

شتابی سے دی لے کہ جاتا ہی ابر جو کچہہ باقی ساقی رہی ہو شراب

ایکدل رکہتا ہون جو چاہی سو لیجاوے آکی خواہ زلفین خواہ ابرو خواہ مژگان خواہ چشم

جب ہم آغوش یار ہوتے ہین سب مزی در کنار ہوتے ہین

لب شیرین پہ اوسکی مرتا ہون زندگی اپنی تلخ کرتا ہون

ہرگز آنی نہ دینگے غیر کو جان ہوسکیگی جیسی ہم گئی گذری

سحر

تخلص میر خلیل خان دکہنی کا ہی یہہ چہوڑا دون مین دکہن کے شمار کیا جاتا ہے اور حال اسکا یہہ ہے شیرین گفتار قدرشناس صاحب ہوش ہے دو شعر اوسکی جو گوش زد ہوئی ہین حکیم قدرت اللہ خان نے اپنی تذکرہ مین لکہے ہین

قسم دوم

سخن

حکیم مرزا محمد حسین کا تخلص سخن ہے اصل اوسکے خطہ کشمیر ہے اور وہ شاہجہان اباد مین پیدا ہوا مرد خوش خلق شاعر متواضع اور طبیب ہے تہا شعر فارسے اور اردو دونو کہتا تہا یہہ مطلع اوسکا ہے

جو ہین جان نکلی وہ ہین آن نکلا | بہلا مرتے مرتے تو ارمان نکلا

سخنور

تخلص لالہ دولے سنگہ فرزند راجہ مہندر راے جی سنگہ راے کا ہی جو کہ منشے اکبر شاہ بادشاہ کا تہا قاسم لکہتا ہے کہ یہہ ایک جوان ہی مودب اور خلیق اور دوست اور شفیق اپنی اوقات اچہی طرح سے گذارتا ہی اپنی اشعار کی اصلاح میر غالب علی خان سید المخاطب بہ سید الشعرا سے گذارتا ہی یہہ تین شعر اوسکی ہین ۱۲۳۴ھ مین عمر اوسکی پچیس برس کی

گریاں رہی ہی جو ہتری یہہ چشم تر مجہے | طوفان نوح آنکہ سے ہے ابر تر نظر مجہے

اوس زلف و رخ کی یاد مین اٹہ پہر | رو رو کے گذری رات و دوپہر مجہے

ہوتے عیان ہے صورت ہستی و نیستی | جون نقش پا ہمیشہ سر رہگذر مجہے

رغبت

تخلص ایک شخص کا خاندان نبوی علیہ السلام سے میر ابو المعالی نام لکہنو مین اقامت رکہتا تہا اور شعر اچہا اوسکے شوخ طبع سے سرزد ہوتا تہا یہہ ایک مطلع اوسکا ہاتہ آیا ہے

یاد ہے رات کو چہپ چہپ کی وہ آنا اپنا | چٹکیان میرے وہ لے لے کر جگانا اپنا

رافت

مرزا مجہے بیگ مرحوم یہہ جوان بہت خوش تقریر اور باوقار رہتا اور شاگرد شیخ قلندر بخش جرات کا عین عنفوان جوانی مین رخت سفر ملک جاودانی کا باندہا

طبقہ سیوم

اور کہیں گیا یہ شعر اوسکی ہیں سے

وان کیونکر رونی کہ منادی جہان یہہ ہے — زانو پہ سر کو دہر کے نہ تنہا کرے کوئی
برسون کے ایکدم مین رفاقت جو چہوڑ دے — کیا ایسے زندگانی کا بہروسا کرے کوئی

رفیق

تخلص مرزا اسد بیگ کا ہے یہہ ایک جوان ہی مغل نہایت بردبار سپاہی پیشہ صاحب ہنر خوش خو ہین مرزا ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی کی نوکر ہی شاگرد حکیم ثناء اللہ خان فراق کا ہے چند روز مجلس مشاعرہ اپنے ہی اپنے گہر مین حکیم قدرت اللہ خان قاسم کے زمانہ مین جسکو بیس برس سے عرصہ زیادہ ہوا کی تہی ۔

روشن رہیگا داغ دل عاشقان مدام — ہوگا نہ حشر تک یہہ چراغ مزار گل
ہیہات کر کے ہم نہ اوٹہے پہر زمین سے — مانند نقش پا تیرے کوچے مین رہ گئے

رفیع

تخلص رفیع الدین خان جو کہ شیخ زادہ لکہنو کا ہے مرادآباد مین آیا پہر بزیارت حرمین شریفین کی گیا یہہ شعر اوسکا ہے ۔

ناتوانونکے ستانی سے حذر کر ظالم — عرش بہی آہ سے مظلوم کے ہل جاتا ہے

رقت

تخلص مرزا قاسم علی مشہدی الاصل بعضے بزرگ اوسکی کشمیر مین رہنے لگے اور وہ خود شاہجہان آباد مین پیدا ہوا ۔ چندے بلدہ لکہنو مین رہا شعر اوس کا اصلاح قلندر بخش جرات کی سے اچہا ہو گیا تہا ۔

خدا وہ بہیجے رقیب کا لکہا — یہہ ہے اپنی نصیب کا لکہا
ہمارے سامنے مت ابر بار بار برس — جو ہم سے ہو سکے تجہسے نہو ہزار برس
ہیہات جائے کسی سے نہ ملاقات کسی کے — اللہ کبہارے نہ بنی بات کسیکے

قسم دوم

۳۴۳ دیوار گلرخان کا سایہ مگر پڑا ہی — زاہد تباتو مجکو طوبے مین شاخ کیا ہے

رند

تخلص مہربان خان مرحوم کا ہی یہہ ایک چیلا تہا نواب احمد خان بنگش کا ایام دولت نواب مذکور کی مین یہہ فرخ آباد مین بشوکت تمام عیش کرتا تہا بہت سی شاعر نامور مثل مرزا محمد رفیع السودا جسکا وہ شاگرد تہا اور محمد میر سوز وغیرہ ملازم اوسکی سرکار کے تہے۔ بعد رحلت نواب بنگش کے بسبب نسبت دامادی کی کہ شرف الدولہ افراسیاب خان چیلہ نواب ذوالفقار الدولہ بہادر سے پیدا کی تہی دہلے مین باآرام تمام زندگانی بسر کرتا رہا شوق شعر اور شاعری کا بدرجہ کمال رکہتا تہا اور فن موسیقے مین دست قدرت ہے اوسکو حاصل تہی

جسکا تجا جیب ہووے گا — اوسکا عالم رقیب ہووے گا

ہی مری جان کا یہہ دشمن — رند اس دل کو خوار ہو سکتی

دیتی ہین نقد حسن مین عاشق مرجان — آتا نہین تو آپ تو تلوار بیچ دے

رند

تخلص گنگا پرشاد لکہنوی کشمیری کا ہی جو کہ تلامذہ مین جرات کی گنا گیا ہے سہ

مل چکا مین خاک مین اور دلین ہے تیری غبار — جان مجہسی اسقدر کسنی مکدر کردیا

روتا ہون چپکر چپکے آتا ہی یاد جسدم — وہ دیکہنا کسیکا نظرین چرا چرا کر

مانتی ہو گر برا معشوق کہنے سے تو جان — ہم تمہین مشہور اپنا چاہنے والا کرین

وہی فغان ہی وہی آہ ہی وہی نالہ — خدا کی فضل سے اپنا جو حال ہی سو ہی

رنج

تخلص میر محمد نصیر جو کہ نواسے اور سجادہ نشین خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کے تہی یہہ صاحب بہت نیک خصلت زیبا منظر پاکیزہ خو خندہ رو کشادہ پیشانے خوش زندگانے یار باش تہا توکل پر معاش تہم درست شعر تیز طبع روان اوسکی سے جاری ہوتی تہے اور ہر ایک

طبقہ سوم

شخص سے عموماً شیرین زبانی سی پیش آتے تہی اور اس شہر مین معروف و مشہور بہت تہی ہر ایک
شخص اونکو جانتا ہے دو تین دفعہ راقم کی ملاقات بہی ہوئی تہے بہت شفقت اور مہربانی
سی پیش آئی ہر دوسری تاریخ مہینے کو مجلس راگ کی اونکی ہان ہوا کرتی تہی اور علم موسیقی
مین انکو بہت کمال تہا یعنے اس شہر مین ہماری زمانہ مین کوئی بجز اونکی اس علم سے
آشنا و واقف نہ تہا حتی کہ وہ تہے عمر اونکے ساٹہہ سی زیادہ معلوم ہوتی ہے کہ ہوئی دوسری
تاریخ شوال کی مہینے ۱۲۶۱ ہجری کو وفات پائی اونکی سجادہ نشین بالفعل اونکی نواسے ہوئی
کیونکہ اونکی خاندان مین کوئی بجز اونکی اولاد کے مسند توکل پر نہین بیٹہہ سکتا الا وہ
کہ اونکے نسل سی ہو — اور وہ نہین تہا مگر ایک نواسہ جو علم سی بہرہ رکہتا تہا وہ مسند
نشین ہوا ســ

خط دیکہہ کر ادہر تو میرا دم اولٹ گیا — قاصد ادہر بدیدہ پرنم اولٹ گیا
یقین ہو گیا دیکہہ کر اوسکا قامت — کہ بیشک قیامت مین دیدار ہوگا
دل یہہ جس کے لئے پہلو مین تپان رہتا ہے — یون سنا ہی کہ اوسی ہے خفقان رہتا ہی
دیکہے نہین حالت یہ جدا ہے مین کسیکے — ہر طور جدا اپنا جدا ہے مین کسیکے

رنگین

تخلص پورن لعل کایتہ شاہجہان آبادی کا ہی جو کہ آزادانہ ایام بسر کرتا تہا
رنگین نہین ہین قطرہ شبنم یہہ باغ مین — باد صبا نے نی سے بہرا ہے ایاغ گل

رنگین

سعادت یار خان رنگین روم کی رہنے والے اوسکی بزرگ تہے اور وہ ہندوستان
مین پیدا ہوا تہا باپ اسکا طہماس بیگ خان بہادر اعتقاد جنگ بسبب افراط و تفریط
زمانہ ناہنجار کے بہت بڑی مشقت مین پہنس کر کہ جسکا حال لکہنے سے طول ہو جاتا
لاہور مین پہنچا خاص نوکرون نواب معین الملک بہادر المعروف بہ میر منو خلف الصدق

قسم دوم

۳۳۶ سید محمد جواد میر ہادی شیخ فرحت بموجب رائے علی ابراہیم کے اوسکی کچھ قدر نہین کرتا وہ رفقاے نواب عماد الملک سے تہا سنہ ۱۲۰۵ ہجری مین فوت ہوا ایک دیوان اوسکا یادگار ہی مصحفی اوسکی استعداد کی داد دیتا ہی وہ اول نواب مذکور کے سرکار مین ملازم تہا پہر گوشہ نشین ہوا جب دلی مین مشاعرہ مصحفی کرتا تہا وہ بہی آیا کرتا تہا یہہ شعر اوسکی ہین

کہ آج شکستہ ہے بہت رنگ رخ گل
صیاد نے کس بلبل شیدا کو ستایا

کیا ہی کسکی مجہی یاد زلف نے بیمار
کہ پیچ و تاب مین ہے تار تار بستر کا

نہ تجہ ہادی کو شکوہ ہے کچہ نہ سودا کو
بلاکشان محبت پہ جو ہوا سو ہوا

محمل لیلے دل مجنون ہی تہا پہر کیون عبث
درلی ناقہ ہوا کشتہ کیا دلوا تہا

صدقے تری بو کی مر گئے ہم
کرنا یہی تہا جو کر گئے ہم

خندان خندان جدہر پہرا وہ
گریان گریان اودہر گئی ہم

ہم تو مدت سے مر گئے ہادی
یار کو اتبلک خبر ہے نہین

کس پہ ہونگے ہرگز یہ لگ یہہ عقوبت
کہ جو زمانے مین ہم پہ ہوئی عذاب تجہہ بن

یہان تو مانی نے جگر اب کیا ہادی
پہر خدا جانے کہ اوس دین اثر ہی کہ نہین

جبین حسرت نہ ہی زخم کی تیری قربان
قتل کے بعد بہی پہر کیجو تو وار نکلے

بیتاب

تخلص خدا ... دیخان چہوٹا بہائی سعادت یار خان رنگین کا شاگرد میر نظام الدین ممنون کا ہے اصلاح سخن اوستے لے سہ

وہ ہردم کہی سے اپنا خنجر دیکہ کر
قتل کیجئے تجکو سے چاہی ہی اکثر دیکہ کر

حسن

تخلص حسن علی خان سوا اسکے کہ رہنیوالا کشمیر کا ہی اور اوسکا حال معلوم نہین ہوا یہہ شعر اوسکا ہے

آنکہون مین میرے قطرہ خونباب نہ ٹہرا
ہر چند کیا ضبط یہہ سیماب نہ ٹہرا

طبقہ سیوم

حسین

تخلص سید غلام حسین دہلوی بن سید عبد اللہ ابتداء حال مین تخلص اوسکا عزیز تہا چندی درمیان پرگنہ کے رہا ایک فرنگی کو پڑہایا کرتا تہا اور کلکتہ کو بہی گیا تہا

تہا خوش سے بڑہ کر جو دماغ اپنا وو بہی
یون چرخ نے گر کر دیا مجبور کسیکا

حسین

تخلص نواب غلام حسین خان طائفہ افاغنہ سے ہی اور رہ و باش شاہجہان پور سے رکہتا ہی کہ آداب اور اخلاق درست رکہتا تہا یہ شعر اوسکی ہین

مین تو دیر مین تہا زخم جگر مصروف
دل بہی پہلو مین تپان تہا مجہی معلوم نہتا

آہ ملنے کے کوئی راہ نکل آتی سے
بیقراری تو بہی اوسکی تو دو تک پہنچا

تشنہ لب دم خنجر ہی بسمل اور بہی
دست نازک کو ذرا تکلیف قاتل اور بہی

حمزہ

تخلص حمزہ علے کا ہی یہ ایک شخص ہی قصبہ اناوہ مین جو کہ محلے سے ایام بسر کرتا ہی خوش خلق اور یار باش سنے مین آیا ہی

ہوتا مین کبہو پابند تیرے کاکل کا
جو جانتا کہ تو گل ہی ہزار بلبل کا

پان کہا وہ ہی تو جہلکی ہر گلے سی یون رنگ
می سے جون سرخ کی شیشہ مین نمایان جہلک

حمایت

تخلص ایک شخص کا ہی جو کہ حیدر آباد مین فن شاعری مین مشہور تہا اور اکثر قصاید کہتا تہا یہ دو بیت ایک اوسکے قصیدہ کے ہین

آج کی دن جو کہلا باغ مسرت کا در
دیکہتا کیا ہون کہ ہی جشن چمن مین کہیر

اوس طرف نعرہ کنان سرو پہ قمری تہا وہان
اسطرف بلبل شیدا ہی تصدق گل پر

حیران

قسم دوم

۲۲۸ بہ تخلص میر حیدر علی شاہجہان آباد کا ہے جسنے ایک عمر ممالک شرقیہ میں بسر کی اور
رسالہ راجہ تکیت رای میں درمیان بلندہ لکھنؤ کے بیچ جرگہ سپاہیوں کے نوکر تہا شاگرد
میر پتنگ دیوانہ کا ہے اچھا کہتا ہے لیکن دعوی با علی شاعری کا اُسکے دماغ میں بہت
تہا تصدیق اوسکی اوسکے انتخاب سے ہوتی ہے ضلع بہار میں مارا گیا اور قاتل کو بہی ساتھ لے گیا

اپنی جانے کا وہاں دن کو ہے ذکر و شب   دیکھئے کیسے بنی آن سے بنے بات کہ شب
دل ستم زدہ کا آج کو پوچھے ہے احوال   غم فراق سے کب کا ہوا ہے شب نصیب
کیا ایک خلق کو اون ابروان نے قتل ای حیران   کہاں جاتا ہے وہاں تلوار پر تلوار چلتی ہے
دیکھ زخمی ہم اوسکو جو قاتل والے   ہنس کے کہتی ہیں کہ آ زخم جگر سلوا لے
دم نکلتا ہے اب کوئی دم میں   بیٹھ جا کچھ نہیں رہا ہم میں
میں نے حیران کو دیکھا روتے   بن گئے دوکنے کی گھات مرے
اونکے خدمت میں ادب سے بیٹھے   عرض کے دیکھے کرامات مرے
میں نہ کہتا تہا کہ دل آپ نذر ہیں   بندگی قبلہ حاجات مرے
گذر کرتا ہے بہول ہی ہماری خاک پر گرد   کہڑا اوس سے دو دو پہر اوس کو تکتا ہے
جب جانے تیری گھر چلئے   اسمیں کچھ کم ہونگے مجھ سے
تیور سے کو چہرا لگا کہنے   رسم و راہ ادب تو سب دیکھئے
مجھے کہتا ہے میرے گھر چلئے   دیکھو اختلاط کے خو سے

ولا

مرزا لطف علی ولا مظہر علی خان ولا کے نام سے بہی مشہور ہے وہ بیٹا سلیمان علی خان
کا ہے یہ مشہور مصنف متوطن دہلی کا تہا جہان وہ بڑا عہدہ رکہتا تہا طپش کا شاگرد
ہے مصحفی سے بہی اصلاح لیتا تہا اور مضمون سے پورے ہے ۱۲۱۸ھ میں درمیان
کلکتہ کے تہا اوسکا ایک دیوان قصائد اور مطالعات لکہا ہے ـ ایک کتاب اخلاق میں

اوسکی تصنیف سے ہی جسکا انگریزی مین بہی ترجمہ ہوا ہے ایک ترجمہ پندنامہ سعدی کا شائع ہوا ہے جسمین درمیان زبان اردو کے اوسنے کیا۔ ایک قصہ مادہونل جسمین سری لال سیون بہی تانیسکے ترا اوسکے تصنیف سے ہی ایک ہندی ترجمہ بیتال پچیسی کا اور تاریخ شیر شاہی فارسی سی ترجمہ کی ہوئی اوسکی ہے اسکا انگریزی مین بہی ترجمہ ہوگیا ہے۔ ترجمہ ہفت گلشن بہی اوسکے تصنیف سے ہی یہہ شعر اوسکا ہی

یوسف کا جو نقشہ در و دیوار پہ کہنچا   کیون تو نے زلیخا نہ دل زار پہ کہنچا

شرف

تخلص شیخ شرف الدین کا ہے جو قدم شریف مین باہر دہلی کے رہتا تہا کار کرور کا اوستی متعلق تہا بہت مرثیہ اور مناقب لکہا کرتا تہا یہہ شعر اوسکا ہے

اب دن پہرے ہمارے کہ یہہ ہم پر عیان ہوا   وہ مہ جبین جو رات کو پہر مہربان ہوا

شفیق

تخلص مظہر علی خان شاگرد نثار اللہ خان فراق کا جو کہ شاگرد خواجہ میر درد کا تہا یہہ شعر اوس کا ہے

آتا نہین چمن مین مرا گلعذار حیف   جاتے چلے بہار ہے یونہین ہزار حیف

شکوہ

تخلص محمد رضا لکہنوی کا ہے جو کہ شاگرد مرزا قتیل کا ہے یہہ شعر اوسکے ہین

گرچہ سکتے ہو پہر بہی آؤ نہ کا   ہے یہہ انکار مین سمجہتا ہون

نہ اوسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہجر   عجب طرح کا اسے عذاب ہے دلکو

تہوڑے سے ہوئی نیک و بد کی گروہ تمیز   کاذب یہہ پہر جو اوس سے دلکو

شگفتہ

تخلص بدہ سنگہ شاگرد بہوری لال آشفتہ کا ہے یہہ شعر اوسکا ہے

قسم دوم

۳۴۰ پروانہ وار جل کر گو خاک ہو گئی ہم ٭ پر شمع رو نہ چمکا اپنے شرار تن سے

شوق

تخلص شیخ الٰہی بخش اکبر آبادی منشی مرزا مظفر بخت بہادر خلف مرزا جوان بخت کا تھا کہتے
ہیں کہ ایک دیوان ریختہ اور ایک دیوان فارسی کا اوس نے جمع کیا ہے اور ایک کتاب مسمی
قوانین سلطنت اوسے تصنیف کی آخر درمیان ۱۲۰۳ ہجری کے وفات پائی یہ شعر اوسکا ہے

دیکھی جو رنگ اس مژہ اشکبار کا ٭ دل خجلتوں سے آب ہوا ابر بہار کا

اس خاکسار کو کوئی کیونکر اٹھا سکے ٭ جوں نقش پا جہان کہ یہ بیٹھا وہیں رہا

شیدا

تخلص خواجہ بیگا کا اصل اوسکی کشمیر ہے وہ علاقہ بند تھا اسی پیشہ سے گذران معیشت کرتا
رہتا تھا میر محمدی بیدار کی شاگرد و نین ہی یہ شعر اوسکے ہیں

جا نہیں مشتاقوں کے اب تک گمان ٭ بھی ظالم تیرے بے پروائیاں

جا کہیں باتوں کے بہانے لیا بوسہ ٭ دیوانہ ہوں شیدا میں تیرا کلام کیا ہے

شیفتہ

تخلص حافظ عبد الصمد کا جو خاندان اہل علم سے تھا وہ سپاہی وضع تھا بہو ریحان آشفتہ
سے اصلاح شعر کے لیتا تھا یہ شعر اوسکا ہے

کی سب کا کل مشکیں کو یہ شانہ کیا تھا ٭ مونہہ چھپاتا تھا اگر تو یہ چھپانا کیا تھا

صاحب

تخلص مظفر الدولہ ممتاز الملک نواب ظفریاب خان بہادر شیا شمرو فرنگی کا جو فرانسیس
تھا اصلاح شعر خیراتی خان دلسوز سے لیتا تھا جن ایام میں کہ درمیان شاہجہان آباد
کی تھا مشاعرہ بہ کیا کرتا تھا عین عنفوان جوانی میں فوت ہوا یہ اوسکے شعر ہیں اوسکو
زیب نہیں ہے جو زینی کہ اس جہان سے رحلت کے

طبقہ سیوم

نظر آیا مجھے شب بام پہ یار اپنا — باری اب کچھ ہے بلندی پہ ستارا اپنا

ہے زلف حلقہ زن خط دلبر کے آس پاس — یا اژدہا ہے فوج سکندر کے آس پاس

صادق

تخلص صادق علی خان کا ہے جو کہ فوجدار خان چیلا بادشاہ ہے سو کچھ رشتہ رکھتا ہے یہہ شخص چونکہ شاگرد انشاء اللہ خان کا ہے اسواسطے اسکو طبقہ تیسرے میں لکھتا ہوں والانہ وہ ہمارے زمانہ میں موجود تہا یہہ شعر اوسکے ہیں سہ

صادق اب اور سروکار نہیں آتے مگر — ایک بوسیکی رکھی ہے دل غمناک ہوس

عاجز

تخلص اعفت خان ایک شخص کا ہے جو خورجہ کا رہنیوالا پٹہان قوم ہی ہے یہہ شعر اوسکا دیکھنے میں آیا ہے اور حال معلوم نہیں ہوا سہ

کیا ہوا گر چشم تر سے خون ٹپک کر رہ گیا — بادہ گلگون کا ساغر تہا چھلک کر رہ گیا

عاجز

تخلص نور آورنگ کہتری پوتا خدرام مخلص کا شاگرد ون شیخ نصیر الدین عوت سے ہے یہہ شعر اوسکا ہے سہ

شب مہتاب کسی کمبخت کو بہلا نہیں بہاتی ہے — کہ اوس سے گرمی روز قیامت یاد آتی ہے

عاشق

تخلص میر علی خان پوتا نواب علی مردان خان مرحوم کا ہے صاحب فتوت اور اخلاق اور صفات حمیدہ کا مشہور آدمی ہے دس برس تک متصل مشاعرہ کرتا رہا اعظم الدولہ کہتا ہے کہ اوسکا ایک دیوان بہی ہے اوسمین قریب دو ہزار شعر کے ہیں حقیقت میں وہ ایک جلد ہے جسمیں تین دیوان ریختہ کے اور ایک دیوان فارسی اور رسالہ چند اور چند مثنویاں ہیں ہمارے اوسکا ایک شعر ہاتھ آیا ہے وہ یہہ ہی سہ

قسم دوم

۳۴۱ ابر آتا ہے آفتاب چھپا ساقیا مست شہر آفتاب

عاشق

تخلص شیخ نبی بخش اکبرآبادی خلف شیخ محمد صلاح کا ہے وہ نظیر اکبرآبادی کا شاگرد اوس کا یہ شعر ہے سہ

دام میں دیکھ مین صیاد پچھتایا بہت — استخوان آ نئے نظر جب بال او
اب یاد کچھ چمن میں سوخار دم ہستی میں — اوس گل کو جو تو رخصت چھپا گیا

عسکری

تخلص مرزا عسکری کا ہے جو شاگردان شاہ قدرت مرشدآبادی سے شمار کیا جاتا شعر اوس کا ہے سہ

کہیں کو ادہر اودہر گئے ہم — تیرے تیرے طرف جدہر گئے

عشق

تخلص شیخ غلام محی الدین کا جو مبتلا بھی تخلص کرتا ہے میرٹھ کا رہنیوالا ہے اوس کی تصانیف بہت ہیں شیفتہ نے ایک دیوان اوسکا دیکھا ہے جس میں سے ایک دیوان اور لیکن وہ بہت ہی اوس جز کا تھا شاید وہ اوسیکا ہو یہ شعر اوسکے ہیں سہ

کبہی ہے ملکی وہ یون مبتلا کی فصد کو — کہ خواب ناز کو تازہ وہ یہ ایک
تیر انگلی میں اپنے تو اینہ دار چشم — قسمت میں کیسکے ہے تیرا دیہ
شام کو عشق سے مجھے پیر یہی ہر ٹنے کی امید — صبح پہلو سے تیرا اٹھ کی وہ
وہان بر سر فساد ہیں رندان بادہ پرست — ای محتسب نجا تو میخانہ کی
تجھی ای کافر بدکیش ظالم کچھ نہ رحم آیا — ستمگر نامسلمان سنگدل سب

عشرت

تخلص میر غلام علی بریلوی کا ہے اوسنے مرزا علی لطف سے اصلاح

طبقهٔ سیوم

لے ہی جو کہ مرزا رفیع کا شاگرد تہا صاحب دیوان ہے یہ شعر اوسکی ہین سہ

بسان جام خالی پہوڑ دالون چشم پرخون کو | نہ دیکہون گر صراحی دار اوس مخمور کی گردن

شب وصال مین دل پر قلق ابہی سے ہی | سحر ہے دور مرا رنگ فق ابہی سے ہی

مین لکہ چکا ہی نہین حال دل کو اوسکو مگر | ہوا ہے شوق مین اوڑتا ورق ابہی سی ہے

ہنوز قتل ہوا ہے نہین ترا بسمل | کہ زلزلہ مین زمین کا طبق ابہی سے ہی

کسی نے شام کی آنی کو کیا کہا عشرت | کہ ہوئے آنکہ مونہہ پر شفق ابہی سی ہے

یہ غزل بہت مشہور ہے اور قوال ہی اور کنچنیان ہی گاتی ہین یہ شعر بہی اوسکا ہے

نہ رو نسی ہنسا وہ جو تیر سامنی عشرت | کچہہ بس نچلا دیکہکی آنسو نکل آئے

عظیم

تخلص مرزا عظیم بیگ اصل اوسکی تو ران ہے لیکن وہ دہلی مین پیدا ہوا اور وہین
پرورش پائی ہے۔ شاہ حاتم کے شاگردوں مین سے ہے اوسکو شاعری کا بہت غرور تہا
گرچہ اچھے شاعروں مین سے نہ تہا مینے اوسکا ایک دیوان دیکہا ہے کوئی شعر اوسمین
مثل اچہے شعراء کے اشعار کی نہین پایا پرانی آدمیون کے بولچال اور محاورات کا استعمال
بہت کرتا ہے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مرزا مینڈہو خلف نواب شجاع الدولہ مرحوم کے
گہر پر مشاعرہ تہا اوس مجلس مین انشاء اللہ خان اور عظیم مذکور اور شعراء اوسکے
کے حاضر تہی عظیم نے بسبب بے علمے کے یہ غلطی کی تہی کہ ایک غزل جو طرح کی تہی
وہ تمام غزل بحر ہزج سے تہی مگر ایک شعر بحر رمل سے بنالایا تہا یہ غلطی بسبب ناداستگی
علم عروض کے اوسی ہوئی تہی انشاء اللہ خان نے اوس شعر پر اعتراض کیا اور
کہا کہ اسکی تقطیع کریں وہ بیچارا عروض سے چونکہ ناواقف تہا تقطیع نہ کرسکا اسلئے
اوسکو بہت خفت ہوئی اور سب شعراء مین ذلیل ہوگیا۔ دوسرے روز اوسنی
لہر جاکر ایک مخمس انشاء اللہ خان کے ہجو مین کہا جسمین ایک مصرع یہ ہے

تجلی کے چمکنی نے ہے احسان   شب چہاتے سی لگ گیا وہ ڈر کر ۲۲۵
قعد در دو غم اپنا جو سنایا ہے   یہاں تلک رونے کرا وسکو پہر رولایا ہے

غنی

تخلص شیخ عبد الغنی کا ہے جوکہ رہنیوالا تہا متعلقات سہارنپور کا ہے یہہ شعر اوسکا ہے
پڑتی ہے نظر جس پہ دم چشم ہر یدن   یہاں ہے نہ پرکاہ بے بیکار نہ پایا

فارغ تخلص مکند سنگہ

رہنیوالا بریلے کا شاگرد حاتم کا ہے درمیان اٹہارویں صدی کے موجود تہا یہہ شعر اوسکا ہی
دور سے دیکہہ مجے چین ہمیں ہوتا ہے   تا کہ کچہہ کہہ نسکوں بے رکہائی تیرے

فراسو

تخلص نام ہے اوسکا فراسو ہے وہ نصارے تہا سرکار زیب النسا بیگم زوجہ شمرو ذرمیس کے میں اوہی عہدہ پر
مامور تہا بالفعل میرٹہہ میں عہدہ تحصیلداری پر موجود ہے اخیرالے خان ولیرسے اصلاح شعر کی لیتا تہا یہہ شعر اوسکا ہی
ہے خوابیں دیکہا تو نکلا ہے زمیں سے   قسمت سے اگر خواب کی تعبیر اولٹ جائے

فرہاد

تخلص میر مہر علے فیض آبادی کا ہے جوکہ میر حسن صاحب مثنوی بدر منیر کا شاگرد ہے
یہہ شعر اوسکا ہے سو
میری چاہ نہ ست وہ بت رام کیا ہو   خدا کا اگر نہو فرہاد چاہ

فضل

تخلص فضل مولے خان لکہنوی کا ہے یہہ شخص بہت خوش وضع نیک سیرت اور جوان
زیبا صورت خوش اختلاط گرم خو تہا شاہجہان آباد میں بہی آیا تہا اکبر شاہ کے
مدح میں اوسنے ایک قصیدہ پڑہا تہا یہہ وہ بادشاہ ہیں جو بادشاہ حال دہلی کے
والد تہے بادشاہ مذکورنے اوسکو خطاب وحید عصر افضل الشعراء دیا اور جسنی

اوسکی حالت سے آگاہی نہ تہی آخر کو بار بار گفتگو اوسنے بولنی شروع کی اور لاف و گزاف
بیہودہ بکنے لگا آخر کو کلکتہ میں گیا وہان سے بہر نواب مرشدآباد کے سرکار مین ملازم ہوا
افسوس کہ نوجوان فوت ہوا تاریخ وفات کی اطلاع نہین مگر اتنا معلوم ہوتا ہے کہ شاید
پچیس چھبیس برس کے قریب عمر ہوگی یہ اوسکی شعر ہین

اودی مسی وہ اوسکی کہ جس پر موت ہے   لب وہ کہ لعل کی سی ہے نگینہ پہ جوت ہے
دل خیال زلف ہی اوسکی زلف مین محصور ہے   صبح محشر ہے بنے شام شب دیجور ہے

قرار

تخلص جان محمد کا ہے جو وزیرالممالک بہادر کی سرکار مین نقیب نہین نوکر تہا شاہ شرف الدین
ملول کے شاگرد ہین یہ شعر اوسکا ہے سہ

ہی یار سے اوسکے یہ پیغام قضا کا   کیون نام کیا آپنے بدنام قضا کا

قسمت

تخلص شمس الدولہ خلف نواب بارگاہ علیخان کا ہے اونے جعفر علی حسرت سے اصلاح لی
ہے یہ شخص امراء لکہنو سے ہے مرزا جہاندار شاہ کے سرکار مین ملازم تہا یہ شعر اوسکی مین ہے

اپنے یا تو ہیرے دامن دلدار ہاتہ آوے   نہین تو ہاتہ اوسکے کہین تلوار ہاتہ آوے
مقدور ہی کسکا جو تیرے حکم کو ٹالے   رستم جو ہووے تو وہین اوسکا سر آوے

قمر

تخلص مرزا قمرالدین معروف مرزا مداری کا جو کہ چہوٹا بیٹا مرزا تقی ہوس کا تہا اوسنے
اصلاح اشعار مرزا قتیل سے لی ہے یہ شعر اوسکی ہین سہ

صلح کرتے ہوئے آخر وہ جنگ آور گیا   عشق کا نام برا ہی اوسے تنگ آہی گیا
کہتی ہین شب قمر خستہ گلا کاٹ موا   آدمی تہا غم ہجران سے تنگ آہی گیا
بیجا نہین ہے کچہ میری قاتل کا اضطراب   دیکہا تہا اوسنے کب سے بسمل کا اضطراب

طبقہ سیوم

گرفتار

تخلص سنگی بیگ کا باشندہ دہلے شاگرد حاتم کا ہی یہہ شعر اوسکا ہے

درد ہو اوس سے کچھ دوا کیجے　　جی بہلے چین ہو تو کیا کیجے

گمان

تخلص ایک شخص کا ہی جو اشرف علے خان فغان کے شاگردون مین تہا نام اوسکا معلوم نہین ہوا یہہ شعر اوسکا ہے

واسطے جس کے سبھی مجکو برا کہتے ہین　　وہ جو سنتا ہی تو کہتا ہی بہلا کہتے ہین

گنا بیگم

ایک عورت خاندان بزرگ کی ہی جو کہ جورو نواب اعتماد الملک غازی الدین خان نظام کی تہی حسب الحکم اپنی شوہر کے میر قمر الدین منت سے اصلاح لیتے تہی یہہ شعر اوسکی ہین

مقابل ہو اگر اب کے تیری مصری حیا جاوے　　تیری آنکہون سے ہمچشمی کرے بادام کہا جاوے

تیری مونہہ کے تجلے دیکہہ کر کل رات حسرت سے　　زمین پر لوٹتے تہے چاندنا اور شمع جلتے تہے

شمع کے طرح کون رو جانے　　جس کے جی کو لگے ہو سو جانے

کوچک

تخلص شاہزادہ مرزا وجیہ الدین مرحوم کا ہے جن ایام مین وہ بلاد شرقیہ مین تہا وفات پاے اوسکا تابوت دہلی مین لاکر سلطان المشائخ سلطان جی کی خانقاہ مین جو دہلے سے تین کوس پر واقع ہے دفن کیا یہہ شعر اوسکا ہے

یہان تک پانون مین پہولے ہین　　کہ قدم ہاہر چلا نہین جاتا

مجنون

نام اوسکا معلوم نہین ہوا مگر وہ عظیم آباد کا رہنیوالا ہے میر ضیاء الدین ضیا سے اصلاح لیتا ہے یہہ شعر اوسکا ہے

قسم دوم

۳۴۸ دنین سو سو بار اوسکے روبرو جاتا مجھے　　　اسمین سودا نے کئے باؤ کو ہو دیوانہ مجھے

محب

تخلص شیخ ولی اللہ دہلوی کا ہے لکھنؤ مین درمیان ۱۲۲۹ ہجری کے فوت ہوا سودا کا شاگرد تہا اور سرکار مرزا سلیمان شکوہ بہادر مین ملازم تہا صاحب دیوان ہے یہہ شعر اوسکے ہین

تو اور تیرے جاہ پوچھا کیا　　　صدقے تیرے واہ لو چھنا کیا

خانہ دل ہو عشق کا ائین حسین　　　ہی وہ قرآن کہ نہین سورہ یسین حسین

پھر بھی لاتی اشک چھوڑین ہین خاک کو جوا　　　جس خط لیا نے مری نامہ بر بیکہ ہوئے

نم مین مژگان اشک سے تک نہین جاتی نگاہ　　　مانع پرواز مین طایر کو پر بھیگے ہوئے

تیری جو یہی ستم رہین گے　　　جیتے کا بیکو ہم رہین گے

تیرہ کچھ تو ایک بوسہ پہ ای یار اور بہی　　　ہین ورنہ جنس دل کی خریدار اور بہی

محبت

تخلص میر بہادر علی ولد شاہ اللہ خان فراق کے شاگردونمین سے ہے یہہ شعر اوسکے ہین

سادہ رو صاف پھر اب ہم سے ملاقات نہین　　　ناز و انداز و ادا غمزہ اشارہ تو بہ

اگر حنا تیرے ہاتھو نے خون بہادکا　　　تو تو نگاہ دشت نگارین سے خون بہا دلکا

محترم

خواجہ محترم علی خان روسا عظیم آباد سے ہے شاہ گھسیٹا تخلص بیغش سے اصلاح لیتا تہا یہہ شعر اوسکے ہین سہ

ای محترم استنے اشک بارے　　　کہل جائے سے ہے ابر بہی برس کر

قطعہ

دوستون سنے کہا میری آون سے　　　محترم کو کہو تو یہان لائین

لگے کہنے کہ شرط کر تم　　　ہم جو مجلس مین اوسکو بلوائین

طبقہ سوم

روندیوی کہ جس کے رونے سے ساری محفل کے چھچے جاوین
پیغام پہر جنون کے آنے لگی ہین ترنگ شاید بہار کیدن نزدیک آن پہنچے

مدحت

لکہنوی ایک شاعر ہے جو جعفر علی حسرت کا شاگرد تہا یہہ شعر اوسکا ہے سے
لگی پہر تیری گورمین یار اخر کار روز فرقت نے دیکہا نہ شب تار اخر کار

مدہوش

نام اوسکا معلوم نہین ہوا میر سوز کے شاگردون سے ہی یہہ شعر اوسکا ہے
ہرا جس ناز سے تو نے لیا دل خدا جانے ہے اوسکو یا میرا دل

مرزا

تخلص مرزا بینا نام اوسکا حکیم میر فضل الہ ساکن قصبہ پانی پت مہارت طب مین بہت
رکہتا تہا اور شعر فارسی بہے کہتا تہا اکثر لوگون کو فارسے اس شخص نے اوسی پر شرا سنے
خصوصا میرے والدنے بہی اسکے شاگرد دیک سہے انہین ایام مین وہ اچھے شاعرون
اور فارسی اون اور ریختہ نین درمیان اوس قصبہ کے قریب چالیس برسکے ہوئی کہ
فوت ہوا یہہ شعر اوسکے ہین سے

دل جو اپنا تہا سو ہے بیگانہ اس زمانہ مین کوئے یار نہین
سخت مشکل ہے جو مین جینا زندگے اپنی اختیار نہین
خالے اوسی نہین ہے کبہو میر کونسے سنگ مین شرار نہین

مرزا

تخلص خواہرزادہ حکیم مرزا محمد خان شاگرد رستم بیگ شاگرد کاہی یہہ شعر اوسکا ہے
اگر زلف و رازیار مین ہر عقدہ گرہ مرزا دل صد چاک یہ ہم بھی بسان شانہ رکہتے ہین

مستمند

قسم دوم

۳۵۰ تخلص یار ہے خان عظیم کا ہے جو مرزا ہجو کے شاگردون مین سے تہا یہہ شعر اوسکا ہے

نہیں تک کے ہر یار امید | ہی مثل ایک دم ہزار امید

مصحفی

غلام ہمدانی مصحفی اصل اوسکی قصبہ امروہہ مضافات مرادآباد کے عنفوان شباب مین
درمیان شاہجہان اباد کے آیا اسے جای مقیم ہو کر یہان کے لوگون سے ملاقات پیدا کی
مشاعرہ بہی درمیان شاہجہان اباد کے کرتا تہا آخرالامر لکہنؤ مین گیا وہان جاکر رہنے لگا درمیان
سنہ ۱۲۳۰ ہجری کے اوسجای فوت ہوا اوسکی ابتدا اخر دورہ میر و مرزا کے ہے جرارت اور
اور انشا سے مباحثہ بہت کرتا تہا چہ دیوان ریختہ اور دو تذکرہ اوسکے تصنیف سی
ہین اور ایک تذکرہ فارسی کا اور ایک دیوان بہی فارسی کا اوسکی تصنیف سے ہی بلاد
شرقیہ مین اکثر لوگون نے اوسی اصلاح لی ہے اور وہ واقع مین مسلم اوستاد ہے
گرچہ اوسکی دیوان مین بڑے بہلے ہر طرح کی شعر ہین اور یہہ حال سب شعرا کا ہوتا ہے
کچہہ اوسکی خصوصیت نہین ہے حاصل یہہ ہے کہ شعر اوسکا بہت اچہا ہوتا ہے چنانچہ
چند شعر اوسکے لکہتا ہون گرچہ بعضے لوگون کو اوسی حسد ہوا اور اوسکی اوستادی کے
منکر ہون میرے نزدیک بڑا اوستاد اور بڑا شاعر اور اکثرون کے نزدیک بہت اچہا
کہنے والا ہے ایسے کم ہوتے ہین یہہ شعر اوسکے ہین ؎

مین اسی رشک سے مرتا ہون کہ کل تیغ ستم | ہاتہہ ہنگام قسم کیون تیرے سر پر رکہا
درد و غم کو ہے ہی نصیبہ شرط | یہہ ہے قسمت سوا نہین ملتا
کبہو ہو ایک آدہ ہی تیرے ہاتہہ موت | ہم ہے سمجہے ہین یہہ ستانے مین کیا
ای مصحفی تون مین جو تہی ہی یہہ کرامت | دل پہر گیا نہ تیرا اخر خدا سے ڈر کہا
شوخی تو دیکہہ تیر کو سینے سے کہینچ کر | کہتا ہے مہر سے تیر کا پیکان رہ گیا
نامے کی تیرے پرزے کی لائو آگے میرے آگے | نامے کا میرے قاصد یہہ کیا جواب لایا

طبقۂ سیوم

مجکو قاصد کے تغافل نے تو مارا ہی ہے | سو وہ ظالم یہی کہتا ہے کہ کل جاؤنگا
مصحفی ہم تو یہ سمجھے تھے کہ ہوگا کوئی زخم | تیرے دل میں تو بہت کام رفو کا نکلا
چین سے کیونکر میں سوؤں کہ شب ہجر مجھے | یاد آتا ہے وہ راتوں کا جگانا تیرا
گلی کو یار کے سمجھے ہے اپنا وہ کعبہ | یہ مصحفی سے نہ پوچھو کدہر ہے سجدہ ور سمت
چھیڑ مت ہر دم نہ آئینہ دکھا | اپنی صورت سے خفا بیٹھے ہیں ہم
پھٹ چکا جب سے گریبان تب سے | ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں
وہی وحشت اور وہی گریبان چاک | جب تلک ہاتھ پاؤں چلتے ہیں

مضطرب

تخلص درگا پرشاد کا ہے جو کہ ایک کایتھ لکھنؤ کے تھا محمد عیسی تنہا کے شاگردوں میں ہے

تیری دوری میں اب ہے دم شمار سے | بہت اختر شمار سے کر چکے ہم

مقبول

تخلص مقبول نبی فرزند انعام اللہ یقین کا ہے جسکا حال طبقۂ دویم میں گذرا وہ شاہجہان آباد کا رہنے والا ہے ثناء اللہ خان فراق کے شاگردوں میں شمار کیا جاتا ہے یہ شعر اوسکا ہے

دل گرفتاری کو اوس زلف کی کب جاتا ہے | عشق نے ڈالی ہے یہ پاؤں میں زنجیر تو

منعم

تخلص شیخ قاضی نور الحق کا ہے بریلی کے قضا اوس سے متعلق تھے وہ فارسی دان بہت اچھا تھا اوسکو ریختہ کہنے کا شوق نہ تھا فارسی اشعار بہت کہتا تھا یہ مطلع اوسکا ہے

وہ نوک مژہ جیسے میری جبین گڑی ہے | ایسے تو کہاں کم ہے کہ جگر کے بیچ گڑی ہے

نثار

تخلص محمد امان فرزند سعادت اللہ معمار کا ہے کہتے ہیں کہ جامع مسجد اوسکے ایک جد کی تعمیر سے ہے یعنی جن معماروں نے کہ جامع مسجد شاہجہان آباد کے تعمیر کی تھی

قسم دوم

۴۵۲ ایک داد اسکا ہے اوسمین شریک تہا وہ بے تمیز کچہ فن کو خوب جانتا ہے شاہ حاتم کی شاگردونمین سے ہے یہہ شعر اوسکا ہے ؎

اس ابر مین وہ ساقی گلفام نہ آیا | کیا یار جو یارونکے کبہی کام نہ آیا
چہوڑ کے تنہا مجہے جب کہ وہ گہر جائیگا | جان ادہر جائیگی یار اودہر جائیگا
مجہین اور اونہین سب کیا جو لڑا ہوئینگے | یہہ اودائے کسی دشمن نے اوڑائی ہوگی

نشاط

تخلص اشر سنگہ عرف بسنت سنگہ کا بیٹا فرزند سندر داس کا متقدی خالصہ شریف کا ہی وہ کہتا تہا کہ مین شاگرد انشاء الله خان کا ہون یہہ شعر اوسکی ہین ؎

پاؤن تک دسترس کہان ہے نشاط | ہاتہہ سے ہاتہہ لگ نہین سکتا
ہو اجازت تو ذرا بیجہے دم سایہ مین | تیرے دیوار کے آبیٹہی ہین ہم سایہ مین
ٹہرو جان دیکہنے کو ہے وقت آخری یہہ | وہ آسکے یا نہ آسکے یارو بلا تو دیکہو

وحشت

تخلص ایک شخص کا ہے جو جعفر علی حسرت کی شاگردونمین ہے اور حال اوسکا معلوم نہین ہوا یہہ شعر اوسکا ہے ؎

آہ آگے تو نکلتے تہے جگر سے باہر | اب جگر نکلے ہے خود دیدہ تر سے باہر

آفرین

تخلص شیخ قلندر بخش ساکن سہارنپور سلسلہ نسب اوسکا ساتہہ امام الائمہ سراج الامۃ ابو حنیفہ کوفی رحمۃ الله علیہ کے منتہی ہوتا ہے کہتے ہین کہ صنایع شعر سے خوب آگاہ اور بہت ماہر تہا رسالہ مسمی تحفۃ الصناعۃ تصنیف کیا ہوا اوسکا ہے اور جمیع اصناف سخن مانند چیستان اور قصاید اور مثنوی کی نظم اوسکے موجود ہین خلاصہ افکار کا اوسکے یہہ ہے ؎

طبقہ چہارم

نکا چمن مین تو اب آفرین کہ چون غنچہ — لبو نہین اوسکے نہان ہے بہار خندہ گل ۲
بہت مین گرچہ تبین اور ناز کرنیکو — تر ہے تو ہم بہی نہین دل نیاز کرنیکو
ہنسی ہنسے مین دل لیگیا وہ غنچہ دہن — ہوا ہون صفت مین یار و شکار خندہ گل

افاق

تخلص میر فرید الدین ابن بہاء الدین کا نسبت قرابت کی ساتہہ شاہ سلیمان مرحوم ساکن قصبہ جلال آباد کے جو کہ متعارف اودیار و ہر سے ہین [illegible] اور حال اونکا یہہ ہے درویش صورت فرشتہ سیرت دنیا دشمن دین پناہ خدا دوست دل آگاہ تہا اصل اوس کے خطہ کشمیر مولد اوسکا [illegible] جنت نظیر اور یہہ صاحب بیٹے فرید الدین ایک جوان تہا نہایت متین اور نہایت رنگین ظاہر و باطن یکسان چند ے مالک جو بیہ مین ملازم شیر الملک کا رہا اور چند قصیدہ اوسکے مدح مین کہے جایزہ اور انعامات بہت پائے خوش فکر اور پاکیزہ گو ہے غزل طرح کے جیسی چاہئے ویسی انصرام ہوتی ہے تلمیذ خاص سراپا وفاق حکیم نثار الدخان فراق کا جنکا حال اوپر بیان ہو چکا

تسکین ہوسکے دلکو ارام ہو اجی کو — وہ راحت جان تیرے پہلو مین جو آبیٹہا
اوس گل سے مل کے ہوینگے جام شراب ہم — لالہ کا دل جلا کے کرینگے کباب ہم
ہاتہہ کا اوسکے خط لکہا [illegible] یا — تیرے قاصد مین ہاتہہ کے صدقے
میخانہ دنیا مین ہر ایک مست ہے غافل — ہی مرد وہ ہے جو رہے ہشیار نشین

طبقہ چہارم

اس طبقہ مین وہ شاعر ہین جو کہ ہمعصر اس بندہ کے ہین اور اونسی ملاقات بندہ کی ہے یا اکثر جا ئی ہے اونکو دیکہا ہی یا آگے اونکا حال سنا ہی اور ملاقات نہین ہوئی

آتش

قسم دوم

۲۵۴ تخلص خواجہ حیدر علی نام کا ہی جو کہ مشہور شاعر شعرا لکھنو سے ہے روش رندانہ اور وضع
بانکانہ رکھتا ہے باشندہ او معروف کے ناسخ اور آتش کو استاد دونین برابر شمار کرتی ہین
یہ سچ ہے کہ ہم زمان ہونا دونو نکا باب شاعری مین ٹہیک ہے لیکن جودت طبع مین دونونکے
اختلاف ہے نیکوی طبع اوسکے مین کچھ شک نہین بہت خوب کہتا ہے مگر جبتک دیوان
اس شاعر کا چھاپہ نہین گیا تہا بہت دہوم دہام السنہ عوام پر جاری تہی ہر وقت مطالعہ ہوا
اوسکے کے جسکو خود اپنے آپ صحیح کروا کے اور مقابلہ خود کرکے لکھنو مین درمیان سنہ ۱۸۴۵ع کے
چھپوایا ہے دریافت ہوا کہ آتش ایک شاعر فی زمانا اچھا شاعر ہے اس زمانہ کے شعرا
کی برابر ہے کوئی درجہ یہانکے شعرا مشاہیر سے زیادہ نہین رکہا یہ سچ ہے کہ ہر گلے
را رنگ بوئے دیگر است ہر ایک استاد کا طور و طرز نئے طرح کا ہوتا ہے طبیعت
اچھے الفاظ پاکیزہ محاورہ دلچسپ روزمرہ گفتگو با قرینہ رکہتا ہے آٹھ مہینے کا عرصہ
ہوا کہ اس جہان سے رحلت کے پیچھے سنہ ۱۸۴۷ع مین فوت ہوا اچھا شاعر تہا خدا مغفرت
کرے یہہ چند اشعار اوسکے دیوان سے منتخب ہوئے

خوشا وہ دل کہ ہو جسمین آرزو تیری — خوشا دماغ جسے تازہ رکہے بو تیری

یقین ہے لگکے گلی جان آئی گردن مین — سنا ہے جا ہے قریب رگ گلو تیرے

وہ گل ہو نہین کہ تیرا رنگ جس سے ظاہر ہے — وہ غنچہ ہون کہ بغل مین ہے جسکے بو تیرے

دماغ اپنا ہے اے گلبدن معطر سے — صبا ہے کے نہین حصہ مین آئی بو تیرے

سامنے ہوتے نہین اوس شمع رو کے اپنے آنکھ — ای صبا محفل سے پروانے کے خاکستر اٹہا

عرصہ محشر مین جانا ہے جہنم مین پڑا — اور اوٹہے یہان ارادہ تہا مجہے فریاد کا

گردش چشم بتان سے مل گیا مین خاک مین — آسمان کو شوق باقی رہ گیا بیداد کا

آئی بہار ہو. ہر اٹہہ ہی گہڑی ہوسکے — مین جا ہے ڈہونڈتا تیری محفل مین رہ گیا

چہوڑتا میرے زبان کو نہین دست جنون — کیا یہہ اسکو کسو محبوب کا دامن سمجہا

طبقہ چہارم

تیرا شور سنتے ہی پہلو مین دل کا — جو چیرا تو ایک قطرہ خون نکلا

پہونچی ہمارا کو جو قاتل سے اپنا پاؤن — سر سے تڑپ کے چار قدم آگے دھر گیا

ہمارے قبر سے آئیگی یہہ صدا تا حشر — یہہ مژدہ آیا کہ مجھپر کوئے عذاب آیا

اللہ ری شوق اپنی جبین کو خبر نہین — اوس بت کی آستانہ کا پتہر رگڑ گیا

وہ نہین ہون نہین رکہائی سے جو مل جاونگا — آج جاتا تہا جو ضد سے تیری کل جاونگا

چال سے جہہ ناتوان کے مرغ بسمل کی تڑپ — ہر قدم پر ہے یقین یہان رہ گیا وہان رہ گیا

قاصد کے پاؤن توڑے بدگمانی نے میرے — خط دیا لیکن نہ بتلایا نشان کوئے دوست

میرے ضد سی ہوا ہے مہربان وہ دوست — میرے احسان ہے دشمن پر ہزارون

اسی جانکی برابر مرتے مرتے بہی رکھا ہے — ہماری قبر پر رو یار کریگے آرزو ہون

ایڑیون تک تیری چوٹی کے رسائی ہو لی — کل جو آتی سب بلا آج ہی آئی ہوتی

پیامبر نہ میسر ہوا تو خوب ہوا — زبان غیر سے کیا شرح آرزو کرتے

پریزادونکے کوچہ مین ہوئے ہین گرد آلودہ — ہماری پاؤنکو دہوئینگے حورین آب کوثر

اثیم

محمد علی خان نام اثیم تخلص رہنیوالا لکہنو کا چند روز سے وارد گورکہپور ہوا اور ڈگری نویسی محکمہ منصفی کا عہدہ اوسکو ملا طبع رسا اور ذہن سلیم رکہتا ہے ایک کتاب معدن فصاحت اوسکی تصنیف سے ہوئے ہی میری پاس بر سبیل ڈاک ایک خط مین سارا حال اوس کتاب کا مع فہرست ابواب کے لکہہ کر اوسنے بہیجا تہا اور چند غزل بہی اوسنے واسطے مندرج کرنے گلدستہ نازنینان کے جو کہ تالیف کیا ہوا بندہ کا ہے ڈاک مین بہیجے تہے بالفعل سنہ ۱۸۴۳ء مین اوسی عہدہ پر گورکہپور مین بحال ہے سنہ ۱۸۴۴ء مین میری اوسکے خط و کتابت ہے یہہ چند شعر اوسکے لکہے جاتے ہین

قطعہ

قسم دوم

٤٥٦ دل میرا زندان الفت مین سدا قیدی رہا — پہلو اوسکے ابروے پرخم پہ مایل ہو گیا
جب ہوا وہان سے رہا پہر زلف مین جا کر پہنسا — طوق سے چہوٹا تو پابند سلاسل ہوگیا

اشعار

پہر ہمارے آہ و نالہ مین اثر پیدا ہوا — پہر نہال سرو سے گویا ثمر پیدا ہوا
پہر کسیکے کان کے موتی ہمین یاد آگئی — پہر ہمارا اشک مانند گہر پیدا ہوا
نکلے اختر آسمان پر جلوہ آرا ہو گیا — سینہ سوزان سے تیرے جو شرر پیدا ہوا
پاس اوسکی پہر رقیب بدگہر آنے لگے — کوچہ جانان مین پہر اب شور و شر پیدا ہوا

خرد

تخلص نواب فخر الدین خان خلف الصدق نواب شرف الدین محمد خان کر خدمت بخشیگری
کی ان کو سپرد تہی خلیق اور خوش خصال سب علایق سے طبیعت کو وارستہ رکہتا تہا خوشی حالی سے
زندگی کرتا تہا صاحب ہمت بلند تہا شروع جوانی مین اس فن سے خیال رکہتا تہا شیفتہ لکہتا
ہی کہ بسبب اصرار کرنے میری کی چند ابیات اپنی اوسکے لکہی ہوئی اس شاعر نے لاکر
دین تہی دو بیت کے انتخاب پر مجکو قناعت ہوا اور ایک تاریخ دیوان شیفتہ کے اور
ایک تاریخ تذکرہ شیفتہ کے اسکے کہے ہوئی ہے شیفتہ نے اس کی تعریف بہت لکہی ہی
تیغ و اشعار شیفتہ کے پہر اس شخص کے ساتہہ متعلق تہی ہے

ہمارے اوس کی صحبت آہ ابر و برق گرمی ہے — ہم اونکو دیکہہ کے روتے ہین اور وہ ہم کو دیکہہ کر ہنستے ہین
لبوں پہ جان آئی جلد کہین پہنچ ظالم — یہہ آرزو ہے کہ دم تیرے روبرو نکلے

احسان

تخلص حافظ عبد الرحمن خان نام یہہ صاحب بڑے پرانی استادون مسلم الثبوت شاہجہان آباد
فرخندہ بنیاد اور معدودون اور امیرون مشہور لطافت برسے شمار کئی جاتی ہین عمر انکی
قریب اسی برس کے ۱۲۴۸ہ مین ہے حضرت فردوس منزل شاہعالم بادشاہ کے

کہتی ہو کیا رقیب کو ہیں تپا صلاح — لعنت ہے ایسے پیچ کا ہنر یقین پر

کچھ سا قسمت کا آئی ہی اور کچھ یہہ ڈر بھی — قاصد نہ کہیں راہ مین کمبخت لگا ہو

جنت مین مجکو اوسکی گلی سی ہین لے چلے — کیا جانے کہ مجھسی ہوا آہ کیا گناہ

چین مجکو ہے نہو مجکو ستانے والے — تو ہے ٹھنڈا نہ ہے جسکی جلانے والے

آشنا کسکی ہین سیدھی ہین پڑیدہ دل — ہین یہی دیدہ و دل ہند ڈھانے والے

اونکی رونی پہ ہنسی آتی ہے مجکو احسان — دوڑی پانیکو ہین کیا آگ لگانی والے

مرلی کی صدا اونکی کہو آئین بیڑ بان — آج آپ انہی کشتی کے منت ہین جلے

احسن

تخلص نام عبد الرحمن خان ساکن بلدہ لکھنؤ ایک شاعر ہے جسکا حال ہم اور کچھ نہین جانتے الا یہہ جانتے ہین کہ ایک قطعہ تاریخ کا اوسکی تصنیف سے فارسی زبان بابت اختتام طبع قصہ بہرام گور کے ہے وہ یہہ ہے

در مطبع حسن چو شد این قصہ مطبوع — از حسن طرز طبع در آفاق شور شد

احسن بوقت طبع پے سال فرخش — گفتا کہ اسم قصہ بہرام گور شد

۱۲۶۱ھ

آشفتہ

سید منور علی خلف سید علی نواز رضوی سادات بارہہ سے ہے مولد اوسکا شاہجہان فن طبابت مین ہے مہارت تمام رکھتا ہے استفادہ اس فن کا حکیم غلام حیدر خان صاحب سے جو کہ مشاہیر اعیان دہلی سے ہین کیا ہے شغل شعر کا تخلص اپنے آشفتہ مزاج اور شوریدہ طبع سے موافق ہے درمیان ماہ مارچ ۱۸۴۳ع کے درمیان میرٹھہ کے ملاقات ہوئی تھی ڈگری لیسی عدالت محکمہ صدر الصدوری کے اوسکو مفوض ہے بہت ذکی ہوش اور عقلمند اور ذہین آدمی ہے نواب مصطفی خان کے شاگردونمین سے ہے اب عمر اوسکی تخمیناً چالیس برس کے ہے یہہ چند شعر اوسکے ہین

طبقۂ چہارم

پرستش حال نے پھر یاد و کوئی اونکے — گور میں چھپ کے بس رو رو نہ کچھ آرام آیا
اجل تو نے کیا کیا ہے شہر سے نہ ٹالے — تماشا تھا اوسی تیر نظر چھپنے کے اوپر کا
آشفتہ تیرے گور میں تڑپتی سی ساری خلق — ہر بیقرار آمد محشر کو جا بجا

بخشش

تخلص الٰہی بخش نام ایک شخص کنچن زادہ پیٹ سے کسبی کے جسکے باپ کا ٹھکانا نہیں یعنی نہیں معلوم کہ اوسکا باپ کون تھا کسلئے کہ گھر طوائف کا بمنزلہ سرائے کے ہے جو آوے بسیرا کرے بموجب اس مصرعہ کے کہ ہمیں روز و دگرے ہمیں آید مرید اوسکا آزادانہ ایک کلی سر پر اوڑھے ہوئی اور ایک لکڑی ہاتھ میں لئے ہوئی پھرا کرتا تھا یہ سال دسواں ہے کہ وہ مرگیا مولد اور وطن اوسکا پانی پت تھا لونڈے باز مشہور تھا اور لڑکوں سے بہت خوش رہتا تھا ایک حمال کی لڑکے پر عاشق تھا شعر اردو کہتا تھا ایک دیوان اوسکا پانی پت میں بسمی خواجو قوم کنبیک کے پاس جو کہ اوسکا شاگرد ہے موجود ہے عمر اوسکی قریب چالیس برس کے تھی بہت دبلا پتلا تھا وہ شاگرد برق تخلص ایک شخص انصاری ساکن پانی پت کا ہے خانقاہ قلندر صاحب کے دروازہ پر شام کو بیٹھا رہا کرتا تھا تمام عمر جورو نہیں کی فقط لڑکوں ہی میں خوش رہتا تھا اور اوسکو سوائے شعر کہنے کے کچھ علم یا ہنر نہ آتا تھا بھنگ بہت پیتا تھا گاہ گاہ اس عاجز سے بھی ملاقات ہوتی تھی ستار اچھا بجاتا تھا شعر اوس کے اچھے نہیں ہیں بطور نمونہ کے لکھے ہیں

اگر دیکھے پائے تیری صورت کنہیا — تو بن جائے حیرت سے مورت کنہیا
ایسا نازک تن نے مجھ کے یہ جگر بندہ دیا — جیسا الماس سے صانع نے گوہر بندہ دیا

بیدم

تخلص حافظ قلندر بخش نام کندہ مشہور مولد اوسکا پانی پت پیرزادہ ... محلے میں رہتا ہے قد لنبا پتلا دبلا سا زرد رنگ قرآن حافظ اور علوم رسمیہ سے بہرہ وافر

۴۶۰ اونکا طالب علمی مین درمیان شاہجہان آباد کے چلا آیا یہان آکر علم پڑہا اور کچھ تحصیل لکھنؤ مین
جاکر شعر اردو اور فارسی دونو کہتا ہے اچھا کہتا ہے سنہ مین آیا ایک دیوان اوسکا
طیار ہے عاجز سے بہ تعارف حاصل ہے مگر غرور اوسکو بہت ہے کسیکو اپنی برابر ہمسر
دنیا مین عالم نہین جانتا اولین اسیواسطے زیرک اپنا تخلص رکہتا تہا پہر بسبب اسکی
کہ فارسی تخلص قصاید عربی مین نہ چاہیے عالم تخلص اختیار کیا لڑکپن مین بیدم تخلص
کرتا تہا اب کہ سنہ ۱۲۴۸ھ مین عمر اوسکی قریب چالیس برس کے ہوگی سنی مین آیا ہے کہ فضل
درمیان پانی پت کہ موجود ہے مگر اپنی نزدیک کسی فاضل و عالم کو آتا ہی نہین جانتا
جو کسی ابجد خوان کے حقیقت ہو تو ہی نماز نہین پڑہتا استعمال منہیات کا کرتا ہے یہہ
دو شعر اوسکے ہین سہ

زیرک شباب ہی مین ہیچ لطف زندگی — یہہ عیش پہر کہان جو جوانی گزر گئے
ڈہاچو دلکو حسن نے دنین تو جان پر — چوسے مباف سرخ سے شب خون کر گئی

تحیر

تخلص غلام مصطفی نام فرزند جناب شاہ رفیع الدین قدس سرہ بزرگی خاندان اونکے
کی بسبب شہرت کے محتاج شرح بیان کے نہین عم بزرگوار اسکے مولانا عبد العزیز محقق
جو کہ مثل آفتاب نیمروز کے فرقد ہندوستان پر تابان اور وحید دوران سبہی تہے مگر افسوس
کہ یہہ شخص میراث پدری سے بالکل محروم رہا یعنی علم نہ حاصل کیا مگر بموجب مضمون ای
اس قول کے الولد سر لابیہ صاحب اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ کا ہے
حکیم ثناء اللہ خان فراق سے اصلاح لیتے

عید کے دن ہم کہین یہہ مہر ایک یار گلا — ہو مبارک تیری چہاتی سی وہ ملنا ہمکا
جلد ایسے جب وہ دل آرام ہوگا — اجل کا اوسیوقت پیغام ہوگا
ہم اطفال کو ہی سنگ اوٹہا لانے کے — آمد آمد ہو گئی شاید تیرے دیوانے کے

طبقۂ چہارم

ترقی

تخلص ایک بزرگ کا ہے جو کہ متوطن فیض آباد خجستہ بنیاد کا ہے صاحب تمکین اور عمدہ معاشر
با جاہ و ثروت نام مرزا احمد تقی نام سخن اوسکا درد آلودہ اور رنگین فکر اوسکا نہایت
خوب و دلنشین ہے کہتے ہین کہ فیض آباد مین طرح مشاعرہ اپنے گہر مین ڈالتا اور ہر شخص
سے بزرگانہ پیش آتا سے

تونے عاشق کی نہ کچہ اپنی خبر پائی ہے
جان دیتا ہے وہ اور خلق تماشائی ہے

ای ترقی بات جی کی جی مین نہ رکہہ
مونہہ سے نکلے اور ہر آئے ہو چکے

قتل کے لذت کا کس سے یہہ ادا شکر ہو
حشر تک احسان قاتل کا میرے گردن پہ ہے

یاد آتی ہے کیلے وہ مژہ ٹانکے کے وقت
اس لئی میری نظر جراح کے سوزن پہ ہے

سالکان کعبہ نے کی بت پرستی اختیار
وہ صنم نام خدا کیا اندنون جوبن پہ ہے

تونے ایکدن بہی نہ دیکہا چڑہ کے اپنے بام پر
اور اوسی کوچہ مین ہنگامہ میرے شیون پہ ہے

ہے ترقی میرے اس سینہ مین وہ آتش نہان
طعنہ زن جسکا شرر ہر شعلۂ گلخن پہ ہے

اوسنے تو جی یہہ دکہایا ہے کہ جی جاتا ہے
پر مزا مینے یہہ پایا ہے کہ جی جاتا ہے

تسکین

ایک جوان ہے باحیا اور بامروۃ شاگرد میر قمر الدین منت کا اچہا کہتا ہے سعادت علی
نام رکہتا ہے یہہ شعر اوسکے ہین سے

حال اگر کبہی تو ہمسی وہ صنم رکہتا ہے
اور جو چپ رہے تو شکل ہے کہ دم رکہتا ہے

کسکا کوچہ ہے یارب نہین معلوم ہمین
خود بخود دہیان کہ پیچہے ہے قدم رکہتا ہے

کیا خاک ہو صفائے بہلا ہم مین یار مین
خط ہے لکہا جو ہمکو تو خط غبار مین

تسکین

تخلص حسین نام سلسلہ اونکے نسب کا میر حیدر خان قاتل وزیر فرخ سیر تک پہنچتا ہے

قسم دوم

مضطر صاحب فکر بلند اور اسلوب احسن کے گفتار دلپسند شاگرد حضرت مومن خان سلمہ الرحمان کا بندہ سے بہی تعارف حاصل ہے سابقین اسلئے تلاش روزگار کے لکہنو کو گئے تہی اب ارادہ سیر لیہ ہین تلامذین حضرت مومن خان کے مین سے اچہی طبیعت رکہتے ہین عمر اونکی سنہ ۱۸۴۶ع مین قریب چالیس برس کے ہوگی ہے

دیکہو خانہ خراب غیر وہان قابض ہوا
جسکے گہر کو ہم یہہ سمجہے تہے کہ اپنا ہوچکا

ہمکو ہر دام مین لازم ہی پہنسانا دلکا
پہلے ہین تیر سے لگاوٹ سے اگانا دلکا

ای بال و پری کہوتے ہو تو قید اسیری
صیاد کہے پہلے یہان دام نہ آیا

ہر صبح وہ ڈہونڈہی ہی کوئی تازہ خریدار
صورت میری ہر روز بدل جائے تو اچہا

چپ رہے مجکو تو چرچا بہی پروان ہوگا
راز اپنا نہ خموشی سے بہی پنہان ہوگا

اسس در سے ہٹاو لگا کبہی لاکہہ کہو تم
دشمن سے ہے تابع فرمان تمہارا

یہان آنے سے کسو اسلئے جلتا ہی ہمارا
عاشق تو نہین ہے کہین دربان تمہارا

تمکو ہے تو غیرونسے یہہ اخلاص نہین ہے
جو ربط کہ اسس بت و گریبان مین دیکہا

گیا مجنون نکل صحرا کو یہہ دیوانگی دیکہو
وسعت کوچہ لیلی کو اوسنے تنگ ٹہرایا

وحشت اب لاش کو نے بہاگے
تنگی گور سے گہر یاد آیا

بہول جائینگے وہ اغیار کو مین
مرگئے ہم سے اگر یاد آیا

کوچہ یار مین سے تسکین
یاد ان رنگہا تہا کیسہ یاد آیا

کہہ تک کچہہ بسنگ کچہہ لالش وہ چارہ گر
یہ خدا جانے ہر ایکدم مین ہو پہنا ہمکا

دار پر کہنچا انا الحق کہنے سے ناحق او
جائے تہا چیر کر دل دیکہنا منصور کا

یہہ کہکے شب ہجر مین کرتا ہون تسلے
جو رنج و مصیبت ہی سر انسان کے لئے

تسکین کرون کیا دل مضطر کا علاج آ
کمبخت کو مرکر ہی تو آرام نہ آیا

اوسنے مارا خلق کو اسنے ڈبویا ایک جہان
تیرا ہنسنا اور میرا رونا برابر ہوگیا

طبقہ چہارم

شور یہہ برپا کیا اوس کے خرام ناز نے — داور محشر کا سارا کھیل ابتر ہو گیا ۲۰۶۴

ساکنان فلک پر دیکھئے کیسے بنی — نالہ سوزان کا ہر ایک ارادہ دور کا

ہین تیرے لئے ناصح شعر تمہی ٹرون اور — ترکھوے ہر ایون بھے اغیار کے آگے

تمہین ہے کہو بنی زلفین پڑین گے — دل گم گشتہ گر اپنا نہ پایا

جان ٹہرے نہ اوس ابروی خمدار کی آگے — شیخ ہی نہین ٹہتا کوئی تلوار کے آگے

اوس چشم پہ مرتا ہون یہ وسواس ہے کیونکر — مین ذکر کرون مریکا بیمار کے آگے

تسکین

گنگا داس پنڈت یہہ ایک جوان تہا نیک عقیدہ کشادہ رو مہذب و خوش گو کا ہے
رخش ہمت کو میدان ریختہ گوئی مین پویون دوڑاتا تہا یہہ چند شعر اوسکے ہین

ناصح یہہ نصیحت اب تم کرتے ہو کیا بیٹھے — جو ہووے سو ہو بہتر دل آہے او لگا بیٹھے

عقل و خرد و طاقت اور صبر و شکیبائی — جب سامنے وہ آیا ہم سب یہ لٹا بیٹھے

کیا غم ہے ہمین تسکین آفات زمانہ سے — اب ہم شہ مردانکے دامان تلے آبیٹھے

تسلی

ایک شخص ہے خوش کلام ٹیکا رام نام اصل اوسکے قصبہ اٹاوہ پیدائش اوس کے
لکھنؤ مین ہوئی باپ اوسکا جو گوپال نام رکھتا ہے عہدہ بخشی گری فوج نواب وزیر پر
مامور تہا کہتے ہین کہ یہہ ٹیکا رام نہایت خوش اختلاط اور گرم ارتباط ہے دو زبان مین
شعر کہتا ہے فارسی مین خدمت مرزا محمد فاخر مکین سے استفادہ کیا اور ریختہ مین میان
غلام ہمدانی مصحفی سے فیض سخن کر بہمار دخوش فکر صاحب شعور معلوم ہوتا ہے
یہہ چند شعر اوسکے ہین

دیکھی سما جو اوس مژہ اشکبار کا — ہو جائے شق جگر رگ ابر بہار کا

آنکہین سحر تلک مرے در پہ لگے رہین — کیا پوچھتے ہو حال مرے انتظار کا

قسم دوم

۲۶۴ جب ہمیں دیکھتی ہو وتیں ہو گالی کیا خوب | باری اب آپ نے یہہ فن نکالا کیا خوب
تیرا ہے جگر ہی یہہ کہ میں سینہ سپر ہوں | رستم تو پہڑے اوس ہت لی مہرکے منہہ پر
میاں جو کچھ ہے تیرے بیچ مین نزاکت کی ہے | کہاں مزا مزا جو نہیں یہہ رعنائی نکلی ہے
گر دین خفا ہے تو ہر آن بات کو نادان | کہہ بیٹھو مت عاشق و دلگیر کے منہہ پر

تصور

تخلص ایک عزیز کا ہے خاندان واجب الاحترام سید حیدر علی نام اولاد کرام حضرت زید شہید علیہ السلام کے سی یہہ شاگرد ہے میاں قلندر بخش جرأت کا باشندہ قصبہ بنگور کا تحو کر معلوم ہوتا ہے یہہ شعر اوسکی ہیں سے

صد مہ غم متصل جب تیرے مائل ہو رہی | یا تہہ اوس مضطر کا ہر دم کیوں نہ پہر دل ہو رہا ہے
رونا کوئی سوتوف کرین ہیں میرے آنکہیں | جنگ نہ تیلے کو دل آوی جگر او ہی
لگ جائے تصور کے گلے آکے وہ بت آج | اللہ کرے اوسکے یہہ امید بر آوسے
تصور گرم جوشے یار کی مجکو رولاوے گی | بہت گرے کا ہونا منہہ برسنے کی علامت ہے

شرر

تخلص مرزا جعفر چہوٹا بہائی مرزا محمد عشق کا باشندہ دہلے کا ہی حیدر اباد گیا تہا وہاں جاکر فوت ہوا یہہ شعر اوسکا ہی سے

ای عشق جگر سوز شرر کے تجہی سو گند | ایک شعلۂ جانسوز کہ مشتاق فنا ہون

شرر

تخلص مرزا ابراہیم بیگ شاگرد نوازش حسین خان نوازش کا ہے یہہ شعر اوسکی ہیں

جہوٹے یہہ محبت تم یہاں کس لئے جاتی ہو | تقریر مین لکنت ہی کیوں بات بنا تی ہو
شربت کی ہی گہونٹ ابتو پیتی ہو شرر ہر دم | یہ ان اوس شکرین لب کے اب یان کہاں آتی ہو
سانس غیر کا نہ فقط سینے سے دم رکتا ہی | سر گذشت اپنے جو لکہنے قلم رکتا ہے

طبقہ چہارم

تحمل

۰۶۵

تخلص ایک عزیز شیرین کلام محمد عظیم بیگ نام کا جو کہ مقیم بلدہ لکہنو مین تہا شاگرد میان قلندر بخش
جرأت کا کہتے ہین کہ مرد ظریف الطبع نیک نہاد خوش طبع خوش نہاد تہا یہہ شعر او سکے ہین سہ

سمجہنا سخت مشکل ہے مری شیرین مقالی کا — کوئی خسرو سے پوچہے لطف اس مضمون عالی کا
ہزار نہان سے او تہین عیش زندگانی کے — وہ دلولے مزے ہے عہد لو جوانی کے

سلام

تخلص نجم الدین علیخان خلف الصدق شرف الدین علی خان پیام اکبرابادی ہی یہہ
مطلع او سکا ہے سہ

حدیث زلف چشم یار سی پوچہہ — درازی رات کے بیمار سے پوچہہ

خاص

تخلص ایک شخص کا ہے جسکا نام نہین دریافت ہوا الا اتنا معلوم ہوا کہ ممالک جنوبیہ سے
ہی یہہ دو بیت قصیدہ دعائیہ مدح ناظم اس دیار کی مین جو کہ اوسنے کہا ہے ہاتہ انہی مین
لکے جاتے ہین سہ

تا رہے قطعہ گلشن کو جہان تک مشموم — خاص اس تازہ مضامین کے چمن کے بو یون
سرو زیبندۂ گلذار دکن آصف جاہ — شمع تابندہ ایوان رواق کسرے

خاکی

تخلص غلام حیدر بیگ کا ہے اس شخص کے اصل بدخشان ہی اور اصل اوسکا کان
ہندوستان سے لیکن اوسکا مولد بندر دیار دکہن مین پیشہ سپاہگری سے عمر بسر کرتا تہا
اور یارباش اور محبت کا آدمی تہا سہ

ہم عشق بہے بیکہین اگر او سنا دہو کوئی — دل تو ہے تباہی جو سبہے یاد ہو کوئی

خان

قسم دوم

۲۶۶ تخلص اشرف خان دہلوی الاصل کا ہے لکھنؤ کو چلا گیا تھا جب یہان رہتا تھا مشاعرہ
کرتا تھا شاگرد غلام ہمدانی مصحفی کا ہے یہہ ایک شعر اوسکا ہاتھہ آیا ہے سه

اے خان غم فراق مین تم زہر کہا مرو — اس کے سوا نہین کوئی تدبیر دوسری

خان

تخلص محمد خان افغان شاگرد سعادت یار خان رنگین کا ہے وہ بہت خوش اختلاط اور
پاکیزہ ارتباط نیک طینت تہا یہہ شعر اوسکے ہین سه

یاد جس وقت تیری آتے ہے — مجکو ہچکے وہین لگ جاتے ہے
دنیا مین ہم جو آئے تو کیا کام کر چلے — ناحق ہم اپنے نام کو بدنام کر چلے

تعشق

تخلص سوالی میر سید محمد صاحب مدرس دوم مدرسہ ہوگلی کا جو کہ اولاد امجاد حضرت ذو النسبتین
امام المتقین غوث صمدانی قطب ربانی محبوب سبحانی سیدنا عبد القادر جیلانی قدس سرہ العالی
اسرارہم سے ہین فاضل کامل عالم محقق نحریر یکتا تمام علوم مندرجہ فارسے اور عربی
ماہر خوش خلق نیک طینت ذہین ونوکے پرلے درجہ کے صاحب تدابیر صائبہ کے۔
واقف اسرار دقیقہ کے۔ باریک بین جوہر شناس طلباء اونکے فیض سے تمام علوم
درسیہ سے کامیاب علماء و فضلاء محققین مین وہ گوہر نایاب عمر اونکی قریب ۷۰ برس کے
اوائل مین چونکہ شوق ہمدانی تہا اسلئے طرف ریختہ گوئی کے بہی توجہ رکہتے تہے شاگرد
اور داماد حکیم میر عزت اللہ عاشق تخلص کے جنکا ذکر ہو چکا مگر بمجرد اس شعر کے

ولولا الشعر بالعلماء یزری — لکنت الیوم اشعر من لبید

ترک کیا اور پہر مدرسہ مین بموجب فرمائش پرنسپل مدرسہ کے کئی کتابین صحیح کرکے
چہپوائین اور کئی ترجمے کئے ازانجملہ جو مجہے یاد ہے وہ یہہ ہے کہ ترجمہ سراجی علم فرائض
کا مشرح اور بتفصیل کیا۔ اور شمسیہ کا جو کہ علم منطق مین ہے اوسکا ہے

طبقہ چہارم

عربی سے اردو مین ترجمہ کیا یہہ اشعار اوس بہ صفات موصوف کے لکہے جاتے ہین

یہان کام ہی آخر تہا تا خیر اگر ہوتے ۔۔۔ صد آفرین ای قاصد کیا زود شتاب آیا

سامنے دیکہا آتا ہی تمشی وہ کرن ۔۔۔ بارے کہہ اتنا ہوا خوش دل محزون میرا

بعد مدت لائے ہین تشریف اپنے یار آپ ۔۔۔ جانے دیتا ہون کوئی مین کبہی سونکرار آپ

واہ سے کیا ہی نشیمن آج ہین سرشار آپ ۔۔۔ بے نقط لاکہون سناتے ہین جو ہو بیزار آپ

حضرت دل اوسکو جی مین نجایا کیجے ۔۔۔ کہہ چکے اپنے طرف سے اگلی ہین مختار آپ

ہماری دیدہ و دل دونو اوسکے خاص مسکن ہین ۔۔۔ ادہر اوی تو آنکہ رو اودہر جاوی تو جانے دو

تجکو بیجا سے وہان یا اوسی لی آئی یہان ۔۔۔ مین تو حیران ہون دلا تو ہے بتا کیا کیجے

خواب مین تجکو دیکہئے کیونکر ۔۔۔ تیرے من نیند کسکو آتی ہے

جان پر کہیل آپ بیٹھے ہین ۔۔۔ اری فرقت تو کیا دہرا تی ہے

عاشق ہوئے بدو ہو ہیں سو ا ۔۔۔ کسکا جگرا ہے کیسے چہاتے ہے

ناصحو جاؤ سنو مت کہا ہے ۔۔۔ عشق کیا امر اختیاری ہے

تقی

تخلص میان منو تقی کا ہے یہہ شخص طالب علم درویش نہاد مرید حضرت میر محمد اعظم سے ہے بدرجہ اعلیٰ مانند نام نامی اپنے کے متقی اوقات گذاری باجرت کتابت یا بطور معلم گری کے کرتا ہی خیال شعر گوئی کا کیا فارسی اور کیا ریختہ سر مین رکہتا ہے

عاشق کشی پہ جب سے وہ خونخوار گرم ہے ۔۔۔ تب سے جہانمین موت کا بازار گرم ہے

کام و زبان لب پہ پہپولے ہی پڑ گئی ۔۔۔ کیا ای تقی فغان دل زار گرم ہے

شگفتہ

تخلص مرزا بیدار بخت بہادر عرف مرزا انجہی خلف الرشید مرشد زادہ مرزا جوان بخت جہاندار شاہ مرحوم کا ہے اپنے باپ بزرگوار کے جانب بلاد شرقیہ کے گیا تہا

قسم دوم

۴۶۸ بنارس مین رہنے لگا اوسجاے مقیم ہے یہہ شعر اوسکا ہے ؎

مشکل ہے برسے آدمی صحبت برار آہ · مین جلد باز ہون وہ تغافل شعار ہے

شوق

مولوی قدرت الله نام اوسکا ہے شوق تخلص کرتا ہے فاضل آدمی ہے قصبہ مورے

کا رہنیوالا یہہ ایک شعر اوسکا ہاتہ آیا ہے ؎

ای خدا یون ہی بکہے تیری جدائی ہوگے · کہ مجہے اوسکی جدائی سر جدائی ہوگے

شوق

تخلص غلام رسول شاہجہان آباد کے ہین حافظ ہین عزیز آباد کے مسجد مین امامت کرواتا تہا

بادشاہ کے لڑکون کو بہی پڑہاتا ہے شاہ نصیر کی شاگرد وین ہین اکثر کلام اوس کے اچہی ہین

یہہ شعر اوس کا ہے ؎

لکہا ہوا تہا یہہ اوس مہ جبین کے پردہ پر · نہین ہے کوئی ایسا زمین کے پردہ پر

شوکت

سنیف علے شوکت ولد رستم علی بجنوری ہے شعر کہنا علے حسرت برلوی سی سیکہا ہے کہتی ہین

کہ وہ بنارس مین ایک پادری کی صحبت رہتا تہا بسبب [illegible] اور حرص کے اوسنی عیسوی

مذہب اختیار کرلیا ہے درمیان ۱۲۵۸ ہجری کے میرٹہہ مین لڑکون کو انجیل وغیرہ

پڑہاتا تہا اور منادی کرتا تہا مگر اب اوسنے نام ہی اپنا بدل کر سنیف مسیح رکہا ہے یہہ شعر اوسکے ہین

کاٹ ہے جو ابرو خمدار مین · ہی یہہ برش کب کسے تلوار مین

مجہین اور ابر مین ہے معرکہ آرائی آج · سرخرو کریو تو ای دیدہ خونبار مجہے

شورش

غلام احمد فرزند محمد اکبر قباد نویس جوان شوریدہ مزاج ہے ابتدا مین درمیان

بہت سے اور نکر معیشت کے تہا کتابت بہت دنون تک کرتا رہا اب میان

اندر کے پندرہ روپیہ کے تنخواہ پر ملازم ہے کئی برس کا عرصہ ہوا کہ نوکر ہوگیا ہے حکیم
مومن خان کے شاگردوں میں سے ہے مجھسے بہی دوستی اور تعارف ہے یہ شعر اوسکی مین سے

نامہ جو نالہ ہے قاصد تو عدم کا — ایمان نہ کہونا کسے مایوس کرم کا
کیا جانے وہ خون جگر پینے کی لذت — شورش سے مزا پوچہے تلخ آب الم کا

شہرت

ایک شخص جرأت کی شاگردوں میں سے ہے یہہ شعر اوسکا ہے سے

دل تو ہو ناتی ہو پاس مری دل تو کہان ہی — ایک شعلہ آتش ہے کہ پہلو مین نہان ہی

شہیدی

تخلص کرامت علی نام باشندہ لکہنو کا ہے ولد عبد الرسول خان وہ طبیعت اچہے رکہتا تہا اور
شعر بین کلام تہا علم عروض مین بہی بڑے دست قدرت رکہتا تہا باپ اوسکا معلم گری اطفال
سے اوقات بسر کرتا تہا راجہ تکیت رائے بہادر جو کہ ایک بڑا متمول لکہنو مین گذرا ہے
شہیدی کی باپ کا شاگرد تہا اٹہارہ برس کے عمر مین عہدہ منشی گری پر مقرر ہو کر ایک
انگریز کے ساتہہ طرف دہلی کی آیا بعد ازان اوسنے فقیری اختیار کی ابتداء مین ایک لڑکے
مسمی گنگا پرشاد پر عاشق تہا اسواسطے بجائے دیباچہ کے ہر ایک کتاب پر جو شہیدی کی
ملک سے تہی یا گنگا پرشاد لکہہ دیا تہا علم حساب مین بہی دست قدرت اچہے رکہتا تہا بلاد
پنجاب اور گجرات مین اکثر اپنی اوقات بسر کرکے سبب سے کبہی دہلے مین بہی آتا تہا سنہ ۱۲۵۰ ہجری
مین نواب مصطفے خان شیفتہ سے بہی ملاقات اوسکی تہی وہ لکہتے ہین کہ وہ مرد بی تکلف
وارستہ مزاج وسیع المشرب تہا ازادانہ زندگی کرتا تہا شہیدی کا ایک دیوان بہت
بڑا ہے مینے وہ دیوان اوسکی ایک قریب رشتہ دار کے پاس دیکہا تہا اوسکا ارادہ
لکہنو مین چہپوانے کا تہا یقین ہے کہ لکہنو کو بہیجوا دیا ہوگا شہیدی نے بہت قصیدہ اور ہر ایک
قسم شعر کہے ہین حق یہہ ہے کہ طبقہ چہارم مین یہہ شخص سب سے بڑا اوستاد گذرا ہے اصلی

نیک نظر ہونی مین اور مسلم الثبوت اوستاذ ہونی مین کچھ شک نہین ہی — پیغمبر
مرحوم مین شہیدی کی ایک قصیدہ بڑی دہوم دہام کا لکھا ہے تخمیناً دس برس کا عرصہ
گذرہ کہ بارادہ حج گیا تہا اوسجا مدینہ مبارک مین حسب خواہش اوسکی دل کی
فوت ہوا شہیدہ کی کرامت کا یہ لوگون کو عقیدہ ہے یہہ شعر اوسکی ہین سہ

گر کچھ مزا بلا تو شہیدی اوسکے ہاتھہ — خنجر تو یون گلے پہ پہیرے بار ہا
عالم مین اوسکی تو الطاف شہیدی سب پر — تجھے کیا ضد ہی اگر تو کسی قابل
ہم نہ پہنچے اپنی مطلب کو نہ پہنچی پر خدا — یہہ نہ شنو اسئے کہ مطلب غیر کا حاصل
جلد انصاف چکا خلق کا ای داور حشر — پھر قیامت ہی جو وہ شوخ ستمگر
شہیدی مین تو کیا ہون میکی او پہ سنگ آہو کا — کیا خوشنود اوس بت نے خدا کو کیا

شیدا

تخلص نواب معین الدینخان نواسہ غازی الدینخان مرحوم کا وہ کالپے مین رہتا ہے کا
کبھی شاہجہان آباد مین بہی آتا ہی یہہ شعر اوسکی ہین سہ

اتنا نازک ہی مزاج آہ بت قاتل مرا — کہ تڑپتا نہین دل کہو کے بسمل
جواب نامہ نے بہی اوسکا نہ آیا — دہنی میرے ہی خط مجھ سب نے
بیٹھا رہتا ہی جو زانو پہ جھکائی شیدا — پاؤن سے کسکی سر لیا ہی رہ طلب

شیفتہ

تخلص نواب مصطفی خان خلف الصدق عظیم الدولہ سرفراز الملک نواب مرتضی
بہادر کا ہے یہہ صاحب بہت ذکی اور ذہین ہین امراء شاہجہان اباد سے
امیر ہین شاگرد حکیم مومن خان کے اکثر اشعار اونکے بہت اچھی ہوتے ہین ایک
گلشن بیخار اونہونے شعراء اردو کا اسطور پر لکھا ہے کہ حال سب شاعرونکا فارسی
مین اور اردو شعر اونکے یہہ تذکرہ ۱۲۵۰ ہجری مین طیار ہوا تہا دود

طبقہ چہارم

مولوی محمد باقر کے چھاپہ خانہ مین چھپ چکا ہے ایک دیوان اونکا ہے سناہی کہ طیار ہوا ہے اس سال مین یعنے ۱۸۴۲ع مین درمیان شاہجہان آباد کے اونکے مکان پر مشاعرہ ہوا کرتا تھا اب چند ایام سے بسبب اسکی کہ وہ شاہجہان آباد مین نہین ہین موقوف ہوگیا ہے یہہ شعر اونکے ہین سہ

مینے کیا جانے کس وقت مین دیکھا دم قتل ۔۔۔ کہ بہت اوس بی ستمگر کو پشیمان دیکھا

ابر گر آکر مری بے رہ جای ابرو ۔۔۔ رکھا ہی اوسنے سوگ عدو کی وفات کا

ای اجل ٹک تو ہمی مہلت دی ۔۔۔ اہل ماتم مین یہہ چرچا ہی کہ دلبر آیا

نہ دیا ہائی مجھے لذت آزار نے چین ۔۔۔ دل ہوا رنج سے خالی پر توجی بہرا آیا

کب طالع خفتہ نے دیا خواب مین آنے ۔۔۔ وعدہ بہی کیا وہ کہ وفا ہو نہین سکتا

بسکہ آغاز محبت مین ہوا کام اپنا ۔۔۔ پوچھتے ہین ملک الموت سے انجام اپنا

آپ جو ہنستے رہی شب بزم مین ۔۔۔ جان کو دشمن کے مین رو یا کیا

بی پردہ وہ آئے مجہی کسطرح نہو وے ۔۔۔ ای شیفتہ ہنگامہ محشر سے شکایت

صاحب

تخلص ایک عورت مسماۃ امۃ الفاطمہ بیگم کا ہے اوسکو صاحب جی بہی کہتے ہین درمیان شاہجہان آباد کے حکیم محمد مومن خان سے ملاقات اوسکو بتقریب علاج کے ہوئے تہی مدت تک آشنائی رہی کئی سال گذری کہ اب لکھنؤ کو چلے گئی ہے وہ ایک خانگی تہی مثنوی قول غمین مومن خان کے اسی محبوبہ کے حق مین ہے بسبب فیض صحبت مومن خان صاحب کے وہ بہی شعر کہنے لگی تہی یہہ شعر اوسکی ہین سہ

رقیبونکا جانا کہان دیکھا تو ۔۔۔ سما ان یہہ میرے گہر مین آیا تو دیکھا

گذر کیا صنم کے نظارہ مین زاہد ۔۔۔ یہہ جلوہ خدا نے دکھایا تو دیکھا

کہولے ہین اوسنے میرے بند لپٹنے کی بند ۔۔۔ نہ کرے کبھی نسیم سے کہدو قبائی گل

طبقہ چہارم

اور اوسکا مولد ہی شہر ہے اونی اشعار کے اصلاح میں عزت اللہ خان عشق سے لی ہی ۴۷۳

یہہ شعر اوسکا ہی ؎

کبھی قصد حرم گاہی سوے میخانہ رکھتی ہین
غرض ہم بھی عجب ہی مشرب رندانہ رکھتی ہین

صبا

تخلص منولعل کا تہہ لکہنوی کا ہی وہ مصحفی کی شاگردونمین سی ہی یہہ شعر اوسکا ہے ؎

چرخ کو کب یہ سلیقہ ہی ستمگاری ہین
کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگاری مین

صفدر

تخلص میر صفدر علے ولد علے اکبر طالب علم کا ہی لاہور لاہور نے پت کا ابتدا میں روزگار سرکار انگریزے کا کیا کرتا تہا آخر کو سبب کم بینائی کے تارک ہو کر جس ایام مین کہ اپنے بیٹی مذکور کو تحصیل علم کروانے کی واسطی دہلے مین لایا اون ایام مین بندہ سی بہی ملاقات ہوئے تہے خوش طبع اور عقلمند اور فہمیدہ آدمی تہا قریب ساٹہہ کی عمر کی گذری پچاس سے زیادہ ہو کر وہ فوت ہوا یہہ شعر اوسکی ہین ؎

برقع کو اٹہا مونہہ سے جو تم کرتی ہو باتین
اب مین ہمہ تن گوش ہون یا ہمہ تن چشم

شمع سوختہ شمع سے جب گل نکلے
چاہیے بیضہ فانوس سے بلبل نکلے

کہول دیتی گرہ زلف صبا کیون ہوئی
تیری پاؤن سے لگی ہی حنا کیون ہوئی

صفدری

تخلص میر صادق علے کو چک چہوٹا بہائی میر نظام الدین ممنونکا عین عنفوان شباب مین فوت ہوا یہہ شعر اوسکا ہے ؎

ہمین معلوم ہی پرایا ہے نگارین کسکا
چہپا ہٹ ہی حنا کے سے گل تر دامن

صفدری قدکو کہین اوسکی کہا تہا گل تر
سیدہی اوس شوخ نے کیا کیا سنا تہی تجکو

انکو امنی یہہ کسکی ترزندان پہ ٹہہری ہی
جو رشک سلسل ہر کو ہونی کی لرتی ہے

قسم دوم

آشکایت ہمارے آپ سے کے　　ہی شکایت یہی کہ غیروں سے

صنعت

تخلص کریم الدین نام مرادآباد کا رہنیوالا زرگری خوب ہوتا ہے اور صنایع اوسکی اچہی جانتا ہے کئی دفعہ دہلے مین بہے آیا میری ملاقات نہین ہوئی یہ شعر اوسکا ہی

یہ مانا کہ ہین آپ دلبر و لیکن　　ہمارا ہے دل بیکے دلدار ٹہرے

ضمیر

تخلص گنگا داس شاہ نصیر الدین نصیر کے شاگردونین سے ہی فن مل مین بہرا گا ہی کہتا ہے

مین بتاتا ہون ضمیر اب کچہہ سجہے بہی خیال　　چشم خواب الود اوسکی فتنہ بیدار ہے

ضیا

تخلص مرزا ضیا بخت خلف الصدق بادشاہزادہ فرخندہ بخت کا یہ شعر اوسکا ہے

چہوڑا کے کون گیا ہاتہہ سی ضیا دامن　　بند باجو اشک کا تا جیب تار رہتا ہے

طالب

تخلص حافظ طالب کا ایک شخص ہے رہنیوالا رام پور کا مولوی قدرت اللہ قاسم کے شاگردون سی ہی یہ شعر اوسکا ہے

چیری سینی کو شق کیجئے دل دلگیر کو　　یہ ہے وہ جاگہ ہین اور کیا لگیا میرے تیر کو

عالی

تخلص ایک بادشاہ زادی کا ہے جو خاندان تیموریہ سے ہی شیخ ابراہیم ذوق سی اصلاح لیتا ہے

میری اوسکو اگر حال دل جتا نسکے　　تو کیا غزل مین یہہ پڑہ پڑہ کی ہم سنا نسکے
پہون تو وہ کبہی اک اہ اوپر سے　　ذرا سا وار کے پانی بہی یار لا نسکے

عارف

عشق

تخلص حکیم میر عزت اللہ خان خلف الصدق حکیم قدرت اللہ خان قاسم کا یہہ شخص بہت نیک بخت اور اچہا شاعر ہین حکیم ثنا اللہ خان فراق سے اصلاح لیے ہی اور اپنی باپ سی فن طبابت پڑہا صاحب دیوان ہی قریب پانچ یا سات برس کے ہوئی کہ وہ فوت ہوئے یہہ شعر اوسکی ہین سہ

تیرا ای صانع تقدیر یہے کیا کہنچی نگار اتہا | کہ اوس نازک بدن کا دل بنایا سنگ خارا سا

سنہ خط کی دسیا عنقت ہم اوٹہا سکتی نہین | جو خدا نے لکہدیا اوسکو مٹا سکتی نہین

عظمت

تخلص میر عظمت اللہ خلف الصدق میر عزت اللہ جذب مرحوم کا بر بلے مین پیدا ہوا لڑکپن مین ہمراہ اپنے والد کے اکثر بلاد مثل بلخ اور بخارا اور کشمیر وغیرہ کے سیر کیے اب شاہجہان آباد مین حالات نویسے اور روقع نگاری پر ہے نہایت صاحب فطرت ہی طبیعت اچہی ہے مگر فکر شعر نہین کرتا کبہے کبہے بزم مشاعرہ مین شریک ہوتا ہے شیفتہ سی بہت ملاقات رکہتا ہے یہہ شعر اوسکا ہے سہ

نام عظمت ہے نہ شوکت نہ شکوہ | کیا ہے اس نام سے گہبراتا ہون

عنایت

تخلص عنایت علی خان فرزند نواب عبد العلی خان چہوٹا بہائی عباس علی خان بیتاب کا ہے نظم ریختہ اور فارسی دونوںکا شوق اوسکو ہے فارسی کے اصلاح ابا جز بہائی سے لیتا ہی اور ریختہ کے اصلاح میر حسین تسکین سے یہہ شعر اوسکا ہی سہ

مین اوسکی دوش سی محفلین لگ کے بیٹہ گیا | تو یہہ بہی دیکہہ کے اغیار بیحانہ اوٹہا

عیشی

تخلص طالب علی خان لکہنوے غزل ریختہ اور فارسی دونو کہتا تہا شعر اچہا کہتا ہے پارسی کا شعر مرزا قتیل سے کہنا سیکہا اور ریختہ مین مصحفی کا شاگرد ہے لکہنو مین

طبقہ چہارم

اخوہ مین ہی ہے صاحب دیوان ہے دو زبانین شعر کہتا تہا یہہ شعر اوسکی مین سے ہے

دل گرفتہ ہون کرون کیا ہوکے مین ازاد کیا　　مجکو یکسان ہی چمن کیا خانہ صیاد کیا

زخم کاری جسم پر کشتونکے جان تازہ ہی　　آب حیوان مین بجہا تہا خنجر جلاد کیا

کون پابند جنون فصل بہاران مین نہ تہا　　اس برس تنگ جو آئے تو لیا چہوڑ دامن تہا

خیالش

تخلص خیالی رام ایک کاتب دہلی ہی مزدوری پر کتابین لکہا کرتا تہا شاہ نصیر کا شاگرد تہا یہہ شعر اوسکا ہے

جام ہی ہاتہ مین اور شیشہ ہی زیر بغل　　نہین خیالش کو اب بزم خرابات سے چہوٹ

غالب

تخلص اسد اللہ خان مشہور مرزا نوشہ خاندان قدیم اور روسای قدیم سے ہے ابتدا مین درمیان اکبراباد کے رہتے تہے اب شاہجہان آباد مین سنہ ۱۲ ہجری کے قبل سے رہتے ہین مہارت کتب فارسے کی اونکو بہت ہے اکثر آدمی شاہجہان آباد مین اونکی شاگرد ہین فارسے شعر ہے اونکا بہت اچہا ہوتا ہے ایک دیوان فارسے زبان کا اونکی تصنیف سے منشی نور الدین صاحب کے اہتمام سے مطبع صادق الاخبار مین چہپا ہے بہت بڑا دیوان ہے یہہ دیوان سنہ ۱۲۶۱ ہجری مین مطابق سنہ ۱۸۴۵ع کے چہپ کر طیار ہوا ہے اور ایک دیوان اردو اونکی تصنیف سے بہت چہوٹا ہے وہ بہی مطبع سید الاخبار مین در صفحہ ۱۸۴۱ع کے چہپا تہا حال اوس دیوان کا یہہ سننے مین آیا ہی کہ مرزا نوشہ نے ایک دیوان بہت بڑا کئی ہزار شعر کا فراہم کیا تہا اوسکو منتخب کرکے چہوٹا سا دیوان دو تین جزکا بنایا وہ دیوان بندہ کے پاس بہی ہے جو ثقہ لوگون کے زبانی سنا تہا نقل کر دیا دروغ بر گردن راوی ہے لیکن اس مقولہ کا مؤید قول صاحب تذکرہ گلشن بیخار کا ہے جو وہ بہی یہی کہتے ہین کہ بہت اشعار حذف کرکے یہہ دیوان انتخاب کر لیا ہے قصیدہ اور غزل دونون

قسم دوم

۱۲۰۳ اس شاعر مذکور کے فارسی زبانین بہت ہین اردو مین صرف غزلین ہین اور قسم کی شاعر دیکہنی مین نہین آئے ان ایام مین یعنے درمیان سے ۱۸۵۷ع کے ایک حادثہ اون پر جانب سرکار سے شہر ابراحسن کے سبب اونکو بہت رنج لاحق حال ہوا عمر اونکے اس سال مین قریب ساٹہہ برس کے ہونگے یہہ اشعار اوسکے ہین سہ

دوست غمخواری مین میری سعی فرماوینگے کیا
زخم کی بہرتی تلک ناخن نہ بڑھ جاوینگے کیا

ہی اب اس معمورہ مین قحط غم الفت اسد
ہمنی یہہ مانا کہ دلی مین رہی کہاوینگے کیا

اعتبار عشق کے خانہ خرابی دیکہیا
غیر نے کی آہ لیکن وہ خفا مجھ پر ہوا

کانے سے ہے نشانی تیرے جہل کے دنیا
خالے مجھے دکہلا کی بوقت سفر انگشت

ہمنی مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن
خاک ہوجاوینگے ہم تمکو خبر ہونے تک

زہر ملتا ہے نہین مجکو ستمگر ورنہ
کیا قسم ہے تیری ملنے کی کہ کہا بہی سکون

مانع دشت نوردی کوئی تدبیر نہین
ایک چکر ہے میری پانو مین زنجیر نہین

غیر کو یارب وہ کیونکر منع گستاخی کرے
گر حیا بہی اوسکو آتی ہے تو شرما جاتی ہی

ہوکے عاشق وہ پریرخ اور نازک بن گیا
رنگ کہلتا جاتی ہی جتنا کہ اوڑتا جاتی ہے

قطع کیجے نہ تعلق ہمسے
کچہ نہین ہے تو عداوت ہی سہی

ہم ہی تسلیم کے خو ڈالینگے
بے نیازی تیری عادت ہی سہی

کہتا کسے پہ کیون میرے دل کا معاملہ
شعرونکے انتخاب نے رسوا کیا مجھے

کیون ڈرتے ہو عشاق کی بیحوصلگی سے
یہان تو کوئی سنتا نہین فریاد کسو کے

فارغ

تخلص میر احمد خان چہوٹا بیٹا اعظم الدولہ میر محمد خان سرور کا نیک خو ستودہ صفات آدمی ہے شیفتہ کہتا ہی کہ مین جبسے اوس سے ملاقات رکہتا ہون صاحب جمع جیدی یہہ شعر اوسکے ہین سہ

طبقہ چہارم

اپنی دیوانیکا تو شوق گرفتار تو دیکھہ — پاؤن مرگئے نہ نکلے حلقۂ زنجیر سے

خط دیکے نہ اوس سے جو میرے نامہ بر آئے — یہان شرم سے آتی نہیں اور نے گہر آئے

کیا چین سی جا قبر مین آرام کرو نگا — دم بہر ہے اگر موت سے وہ پیشتر آئے

فارغ

تخلص فارغ شاہ اصل اوسکے بریلے مین جوانی مین تارک دنیا ہوکر بے پروایانہ عمر اپنی بسر کرتا تہا شیفتہ کہتاہی کہ چند ثقہ لوگون کے زبانی مین نے سنا ہے کہ اوسکو باطن سے بہی نصیبہ اور حظ کامل ہے یہہ ایک شعر اوسکا ہی سہ

ممکن نہین جو حرف قضا جو جبین سے دور — جب نقش ہو چکا نہین ہو نا نگین سی دور

فدا

تخلص فدا شاہ سید محمد علے ساکن بہاری متعلقات مہارنپور کا ہی ابتدا مین سپاہی پیشہ تہا آخرش اسی نوکری مین اوسکو خیال دین کا آیا دنیا کو چہوڑکر فقیری اختیار کی اسلئے دہلی مین جب بطور سیر آگیا تہا تئیس برس ہوئے کہ شاہجہان اباد سی چلا گیا یہہ شعر اوسکی ہین سہ

اوس سے اور مجہسی وہ باہم رہا — ایک مدت تک یہی عالم رہا

جسنے کہا یا ہے تیر مژگان کا — اوسکے نزدیک پہانس ہی بہالا

فراغ

تخلص محمد فراغ شاہجہان آباد مین لڑکون کو پڑہا یا کرتا تہا یہہ شعر اوسکا ہی سہ

روتاہی فراغ آج تیرے کوچین پیارے — دل توڑ نے اسطرح نہ زنہار کسو کا

فرحت

تخلص امیر علے نام دہلی کے شاگرد حکیم میر عزت اللہ خان عشق کا ہے مدت ہوئے قریب بارہ برس کے گذری کہ لکہنو کو چلا گیا ہی یہہ شعر اوسکا ہے سہ

قسم دوم

۴۸۰ رات کو شمع صفت خوب رولایا اوسکو ۔ قصہ درد جدائی جو کہا یار سے مل

فصیح

۴۸۱ مرزا جعفر علی شعراء لکہنؤ سے ہیں ناسخ کے شاگرد و نہین ہیں یہہ دو شعر اوسکے ہین

یہہ تو قسمت مین کہان تہا کہ کرون کسب کمال ۔ بیگمانی مین ہے افسوس کہ کامل نہوا

مجہین ایک عیب بڑا ہی کہ وفادار نہین ۔ تم مین دو وصف ہین بدخو ہو ستمگر بہی ہو

فگار

تخلص میر حسین نواسہ میر فقیر الله فقیر کا ہے یہہ ایک سید ہی وطن اوسکا ہے شہر ہے شاہجہان آباد مین مرزا اسد الله خان غالب سے اصلاح لیتا ہے یہہ دو شعر اوسکے ہین

دیکھہ آئینہ کو اونسے اسطرح ٹکڑے کیا ۔ یعنے بہے کسو اسطے مجا نظر آیا

کرتا ہے غنچہ تیرے دہان کی برابری ۔ شاید یہہ اپنے بہول گیا ہی دہن کی بو

قاسم

تخلص سید قاسم علیخان کا فن موسیقی مین بہت مہارت رکہتا ہی پہلے تحصیل محالات سرکار انگریزی پر مامور تہا اب لکہنؤ مین رہتا ہے یہہ شعر اوسکے ہین

ایک بوسہ کی عوض دین اونسے لاکہون گالیان ۔ پیشتر لذت سے لے تقصیر سے تعذیر مین

زمین کو کر دیا رشک فلک رفتار جانانے ۔ فروغ پنجہ خورشید ہی ہر نقش مین پا کے یار

سیکڑون دریا بہری ہین چشم گریان مین پہر بہی ۔ پہر ہے یہہ کمبخت ہر دم تشنہ دیدار ہے

قمر

تخلص مرزا قمر طالع منجہلا بیٹا مرزا ایزد بخش بہادر عرف مرزا نیلے کا ہے حافظ عبد الرحمن خان احسان سے اصلاح اشعار کے لیے ہی صاحب دیوان ہی یہہ دو شعر اوسکے ہین

نہ آئے تاب تو پہر دیکہے بیتابی کی آنکہو ن سے ۔ قمر پہلو مین وہ رشک قمر ہوتا تو کیا ہوتا

بعد مدت خط لکہا ہے یار نے خط نے بہیجا ۔ زہے اقبال ای قمر شکوہ وہی ہے دفتر کہولدے

طبقہ چہارم

کامل

تخلص پندت تہاکرداس کشمیری کا ہی بالفعل عدالت مین وکالت کرتا ہی یہہ شعر اوسکا ہے

پلٹ جو دیکہا سر راہ اوسنے　　لگا تیر ایک باز گشتے جگر پہ

کرم

تخلص شیخ غلام ضامن کا ہی اصل اوسکے کوتانہ کے سنہ ۱۲۵۰ ہجری مین درمیان
شاہجہان آباد کے رہتا تہا اب کا حال معلوم نہین ہوا حیدرآباد سے ہی گیا تہا ریختہ اردو
اور فارسی کی غزلین دونو کہتا ہے شاگرد مومن خان کا ہی یہہ شعر اوسکے ہین

فرہاد و قیس عشق مین سرگرم لاف تہی　　خاموش ہوگئے جو مرا نام آگیا
زلف مژگان سے لپٹی ہے خدا خیر کری　　مشک آلودہ کہین خنجر مژگان ہوگا
کیا عجب برہم ہوئے زلف اوسکے جو پوچہا مجہسے　　ای کرم کسنے کیا حال پریشان تیرا

گوہر

تخلص مہدی علیخان ولد قطب الدین خان کا ہے مولد اوسکا لکہنو سنہ ۱۲۴۸ ہجری مین سیان
دہلی آیا تہا شیفتہ سے بہی اکثر مشاعرونمین اوسے ملاقات ہوتی تہی وہ شاگرد ناسخ
کا ہے یہہ شعر اوسکے ہین سہ

چشم مین عشق کے اعجاز سے آنسو ٹہرے　　ورنہ کشتی مین ہی دریا کا سمانا مشکل
تیرا تو آسرا تہا جدائی مین یار کے　　ای موت تو بہی مجہسے گریزان ہے ان دنون
خواب مین شب اوس پری نے شکل دکہلائی ہمین　　جاگ اٹہے بخت خوابیدہ جو نیند آئی ہمین

گویا

شیخ حیات اللہ فرخ آبادی ہے سرکار انگریزی مین کسی عہدہ جلیل پر ممتاز تہا
یہہ شعر اوسکا ہے سہ

جس کم سخن سے کبہو تقریر بول اٹہی　　ہر ہم مین وہ کمال کہ تصویر بول اٹہی

قسم دوم

گویا

تخلص حسام الدولہ نواب فقیر محمد خان بہادر کا وہ امرا ناے لکھنؤ [illegible]
رسالداری نواب اودہ کے سرکار مین رکہتا ہی سننے مین آیا ہے [illegible] اور شعرا [illegible]
اوسکو بہت محبت ہے خصوصاً ہر ایک شاعر کے قدر کرتا ہے اور ہمیشہ شیعون گھوڑون کا ہمراہ محرم شریف
مین ہنگامہ رہتا ہے سننے مین آیا ہی کہ یہہ شاعر بہت متعصب شیعہ ہے اکثر مباحثہ شیعون سی اوسکی ساتھ
ہوتا ہی شجاع اور دلاور ہی شیخ امام بخش ناسخ کے شاگرد ہوتے ہین اوسکا دیوان
چہپ گیا ہے شعر بہت اچہا کہتا ہی پرگو اور فصیح شاعر ہی شعرا اوسکا مذاق سی خالی نہین
یہہ چند شعر اوسکے لکہتا ہون ؎

اوسنے صندل لگایا ماتھے پر	درد دونا ہوا میرے سر کا
نہ آنکا تیرا شکوہ عبث سے ہے	کبہی مین آپ مین آیا تو ہوتا
درد پہلو مین رہا کبہی جب سے تو نہین	ہجر مین ہے ایکدم خالی میرا پہلو نہین
نہ میرے زخم پہ رکہو مرہم	میرے قاتل کے یہہ نشانی ہے
ٹہکرا کے چلے جبین کو میرے	قسمت کے لکہی لی یا در سے کے
مین گو ناخوش ہون اپنے زندگی سے	رہی خوشش یا اسلیے وہ جہان ہے
زاہد وہ جرم کیا کرتا ہون مین پہر ثواب	دل ہے کعبہ اسے کرتا ہی سیہ پوش مجھے

مائل

تخلص میر محمد ایک سید کا ہے جو شاہجہان آباد مین رہتا تہا شاگرد مولوے قدرت اللہ
اکرآبادی کا تہا اور استاد نصیر دہلوی کا یہہ شعر اوسکا ہی ؎

کیا کیا کہون نہین تجہے دل زار کی ہوس	مشہور ہے جہان مین بیار کی ہوس

مائل

تخلص محمد یار بیگ لکہنوے کا جو قلندر بخش جرات کے شاگرد وہین ہے یہہ شعر اوسکا ہے

طبقۂ چہارم

پیتا ہوں جام مے کے عوض کاسۂ بنگ کا
مائل ہوا ہوں جیسے میں ایک سبز رنگ کا ۳۸۲

مجرم

تخلص رحمت اللہ کا اکبرآبادی ہے مدت تک اکبرآباد میں کسب معیشت کرتا رہا پردہ
چہوڑکر لباس فقیرانہ اختیار کرکے صحبت میر محمد زبیدار کے میں رہنے لگا جب دہلے میں آیا
تہا شیفتہ سے ملاکرتا تہا یہہ شعر اوسکے ہیں سہ

دل افگار دیا دیدۂ خونبار دیا
چرخ ناساز نے کیا کیا مجہے آزار دیا

کی میں نے شکایت، تو وہ بولا یہہ خفا ہو
گرہم ہیں جفا جو تو کسے اور کو چاہو

کل غیر کے گہر بنی۔ کے کیا جہوٹ ہے پیارے
کہا جانے حاضر ہوں مجہے گہورتے کیا ہو

مجبور

تخلص ہے رسا ہے جو شاہ نصیر کے شاگردوں میں سے ہے یہہ شعر اوسکا ہے سہ

شب خوشی سے پاؤں پہیلا گہر میں تم سو گئے
ہم پس دیوار بیٹھے صبح تک رویا کئے

محزون

تخلص میرزا ناصر جان خلف سید محمد نصیر رنج جو کہ سجادہ نشین خواجہ میر درد کے ہتے
اکثر کتب تصوف پر نگاہ تہی خصوصاً ریاضی تدبیر پر بہت کوشش کیا کرتے تہے اور
خوب یاد رکہتے تہی راگ کی سننی کا اونکو بہت شوق تہا علم موسیقے میں بہت ماہر
تہی ایک رسالہ جو بیس جز کا تال اور سُر کے بیان میں اونہونے تصنیف کیا ہے شعر ریختہ
بہت اچہا کہتے تہی ۱۲۴۳ھ میں وفات پائی یہہ شعر اونکے ہیں سہ

جہوٹ ہے اور سے کب بیٹہے لڑائیں آنکہیں
تجہے بیفائدہ رو رو کے سجائیں آنکہیں

شاید اس وقت گیا آپ کا دہیان کہیں
بات کر نہیں جو تم ربط سخن بہول گئے

[illegible]
حیف محزون مجہے یاران وطن بہول گئے

محبت

قسم دوم

۳۸۴ تخلص مرزا حسین علی نام پیدایش اوسکے شاہجہان آباد کی لکہنؤ مین نشو و نما پایا قلندر بخش جرأت سے اصلاح لیتا تہا شعر وہ ایسا کہتا ہے جسطرح باتین کیا کرتے ہین ؎

احوال میرا دہیان سے سنتا تہا لیکن ‌ ‌ ‌ کچہہ بات جو سمجہا تو کہا مین نہین سنتا

اوس بت نے جو پوچہا پہ کیا لطف تو بارہ ‌ ‌ ‌ مجہے لکہو ہر خدا مین نہین سنتا

آہ نہ فصل گل نہ نسیم سحر سنا ‌ ‌ ‌ مرجاؤنگا قفس مین نہ ایسی خبر سنا

محمود

تخلص محمود خان برادرزادہ اعظم الدولہ میر محمد خان سرور کا ہے وہ جوان خوش فکر اور شیرین گفتار ہے اور علم و ادب سے آراستہ یہہ چند شعر اوسکے نتایج افکار کے تحریر مین

اپنی برگشتہ بخت کا دیوانہ ہون ‌ ‌ ‌ کی شفاعت جو کسے نے تو وہ اونکو سمجہا

واہ ری شوق او دیہہ جب کہ تیرے کہا دیا ‌ ‌ ‌ مونہہ سے نا خواستہ نکلا وہین پیغام اپنا

مجکو خبر مرگ عدو سے بہی ہوا رنج ‌ ‌ ‌ وہ شوخ جو انگشت بدندان نظر آیا

دشمن کو میرے گور پہ لانا نہین اچہا ‌ ‌ ‌ مردے کو ستانے کے جلانا نہین اچہا

میرے لئے بہی ہے تیری ندامت ہی ایک ستم ‌ ‌ ‌ ہرگز تو اپنے جور و جفا پر نظر نہ کر

وہ یہہ سمجہا کہ ہوا ظلم اوٹہانا مشکل ‌ ‌ ‌ ہمکو جینے سے ہوا اب زہر ہی کہانا مشکل

سرور

تخلص شیخ میر بخش کا ہے جو رہنے والا قصبہ کاکوری کا ہے جو پانچ فرسنگ لکہنؤ سے واقع ہے اصلاح شعر کی مصحفی سے لیتا تہا جن ایام مین مرزا سلیمان شکوہ بہادر دہلی مین آئے اونکے ہمراہ رکاب اوسکی آنیکا بہی اتفاق ہوا تہا یہہ شعر اوسکے ہین ؎

کہتی ہے یہہ ہر وقت مجہے آبلہ پائی ‌ ‌ ‌ آگے کو قدم دشت مغیلان سے نہ اوٹہائے

کرتی ہین وہ مژگان سے اشارے کئی دن سے ‌ ‌ ‌ ہین پیچہے پڑی دیکہے ہمارے کئے دن سے

گر ہمسر لیلی محمل سوار جائے ‌ ‌ ‌ مجنون ہے ساتہہ جون شتر بے مہار جائے

طبقہ چہارم

مسرور

۲۸۵

تخلص مرزا سنگے بیگ شاہجہان آبادی کا ہی یہہ شخص میر عزت اللہ عشق کا شاگرد ہی یہہ شعر اوسکا ہے

سدا اوس چشم میگون سی یہہ دل ستا رکہتی ہین — صراحے کی ہوس نہ خواہش پیمانہ رکہتی ہین

مسکین

تخلص سید عبد الواحد خان کا ہی جو ظریف اور حریف تہا جب درمیان شاہجہان آباد کی آیا تہا مومن خان سے اصلاح لیتا تہا اور شیفتہ سے بہی دوستی پیدا کی تہے اب اندور مین رہتا ہی یہہ شعر اوسکا ہے

کیون نہ اوٹہا بیٹہا شکل ہوا اوس محور کا — جسکو از خود رفتگی ہر ایک سفر ہے دور کا

مسرت

تخلص شیخ وزیر علی کا ہی استفادہ شعر کا اوسنے حکیم عزت اللہ خان عشق سے کیا ہی دلی کا رہنے والا ہے چند سال سے شاید قریب بارہ برس کے ہوئے ہونگے کہ حیدرآباد مین جاکر چندو لال کے شعرا مین منسلک ہوئے یہہ شعر اوسکا ہی

اگرچہ روتے روتے کہوئین آنکہین — نہ کہا دیدہ خونبار پر ہا تہہ

مشیر

تخلص قطب الدین شاہجہان آبادی کا ہی کہتے ہین کہ نصیر کے شاگردون مین سے ہے یہہ شعر اوسکا ہے

یہہ غل ہی کہ وحشت نے تیری پانون نکالی — پہر دست جنون سلسلہ جنبان ہوا ہو

مضطر

تخلص کنور سین ساکن لکہنو کا ہی درمیان سنہ ۴۳ ہجری کے علاقہ تحصیلداری ڈبائی پر کہ متعلقات بلند شہر سے ہی بسر اوقات کرتا تہا۔ ایک قصیدہ اوسنے واقعہ کربلا مین بہت اچہا لکہا ہے اپنی تئین مصحفی کا شاگرد کہتا ہی یہہ شعر دو لکہے ہین

خلل انداز وفا کونسا غماز ہوا — کہ جواب خط مضطر قلم انداز ہوا

قسم دوم

سوز جگر کو دیدۂ پرنم کو دیکھئے　　ان آفتونکو دیکھئے اور ہم کو دیکھئے
ابھی سے بیقراری ہے تو ہئے　　دل مضطر مقرر رات کاٹے

مضطر

تخلص مرزا سنگین کا ہے یہہ شخص ذہین اور خوش ارتباط ہے شیفتہ سے بہی ملاقات
اوسکی ہے یہہ دو شعر اوسکی ہین

کیا لیا دست جنون پہہ پہیر جانے نے　　مین تو خوش تہا کہ کفن مین بہی گریبان ہوگا
تہا خود وہ ترپہنے سے خجالت ہو　　مضطر کے بہے خون کا دہوے ہکہ ہین

مضطرب

تخلص محمد حاجی فرزند قاضی رحمت الدخان ممنون کے شاگرد و نہین ہے ہم بعد مرنے اوسکے
باپ کی خدمت قضا کے اوسکے متعلق ہوئی یہہ شعر اوسکا ہے

ملتی کسی طرحسے نہین یہہ شب فراق　　شاید کہ گردش آج تجہے آسمان نہین

معروف

تخلص ہے الہی بخش خان معروف چہوٹا بہائی فخر الدولہ نواب احمد بخش خان بہادر کا بسبب
فیض صحبت درویشون کی دنیا کا لباس ترک کرکے دیدار آرائی اختیار کی تہے اوسکے شعر
اکثر اچہے ہین واقع مین ذہین اور صاف عقل اور تیز ہوش معلوم ہوتا ہے صاحب دیوان
ہے بیٹے ہیں اوسکا دیوان دیکہا ہے بڑا دیوان ہے وہ سنہ ۱۲۴۲ ہجری مین فوت ہوا حقیقت
مین اوسکے دو دیوان ہین گلدستہ نازنینان مین اوسکی بہت اچہے شعر لکہہ چکا ہون آجائے
برائے نمونہ یہہ چند شعر لکہتا ہون

کی وصیت یہہ کہ گزرا بہر آہ کرتا　　ساری گہر کو تیرے بیمار نے سونی ہدیا
آہ وہ کون تہا خدا مارا　　جسنے اوسے مجہے نکالا مارا
تہا نشہ تہا وہ یہہ احوال ہر ایک کا بیٹہ پر　　چونکہ پڑا تہا کہ آئے تو مقرر آیا

طبقہ چہارم

کہتا ہے جب وہ ہنسکے ہی گو یہ اختیار سے | آتا ہی اور مجکو بے اختیار رونا
بچی کیا طایر دل ایسے صیاد ستمگر سے | جو اوسکی دام کے خار پہ بچھا دام ہو سر کو ہی
اوسکی جانے کے اگر کچھ بھی خبر رکھتے ہم | ایسے دیوانے نہ پھر گھر مین جو در رکھتے ہم
کہا جو مینے کہ اس ناتوان کا سنئے حال | کہا جو حال سنا ہے وہ ناتوان ہی نہین
سو گئے جو اوسکے ہم دیوار سایہ تلے | ہمکو اس تقصیر وسنے جہا یا دہوپ مین
وضو کو ہاتھ سے کے پانی مجل نکر مصروف | یہہ منفعلے ہر تیمم کو گھر مین خاک نہین
ڈبو دیا ہے اسی چشم تر کو کیا کہون | جلا دیا مجہی سوز جگر کو کیا کہون
آپ جسوقت رقیبونکے قسم کہاتے ہین | ہم رقیبونکے نصیبون کی قسم کہاتے ہین
مے کے پینے سے تو ہر چند بنا ہے توبہ | پر خدا سے یہہ خجل ہون کہ کیا ہی توبہ
رو سنتے کو تو چلے روکے ہم وہانسی ہوے | پڑ کے تکتے تھے کہ اب کوئی منا کر لیجانے
اس ترانے مین پہ کم ہو رنگی ابری ہے | سبزہ رنگوں نے جہا کر لی ہی گیری تھے

یہہ شاعر نامی شعراء ہندوستان سے طبقہ چہارم کا ہی وسکا دیوان قابل دیکھنے کے ہے

مغموم

تخلص میر شیت علی کا ہی جو کہ حکیم فوت الله خان عشق کا شاگرد ہی سہ

خیال چشم میگون مین قدم مستانہ رکھتے ہین | دوانے مین ہمارا نام جو دیوانہ رکھتے ہین

ممنون

تخلص میر امانت علی کا ہی جو ارباب عظیم آباد سے ہی واسطے تحصیل علوم کے دہلی مین آیا تھا محفل مشاعرہ مین بہی آیا کرتا تھا استاد شعر کا میر فرزند علی موزون سے کیا ہی یہہ شعر اوسکا ہے سہ

ای وای کہ تیری سے اس خاکنشین کو | جون باؤ سے پہرتی ہی گہر گہر تپش دل

ممنون

سیم دوم

۴۸۸ تخلص سید نظام الدین کا ہے جو بڑا بیٹا قمر الدین منت کا تہا اصل اوسکی قصبہ سونے پت کی ہے مگر مولد اور منشا اوسکا شاہجہان آباد ہے کسب فنون شعر کا خدمت والد بزرگوار اپنے سے کیا مدت تک لکہنو مین رہا اور بہت عرصہ تک زمرہ شعراء حضور والا مین سرفراز رہا بادشاہ سے فخر الشعرا لقب پایا بہر مدت تک کہتان اجمیر مین سکونت پذیر رہا بہر شاہجہان آباد مین آیا بڑی شعرا رشا ہیر سے ہی اکثر شاگرد اوسکی ہندوستان مین ہین ایک دیوان بہت بڑا اوسکی تصنیف سی ہے مینی دیکہا ہے اکثر اشعار اوسکے مینے بہی گلدستہ نازنینان مین لکہے ہین قریب دو برس کی گذری کہ اس جہان سے رحلت کی بہت شیرین کلام اور خوش گفتار شاعر تہا تمام اقسام سخن پر قادر تہا ہر ایک قسم کے شعر وہ کہتا تہا اوس کے دیوان کی دیکہنی سے اوسکی استعداد کا حال دریافت ہوتا ہے یہہ شعر اوسکے ہین

قربان ناز قتل مرے دیکہہ کر کہا
گردن پہ کسکے خون ہی اس بیگناہ کا

لی لیا اوسے تو اوسنے دین نہ کیا گلا میاں
یہان گنہ سے ہر زیادہ ہی سزا تقصیر کا

کسقدر شرح گرانبار غم لکہے تہے
کہ میرے نامہ نے بازوی کبوتر توڑا

کچہہ جاننے سے ہی در دیوار ہر نگہ
یہان قریب خانہ کوئے ماہرو ہوا

یہہ جانتا تہا کہ اوس محفلین دل رہ جائیگا
ہم یہہ سمجہے تہے چلی آئیگی دم بہر دیکہکر

منیر

وجیہہ الدین شاہ نصیر الدین نصیر کا بیٹا طبیعت اچہی رکہتا تہا مگر بیعلم تہا حالت جوانی مین فوت ہوا اوسکی وفات کو قریب اٹہارہ برس کے گذری ہین یہہ شعر اوسکی ہین

فرہادسی کہتی تہی تیشہ کی زبان ہر دم
منعم نہونا دان سنگ آمد و سخت آمد

اس باغ جہا نین کبہی پہولے نہ پہلے ہم
جون نخل خار آہ ہی آتش مین جلے ہم

بیان جو رخوبان کل تیرا بیمار غم سنکر
یہہ کہکر مرگیا ایک آہ بہر ایسے ہوتی ہے

نو لکہے دبارین بیٹہی دل اسی دل افگار کے
رہ گئی سنکے کہڑی ہو گئی نوار وسکے

غضب چہرہ پایا ستم آن پائے   تجھے پائے تصویر کیا جان پائے   ۴۸۹

منیر

تخلص خواجہ افتاخان شاگرد سعادت یار خان رنگین کا ہے یہہ شعر اوسکا ہی سہ

جی چاہتا ہے زلف کا تیری بیاں کرین   شانے کے دانت توڑ کی اپنی زباں کرین

منشی

تخلص میر محمد حسین خلف سید ابو الحسن معروف میر کلاں کا جو کہ ایک خوشنویس شاہجہان آباد کا مشہور ہے اصل اوسکے ایران کے بزرگ اوسکی شاہجہان آباد مین آبسی تہے اخر کو لکہنو مین جاکر رہا مرزا سلیمان شکوہ بہادر کے خدمت مین انشا پردازی پر ہوا بسبب تقاضای صحبت اور محبت شعرا کے شعر کہنے لگا تہا یہہ شعر اوسکی ہین سہ

نمود ہوا وس پری کی حسن کا عالم کہ آفت ہی   بلا شوخی غضب رفتار قامت ایک قیامت ہے

جو پوچہا او سے لوگون نے کہ منشی کون ہے بولے   مجہہ کچہہ یون ہے اوسی سے دور کے صاحب سلامت ہے

منشی

تخلص موتیچند کا ہے جو نصیر کے شاگرد ونمین ہے وہ کایتہہ تہا اوسنے شاہ نامہ اردو زبان مین نظم لکہا ہی دتے کا رہنیوالا ہے یہہ دو شعر اوسکے ہین سہ

چشم ہے تو بلا زلف قیامت ہے ترے   اسلئی لوگ تمہین آفت جان کہتے ہین

خواہش نہین کہ ہاتہہ تیرے سیم وزر لگے   یہہ آرزو ہے سینہ سے وہ سیمبر لگے

منتظر

تخلص نور الاسلام کا ہے جو موافق اپنے بزرگون کے نیک بخت ہی صرف ونحو جانتا تہا مصحفی کے شاگرد ونمین سے ہے یہہ شعر اوسکی ہین سہ

ہر دم خیال یار جو پیش نظر رہا   ہجران مین بہے وصال ہمین پیشتر رہا

کل شب وصل جو تہی کیسی گئی تہی ہو دم   بولتا آج نہین مرغ سحر آخر شب

قسم دوم

ظالم کہین تو بہ دل گداز دیکھہ   ۴۳۹ چاہت میرسے دگے آزما دیکھہ

منعم

تخلص موہن لعل شاگرد شاہ نصیر کا ہی یہہ دو شعر اوسکے ہین

کہین آیا ہے دلا آج قد یار نظر   کچہہ قیامت کیسے آلی ہین جو آثار نظر

وہان اشارۂ ابرو سطلع بنا ہی   ہے یہہ اوسکا مصرع سقیلی فنا نے یہان

منصف

تخلص منصف علیخان کا ہے جو قوم سے افغان تہا اور شاگرد نظام الدین ممنون کا وطن اوسکے اپنا بیج علیم آباد چہوڑکر دہلے مین اگر رہا قریب چودہ برس کی ہو عمر کو وفات پائی بسبب تنگ معاشے کی لڑکون کو تعلیم دیکر اپنی اوقات بسر کرتا تہا کتب مشہورہ فارسی کی اچہی طرح سے پڑہاتا تہا اور اوسکو بہت تحصیل اور تدقیق سے کتب فارسی یاد تہین گیا ۱۲۵۰ہ مین فوت ہوا یہہ دو شعر اوسکے ہین

گر عشق تیرا یہہ ہے تو یہہ دست جنون سے   داماں رہیگا نہ گریبان رہیگا

خیال بہانے تیرا کیونکر یہہ سب سے   جدا ہوا ہے کہین نقش بے تمیز سے

موزون

تخلص چہتر سنگہ کا تہہ باشندہ دہلے کا ہی وہ اپنے تئین کہتا تہا کہ مین مادہو رام مصنف انشا مادہورام کا پوتا ہون شاید ہو یہہ شعر اوسکا ہے

بیت ابرو کو تیری دیکہہ کے اپنا حسن   جو تیرے کوچہ سے نکلا سو غزل خوان نکلا

مونج

تخلص خدا بخش گوئیے کا ہی جو کہ بہت اچہا گانے والا مصنف تہا سے اور پٹہہ کا گوز آ ہے وہ رہنے والا اکبر آباد کا تہا گانے بجانے مین کمال رکہتا تہا اکثر دہلے مین رہتا تہا پہر لکہنو مین چلا گیا تہا وہان جاکر فوت ہوا طبیعت اچہی موزون رکہتا تہا قریب پندرہ یا

طبقہ چہارم

سو برس کی ہوسنے کر مر گیا تھا یہ شعر اوسکا ہے ؎

دکھوں گزرا دی پاسرا آئینہ ہستی — ای لا مریجان کو سنے نو تو تماشا نکلا

مونس

تخلص حکیم سعادت علی نام سید کا ہے جو ارباب بنارس سے مرد نجیب و لطیف و شگفتہ اور ظریف ہے شنیدہ سی دو سے رکھتا ہے یہ شعر اوسکا ہے ؎

زبان جوش گریہ ہی پیا ہے غنائے مونس — خلل انداز ہے اب نالہ شبگیر میں آنسو

نالان

تخلص محمد حسین کا ہے جو کہ مغلان دہلی میں سے ایک مفلس ہے مصحفی نے اول شاگرد اپنا اوسکو لکھا ہے نوے برس کا ہو کر ۱۲۲۳ ہجری میں فوت ہوا ؎

سحر کی ہونے کا ازبس خیال رہتا ہے — شب وصال بہی دلکو ملال رہتا ہے

وہ بدگمان ہوں کہ اوس بت کی سایہ سے مجھے — رقیب ہی کا سدا احتمال رہتا ہے

نادم

ایک شخص باشندہ دہلی کا ہے جو میر حسین تسکین سے اصلاح لیتا ہے یہ شعر اوسکے ہیں

آتے ہی تیرے شام ہوئی جلد کسطرح — کیا آفتاب داغ دل بیقرار تہا

آج پہر دیکھیں کہ ہوتے ہی شام کسطور سے — شام ہی سے جوش پر کچھ نالہ شبگیر تہا

ناصر

تخلص نواب ناصر جنگ فرزند نواب مظفر جنگ بنگش کا ہے ۱۲۳۰ ہجری میں فوت ہوا یہ شعر اوسکا ہے ؎

آنکھ تو ستے ہی بر سر چشم کمند زلف — پہر پہنستے ہی کا ہیکو کاکل پیچ کے طرح

نادر

تخلص گنگا سنگہ لکہنوے کا ہے جو شاگرد میر حسن صاحب پدر میر کا ہے [illegible]

قسم دوم

۲۹۴ قاصد تو اس بہانے اوس پاس جائیو ... یہہ کسکا خط ہی مجکو ذرا پڑہ سنائیو

نادر

تخلص میر محمد عارف کشمیری کا ہی جو دہلے مین رہتا تہا یہہ شعر اوسکا ہے

ہو طرح سے بات اگرکہی تو کہلتا ہی نہین ... مجہین اور اوس مین نجانون پڑگئی کیا گرہ

نازک

تخلص ایک رنڈی پری تمثال خوبصورت خانگی کا ہی جو کہ بڑے تیز اور چالاک

اپنی ہنر مین تہی نام اوسکا زینت تہا اب شاید موجود ہو یہہ دو شعر اوسکی ہین

یاد آتی ہین اون آنکہون اندوہ نشی کے ... ساقی نے گلرنگ سے جب جام بہرے ہے

ہی نالۂ و زاری کا میری شور فلک تک ... پروہ بت مغرور کوئی کان دہرے ہی

نامی

تخلص مبارز الدولہ نواب حسام الدین حیدر خان بہادر سلسلہ اوس کے نسب کا

والے لکہنو سے ملتا ہی بڑا امیر عظیم الشان دہلی مین گذرا ہے اوسنی شعر کے اصلاح

میر مستحسن خلیق چہوٹی بیٹی میر حسن صاحب بدر منیر سے لی تہی اچہا شعر کہتا تہا در میان

سنہ ۱۲۳۸ھ کے فوت ہوا یہہ شعر اوسکے ہین

تابش خور سے نہ کسطرح وہ کملا جائی ... عارض یار ہے ہم رنگ گل تازہ صبح

قتل کے دم ہی کچہہ نامی نے قاتل سی کہا ... کیا بیان تمسے کرون اوس کم سخن کی سرگذشت

نزاکت

تخلص ایک رنڈی پریزاد رمجو نام کا ہے اصل اوسکی بلدہ نارنول سے وہ بچپن

جلوہ فرمائے شاہجہان آباد اور رونق بخش اس بلدہ فرخندہ بنیاد کے ہے

اپنی وقتین یہہ رنڈی بہت خوبصورت اور حسین اور نمکین ہی تہی شاہجہان آباد مین

اوسکے حسن کا چرچا تہا سننے مین آیا ہے کہ نواب مصطفےٰ خان شیفتہ کی آشنا تہی اب بڑہیا

طبقہ چہارم

ہو گئے ہی قابل دیکھنے کی نہین ہے یہ شعر اوسکی ہین منا

بسکہ رہتا ہی یار آنکھون نہین | ہی نظر بیقرار آنکھون نہین

کبھی جو رقیبون نے ترا آئے تو کبھی وہ | ہی ندہ ہے وفا سوار جو اسیر تسی نہائے

ہون نزاکت وسے کوئی کیا ذکر | دم رخصت تیری سنبہال سکے

کیون نہین قربان ہون جب وکہی ناز | ہکو جفا کا ہی شوق اہل وفا کون ہے

نزاکت ہون ہزاتوان محبت | لطیفہ میرے نام کا جاتا ہے

نسیم

تخلص ہزار راجہ کدار ناتہہ بہادر نبیرہ راجہ راماناتہہ کا ایک شخص اچہا دہلے اور عہدہ تہا نظارت کا عہدہ بادشاہ کے سرکار کا اوسے متعلق تہا درمیان ۱۲۶۳ ہجری کے فوت ہوا یہہ شعر اوسکا ہے

قتل ہاتہہ سے تیرے عاشق رنجور ہوا | دن دوسرے روز کا تہا خوب ہوا دور ہوا

نشاط

تخلص مولوی الہی بخش کا جو اہل علم و دانش سے تہا اور بڑا عالم گذرا ہے اوسکے تصنیف سے بہت رسالے اردو دینیہ ہین اور ایک مثنوی مولانا روم کا ترجمہ اردو نظم مین اوسنے بہت اچہا کیا ہے وہ ترجمہ میری پاس ہے اور حق یہہ ہی کہ بڑی محنت کی ہے اور بہت اچہا ترجمہ ہے ایسے ترجمہ کم ہوسکتے ہین مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کے شاگرد و دین تہا کاندہلہ رہتا تہا فقہ کا علم اوسکو بیشک خوب تہا کئے سال گذری کہ فوت ہوا یہہ شعر اوسکا ہے

تیغ ابرو کا اگر کچہہ بہی اشارا ہوجائے | آپ کا نام ہو اور کام ہمارا ہوجائے

نظیر

شیخ ولی محمد نظیر اکبرآبادی روضہ تاج گنج مین اوس شہر کے اوسکا گہر تہا وہ حلیم اور خلیق اور متواضع اور خوب آدمی تہا لڑکون کو پڑہاتا تہا قریب بارہ یا گیارہ بجے

ہوئے کہ نوبت ہوا لڑکون پر بہت عاشق ہوتا تہا اور رات دن اوسیکے خیال مین رہتا تہا
شہر ہے اصلی اوسنے کہنے شروع کئے ہتے اوسکے شہر بازار کے لوگون کو بہت یاد ہین
وہ صاحب دیوان ہے اور اشعار ہر ایک قسم کے اوسنے تصنیف کئے ہین ایسے آدمی
کم ہوتے ہین جیسا کہ نظیر مر گیا تہا ایک جوگی نامہ اوسکا بہت مشہور ہے اور ایک بنجارہ اور
ایک تنور ان اشعار و نہین حق شاعری سے بہرا ہے یہہ شعر اوسیکے ہین سہ

سینہ کوسی ہمین خوناب دل پلاتا تہا — فلک ہمین یہ تجہے کیا یہہ زہر کہاتا تہا
ہمین چاہا تہا کہ حاکم سی کرینگے فریاد — وہ ہے کمبخت تیرا چاہنے والا نکلا
چشمہ بقا سے ہرگز نہ آب لاؤ — حضرت خضر کہین سے جا کر شراب لاؤ
عشق پہر رنگ وہ لایا ہے کہ جی جانے ہے — دل کا یہہ رنگ بنایا ہے کہ سب جانے ہے

نظیر

تخلص گنپت رای ہندو کا ہے جو کہ شاگرد شاہ نصیر کا ہے یہہ شعر اوسکا ہے سہ

کیا زرد ہو ہین عشق کے آزار سی آنکہین — ہم چشم ہین اب نرگس آزار سے آنکہین

والہ

تخلص رحمت خان کشمیری کا ہے پیدایش اوسکی کشمیر مین ہوئی وہ ان بلاد مین
رہتا ہے دار وغگی اخبار انگریزی لکہنؤ پر مامور ہے یہہ شعر اوسکے ہین سہ

گئی جو ہند و مین آئی تو ایک بار سجہے — تو خلق مین ہے خدا اسنے کا اعتبار مجہے
ہی عیان جلوہ تیرا انسان کی تصویر سے — صورت معنی ہو ظاہر لفظ کے تحریر سے

وجیہ

تخلص نواب وجیہ الدین خان بہادر چہوٹا بہائی حسام الدولہ نواب حسام الدین خان
بہادر کا وہ سب کار پرداز ان شاہی کا سردار تہا فاخر مکین سے اصلاح اوسنے لی
ہر فارسی شعر اچہے کہتا تہا یہہ شعر اوسکا ہے سہ

طبقہ چہارم

تسکین درد دل کو نہ آج ہو نہ کل ہو — بن یار نکلے ہیں وہ ہر طرح توکل ہو

نیاز

تخلص ہو کے نیاز احمد صوفی کا ہی بریلی میں رہتا ہے

وہ جو نقش پا کے طرح سے رہ گزر اپنی پڑے ہیں — سو کشش نے دامن ناز کے انکو بھی زمین سے اٹھا لیا

بے چین خواب عدم میں تھا نہ تھا زلف یار کا کچھ خیال — یہہ جگا کے شور ظہور نے مجھے کس بلا میں پھنسا دیا

صبر و قرار و شکیب طاقت و تاب و توان — اور تو سب چل بسے رہ گئے ایک جان تو

ہجر کے جو مصیبتیں عرض کیں اوسکے روبرو — ناز و ادا سے اسکا کہنا کہ جو ہو سو ہو

یاد

تخلص میر غلام حسین کا ہے جو کہ اقارب مولانا شاہ عبد العزیز سے ایک شخص ہے کسب باطن کا اوسنے مولانا فخر الدین سے کیا اور شعر کے اصلاح ثناء اللہ خان فراق سے لی ہے یہہ شعر اوسکا ہے

ہی کون جو ابرو خمدار کے آگے — رستم ہے نہ ٹہری تیرے تلوار کے آگے

یاس

تخلص خیر الدین ساکن دہلی کا ہے طبیعت شگفتہ رکھتا ہے شاگرد مومن خان صاحب کا ہے یہہ شعر اوسکا ہے

ہوں وہ ثابت رہ الفت میں کہ جوں نقش قدم — جب تلک مٹ نہیں لیتا نہیں اصلا ہلتا

اسطرف کو دیکھتا ہی سب ہے نوشہ آیا ہوا — اتلک ہی آنکھ میں شب کا سمایا چھایا ہوا

ربط غیروں سے بڑہا مجھسے وفا چاہتے ہو — دل میں سمجھو کہ یہہ کیا کرتے ہو کیا چاہتے ہو

یوسف

تخلص میر یوسف علی شاگرد حکیم عزت اللہ خان عشق سے ہے یہہ شعر اوسکا ہے

نہیں ہے غیر کی قصہ سے کچھ ہمکو خبر یوسف — زبان پر رات دن اوس یار کا افسانہ رکھتے ہیں

تائب

تخلص ایک عزیز نیک فرجام عبداللہ نام مرد نیک ذات حمیدہ صفات حافظ قیصر ان
شاگرد حافظ عبدالرحمن احسان کا ہی یہہ شعر اوسکا ہے

تشنۂ دیدار ہے آ دیکہہ لے وہ لب زبان ۔۔۔ ہی زبان اپنے نکالی بام ہی میزاب نے

اثر

تخلص حسین علیخان نام خلف الصدق مرزا حیدر بیگ خان تورانی کا شیخ امام بخش ناسخ
لکہنوی کے شاگرد ہے وہ بہانجا نواب آصف الدولہ کا تہا مولد اور وطن اوسکا لکہنو
بانویں برس کی عمر پائی اونکی وفات کو ایک سال گذرا ہر ایک غزل اوسکے جو بہت مشہور ہے
بکے جاتی ہے وہ بڑی رتبہ کا عروض سے میں آیا ہے درمیان ۱۸۳۵ع کی فوت
ہوا یہہ شعر اوسکی ہیں یہہ

رات بہر مجکو خیال عارض جانانہ تہا ۔۔۔ آفتاب روز محشر یہان چراغ خانہ تہا
بر سون بعد از مرگ بہی سوز غم جانانہ تہا ۔۔۔ شمع تہا ہر استخوان میرا جہا پروانہ تہا
در سر وحشت تہا بیابان چشم آہو سے مجہے ۔۔۔ گوشۂ صحرا میرا طفلی مین مکتب خانہ تہا
اوس چمن سے ہمکو صیاد قضا لایا یہان ۔۔۔ جس جگہہ یہہ چرخ اخضر سبزۂ بیگانہ تہا
کل او لجہتا تہا میری زلف سے جو وہ بار بار ۔۔۔ استخوان عاشق شیدا کا شاید شانہ تہا
او سمین کہلا تہا کسیکے زلف مین الجہا دل ۔۔۔ شانہ مین سے ایکدن ہمنی دکہایا شانہ تہا
بسکہ ورد آنسون پہ نام اوس سرتاپا کا ہی ۔۔۔ بن گیا آخر میری تسبیح کا جو دانہ تہا
سننے خل شب تا در زندان وہ آکر پہر گیا ۔۔۔ شیون زنجیر خواب بخت کو افسانہ تہا
تہا اثر مرگ شب فرقت میں یہہ سامان عیش ۔۔۔ سینہ کو سب خلق کے شادی کا نوبت خانہ تہا

احمد

تخلص ایک نوجوان سعادت انتیام میر احمد علی نام کا شوق حفظ قرآن کا بہت رکہتا تہا

طبقہ چہارم

اولاد بیضہ ہے سلیمان شاہ حسین و حفظ سے ہی اصلاح سخن کی حکیم میر عزت الدعشق سے لیتا تھا اور بسبب توغل حفظ کرنیکہ قرآن شریف کے کم کم شعر کہتا تھا درمیان سنہ ۱۲۴۸ ہجری کے تخمیناً اوسکی عمر پچیس ۲۵ برس کے ہونگے یہہ شعر اوسکی ہین ؎

آکے ناحق ہمین ستایا کیون | پہر سنے مسر سے دل جلایا کیون
ایسی تقصیر کیا ہوئے ہمسے | وہ خفا ہمسے ہی خدایا کیون
کیا غضب ہے کہ تونے احمد کو | اسقدر دلسے ہی بہلایا کیون
آہ کچہہ پہلے ہی دن اونے دکہاکر آنکہین | دل مرا چہین لیا کچہہ نہ بن آئی مجکو

سوزان

تخلص مرزا احمد علے خان خلف الرشید مرزا علے خان مخاطب بشوکت جنگ کا یہہ شخص خوش تقریر اور فصیح اور امیرزادہ صاحب امتیاز یارباش خوش اختلاط نیک معاشر رنگین گفتار مالک اشعار آبدار ہی شعر اوسکا کیفیت سی خالی نہین یہہ شعر اوسکا ہے ؎

فرقت مین اوسکی سوزان ناحق تو جان دی ہے | اوس بیوفا کو غم ہی مرنیے سی کیا کسو کے

سہراب

تخلص سہراب بیگ کا ہے جو سکنا ہی شاہجہان آباد سے فن رمل مین مہارت تام رکہتا ہے اوسنے چند سے اصلاح شہر کے شاہ نصیر سے لی ہی گاہ گاہ ریختہ بہی کہتا ہی یہہ شعر اوسکی ہین

نہوئی کوئی شب وصل میسر ورنہ | دیکہتے شوق محبت سی مین کیا کیا کرتا
ہم آئے تنگ زیست سی ہے | اے خانہ خراب تو نہ آیا
تا عمر ہی تیرے چہورینگی ہم نہین | ہین سایہ دار ساتہہ تیری کبہو ہم نہین
کسدن نہین خیال دہان و کمر مجہے | وہ روز کونسا ہی جو سیر عدم نہین
یہہ عجب ہی گہر تو بہر تماشا نکلے | ایک عالم تیرے شیدا کا تماشا ہو ہے

سیادت

قسم دوم

۳۹۸ تخلص میر غلام رسول نام مرادآبادی کا ہے جو کہ ایک مشایخ زادگان مرادآباد سے ہے

خوبرو یونکے تو ملنے سے نہ باز آئینگے یہہ تو بد خو نہین جا ئینگے کر جانکی ساتہہ

شاد

تخلص الہ یار بیگ بار کا ہے نسب اوسکا کیانی شاگرد مصحفی غلام ہمدانی کا اوسکے دو شعر ہین

اگر چاک سینہ کا ہم وا کرین تو ہنگامہ حشر برپا کرین

گلعذارونکے بیوفائے کا داغ دل پر میرے نشانی ہی

شایق

تخلص محمد ہاشم نام شاگرد میر عزت اللہ عشق کا ہے درزی کا پیشہ وہ کرتا تہا درمیان

سنہ ۱۲۱۳ ہجری کے موجود تہا یہہ شعر اوسکی ہین

سراپا اوس پری رو مین لطافت ہی صفائی ہی تصدق مین ہم اوسکے جسنے یہہ صورت بنائی ہی

موسم گل کی خبر سنتے ہی بس آنے کی ہوگئے اور ہی صورت تیرے دیوانیکی

حسب

تخلص میر احمد علی فریدآبادی کا ہے جو قصبہ فریدآباد مین جو کہ بارہ کوس دہلی سے واقع ہے

منصب قضا پر تہا جب قضا و قدر باپ دادا اوسکو چند مہینے کے عرصہ مین تیرہ برس کا

اوسکو چہوڑکر مرگئی تہی راجہ نامدار رہا درسنگہ متکفل اوسکے پرورش کی ہوئی اوسنی

تحصیل علوم رسمیہ کے بقدر مادہ و استعداد کے میر عزت اللہ خان عشق سے کی چند سال

ہوئی فوت ہوا اصلاح شعر کے بہر اوسی سے لی یہہ چند شعر اوسکے ہین

کیون خفا ہوتے ہو آشنا پر صاف کہو تو خدا حافظ چلا یہہ بندہ درگاہ آپ

یا تو پہڑتے ہو نہ تہی کل آپکو میرے سوا ایکدم یہان بیٹہتے ہے آپ گہبراتے ہین آپ

بیتاب

تخلص عباس علیخان ابن نواب عبد العلی خان بن نواب غلام محمد خان بن نواب

طبقہ چہارم

فیض اللہ خان مرحوم والے رامپور کے بموجب بیان شیفتہ کے ایک جوان ہے نیکو منظر زیبا شمائل مہذب الاخلاق پاکیزہ سرشت مدت تک لکھنؤ مین رہا درمیان ۱۲۵۳ ہجری کے شاہجہان آباد مین آیا حکیم محمد مومن خان کے شاگرد وہین ہی حر او سکی ۱۲۵۸ اومین قریب پچیس برس کے ہوگی یہہ شعر اوسکی ہین سے

بہا گیا اپنے زلبس قتل کا ایا ہمکو — بعد مردن بہی ہے پہر مرنیکے تمنا ہمکو

واد سی روز جزا کی بہی رہونگا محروم — یہہ نظر آئے ہی طول شب ہجران ہمکو

پیدا ہوا رقیب کا غم دلین اندنون — بیتاب غم ہے کہانی ہین اب کچہ ذرا نہین

آخر فریب کہا کے کیا اوسنی مجکو قتل — میں کہتا تہا تم سے اٹہا ینگے مرکی ہاتہہ

سحر نہ دیکہنے ہمکو نصیب ہو یارب — شب وصال ہے اپنی بہی دعا ہوگی

اسیر

تخلص بلتوار نام ایک نصرانی تہا رفقا ئے پسر شمرو فرنگی ظفریاب خان نام کے سے جوان تنومند اور عقلمند اصلاح سخن کے شاہ نصیر سے لیتا تہا کہتے ہین کہ یہہ شخص نہایت پر زور اور شجاع تہا سے

شمع فانوس مین در پردہ جلے ہے دیکہو — شعلہ آہ نکالے ہے جگر سے باہر

ہم اوس آئینہ رو کے ہجر مین یون رنگ گزرانی — کہ سکتی کیسے حالت ہے نہ جیتی ہین نہ مرتی ہین

عارف

تخلص نام نواب زین العابدین خان خواہر زادہ نواب اسد اللہ خان مرزا نوشہ غالب کے ابتدا مین نصیر سے شعر کہنا سیکہا اوسکے طور پر ایک دیوان بہی کہا تہا مگر بعد اسکے نواب اسد اللہ خان مذکور کے اکبرآباد سے نصیر سے اصلاح لینے چہوڑ کر اونکی خدمت کرنا شروع کیا اونہوں نے اپنی ڈہنگ پر اونکو کتب فارسی پڑہکے تعلیم کے اور اصلاح دینے لگے پہر دوسرے چنانچہ بہت دنون کے بعد ایک دیوان سے مطلع ہے سعادت اونہوں نے مرتب

قسم دوم

۴۰۰ کیا اوسمین قصاید اور مقطعات اور غزلین اور مدحین اور ترجیع بند اور مخمس اور مسدس
اور معشر وغیرہ بہت موجود ہین غرض ہے وہ دیوان دیکہا ہے اوسکو کلیات کہنا چاہیے حقیقت
مین یہہ شاعر بڑی رتبہ کا ذی قدر قابل اور لایق تحسین اور آفرین کے ہے فارسے مین بڑی دست
قدرت اور فن شعر مین کمال مہارت رکہتا ہے جن ایام مین کہ میرے چہاپہ خانہ مین مشاعرہ ہوا
کرتا تہا یہہ شاعر میر مجلس اور میر مشاعرہ مقرر تہا اور اوسکے اشعار بیچ گلدستہ نازنینان
مین ہے مندرج کیے ہین اب ان ایام مین بسبب حدت ذہن اور تیزی فکر سخن کے سوکہہ کر
مثل کانٹے کی ہوگیا ہے بہت دبلا پتلا سا قد ہے ڈاڑہی بہر کر نہین نکلی تہوڑی ہی پر کہیں
بال ہین خلق اوسکا بہت اچہا اگر کوئی اوسی ملاقات کرے بہت حظ اوٹہائی فی البدیہہ
کہنے کا بہی ذوق ہے ضرب الشلین اپنی اشعار مقطعات مین خوب لکہتا ہے تاریخ کہنی
مین بہت اچہی قدرت ہے مادہ بہت اچہا نکالتا ہی چنانچہ میرے کتاب گلدستہ نازنینان کے
اتمام پر دو تاریخ اوسنے لکہے ہین ایک اردو دوسرے فارسی ایک مصرع اردو سے
کیا اچہے تاریخ نکالے ہیں وہ یہہ ہے سے کہو گلدستہ گلزار جنت اس مصرع سے اوسی
کتاب کے اتمام تالیف کے تاریخ نکلی ہے اور اوسکا جوہر سخن دریافت ہوتا ہے غرضیکہ
شعر کہنے مین وہ قدرت اوسنے پائی ہے کہ کوئی غزل بغیر سات آٹہہ یا اٹہی شعر کے
پر مضامین رنگا رنگ نہین کہتا اور سب اچہی پر مضمون نئے انداز پر ہوتے مین نواب
ضیاء الدین خان بہادر سے کمال ارتباط اور صحبت اوسکو رہتی ہی چونکہ دونو صاحب
وجہ معیشت سے فارغ اور نواب زادہ ہین باہم شعر وسخن کا چرچا اور صحبت رکہتے
ہین اس سال مین کہ ۱۲۶۳ ہجری ہے ہین عمر اوسکے قریب تیس برس کے ہے یہہ اشعار
شاعر مذکور کے ہین جو مشاعرہ مین میری مکان پر پڑہے تہے واضح ہو کہ یہہ مشاعرہ
میرے مکان پر چودہوین تاریخ ماہ رجب ۱۲۶۲ ہجری مین شروع ہوا اسی
سال مین درمیان ماہ ذیقعدہ کے بسبب بددیانتی اور نااتفاقی شرکا کے

طبقہ چہارم

جو مطبع کے شریکوں نے مجھ سے کہا اور میرا مال دبا کر غضب کر کے مجھ کو بے قبضہ کر دیا تھا ۱۰۴
موقوف ہوا جب تک وہ مطبع میرے پاس رہا مشاعرہ پندرھویں روز چھپا کیا تیرھویں ماہ
شوال تک چھپا ہر مہینے میں دو پرچے نکلا کرتے تھے اوس میں ہر ایک شاعر کا حال مع اشعار
لکھنے کا ارادہ تھا تا کہ پچھلوں کے واسطے ایک تذکرہ ہند طیار ہو جاوے مگر میری شرکا رنی جو
جاہل تھے اس امر کی مانع آکر روک دیا اوس میں یہہ شعر اشتہار کے لکھے کہتا ہوں سہ

اب وہ نہیں ہیں شہر میں معشوق کا روزگار — وہ دن گئے کہ شعلہ فشاں تھی میری آہ بھی
وہ بات اب کہاں لب شیریں میں آپ کے — تھا ایسے ہی رنگ جب ہمیں تو بیکی چاہ تھی
ہو پیرہن میں تیرے گریبان غنچے کی شان — کہو دے وہ ضعف نے جو کچھ دستگاہ تھی
لب سی لگا کے اپنی پھاوے وہ نی اگر — پھر کوی اوسکو کون کہ یہہ شیشہ گر نہیں
بے التفاتیوں کا تیرے شکوہ کیا کریں — اپنی ہی جب کہ نالۂ دل میں اثر نہیں
اور دن کو ہو تو ہو ہمیں تیرے سے ذہن — ملتے ہیں ہم ہی جاتے ہیں گنا مر جہ نہیں
اوٹھا قدم تو چھوڑ جائے گو اب راہبر نہیں — پھر تو چھوڑ آئی کہیں اوسکا گھر نہیں

جای پیدایش اور وطن اونکا شاہجہان اباد ہے لڑکپن سے یہان تک رہے کہیں کا سفر
نہیں کیا مکان اونکا لال کوئی کے پاس ایک پرانے مدرسہ میں ہے جو کہ بنام مدرسہ شیخ پیرجی
وہان رہتے ہیں فارسی شعر بہت اچھا کہتے ہیں علم اور عقل اور مروت اور اہلیت
اور شرافت اور محبت سی گویا اسکا خمیر ہے مدت ہوئی کہ اب اونسے میری ملاقات نہیں ہو

شاکر

ایک شخص ہے دہلی میں رہتا ہے پیشہ عطاری کا کرتا ہے عبد الرحمن خان احسان کا شاگرد
ہے میں اوسکو ہر مشاعرہ میں جو میرے مکان پر ہوتا تھا دیکھا ہے عمر اوسکی باعث
قریب پچیس برس کے ہو گی بارھویں تاریخ ماہ رجب گذشتہ ۱۲۶۱ ہجری کو میرے مکان
میں آکر اوسنے درمیان مشاعرہ کے یہہ شعر پڑھے تھے سہ

قسم دوم

۴۰۴ تجھ بن پھر ا تکو میرے حالت تباہ تھی ‏ — ‏ فریاد سے زبان پر اور لب پر آہ تھی
خسرو کو عشق مین جو سر و جاہ تھی ‏ — ‏ یہان سینہ کوبی سینہ زنی اور آہ تھی
چاہئے جور و جفا مجھپہ ہمیشہ کیجئے ‏ — ‏ پر نہ یہانسے کہین جانیکا ارادہ کیجئے
دل تو کہتا ہی کہ خط ہی اوسی لکھا کیجئی ‏ — ‏ پر نہ تقدیر مین لکھا ہو تو پھر کیا کیجئے
ای مسیحا تیری انکھونکا ہی بیمار یہ دل ‏ — ‏ ایسی بیمار کو لازم ہے کہ اچھا کیجئے

موزون

مرزا قادر بخش صاحب تخلص موزون ایک بادشاہزادہ ہے دہلی کے قلعہ مین رہتے ہین
۴ اونکو شعر کہنے کا بہت شوق ہے بارہوین رجب ۱۲۶۱ ہجری مین میرے مکان پر تشریف لاکر رونق
بخش مشاعرہ ہوکر یہہ شعر اونہونے پڑہے تہے قد اونکا لنبا ہے دو گیسو بالونکے دونو طرف
چہوڑی رہتی ہین اکثر بازار و کوچہ مین پہرتے ہین اونکو دیکہا ہے عبد الرحمان احسان
سے اصلاح لیتے ہین یہہ شعر اونکے ہین ۔

شب ہجر ہے پھر یار پھر سو نگاہ تہی ‏ — ‏ دیکھون تہا راہ اوسکے نظر سوی راہ تہی
تجھ بن شب گذشتہ یہہ حالت تباہ تہی ‏ — ‏ مین جان بلب تہا لب پہ مرے آہ آہ تہی
مین تو بہ شراب کو اے شیخ توڑتا ‏ — ‏ پر محتسب کے دل شکنی بہی گناہ تہی
نظر و نسی کیون گرا تہی متاع دل حزین ‏ — ‏ اسپر تو مدتون سے تمہارے نگاہ تہی

قناعت

مرزا انجہلے صاحب تخلص قناعت نام مرزا غلام نصیر الدین عرف مرزا انجہلے خاندان
تیموریہ سے ہین اونہونے ایک کتاب بطور گلستان سعدی شیرازی کے اردو زبان
مین تصنیف کرکے میرے پاس واسطے مندرج کروانیکے اشتہار اوسکے روانہ
کی تہی مینے وہ دیکہی اچہی لکہی ہے وہ عبد الرحمن احسان کے شاگرد ہین شعر اچھا
کہتے ہین میرے مکان پر مشاعرہ مین تشریف لاتے تہے درمیان ۱۲۶۱ ہجری کے

طبقه چهارم

اونهونے هر دفعه مشاعره مین اکثر اپنے غزلین پڑهین شعر بهت اچها کهتے هین اونکی یه اشعار هین سه

قطعه

مجنون کے ساتھ دشت مین لڑکون کے فوج تھے — جاتے سوار اپنے ہی با عز و جاہ تھے
تیر آہ و نالہ رنج و الم ہمرہ رکاب — میری بے ساتھ ساتھ عجائب سپاہ تھے

قطعه

ایک ہاتھ تالے بجتی ہی کب تنہا خوب یہ — بنتی ستھ جب کہ دونونکو اسمین چاہ تھی
کو لحظہ بھر قرار نہ تھا مجکو تم بغیر — مرے ہے یاد آپکو شام و پگاہ سے

وفا

حیدر علی نام اور وفا تخلص یہ شخص ایک مرثیہ خوان ہے شاہجہان آباد مین رہتا ہے ماہ محرم مین مرثیہ خوانی کرتا پہرتا ہے ذہن رسا رکھتا ہے طبیعت اچھی ہے شعر بہی کہتا ہے ہر مشاعرہ مین میری مکان پر آیا کرتا تھا مینے اوسکو دیکھا عمر اوسکی قریب تیس برس کے قد لنبا ڈیل ڈول اچھا ظریف اور حاضر جواب بدیہہ گو ہے شوخ مزاج معلوم ہوتا ہے بارہوین تاریخ ماہ شعبان سنہ ۱۲۶۱ ہجری کو اوسنی یہہ غزل مجکو سنائے مینے درج مشاعرہ کرکے چہپوا دیے ہے یہہ چند شعر اوسکے ہین سہ

جسکے بغیر زندگی آتے نظر نہین — افسوس ہے کہ اوسکو ہمارے خبر نہین
آیا بتنگ ہون مدد ای روز باز پرس — میرے شب فراق کے ہوتی سحر نہین
ای موت تو ہے ہجر مین آجا خدا کہان — اوس بیوفا کے آگے خجل مجکو کر نہین
گھبرا کے وصل مین یہہ کہا اوسنے ناز سے — سرکاؤن زلف چہرہ سے ہوتے سحر نہین
لوگون کا اعتراض میرے حق مین ہے بجا — عاشق ہوا ہون جسکے دہان و کمر نہین
دکھلاؤ فال چارہ گرو مجہ مریض کے — شاید کسی پر یکے تو مجکو نظر نہین

قسم دوم

قلق

تخلص میان حیدر علی شاہ متوطن مندر اسکا یہ شخص چھوٹے عمر مین بارادہ سیر اور اکتساب باطن کے گھر سے نکل کر حیدر آباد مین آیا سید علی شاہ اورنگ آبادی سے علم تصوف اور کچھہ فارسی تحصیل کیکے نو برس تک وہان رہا پھر سیاحی کی طور پر آگیا ۱۸۴۳ء مین در میان ماہ اکتوبر کے نوین تاریخ کو شاہجہان آباد مین مجھسے بہی ملاقات ہوئے عمر اوس کی قریب ۳۰ برس کے او سوقت تہی مگر اوسکی افعال اور حرکات سی فریب اور دغا ظاہر ہوتے تھے گرچہ چند جہال اوسکی معتقد ہوکر خبرگیری خورش و نفقہ اوس کے لئے کرنی لگی اور مکان اوسکو رہنی کو گھر مین دیا مگر مجکو اوسکے بشرہ سے چالاکی اور بے باکی اور بیوفائی اور کہوٹا پن ظاہر ہوگیا تہا اوسکے دو تین شخص میرے دوستون مین سے معتقد ہوئے یعنی بسبب صلاح وقت کے اونکو اوس کے بابت کچھہ نہ کہا چار پانچ مہنے کے بعد اوسکی معتقدون نے اپنا اعتقاد اوسی کم کرلیا وہ اونکو چہوڑ کر اور مکان کرایہ کا لیکر جا رہا اور فریب جو اوسکے ناصیہ سے ہویدا تہا ظاہر کرنے لگا یعنی عورتونکو فریب دینا عمل تعویذ کا فن پہیلا کر حرامکاری و اغلام وغیرہ کرنے لگا آخرش یہہ ہوا کہ چوری کی علت مین مجسٹریٹ شاہجہان آباد نے اوسکو گرفتار کرکے قید کیا اب وہ ۱۸۴۴ء مین در میان قید خانہ شاہجہان آباد کے محبوس ہے اوسکی یہہ چند شعر ہین سہ

دیکھو ابد ہرنہ ہووینگے طالب وصال کے — لائے ہین یہان تلک دل وحشی سنبھال کے

روتے تم ہی جو ہمنی تمہارے اگال کے — مرمر گئے رقیب لہو ڈال ڈال کے

انگیا میں چھپا مین اونکی کہون ناتہہ ڈالکے — یہہ دونو قمقمے ہین عبیر و گلال کے

بگڑی ہین آپ ہمسے بناوٹ نہ کیجئے — ای جان چھپتے ہی نہین تیور ملال کے

اسد لین یاد آپکے ہے جان بیچئے — تیر نگاہ ٹک لگائے کا دیکھہ بہال کے

صحرا کو چلے آبجو کے لیکے چہا گلین — دکھلا رہے ہین خار زبانین نکال کے

طبقۂ چہارم

ہم اونسی اور وہ ہمسی ہم ہیچ تہ خجل | پہچی ٹرا گئے ہوق انفعال کے ۔ ۵۰

خم شراب سر خم کرو ون توبہ ہی گیا | سامنے بنا دی ما پیالا او چہال کے

ہم مشہر ہونین سے چلے قلق میکشو کرو | جہگڑے وہان نہین ہین حرام وحلال کے

نظیر

سید محمد علی متوطن اورنگ آباد کا کتب درسیہ وقف اور علم جفر سے بہی ماہر ہوا اوسین مشہور ہے وہ خلیق اور نیک آدمی ہی انہون روز اوس کے گہر مین مشاعرہ ہوا کرتا تہا وہ درویش آدمی ہی وہ ہمیشہ طالب علمون کو پڑہاتا ہے بعد ازان شعر و سخن کا چرچا بہی اوس شہر کے شعری اوستا دونین سے شمار کیا جاتا ہی یہ شعر اوس کے ہین ہے

وہ بے دیوار نہی کیا ہم بت خود کام کا | کسلئی سر پہوڑتے ہین سنگ سی بادام کا

گرد یدہ بخت ہونین ایک شنک پیرکا | سوداہی میرے سر مین اوسی جلوہ گر لگیا

عبید

تخلص اور میان عبد اللہ شاہ نام مرید میان اللہ نور شاہ کے یہہ شخص درویش آدمی ہے ٹونک مین رہتا ہے عمر اوسکی جو بیس برس کے اس سالین کہ تخمینًا ۱۲۸۶ ہجرین ہے وہ شعر و سخن اور علم باطن دونون نور شاہ سے مذکور کا شاگرد ہے ازادانہ روز بے پروایانہ عمر بسر کرتا ہے وہین رہتا ہے یہہ شعر اوسکی ہین ہے

ساقی خوش ہو کیا ہے ابر بہار کے | ہون تنگ زندگی سے مین فرقت مین یار کے

وله

کیا غضب ہے تیری کوچہ مین صبا ہو تین ہون | آشنا سے آشنا نا آشنا ہو مین نہ ہون

دیکہہ لب پہ خال کو کہتا ہے میرا داغ دل | ہی غضب کو ثر پہ یہہ حبشی بچہ ہو مین نہ ہون

نوشہ

تخلص نواب دولہ والے ریاست بہوپال کا اگرچہ وہ مسند ریاست بہوپال پر جلوہ گر

۴۰۰ ہوکر امیر کبیر کہلاتا تہا مگر ہمکو اوسکی شعر و سخن کا ذکر کرنا چاہیئے واضح ہو کہ اوس کے گہر مین مجلس مشاعرہ ہمیشہ منعقد ہوا کرتے تہے اور وہ علما فضلا اور حافظون اور قاریون کے بہت خدمت کرتا تہا قریب دو برس کے گذری کہ انتقال کر گیا ۱۸۵۳ع مین فوت ہوا اوس کے یہہ شعر ہین

خال اوس رخ پہ نمایان نہوا تہا سو ہوا — آج تک رہزن ایمان نہوا تہا سو ہوا

دیکہہ لا شہ کو میری نبض کے مسیحا بولا — آج تک گور غریبان نہوا تہا سو ہوا

ای جنون ہاتہہ کو وہ زلف نہ آئی ہیہات — آہ نے عرش سے کے زنجیر ہلائی ہوتے

ولی وحشت تیری وحشت ہی تو اوترا پر کہہ — اب تو منت کے یہہ زنجیر بڑہائی ہوتے

مہر

تخلص مرزا محمد رضا خان باشندہ لکہنو کے مگر اب نایب رسالدار اورنگ اباد کے حاکم کے سرکار مین ہین مذہب رندانہ اور روش بے باکانہ رکہتا ہے اوسکی یہہ شعر ہین

ولین ہر آدم بے انتہای عشق — خاموش ناصحا یہ ہے ابتدای عشق

پروانہ دنکو جلتے سر خاب رات کو — ہے رات دن ہمین بہی برابر جفای عشق

جسطرح افتاب بنا بہر روشنی — ای مہر ہمکو کیون نہ بنایا برای عشق

راحت

یہہ ایک شخص مشاعرہ مین میرے سامنی یہہ غزل پڑہ گیا تہا جس کے یہہ شعر ہین نام اوسکا معلوم نہوا کہ کون تہا ۱۲۶۱ ہجری مین یہہ غزل اوسسے مینے سنی یہہ شعر اوسکی ہین

انکہین بہر آئین جہرے اوس شک ماہ کے — سینے پہ رکہکے ہاتہہ جو ایک مینے آہ کے

قاتل تو ایک بوسہ مجہے دیکی قتل کر — لازم کچہہ تو دینے دیت بیگناہ کے

مانند نے گلو مین میرے روزن ہو گئے — اس ضبط نالہ نے یہہ نکلنے کے راہ کی

رونق

طبقہ چہارم

تخلص نام نورالدین ساکن پانی پت یہہ شاعر وہان استادون مین شمار کیا جاتا ہی بلکہ ۱۰۷
وہ بہرناسے تہا قوم سے انصاری مذہب شیعہ رکہتا تہا عمر قریب ستر برس کے اوسکے
شعر صاف اور سلیس شاگرد نواب غلام حسن خان خیال کے ہین صاحب جایداد ہین وقت کا
دیوانے مین کرتی ہین صاحب شعر دل چلے آوے ہین لکہنو کو گئے ہر چند ہونگے امید ہے سیدہی پر اپنے
مضمونون کے ہین سنئے بات اوسکے شعر و نین نہین پائے جال اور شعر بہی کچہ اچہی نہین مگر
یہہ ہین جو منتخب کرکے لکہی جاتے ہین ؎

نہ دیکہہ آئینہ اس صورت پہ جبتک رنگ ہستی ہی — غرور حسن ہے اور صاف آئین خود پرستی ہے
مسافر شہر خاموشان سے کوئی پہر نہین آتا — جو اسے پوچہتے کیونکہ وہان کے اور جر ملتی ہے

خیال

نواب غلام حسن خان ولد غلام حسین خان قوم انصاری شاگرد مولوی برکت اللہ صاحب
افغان کے متوطن پانی پت گذشتہ ۱۲۶۰ مین وفات پائی ملک وجایداد بہت سے تہے شمرو کے
بیگم کے سرکار مین چار سو روپیہ سالانہ اونکا مقرر تہا دیوان اونکا پانی پت مین موجود
مرتب ہے شعر اوسکے صاف صاف ہین مضمون باریک نہین ہے شعر اوسکے اوس شہر مین
بہت مشہور ہین وہان کے باشندہ اوسکو استاد تصور کرتے ہین اور سچ ہی کہ جن لوگون
نے اساتذہ کو نہ دیکہا جو تصور کرین سو ہو سکتا ہے مگر اوسکے شعر بخشش کنجپورے کے شعر و نشے
اچہی ہین گرچہ بہ نسبت اساتذہ متاخرین کے کچہ حقیقت نہ رکہین یہہ شعر اوسکے ہین ؎

دنیا کی رنگ و بو کو بے اعتبار پایا — جس گل کو ہمنے دیکہا پا در رکاب دیکہا
بیمار کے تو تیری حسرت کئین ہین نفسین — ایکدم جو اوسمین دیکہا مثل حباب دیکہا
کس آفتاب رو کا آیا خیال دل مین — داغ جگر کو روشن جون ماہتاب دیکہا

شور

ایک شخص قوم قصاب سے نام بالکہو ولد عزالی پانی پت کا رہنیوالا سے لکڑیان بیچا کرتا ہے

بالفعل گوشت بیچتا پھرتا ہے پر لکھا پڑھا نہیں ہے مگر شعر کہتا ہے ورگوسفند بھی پالتا ہے بالکل
ناخواندہ کندہ ناتراش ہے لفظ صحیح اور غیر صحیح تمیز نہیں کرتا مگر وہانکے باشندے اوسکو بھی استاد
شمار کرتے ہیں یہہ اوسکے شعر ہیں ؎

ذبح مجکو کرے قاتل تو پہر کہہ بسم الله ۔۔ شہادت ہے گلو پر پہیر دے شمشیر بسم الله
ہماری قتل کا خط لکھے گر کاتب قاتل کو ۔۔ تو سر نامہ یہ لکھنا خونسے تعویذ بسم الله
قبر میں شور جب تقریر کو منکر نکیر آوین ۔۔ جواب آنے کی تو بولی لکھو یہی تدبیر بسم الله

اس شخص سے اسطرحکا جوڑ توڑ ہے عجیب ہی کہ باوجود بالکل ناخواندہ محض ہونیکے
ایسا شعر کہتا ہے گرچہ وہ بہ نسبت اوروں کے کسی کام کا نہیں لیکن بہ نسبت اوسکے
بڑی رتبہ کے بات ہی معلوم ہوتا ہے کہ اوسنے بسبب صحبت بخش مذکور کے یہہ بات حاصل کی
کے عمر اوسکے قریب چالیس برس کے اس سال میں یعنے ۱۲۶۴ ہجری میں مطابق ۱۸۴۸ ع میں
ہے ابتک وہ پانیپت میں موجود ہے لیکن یہہ معلوم نہیں کہ بالفعل شعر کہتا ہے یا نہیں

میکش

نام احمد حسین بیٹا سید کرامت حسین قوم سے سید نواب شایستہ خان کے اولاد میں ہیں کتب
عربیہ اخون فیض احمد سے جو مسجد کلان میں رہتے ہیں پڑھی ہی چودہ سات برسکا گذرتا ہی کہ
نواب اسد الله خان بہادر المتخلص غالب سے اصلاح شعر و سخن کے لینے شروع
کی عمر اوسکے بائیس برس کے اس سال میں یعنے ۱۲۶۴ ہجری میں ہے فارسی شعر
کہتا ہے بالفعل صدر امین اول کے کچہری میں عہدہ وکالت کا رکھتا ہے اردو شعر
نہیں کہتا چونکہ ہندوستان زاد خصوصاً باشندہ شاہجہان آباد نیک بنیاد کا اور
شاعر ہے ہیچا لہذا اوسکے دو چار شعر فارسی لکھتا ہوں ؎

ای انکہ در شبہای غم اندر دلم بگذری ۔۔ خونست اینجا موج زن دامن نگہدار از تری
از ہر دو جانب بگو تو آویختہ بر روی تو ۔۔ ای رشتہ گیسوی تو ہم زہرہ و ہم مشتری

طبقهٔ چہارم

یاد خرام ناز تو وان خوب انداز تو | در کلبهٔ من بوریا گسترده از بال پری
کبک دری در رهروی ناکرده با تو همسری | سرو سهی در راستی ناخسته با تو همسری

یہہ غزل اونے امیر خسرو کے طرح پر لکھی ہی

سرور

مرزا زینده بخت بہادر التخلص سرور و صابر ایک بادشاہزادے خاندان تیموریہ سے ہیں کار
شعر کہتے ہیں بالفعل شاہجہان آباد دہلی میں درمیان اس سال یعنی ۱۲۳۳ھ کے رہتی ہیں یہ غزل
میری مکان پر مشاعرہ میں اونہوں نے پڑھی تھی سو وہ یہہ ہے

ای غافل و غلط کے بت نوشاد میکنے | بازا زفریب وعده نوشاد میکنے
از راه دور بر در عالی رسیده ام | در حق این غریب چه ارشاد میکنے
ای شہسوار از رہ تیشے کین کہیں لم نخبت | خاک من غریب چه برباد میکنے
کشتی مرا ز تیشهٔ خارا شگاف غم | از من که شرح قصه فرهاد میکنے
یادم نمیکنے تو فراموش کار من | این هم غنیمت است کہی یاد میکنے
کشتی و سوختی و رخ عالم غبار ماست | ایجاد ظلم الستم ایجاد میکنے
فریاد از تو نالم و فریاد میکنے | صابر خموش باش چه فریاد میکنے

مضطر

محمد اسد الله خان مضطر سررشته دار کلکٹرے کونل کے جن ایام مین کہ مشاعرہ میرے مکان
پر ہوتا تہا اس شاعر نے یہہ چند شعر واسطے مندرج کرنے پرچہ مشاعرہ کے بہیجے تہے
بارہوین شعبان ۱۲۳۳ ہجری کو ہمارے پاس آئے بارہوین رمضان المبارک ۱۲۳۳ ہجری اور ۱۸۱۸ع
کو مندرج پرچہ مشاعرہ ہوئے وہ یہہ ہین

کار تقدیر مین بس چلتا اگر اپنا سا | حال اس چرخ کا کر دیتا بتر اپنا سا
غم پہ غم کہاتے ہین اور آج تلک جیتے ہین | ہے بہلا سچ تو کہو کسکا جگر اپنا سا

قسم دوم

اسقدر پیچ مین لاکر مجھے اے زلف سیاہ — حال میرا ہے پریشان تمرا اپنا سا
باغ رضوان مین جو اب ڈھونڈتے ہو اے مضطر — گلبدن حور تھا رشک قمر اپنا سا
ہو کہان دیکھو ذرا ہوش مین آؤ حضرت — خلد کو بھی کہین تم سمجھے ہو گھر اپنا سا

شور

جارج میش تخلص شور ایک صاحب رہنے والے کوئل کے مامون بہانجہ کے مختار کی طبیعت مستقیم اور ذہن سلیم رکھتے ہین جن ایام مین کہ مشاعرہ سنہ [illegible] ہجری مین ہوا کرتا تہا اونکی خطوط میرے پاس ہر غزل طرح کے واسطے درج مشاعرہ آیا کرتی تھے اون خطوط سے قوت و استعداد ذہن اور طبیعت کی بے واضح ہوتی تھی فارسی عبارت بہت اچھی لکھتے ہین مذہب مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہین ملاقات خطی میری اونکی سنہ [illegible] ہجری مین ہوئے سنہ [illegible] اونہونے کوئل سے میری پاس ڈاک مین روانہ کئے تھے ع

کس شمع رو کی دل سے میرے دلکو راہ تھے — اوٹھتے تھے منہ پہ شعلے نکلتے ایک آہ سے تھے
آنکھون سے روتے روتی جو آتا تھا خون سیاہ — نظرون مین اپنی کسکے وہ زلف سیاہ تھی
کشور مین عشق کے تیری عاشق کے دم تلک — ایک فوج اشک اور علمدار آہ سے تھے
عاجز تھا اپنی جان سے ایسا تیرا مریض — دیکھے سے جسکی حالت عیسیٰ تباہ سے تھے
بل بے یہ بیخودی کہ خود اپنے سی بہلا دیا — ورنہ یہ زیست مرگ کی اپنی گواہ سے تھے
دیر و حرم مین تو نہ کی ترجیح زاہدا — جسطرف سر جہکا وہی بس سجدہ گاہ سے تھے
میری وفا تیرے جفا کی جہان مین شوخ — سرگرم قتل آہ یہ کسکے نگاہ سے تھے
خوناب غم جو شور تو پیتا تھا رات دن — چاہ ذقن سے کس کے تیری دلکو چاہ سے تھے

تمکین

محمد یوسف تمکین ایک طالب علم مدرسہ دہلی کا ہے اسی شہر کا باشندہ طبع مستقیم اور ذہن سلیم رکھتا ہے شوخ مزاج طبع گفتار ظریف آدمے ہی اگر اپنا تخلص تمکین رکھتا

تو بہت اچہا تہا کیونکہ سوا اچہے طبیعت کے رنگ بہی سانولا سا نمکین رکہتا ہے بارو ین رجب
۱۲۵۲ ہجری کو میری سامنے اوسنی یہہ شعر پڑہے تہے اون ایام مین اوس کے عمر پندرہ یا سولہ برس کی
تہی اس سال مین کہ ۱۲۶۳ ہجری ہین مدرسہ میں سے بسبب اوسکی بیاد لوری ہونے کی نام اوسکا
خارج ہوا سارتی فلکہ نیک اٹہا یا اور تحصیل فارسی کا پایا عمر اوسکی اب انیس برس کے
ہی شعر اوسکی یہہ ہین جو مجکو بارو ین رجب کو سنائے تہے سو

تہا دم لبوان پہ اور کہی لب پہ آہ تہے	فرقت کی رات کیا میری حالت تباہ ہے
دونو رخ بہی حسن کر مانگتے ہردم پناہ تہے	اس دل جلے کے بار خدایا یہہ آہ ہے
ہولی ہر شام دام الم [illegible] پہنس گیا	تہی شام یا خدا کہ وہ زلف سیاہ ہے

[illegible]

خانہ خراب ہو جو تیرا عشق [illegible]	آئین کو نسا تہا یہہ کیا رسم و راہ ہے
تونے جو میری [illegible] خانہ کردیا	رہتا خدا تہا جسمین یہہ وہ بارگاہ تہی
محشر مین کیونکہ جلوہ دیدار دیکہتا	انکہو کے سامنی تیری زلف سیاہ تہی
تمکین کو ایک نگاہ مین دیوانہ کر لیا	جادو فریب آہ یہہ کسکے نگاہ ہے

وحید

اس شاعر کا نام مجکو یاد نہین رہا مگر اوسنے ۱۲۶۳ ہجری مین بارو ین رجب کو یہہ غزل
ہمکو سنائے ہے جسکا انتخاب کرکے لکہتا ہون اتنا جانتا ہون کہ شاہجہان آباد کا رہنوالا
وہ ہے یہہ شعر اوسکی مین سو

دیکہی مین کسکے آہوی چشم سیاہ ہے	شب بہر جو میرے لب پہ رواں آہ آہ ہے
ثابت قدم جو ہو تو محبت مین مجہا ہو	جسکو دم اخیر ہے نظر تباہ ہے
زاہد جو پڑہتی ہیں تہی وظیفہ تو سو گیا	سمجہا ہے یہو قوف کہ یہہ خوابگاہ ہے
محمود کو ایاز کی الفت جو ہو گئے	شاہ ہے غلام ہے کرتی حکومت تباہ ہے

۲۱۴ خون جگر مین میرے ہو بو شراب ہے | کس مست می پرست کی اوس نگاہ تہی

نثار

نثار علی تخلص نثار شاہجہان آباد مین رہتا ہے اچہا جوان ہے مولوی امام بخش اور مولوی عبد اللہ سے
فارسی تحصیل کی سوداگری کرتا رہتا ہے سوا ازین کچہ اوسکو شاید قلعہ مین بہی علاقہ ہی مگر اکثر
کوچہ و بازار مین مجہسے ملاقات اوسکی ہوتی رہتی ہے چودہوین تاریخ ماہ رجب سنہ ۱۲۶۱ ہجری
کو میری گہر مشاعرہ ہوا تہا اوسنی یہہ غزل فارسی کی میری سامنی پڑہی فارسی مین استعداد
اچہی رکہتا ہی مرد ظریف اور عقلمند اور تیز ہوش ہے غزل فارسی کے اوسکی یہہ ہیں اردو نہین کہتا

نذر ما نبود بجز ناوک مژگان چند | ہست عمرے است بدل حسرت پیکانے چند
مانع گریہ شود ہو صلاعشق ارنہ | ہست در دیدہ من مایہ طوفانے چند
زخم بر زخم نہد تیغ مژہ و آن لب لعل | ریزد بر سر ہر زخم نمکدانے چند
گرد باد آمد و وحشت ز من آموخت کہ گفت | عمر ہا بیختہ ام خاک بیابانے چند
ہوس سیر بہار چمنستان تنگ است | ریخت داغ دل من رنگ گلستانے چند
یک نفس شانہ مکن زلف کہ در ہر چینش | ہست ہنگامہ دہانی پریشانے چند
ہست از فیض سخن سنجی احباب نثار | در زبان قلم مایہ دیوانے چند

یکتا

خواجہ معین الدین خان یکتا جو ہر سخن مین یکتا اشعار آبدار اوسکے بہت پاکیزہ مرزا نوشہ
سی اصلاح لیتا تہا ابتدا حال مین عبد الرحمن خان احسان کا شاگرد تہا مینے اوسکو
ہر مشاعرہ مین جتنی دنون تک کہ یہ مجلس میرے مکان پر ہوتی دیکہا قد اوسکا لنبا
ڈیل ڈول متوسط نہ بہت موٹا جسیم نہ لاغر ایک روز مشاعرہ مین اوسکی کچہ ظرافت
آمیز کلام اوسنی کہے تہی اوس روز سے مین جانتا ہون کہ یہ شاعر ظریف اور عقلمند
اور تیز آدمی ہے ہر چند کہ وہ دعوی یکتائی کا کرتا ہے مگر اچہا شاعر نہین

طبقہ چہارم

کسیکو شبہ نہین بعضے بعضے آدمیون نے مجہسی یہہ بیان کیا کہ اکثر استادون کے اشعار وہ چرا کر اپنی طرف نسبت اونکی کر لیتا ہی مگر یہہ بات قابل اعتماد نہین کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو کسی روز کوئی شعر دزدیدہ اوسکا پکڑا ہی جاتا یہہ بات آج تک نہین ہوئی مجہے یقین ہی کہ یہہ بات مینے غلام حسین بیدل سے سنی تہی بلکہ اوسنی ایک شعر چوری کا بہی مجکو بتلایا تہا مگر مجکو یقین ہے کہ وہ شخص ایسا نہین مضبوط شاعر ہے اوسکی یہہ اشعار ہین جو چودہوین رجب سنہ ۱۲۶۱ ہجری کو اوسنی مجکو مشاعرہ مین سنائے تہی وہ شاہجہان آباد مین قریب لال کوٹہی کے رہتا ہی ایک رئیس شمار کیا جاتا ہے

اوسکے گلے کی بند جو کشتون سے راہ ہی — زندونکے زیست مرگ پہ اپنے گواہ ہے

مقتول تیغ رشک ہوا صد ہزار حیف — کیا کیا نہ میرے دل مین شہادتکے چاہ تہے

ہنس جو زخم دل پہ نمکدان لٹا دیا — تحسین کا شور بزم مین تہا واہ واہ تہے

نادم جو وہ ہوا تو پس کشتن رقیب — ہوتے نہ میری سامنے اوسکی نگاہ تہے

ای آہ شعلہ زا یہ خس دخار ہی نہین — تو آسمان مین دوبے نہین چار ہی نہین

ہی کسکو تاب شکوہ دشمن کہ ضعف سے — لب پر ہمارے تذکرہ یار ہی نہین

یہان دلمین یہہ ہوس کہ اوسی چلکے دیکہئے — وہان دیکہنی کو روزن دیوار ہی نہین

جینا فراق یار مین وعدے کے لاگ پر — آسان گر نہین ہے تو دشوار ہی نہین

صہبائی

مولوی امام بخش صہبائی ساکن شاہجہان آباد چیلون کے کوچہ مین رہتے ہین حلیہ اونکا یہہ ہے قد میانہ تمام سر پر بال رنگ گندم گون کہلا ہوا آنکہین چہوٹی موہنہ پر چیچک کے بہی داغ ہین کہین کہین شعر مجسم فارسی مین بڑی دست قدرت رکہتے ہین ہمارے زمانہ مین کتب فارسی سے بہت کم لوگ ماہر ہین ظرافت پسند علم دوست رات دن طلباء اونکے پڑہانے مین رہتے تمام کتب فارسیہ پر عبور ہے کتب عربیہ مین سے صرف و نحو اور معانی و منطق بہی جانتے ہین مگر بجز

قسم دوم

۴۱۴ فارسی کے اردو شعر نہین کہتے عمر اونکی بالفعل اس سال یعنے ۱۲۶۱ہجری مین قریب چالیس برس کے
ہوگی عبداللہ خان فارسی خوان جو شاہجہان آباد مین مشہور ہین اونسے تحصیل فارسی کی اور
کتب عربیہ بہی متفرق جا پڑہی طب مین بہی دست قدرت رکہتے ہین نفیسی وغیرہ پڑہا دیتے ہین
علم معما۔ اور عروض اور زبان فارسی اور قافیہ مین اونکو کمال ہی — ابتداء حال اونکا
یہہ ہے کہ معلم گری کیا کرتے تہے بعد مدت مدید کی جب اونکی محنت اور فارسیت دانی
کا غلغلہ شاہجہان آباد مین بلند ہوا چند جا امیرونکے لڑکون کی تعلیم پر مقرر ہوئے چنانچہ
گڑگانوہ مین اور بعض متمول کشمیریون مین چند جا متفرق اونکے وقت تقسیم ہوئے درکشنا
اور خرچ مایحتاج اسباب جا سے تنخواہ پاکر کرنا شروع کیا رفتہ رفتہ نواب حامد علی خان
بہادر کے سرکار مین اونکے لڑکون کے پڑہانے کی واسطے مامور ہوئے جس سال مین کہ
لفٹنٹ گورنر بہادر یعنے طامسن صاحب جو کہ عالم کامل اور قدرشناس اہل علوم کی
مین شاہجہان آباد مین واسطے بندوبست مدرسہ کے تشریف لائے سب مدرسونکا معہ طلبا
کے امتحان لیکر یہہ تجویز کی کہ ایک مدرس فارسی مدرسہ کے واسطے اچہا مستعد مقرر کرنا چاہیے
شاہجہان آباد سے لوگون مستعدونکی تلاش ہوئی مفتی محمد صدرالدین خان بہادر نے
جو ہمارے زمانہ مین شاہجہان آباد کے صدور الصدور ہین جناب طامسن صاحب بہادر
کے خدمت مین یہہ عرض کی کہ اس شہر مین اچہی فارسی دان تین شخص منتخب روزگار ہین
- ایک مرزا نوشہ صاحب — دوسرے مولوی امام بخش صاحب — تیسرے حکیم محمد مومن خان
- لفٹنٹ گورنر بہادر نے تینون کو بلوایا مرزا نوشہ صاحب نے بسبب اسکے کہ اونکو
نوکری کرنی سے استغنا ہی انکار کیا حکیم محمد مومن خان صاحب نے درخواست ایکسو روپیہ
ماہوار سے تنخواہ کی کی — مولوی امام بخش صاحب نے چونکہ کسی طرحکا وسیلہ بجز روزگار
کے وجہ معیشت نرکہتے تہے حسب خواہش لفٹنٹ گورنر بہادر کے حکم اجابت کی چالیس روپیہ
ماہوار سے اونکے واسطے مقرر ہوا مدرس اعلی فارسی خوانون کے مقرر ہوئے ۱۲۵۸ھ مین

طبقہ چہارم

درس تدریس کرنے لگے اونکی روزگار کے باب مین اور لوگون نے بھی بہت وسیلے کے
تھی کیونکہ وہ شخص اسی عہدے کے قابل تھا بعد ایک مدت کے پچاس روپیہ تنخواہ ہو گئے مقرر ویسے
تنخواہ پاتے ہین شاہجہان اباد کے مدرسہ مین ترجمہ ... بموجب حکم سکرتری سوسائٹی
کے کتاب حدایق البلاغت کا ترجمہ جو اصلمین شمس الدین فقیر کے تصنیف ہے زبان اردو
مین اس شخص نے بہت اچھا کیا ہے جو حق ترجمہ ہوتا ہے وہ ادا کیا ہی یہہ ترجمہ درمیان
سنہ ۱۸۴۲ع کے سید عبد الغفور کے اہتمام سی سید الاخبار دہلی مین درمیان کوچہ چیلون کے
چھپا بعد ازان سنہ ۱۸۴۴ع مین میرے اہتمام سے بھی مطبع رفاہ عام واقع حوض قاضی مین
چھپا اور ایک شرح سہ نثر ظہوری کی سید محمد خان بہادر منصف شاہجہان آباد کے چھاپہ خانہ
مین عبد الغفور کے اہتمام سے یکم جمادی الاول سنہ ۱۲۶۰ ہجری مطابق بستم مئی سنہ ۱۸۴۴ع کو
اونکے تالیف سے چھپی۔ اور ایک شرح الفاظ مشکلات چند بہار کے بھی اونکی تالیف
سے درمیان اسی سال یعنی سنہ ۱۸۴۷ع کے چھپی ہے۔ اور ایک رسالہ ایک معما کے حل مین
اونہونے بہت خوب تصنیف کیا ہے اوسمین ایک شعر سے سات سو نام نکلتی ہین۔ ایک
رسالہ آنکے تصنیف فن معما مین بھی بہت اچھا ہے۔ ایک اردو زبان کے شعرا کا مجموعہ
اونہونے طیار کر کے اوسمین غزلیات اور گیت گانے بجانے کی مع تعریف قصیدہ اور
بیان بحور و وزن کے یعنی رباعی و قطعہ اور مسدس وغیرہ کے چھپوایا ہی یہہ انتخاب
سنہ ۱۸۴۶ع مین چھپ کر طیار ہوا یہہ صاحب بجز فارسی شعر کے اردو شعر نہین کہتے مگر چند
شعر اونکے تصنیف کے حدایق البلاغت کے ترجمہ میں اردو مین یہہ غزل اونکے وہ ہے
جو بارھوین تاریخ شعبان سنہ ۱۲۶۲ ہجری کو میری مکان پر مشاعرہ مین تشریف لا کر اونہونے
پڑھے تھے ع

کافر نگاہ و دشنہ گذار از سیاہ کیست — در خون تپیدہ بسمل من داد خواہ کیست
کشتن گران ز شکوہ بطلعت گناہ من — خستن بحرف غیر دل من گناہ کیست

قسم دوم

۴۱۶ گفتے کہ میکشد دلم امشب بیک طرف — رشک آیدم کہ جذبہ بخت سیاہ کیست
ان غمزہ دین کمین مدد از چشم و جور از و — این جان طرف نسبتن او در پناہ کیست
ہرکس کند دستہ بہار و خزان خویش — امروز تا قبول تو مشت گیاہ کیست
عشق و ہوس بجوے تو زین کار نگذرد — تا جذبہ در فسون کدام و در آہ کیست
این شبنم عرق کند از پاک دامنت — بیباک نرگس تو ندانم گواہ کیست
سنبل مرا ز پہلوے گل مے برد ز خویش — این طرہ سر کشادہ ز طرف کلاہ کیست
صہبائی از عشوہ شوخے نداد دل — این اضطراب چشم امیدے براہ کیست

رمز

صاحب عالم مرزا فتح الملک شاہ بہادر المتخلص بہ رمز اونکو مرزا فخرالدین بہت لوگ کہتے ہین یہہ بادشاہ زادے بڑی قدر اور رتبہ کے معزز و ممتاز بیٹون بادشاہ ابوظفر بہادرشاہ کے ہین شعر گوئے کا اونکو بہت شوق ہے رات دن اسمین مصروف رہتے ہین خیال اونکا بناسے شعر پر ہے شل اور کمالات کے منحصر رہتا ہے ہر مشاعرہ مین میرے مکان پر اونکے غزل ایک آدمی اونکے طرف سی لاکر پڑھا جایا کرتا تہا بادشاہ اونکو بہت پیار رکہتے ہین عمر قریب بیس یا بائیس برس کے ہوگے سواری اونکی بہت دہوم دہام سے جلو کے ساتھ نکلتے ہے گانا بجانا سنے کا اور رقص دیکہنے کا بہت ذوق ہے یہہ بات تو تمام خاندان تیموریہ سے حقین گویا منحصر ہوگئے ہے بائیسوین [۲۲] تاریخ ماہ شوال کو یہہ غزل اونکی پڑہی سکے میرے پاس اونہونے بہجوادی تہی ؎

اوس بیوفا سے دیدہ و دل ہستہ جاہ کے — ہمنی تو اپنی آپ سے ہے حالت تباہ کے
ایسا لگاو تیر نگہ تم کہ ہو بلند — ہر زخم و دل سے تیرے صدا واہ واہ کے
کیا روز ہے مین نور ہی رخسار کا تیرے — ظلمت سے ہے شب مین ہے تیرے زلف سیاہ کے
معلوم ہوگے داور محشر کے سامنے — پرسش ہوئے جو مجہ سے کسی دادخواہ کے

طبقہ چہارم

امتحانہ جانتے ہے جو اے رمز تم اسے		کیون جان ایک غیر کے پیچھے تباہ کے ۔ ۷۱ہ

صابر

مرزا صابر ایک بادشاہ شاہزادے ہین قلعہ شاہجہان آباد مین رہتے ہین اونکو بیٹرون کے پکڑنے اور لڑانے کا بہت شوق ہے جب اس شوق سے فرصت پاتے ہین شعر بہے کہتے ہین میرے مکان پر مشاعرہ بارہوین شعبان سنہ ۱۲۶۱ ہجری کو یہہ شعر اونہونے پڑہی تہی مینی داخل چہرہ مشاعرہ ہے کچہ بین انتخاب اونکا یہہ ہے ؎

حال اونکے بہولنے کا ہم جو لکہوانے لگے		سہو کاتب سے ہزارون حرف رہجانے لگے
آتی ہی بندیکے گہر سو کام یاد آنے لگے		دو گہڑی بیٹہی نہین صاحب کہ گہبرانے لگے
وضع بیباکانہ ہے غیرون سے اور مجہسے حجاب		مجہسے شرماتے ہو کیا تم مجکو شرمانے لگے
سنتم آئین الفت مین ہوئین یہانتک کہ آب		غیر سے میری محبت کے قسم کہانے لگے
صبر و دل جب دیچکا پہر جانکے طالب ہوئے		ابتو صابر وہ زیادہ پانون پہیلانے لگے

شہرت

مرزا آغا بیگ شہرت شاگرد رشید جناب مفتی محمد صدر الدینخان بہادر کا ایک بادشاہزادہ ہے اوسکو بہت شوق شعر کہنے سے ہے مدت تک اپنے مکان پر مشاعرہ کیا اوسکے مکان سے موقوف ہوکر میرے مکان پر جاری ہوا تہا یہہ مشاعرہ سنہ ۱۲۶۱ ہجری مین اونکے مکان پر ہوا کرتا تہا اگرچہ اونکو سبہہ بیٹر لڑانے وغیرہ کا شوق ہے مگر شعر گوئے کا بہت زیادہ اشعار اوسکے بہت اچہے ہوتے ہین ہر مشاعرہ مین تحسین اور آفرین ہوتی ہے بائیسوین ماہ شوال روز یکشنبہ سنہ ۱۲۶۱ کو یہہ شعر اونہونے میری مکان پر مشاعرہ مین پڑہی تہی عمر اونکے ان ایام مین تیس برس کے قد میانہ ذکی الطبع عقلمند آدمی ہے تکلف بنا سنوار رہتا ہے دیوان اپنا مرتب کرتا ہی وہ شعر یہہ ہین انتخاب لکہا جاتا ہے ؎

اٹہی تو نالہ کش ہوئے بیٹہی تو آہ کے		کیا یاد ہم کرین سے کہ ہمسے بہ چاہ کے ۔ کر

اونے مجھی کو اس کیطرف کھینچ لی چلی — کیا ہی پلٹ گئے ہیرے تاثیر آہ کی
یہان تک توہے بخشش عصیان پہ نازشے — اتنا بہی توبہ کرتے نہیں ہم گناہ کے
ہرایک وہان ہے دیکہہ تجہے لوٹ ہو گیا — محشر مین بے کسی نہ تیرے داد خواہ کے
شہرت سا پارسا ہی کہپا دیے کے طرف — الدری تنک ہیرے کافر نگاہ کے

فسون

مرزا منجہلے فسون ایک بادشاہزادے ہین شاہجہان آباد کے قلعہ مین رہتا ہی مجہسے بہی اوسکے ملاقات اکثر مشاعرہ مین اپنے مکان پر ہوتے ہیں اچہا شعر کہتا ہی ہر مشاعرہ مین درمیان ۱۲۲۰ھ ہوتے ہیں میری مکان پر آکر وہ غزل خوانی کرتے ہین ہر ایک غزل مین سے شعر منتخب کرکے لکہتا ہون وہ یہہ ہین سہ

الدری جذبہ دل مضطر کہتیر کا — باہر ہماری پہلوکے سوفار ہے نہین
کچہہ آپ سے آپ دل بہر ا اٹہا جاتا ہے — ظاہر مین تو اب مین ہمیار بہی نہین
چلتی ہے چلی مرگئے ہم کوچۂ عشق مین — جو سہل جانتے تہے وہی سخت راہ تہے
مارا تو ہوتا جان سے ہمین اور رقیب کو — دونوکے آزمانے ستمگار رہا ہے تہے
رکہتی بلبل ہی ہے کچہہ دردِ جگر اپنا سا — نالہ کرتے ہیں جو یہہ اٹہہ ہیں اپنا سا
مونظارہ ہوئے ایسی کہ یہہ رونے لگے — محفل غیر کو ہم سمجہے ہین گہر اپنا سا
وہ جانے کے آئی ہی ہم ہوگئے رخصت — بہولین گے نہ یہہ جشر تلک ظلم قضا کا
دیوانہ سا پہرتا ہے فسون روتا جو ہر سو — یاد آگیا ہنسنا اوسے کس ہوش ربا کا

طالب

منشی محمد خان طالب شاگرد حافظ عبدالرحمن خان احسان کا اٹہائیسوین رجب ۱۲۲۰ھ ہجری کو دہلے مین لال کوئی ہیں مشاعرہ مین اگر غزل مجکو سناتے ہیں جسکے یہہ چند شعر لکہتا ہون اون ایام مین عمر اوسکے اٹہارہ برس کے تہے شعر یہہ ہین سہ

طبقہ چہارم

کون ہے بسمل شمشیر نظر اپنا سا — یا تڈال اپنا سا یا سپر اپنا سا

جو صد دہر میں ہی کون بشر اپنا سا — لی جگر اپنا سا یا داغ جگر اپنا سا

شام کو ہے کہا تم سا کوئی بھی ہے کہا — ہم دکہا دینگے تجہی وقت سحر اپنا سا

سرور

نواب غلام حسین خان بہادر سرور ولد نواب زین العابدین خان عارف کے میری اونکی ملاقات
ایکدفعہ اس طور پر ہوئی کہ نواب زین العابدین عارف یعنی اونکے بیٹے جو میری بہت دوست
اور مہربان ہیں اونکی بیماری کی خبر کو اونکے گہر پر گیا تہا او سنا ہے یعنی اونکو دیکہا قریب ساٹہہ
برس کے اونکی عمر سنہ ۱۲۶۱ ہجری میں ہے گہر سی باہر اپنی کہیں نہیں جاتے وجہ معیشت سے بیفکرے
ہی گہر بیٹہی رہتی ہیں فکر شعر و سخن کا ہو کرتی ہیں اچہا شعر کہتے ہیں مدت سی اونہوں نے شعر کہنا
چہوڑ دیا تہا جن ایام میں میرے مکان پر مشاعرہ ہونا شروع ہوا اونہوں نے بہی ایکدفعہ ایک
غزل اپنی خلف الصدق عارف مذکور کی بدست روانہ کی تہی بعد تحسین اور انکے
داخل ہر چہ مشاعرہ ہوئی اوسکا انتخاب لکہتا ہون ؏

آسمان سے کبھی سے دکھانا اگر نہیں — میں سب ہے تو وہ بشر ہوں کہ رکھتا جگر نہیں

ہی یہ قصور چشم جو آتا نظر نہیں — دیکھو جدہر اوسے وہ اودہر کدہر نہیں

پہیرے گلے پہ ہمنے چہری اپنی ہاتہہ سے — صاحب کسیکو کرتے ہیں تنگ اسقدر نہیں

رکھتی ہیں یہ کمال کہ رکھتی نہیں کمال — آتا ہے وہ ہنر کہ کچہ آتا ہنر نہیں

ہمکو تو لاکہہ طرح کے راہیں لکھائیاں — آتا کسی طرح وہ مگر راہ پر نہیں

دشمن بیٹہے گلوں پہ چہری پہیرتے ہو روز — میری جا ہے ذبح کرنے پہ کچہ منحصر نہیں

باہر نکل کے آپ سی پہر آپ میں نہ آ
سرور اب ہے خوب جہانمیں سفر نہیں

اشکی

قسم دوم

۴۴۰ تخلص ایک بادشاہ زادے کا ہے نام اوسکا غلام محی الدین خلف الصدق مرزا غلام حیدر صاحب دہلوی کا بارہوین شعبان ۱۲۲۸ ہجری کو میرے مکان پر مشاعرہ میں آکر یہہ دو غزل جنکا انتخاب لکہتا ہون پڑہی تہین طبع مستقیم اور ذہن سلیم رکہتا ہے قلعہ مبارک شاہجہان آباد مین رہتا ہے عمر اوسکے قریب چالیس برس کی ہے یہہ بادشاہزادہ شاہ عالم کے پوتون میں ہے شاگرد میر نظام الدین ممنون کا ہے لیکن چونکہ چند سال ہوئے کہ ممنون نے انتقال پایا اسلئے اب مولوی مفتی صدر الدین خان بہادر سے اصلاح لیتے ہین قد لمبا سفید پوشر اکثر رہتا ہے اور ثقہ پن ہے ظاہر صورت سے ہویدا ہے اشعار اوسکے یہہ ہین ؎

قبر مین بہی سوز غم تیرا لگا کر لیگئے — داغ ہم سینہ کا سینہ مین چہپا کر لیگئے
دیکہنا بے ضبطیان میری کہ کس نے کہا — مین خفا تہا وہ مجھے آئی منا کر لیگئے
ہم تیرے کوچہ مین آتے ہی دبے تہے — تہمت آوارگی سر پر اٹہا کر لیگئے
حشر کو کیجے گا کیا گو اب دم بسمل یہان — دامن اپنا تم میرے خون سے بچا کر لیگئے
صبر تہا طاقت تہی دل تہا کیا ہمارے پاس تہا — ہوش باقی تہا سو کل وہ بے تم آکر لیگئے
گو رقیبون نے چہپائے پیر ہمارا مدعا — وہ لگا ہو لگا لگا ہوئین چرا کر لیگئے

وله

احوال ہمارا نہ عبث پوچہہ مسیحا — یہہ درد ہے دل مین کہ بیان کر نہین سکتے
کیون خواب مین پوشیدہ نہین آپ ہمین آتے — اسمین تو رقیب اور گمان کر نہین سکتے

رسا

مرزا کریم الدین صاحب ایک بادشاہزادے ہین نئے شوقین سخن گوئی اور شعر خوانی کے جن ایام مین درمیان ۱۲۲۶ ہجری کے میری مکان پر مشاعرہ ہوتا تہا مینے اونکو دیکہا تہا سب شاعرون سے پہلی آتے اور جبتک تمام شاعر نہ پڑہتے بیٹہے رہتے گرچہ اونکے پڑہنی کے نوبت دو تین شخصونکے بعد یا اول یا بیچ مین آتے مگر تا تمام

طبقهٔ چہارم

مشاعرہ ہرگز نسنے تہرا ویکے اوس سال مین قریب ستر برس کے تہے بہت ضعیف تہی مگر [illegible]
عاشقانہ کی نمایش مین مثل جوانون کے جوش و خروش رکہتے تہے ۔ مرزا رحیم الدین حیا
جو تمام بادشاہزادون مین ہمارے ایام مین شاعر مشہور اور ریختہ اور استاد مشہور مین جنسے
چند سلاطین وغیرہ اصلاح لیتے ہین وہ انہین سے تربیت یافتہ ہین مرزا کریم الدین مذکور
بیٹے اونکے والد مجہسے ایک روز یہہ بیان کرتے ہین کہ مینے اپنی بڑی بیٹی حیا کو بہت اصلاح
شعر کی دیے اور لڑکپن سے اوسکے طبیعت کو شعر خوانی اور سخن گوئی پر مائل کرکے شاعر
کامل ایسا بنا دیا کہ اب مجکو وہ نام رکہنے لگا اور نامی شاعر ہو گیا یہہ بات سچ ہے کہ اونہون نے
حیا پر اول مین بہت محنت کی بعد ازان جب وہ شعر کہنے لگا اور سن تمیز کو اچہے طرح پر پہنچا نصیر
سے اصلاح لے اور پہر اور استادون سے اصلاح لیکر اچہا شاعر ہو گیا بالفعل میرے زمانہ مین رسا
مذکور اپنے دوسرے چہوٹے بیٹے پر ندا پر بہت محنت کرتا ہے چنانچہ اوسکو چند بار میرے مکان مشاعرہ
مین لاکر شعر پڑہوائے گرچہ یہہ یقین نہین ہوسکتا کہ اوس نابالغ لڑکے نے کہ ابہی دس یا
گیارہ برس کی عمر رکہتا ہے یہہ شعر کہے ہونگے مگر اسمین بہی شک نہین اوسکو رسا مذکور نے آپ کہکر
دیے ہی اور نام اوسکا اوسمین ڈالدیا ہو جیسا کہ آگے بیان کرتا ہون بہر تقدیر رسا ایک شاعر
اوسط رتبہ کا ہے نہ بڑے شاعرون مین نہ چہوٹون مین گرچہ استعداد کتابی اوسکو اتنی ہے
نہین کہ الفاظ صحیح عربیہ کو جو اردو مین مستعمل ہوتے ہین صحیح حروف مین لکہے کیونکہ اکثر انکے
اشعار جو وہ میرے مکان پر ہمراہ اپنے اپنے ہاتہہ سے لکہہ کر لاتے تہے اونمین ایسے غلطیان بہت تہین
یعنی بجاے طا کے تا اور برعکس غلطیہ بہت کرتے جو کم پڑہنے مین آوے اشعار اوسط رتبہ
کے کہتے ہین نہ بہتر نہ بدتر مگر رحم دل اور خوش خلق اور سادہ آدمی ہین دغا اور فریب ا
اونکو مطلق نہین آتے ایک دفعہ مشاعرہ مین آئے تہے رات کو مینہ برسنے لگا بہت شدت
وجہ سے بسبب بعد مکان کے ہوئی کیونکہ مشاعرہ قاضی کے حوض پر مبارک النسا بیگم
کے مکان مین جو میرے پاس کرایہ کو تہا اور وہ قلعہ مین رہا کرتے تہے قلعہ مین اور [illegible]

قسم دوم

قریب مین پہر قدم ہسکے فاصلہ تہا وہ جو نکہ تن تنہا تہے اسلئے بہت گہبرائے کہ راہ مین شب
نہو اور سنسنی اور کچہہ وقت ایک خواہش یا اندیشہ ہو قمار ضرور ظہور مین آوے گی تمام گہڑی جو آ
ہو جائنگے مین ایک اپنی لڑکی کو سے میان نجا اونکی ہمراہ روشنی کرکے روانہ کیا راہ مین اوسنے
اوسکا جوتا پہن لیا اپنا جوتا جو نکہ بیش قیمت تہا اوسکو دیدیا کہ تو پہن وہ ننگے پیر اونکی ہمراہ
جوتا اونکا اٹہائے ہوئے گیا جب گہر پہنچے اوسکو ایک جوتا نیا اوسکے جوتے کی قیمت سے زیادہ
قیمت کا بخشا اور اوسکا جوتا بہی پہیر دیا اور کہا کہ تو آیا کہ مین تجہکو خواہش کیا کرونگا تو نے مجہپر
بہت احسان کیا ہے ایک دفعہ کی تیری احسان سے مین بہت محظوظ ہوا ہون سارے عمر یہہ تیرا
احسان مجہپر رہیگا اشعار متفرق اونکی بہت ہین دیوان مرتب نہین ہوا ہر مشاعرہ مین وہ جاتے
ہین یہہ شعر اونہون نے بارہوین تاریخ ماہ شعبان ۱۲۶۱ ہجری کو سنائے تہے وہ یہہ ہین

باز آستا تو ہمکو بہت عشوہ گر نہین
کرتا کسی پہ ظلم کوئے اسقدر نہین

اوس بن وبال جان ہوئے زندگی ہمین
آیا نظر وہ جب سے ولا مو کمر نہین

گو نزع مین ہون مین تیری بن آئے جانثو
کرینگے جان ہم تیری تن می سفر نہین

اس شاعر کی شعر بہت سلیس اور صاف صاف زبان اردو مین ہین کسی کے طور سے
نہین ملتے مگر اون استادونسے جو وسط رتبہ کے ہین

حیا

مرزا رحیم الدین حیا بیٹے مرزا کریم الدین رسا مذکور کے اس شاعر کے عمر قریب چالیس
برس کے تہا انتیسوین شعبان ۱۲۶۱ ہجری کو وہ میرے مشاعرہ مین تا- ضے کی حوض پر تشریف
لائے اونہین ایام مین وہ بنارس سے آئے تہے ابتدا مین اپنے والد رسا مذکور سے اصلاح
لیتے ہے پہر میان نصیر سے اصلاح لیے آخر مین شاید میان ذوق سے بہی نسبت تلمذ کے
پیدا کی شعر بہت اچہا کہتے ہین بادشاہ زادون مین کوئے شخص اونکے برابر بدیہہ گو اور
تیز فکر نہین ہے اکثر سلاطین وغیرہ اونسے اصلاح لیتے ہین مدت دراز تک شاہجہان آباد مین رہے

طبقہ چہارم

کوچ کرکے بنارس مین جا رہے اور ہر ایک شاعر ہین اونکو جانیکا شوق ہے غم اوستادی کا
ہر ایک شہر مین جہان وہ گئے ہین بہت شاگرد کرکے بلند کیا فضل وار دشاہجہان آباد مین قلعہ مین
رہتے ہین اونکا دیوان ہے مینر متناہی کہ مرتب ہوا ہے یہہ اشعار اٹھائیسوین شعبان کو اونہونے
پڑھے تھے میری بہی ملاقات اوس روز اونسے ہوئی اور ایک دفعہ پہر بہی ہوئی تھی
ظاہرا خوش طبع اور ذہین اور نیک فطرت شیرین کلام بدیہہ گو ظریف آدمی معلوم ہوتے
ہین یہہ اشعار اونکے بہت اچھے ہین ~

زکہ چہ بہا ہے دل حزین کا نہ بہی یہان دلحزین کا ۔۔ ہوا نہ یہہ آپ بہی نہین کا نہ ہے نے رکہا مجہے کہین کا
پس از قضا بہی رہا تڑپتا اگر لحد مین مکین کا ۔۔ تو زلزلہ مین طبق رہیگا ہر ایک محشر تلک زمین کا
ہٹا نہ آگے کو پاؤن ہرگز گلے سے اونکی کسی چیز کا ۔۔ اثر ہے صحرا کربلا کا بتونکے کوچہ کی ہر زمین کا
فراق جانا نہین کرین رو کر پوڑ ... گوشہ آستین کا ۔۔ نہ آسمان کا ملے ٹہکانا نہ ہاتہ آئے نشان زمین کا
وہ جان شیرین کہ جسکی لالی ہوئی ہے پیدا تبسم سے لب ہم ۔۔ وہ دل کہ جسکو نگین بنایا سو آج گشتہ ہے تیغ کین کا
عذاب نار سقر ہی جیسا تو لگا ایک محشر مین اوسکے آگے ۔۔ کریگا منہ ہیرا خوب کالا یہہ داغ کالا ہے جبین کا
پہیر کا کل کو اوس کے ہردم ضرر کرا اہل ... یہہ ہر اک غم ۔۔ کہین وہ زلف سیاہ پر خم نہ سانپ ہوجائے آستین کا
عجب نہین ہے کہ وقت مردن بہار رہتے ہے حور بنکر ۔۔ کہ ہم پیہ رکہتی ہین عشق در پر جہان ہین انگشتری نگین کا
جگر سی کہینچون گر ایک نالا تو دو نو عالم ہون زیر و بالا ۔۔ زمین طبق ہو نہ آسمان کا اور آسمان ہو طبق زمین کا
میری جنازہ پہ ہو نمایان یہہ بیکسی کیون کہ ہوئین کشتہ ۔۔ نگاہ پر سحر و فتنہ انگیز غمزہ آمیز و سر گمین کا
ہزار جا کے مجھے سلایا اور اسپہ ہو چاک مین غدا یا ۔۔ مین دیکہے جیسے بار آیا کہین یہہ ہو نہ ہو زمین کا
جو کوئی کہتا ہے اونسی جاکر حیا کو پہر ہو گیا ہے سودا ۔۔ تو وہ یہہ کہتے ہین میرے آگے کرو نہ تم ذکر ہر کہین کا

ندا

مرزا حسین الدین ندا بیٹے مرزا کریم الدین رسا کی عمر اونکی قریب بارہ برس کے درمیان
سنہ ۱۲۶۱ ہجری کے تھے جن ایام مین کہ میرے مکان پر مشاعرہ ہوا کرتا تھا وہ بہی ہمراہ اپنے

والد بزرگوار رساندکو رنکے مصرعہ پر چیز غزل کہکر لایا کرتی ہتے اور باواز بلند پڑھا کرتا تہا سب حاضرین مجلس مشاعرہ اوس لڑکی کو دیکہہ کر بہت تعجب اور اوس کی بکار کی پرشہ نے یہ بہت تعظیم کرسکے بہ پاکر آتا تہی کہ یہہ غزل اوسکی والدسنے اوسکی نام پر کہہ دیے ہر اور یقینا ایسا ہی ہوتا تہا کیونکہ اکثر شعر اوسکے بہت اچہی ہوتے ہین اس عمر مین باوجود کم سنی اور نہ جاننے زبان فارسی و عربی کی اور بے ابتدائی سے کیسا چہرہ اوسی اسطرح کے شعر کہنے پر قادر ہو سکتا ہے ظاہرا یہہ رائے سب کے سچ اور ٹہیک تہی اگرچہ اوسکی والد کہا کرتی ہے کہ یہ غزل اسی کے کہی ہوئے ہیں مین نے بنظر اصلاح کہین سے بنا دیا کیونکہ مرح باپ حق پسر کے قبیلہ سے تہی اشعار اوسکے یہہ ہین ؎

نہ گل ہون نہ بلبل ہون نہ غنچہ نہ صبا ہون	اس باغ جہان مین نہین مین جانتا کیا ہون
آزردہ کیا دل میرا ایک بات پہ تونے	اور کہتا ہے تو یہہ سی کہ نہین تجہسے خفا ہون
رکہتا ہی دلے مجہی محبت جو پریرو	اوسکی ہی محبت کا مین دم بہرتا مرا ہون

بشر

مرزا غیاث الدین بشر ایک بادشاہزادہ ہین گانی بجانی اور راگ ناچ دیکہنی کا اونکو بہت ذوق ہے ایک رنڈی سب اونکے پاس ہمیشہ نوکر رہا کرتے ہیں عیاش آدمی ہی شعرون اونکو برملا اونکو بہت شوق ہی قریب تیس برس کے اونکی عمر ہے نشست اونکی باہر قلعہ کے ایک باغچہ مین جو متصل بلاسے بیگم کوچہ کی ہی ہوتے ہی چونکہ طبیعت سلیم ہے گاہ بے گاہ فکر سخن بہی کرتے ہین مینے بہی اونکو بہت دیکہا ہے اکثر مشاعرہ مین سب بے میرے مکان پر آتی ہین چنانچہ اٹہائیسوین ماہ شعبان ۱۲۶۳ ہجری کو جو اونہونے میرے سامہنی شعر پڑہے تہی اونہین سے انتخاب کرتا ہون ؎

دعوے ہے محبت مین جنہین مہر و وفا کا	وہ تجہسے گلا خاک کرین جور و جفا کا
آمان کہا سچ مین کیون آتے ہو اوسکے	ایدل نہ گرفتار ہو اوس زلف دوتا کا
پہنچا ہی میرے خاک اگر کوچہ مین اوسکے	احسان نہ ہو کیون مجہی مین باد صبا کا

قسم دوم

۲۲۵ جو صدقہ باغ ہو برباد ہو — کوئی ہو گلچین ہو یا صیاد ہو
سرو قدوں سے اگر پالا پڑا — خوب سیدھا باغ ہی شمشاد ہو
تم وہ ہو مر جائیں تو بے غم ہو — عیش ہو عشرت ہو خوش ہو شاد ہو

کیف

فضل احمد نام متخلص بکیف شاگرد صبا عمر اونکے قریب پچیس برس کے سنہ ۱۲۷۳ھ میں ہی

کیونکر ہیں نہ دلکو تصور وصال کے — کچھ پھر بندہی نہیں میرے مرغ خیال کے
فصل بہار آئے تو میخواریاں کریں — قاصد [illegible] شہر سے [illegible]
وہ ہم نہیں کہ آف کریں سوز فرقت سے — منظور [illegible]

عدم

واجد علی خان صاحب خلف الصدق رستم خان لکھنوے عمر اونکے چھبیس برس کی سنہ ۱۲۷۳ ہجری کی پیدایش فارسی پڑھے ہیں شاگرد آتش کے فرخ آباد وغیرہ گرد نواح لکھنو کا اکثر سفر کیا روزگار پیشہ نواب محمد جعفر خان صاحب کے سرکار میں داروغہ [illegible] بارود ہیں یہ شعر اونکے ہیں

ستم گر میں جفا جو میں بہت بیداد گر ہیں — حسینوں [illegible] کہ جو جلاد تر ہیں
آہ کھینچونگا میں جس روز قیامت ہوگی — کانپ جائیگی زمیں چرخ پہ آفت ہوگی

وزیر

خواجہ وزیر متخلص وزیر شاگرد ناسخ بعد مرنے ناسخ کے فقیر محمد خان گویا نے استاد سے اصلاح لی عمر اونکے قریب پچپن برس کے سنہ ۱۲۷۳ھ میں پیدایش لکھنو کے ابتدا میں شعر کہتے تھے بارہ برس سے نہ کہا بعد ازاں پھر کہنے لگے کہتے ہیں کہ بسبب ترک دنیا شعر کہے چھوڑ دیا تھا اسلئے بارہ برس شعر نہ کہا صاحب دیوان کلاں ہیں

یاد جب آ رہی [illegible] — رات گل تکیہ سے [illegible]

طبقہ چہارم

نشست و شوا اشکو نسے کرون ہر اکحسرت ڈیہ   گرد دامان نگہ ہونہ غبار عارض   ۴۲۹

ایک دیوان اونکا بہت بڑا اول مین جو اونہونے طیار کیا تہا کسے شاعر نے چرا لیا تہا اب اونہونے ایک اور دیوان طیار کیا ہے کسیکو غزل اپنی نہین دیتے جبتک کہ وہ چہپکے مشہور نہ ہو جائے اور وہ شخص اونکا شاگرد یا دوست تہا جسنے وہ چرایا تہا

اظہر

تخلص شیخ کرامت علی رہنیوالا لکہنو کا ہے اسکا حال اور ہمکو کچہ ظاہر نہین ہوا مگر ایک قطعہ تاریخ فسانہ عجائب کا جوکہ تصنیف میر رجب علی سرور کا ہے اوسکے تاریخ طبع کے جو اسنے لکہے ہے اس سے معلوم ہوا کہ شاعر ہے اسلئے وہ قطعہ لکہا جاتا ہے

این کتاب جان عالم چون حسن قد بود طبع   معنے نورا علے نور ازوی آمد در ظہور

خامہ اظہر پئے تاریخ وقت انطباع   زد رقم از طبع باشد جان عالم پر سرور

۱۲۵۹

اظہر

تخلص غلام محی الدین خلف الصدق غلام حسین سرور کا یہہ شاعر پارسی گو تہا جہانآباد کا ہے اور اصلاح سخن کے میر فرزند علی موزون سے اوسنے لی ہے تعلیم اطفال مین عمر بسر کرتا تہا کانپے کو چلا گیا تہا اور باپ بہی اسکا پیشہ مطلے مین در میان دیار شرقیہ کے ایلچیات پورے کرتا تہا سہ

رکہتی ہے ہر یجان کو مضطر تپش دل   دکہلا ئیگے ہنگامہ محشر تپش دل

برق

تخلص قاضی نجم الدین نام مولد اسکا سکندر آباد نیک بنیاد بفاصلہ بیس کوس جانب شرق دہلی کے واقع ہے عمر قریب بیس بائیس برس کی ۱۲۶۲ھ مین رکہتا ہے آباء و اجداد اوسکے قدیم سے عہدہ قضا قصبہ سکندر آباد پر مامور رہتے چنانچہ اب تک قاضی کہلاتے ہین عم بزرگوار اوسکے قاضی محمد ضیاء الدین اوسی قصبہ کے

۴۳۰ قاضی ہین اونکے اجداد مادری اوسکی قصبہ بلند شہر کے قاضی ہین چند سال سے وارد شاہجہان آباد
ہے حلیہ اوسکا یہہ ہے تمام سر پر چھوٹے بال سانولے رنگ مایل بہ سپیدی بلند قد اکثر غرارہ دار
پاجامہ پہنے سے شوق ہے ایک لکڑی بے گاہے گاہے ہاتہہ مین رکہتا ہے تفریح کنان بازار
وکوچونمین اکثر پہرتا ہے گاہے گاہے اس عاجز سے بہی ملاقات ہوتی ہے میر حسین تسکین
کے شاگرد ہین جوکہ نامور شاعر شاگرد حکیم محمد مومن خان صاحب کے ہین مسلک سے خیال صحیح
رکہتا ہے اور رنگ فکر بہی بہت اچہا کہتا ہے خوش طبع شیرین کلام خوش خلق ہنس مکہہ
وارستہ مزاج رندانہ مشرب ہے یہہ چند اشعار لکہتا ہون ــ

تاثیر کچہہ بہی ہو وے تو رونیکا ڈر نہین — ناحق تو کر خراب نہ چشم تر نہین
وان زخم کہا کے ہمنے جہان چارہ گر نہین — گم کی وہان ہے راہ کہ جس جا خضر نہین
کر دیکے نگاہ پہر دیکہتے تو ہین — کیونکر کہین کہ آہ مین اپنی اثر نہین
محشر مین کیونکہ جلوہ دیدار دیکہتا — انکہونکے سامنے تیری زلف سیاہ تہی
تیرے سہمے ہوتےکے خواہشر ہوے ہین — ورنہ ہمارے دل مین فقط تیری چاہ تہی
رات بہر سر کو یہہ غم مین تیرے ٹکرایا ہے — کہ میرے ہاتہہ سے نالان در و دیوار رہے
امتحان جذب محبت کا تو کرلین اے دل — ورنہ ہے چند قدم کوچہ جانانہ ہمے
جان جاتی ہے جو گردن سے جدا ہوتا ہے — ہاے کیا خنجر قاتل مین مزا ہوتا ہے

جوش

نیاز احمد ساکن قصبہ کرانہ شاگرد شیخ محمد ابراہیم ذوق عمر اسکی اٹہارہ یا انیس
برس کی ۱۲۶۸ھ مین بچپن سے دہلی مین وارد ہوا ہمراہ اپنے اقربا کے قلعہ
مبارک مین دسے جہد کی خواصونمین مسلک ہوا ابتک اوسی عہدہ پر سرفراز ہے اس شخص کا
ذہن بہت رسا اور طبیعت بہت سلیم ہے اکثر مشاعرہ مین اوسکی شعر اچہی ہوتی ہین جو
کہتا ہے شعر پر مضمون و موزون ہوتا ہے دربیان بارہوین تاریخ ماہ شعبان ۱۲۶۸ھ کے

طبقہ چہارم

اوسنے میرے مکان پر مشاعرہ مین اگر ایک غزل طرح کے جو پڑہی ہے تیرا اوسمین سی چند ۱۲۴۱ه
شعر انتخاب کرتا ہون وہ یہہ ہین

کیونکر وہ ہاتہہ آوے کہ بیان زور زر نہین
ل دی کے ہر ایک آہ ہوا اوسمین اثر نہین

قسمت سے درد ہجر تو ہوا ہمکو وہ نصیب
جس درد کا کہ چارہ نہین چارہ گر نہین

ہی فکر یہ کہ تو نہ پشیمان ہو بعد قتل
ورنہ ہمین تو مرنیکا کچہ اپنے ڈر نہین

قسمت ہی مین نہین ہے شہادت وگرنہ یہان
وہ زخم کون سا ہی کہ جو کارگر نہین

کیا کر سکے ستم کو دل تہا نازک ہی نازنین
اچہا ہوا کہ نالہ مین اپنے اثر نہین

سجدہ مین کیون پڑا ہی ارے او شراب
ای جوش میکدہ ہے خدا کا یہہ گہر نہین

اتہا ستوین شعبان کو یہہ غزل پڑہی ہے جسکا انتخاب یہہ ہے

کیون غل ہے میری نعش پہ کو چہ صبا کا
رونیکا نہین وقت یہ ہے وقت دعا کا

پوچہے کوئی کیا مین بگاڑا تہا صبا کا
اوس کوچہ مین اوسنے جو اوڑایا میرا خاکا

کہتے ہین کہ یارونے طبیبونکو بلا کر
کل حال دکہایا ترے بیمار جفا کا

بیٹہ سکے تو ضعف سے یہہ حال تہا اوسکا
سر پر نہ اٹہا سکتا تہا احسان دوا کا

چلائی ہے پر جوش خدا جانے کا ذار
کیا حال ہے آج اوس ہدف تیر قضا کا

مشتاق

غلام علی مشتاق دہلوی ہے شاگرد شاہ نصیر کا ہے سیتا رام کے بازار مین اوس کا مقام واقع ہے شعر اچہا کہتا ہے کبوتر اوڑانے کا بہت ذوق ہے اس سال مین عمر اوسکی قریب تیس برس کی ہے مجھے بہی ملاقات ہے اول مین بہت مرفہ حال تہا اب بسبب خرچ روزمرہ اور عدم روزگار کے بہت تنگ ہی یہہ شعر اوسیکے مین سے

اشکو نے تیرے مژگان لگی ہر آہ دیکھے
بجلی سے کیا چمک ہے عالم ہے گیا گہٹا کا

اے حبیب وہ گیتین سے ہر چاک تا بدامن
اب تو جو سکے تہون یہ حال ہے تہا کا

قسم دوم

۴۳۴ ہردم ستانہ مجکو چلی آئے اجل ہوا کہا — مشتاق مین ہون اسد مین قاصد صبا کا
کرتی سوال جا جا کر مجھسے عبث نہ دونگا — جب تک جواب وہان سے آوے نہ دلربا کا

جانصاحب

یار علی نام ریختی گوئی مین بہت مائل ہین چند ایام سے وارد اورنگ آباد ہے وہ سوا ریختی کے جو
عورتون کی زبان مین ہوتے ہے کوئی قسم کا شعر نہین کہتا بہت اچھا کہنے والا ہے حق یہ ہے
کہ داد شاعری اس ہزل مین بھی دیتا ہے سننے مین آیا ہے کہ اکثر مشاعرون مین وہ اپنی غزل
ایسی ہیئت اور صورت بناکر پڑھتا ہے کہ عورت ہی اوستی ظاہر ہوتا ہے بلکہ بعضی جاے پر لباس
عورتونکے آراستہ کرکے غزل پڑھتا ہے اوسکا ایک دیوان اس سال مین یعنی سنہ ۱۲۴۸ ھ
مین چہپ کر جمیع اطراف ہندوستان مین پھیل گیا ہے وہ دیوان میرے پاس بھی ہے اوسمین
یہ کمال کیا ہے کہ بجاے غزل کے غزلی اور ریختہ کے ریختی اور خمسے اور مسدسی اور واسوخت
وغیرہ سب نام عورتونکے مناسب رکھے ہین نوجوان لوگون کو جو شہوت پرست ہین
یہ دیوان بہت بھاتا ہے اکثر ہزلیات مثل ہزلیات سعادت یار خان رنگین کی اوسمین
ہین مگر اوس سے کم طرح ہے اسکی اور طرح ہے یہہ چند شعر اوسکے نقد اور اچھے انتخاب کرکے
اوسکے دیوان سے لکھتا ہون وہ یہہ ہین سہ

دکھ سے نے میری بھری بھابی کو مکھیال ہوا — میرے سر ڈھکنی سے بھابی کو بھی رومال ہوا
نامرد ہے نہ جورو سے ابتک خبر ہوا — قربان اس حیا کے تو اسال بھر ہوا
یہہ بدگمان ہے دل اوس نگوڑی بکٹ کا — لگایا سینے جو سرمہ موئے کا دل کہٹ کا
رات کو خواب مین سیلے نے کہا مجھسے — تونے پھر زندہ میرا نام کیا میرے بعد
سچ مین کہتے ہون ہر نشتر بجر آپ داماد — رہیگی عزت میرے بچی کی خدا میری بعد
قبر مین روح کو صدمہ بھی تیرے ہوگا مرزا — مت وت بچون پہ اگر ہو سکے خفا میرے بعد
کارخانہ مین خدا کے نہین کچھ دخل تو آ — بچہ تم پیٹے سے جنے بیاہ ہوا میرے بعد

بیاہ خانم کا کرونگی نہ مین زنہار کہین | آپ ہی اپنا بسا لے گے وہ گھربار کہین
رنڈی چل دور گئی مجھ پہ بہتان نکر | میرے بیری تیرے دشمن ہون گرفتار کہین
اونکے بن پوچھے مین تو چولھے مین گھونکر جاؤن | ہی یہہ دیڑ کا کہ ہو جائین وہ بیزار کہین
مردوے کہاتی ہون مین تیسون کا تو سونکی قسم | تیری بن پوچھے گئی ہون جو مین اکبار کہین
جا کی سسرال مین دوا سے دو بن خانم تو | پیچھے روزہ نہ کر بیٹھو اقرار کہین
روز کرونے کا بندے کو نہین ہے یوتا | تجکو خواہش ہی تو ڈھونڈو اور خریدار کہین
تم نہ آئین دل بہت تڑپا ہمارا رات کو | ذکر ای گنیان رہا کیا ... رات کو
ہوگیا دلبے کلیجا اوبہ مین تو مر گئے | گہر بہین سبے مہتاب کے توتا جو تارا رات کو
شرم کے مارے دوگانا جان مین تو مر گئے | پایجامہ جب میرا اوسنے اوتارا رات کو

اسطرحطے یہہ شخص شعر کہتا ہی کبہی اسنے مردونکے محاورات مین کوئی شعر نہین کہا سوائے گفتگو عورتون اور اونکی محاورات کی اور گچہہ اوسکو اچھا نہین معلوم ہوتا اور سچ یہہ ہے اسی سبب سے نام بہی اوسکا روشن ہوگیا اور سب مین مشہور جلد ہوگیا کیونکہ جب ایک وضع خاص اور سب سے علیحدہ کوئی شاعر اختیار کرلیتا ہی تو بہت جلد مشہور ہوجاتا ہے ورنہ ہزار ہا شاعر خوار پہرتے ہین کوئی کسیکا چرچا بہی نہین کرتا اس شاعر کے عمر ۱۲۶۲ھ مین تخمیناً ۶۴ - یا ۶۷ - برس کے ہوگی ان ایام مین وہ بہوپال کیطرف سے مین آیا ہے مسکن اوسکا لکہنؤ ہے

حسن

مولوی ابوالحسن فرزند مولوی الہی بخش المتخلص بہ نشاط برادر مولوی نور الحسن کے کاندہلا مین رہتے ہین اونکے تصنیف سے دو مثنویان اور چند رسالے ہین بالفعل وہ کاندہلا مین ہین ایک مثنوی کا نام گلزار ابراہیم ہے دوسری بحر حقیقت کہلاتی ہین مشہور ہے بہار دینی یہہ دونو مثنویان دیکہین اونمین تصوفانہ قصہ ابراہیم ادہم کا حال ہے اور عشق انگیز وہ مثنویان ہین عمر اونکے درمیان ۱۲۶۲ھ کے تخمیناً ساتھہ برس کے ہوگے سننے مین آیا ہے کہ اونکے

قسم دوم

۴ تصنیف سے اور رسالے بہت اردو مین ہین بہت نیک بخت اور پارسا اور خوش خلق سنی
مین آئے ہین یہہ تین شعر اوسکی ہین ؎

جواب لائیو قاصد شتاب نامہ کا — جواب نامہ نہو وے جواب نامہ کا

منفعل ہون دست و پا ہے مارنی سے وقت ذبح — کیون مین تڑپا جو تری دامن پہ چھینٹا پڑ گیا

گو تونی لپٹ کر نہ کیا ہمکو ذرا گرم — رہتے ہے تیری عشق مین چھاتی پہ سدا گرم

ظفر

تخلص بہادر شاہ بادشاہ دہلی کا ہی چند صفات حمیدہ جنسے متصف وہ ذات عالی مقدار ہی بیان کرتا ہون خط نستعلیق اور خط نسخ خوب لکھنا آتا ہے دونو خط بادشاہ کے بہت اچھے ہین اکثر تعلیمین اور آیات قرآنی جامع مسجد مین بادشاہ کے ہاتھ کی لکھے ہوئی مینی دیکھی ہین — شعر ایسا کہتی ہین ہماری زمانہ مین اونکے برابر کوئی نہین کہہ سکتا ابراہیم ذوق سی اصلاح لیتی ہین تیرہ یا چودہ برسکا عرصہ ہوا کہ تخت نشین ہوئے ابتدا مین ولی عہدی تہی اون ایام مین بہی انکی شعر بہت اچھی ہوتی تہی تمام ہندوستان مین اکثر قوال اور رنڈیان اونکی غزلین اور گیت اور ٹہمریان گاتی ہین ہر ایک قسم کے شعر کہنے کی اونکو قدرت ہی ایک دیوان بہت بڑا بادشاہ کا چھپا ہی اوسمین ہر ایک قسم کے شعر ہین — ایک شرح گلستان کے بہی بادشاہ کی تصنیف سے ہی وہ بہی مدت ہوئی کہ چھپ گئی اونکے شعر بہت اچھی ہوتے ہین چونکہ تذکرہ سابق مین بہت حال مع غزلیات حضور والا کی لکھہ چکا ہون اسلئے اب حاجت تکرار کی نہین لہذا یہ ایک قصیدہ جو انہونی مدح پیغمبر خدا کے کہا ہی داخل تذکرہ کرتا ہون درمیان سنہ ۱۲۶۳ھ کے شاید عمر حضور والا کے تخمیناً قریب ستر برس کی ہے یہہ قصیدہ بادشاہ کا ہی ؎

ای سرور دو کون شہنشاہ ذی الکرم — سرخیل مرسلین شفاعت گر امم

موکب تیرا ملایک و مرکب تیرا براق — مولد ہے تیرا مکہ و معبد تیرا حرم

رنگ ظہور سے تیرے گلشن رخ حدوث
نور وجود سے تیری روشن دل قدم

ہوتا کبھی نہ قالب آدم میں نفخ روح
ہوتا اگر خدا نہ محبت کا تیری دم

کرتا تھا جس سے مردہ کو زندہ دم مسیح
تھا شمہ تیرے خلق کا وہ اے نکو شیم

ٹوٹا جو کفر قوت اسلام سی تیرے
صدقے ہوئے سے شکستہ ہے زنار صنم

تو وہاں سریر اوج رسالت پہ جلوہ گر
آدم جہاں ہنوز پس پردہ عدم

کرتا ہی تیرے اسم مبارک کو دل پہ نقش
اسم مصطفیٰ عزیز جہاں ہو گیا درم

ای معدن کرم تیرے ہمت [illegible]
کمتر ہی سنگریزہ سے قدر نگین جم

جو کچھ سوائے عرش و محیط اوس کی سایہ مین
تیرے علو جاہ کا برپا جہاں علم

صدقے زمین کے ہوتا نہ پھر پھر کے آسمان
رکھتا سر زمین نہ اگر اپنا تو قدم

محروم تیرے دست مبارک سے رہا
کیونکر نہ چاک اپنا گریبان کرے قلم

عالم کو تیرا نور ہوا باعث ظہور
آدم تیرے ظہور سے ہے مظہر اتم

ہین زائران روضہ اقدس تیری جہان
آتی ہے پابوس کو وہان روضہ ارم

واللیل تیری گیسوئے مشکین کی ہے ثنا
والشمس ہے تیری رخ پرنور کی قسم

انصاف تیرا دیکھے جو دادستم کشان
دندان مین آرزو کشان ہو نہ ستم

جب ان جمیلہ خود ہو ثناخوان تیرا خدا
کیا تاب پھر قلم کو جو کچھ کر سکے رقم

تیرے جناب پاک مین ہے یہ ظفر کی عرض
صدقے سر اپنی آل کے ای شاہ محتشم

صیقل سے اپنے لطف و عنایت کی دور کر
آئینہ ضمیر سے میری غبار غم

پہنچا نہ آستان مقدس کو تیرے مین
اس غم سے مثل چشمہ ہوئی میری چشم نم

پر خاک آستان کو تیرے اپنی چشم مین
کرتا ہون سرمہ میل تصور سے دمبدم

یہ ایک غزل بادشاہ کے بہت اچھی ہے تیمناً داخل تذکرہ کرتا ہون ؎

ہین یہان رنج کی آثار خوشی کی باعث
اشک آنکھون سے ٹپکتے ہین ہنسی کے باعث

۴۴۴ عجب آیا ہمین عالم نظر اللہ اللہ
دیکھین اون دانتون مین ریختین جھنکا باعث

ہیرے زخمو تیرے نہ کرا … دم تیغ ورنہ
خشک لب جاتے ہین خشکی ہے کی باعث

جان اجاے جو مرغان گرفتار ترک صیاد
بوے گل آنے نسیم سحری کی باعث

تم جو غصہ ہو تو غصہ تیرے آنکھون پر
پرلشکر ملیکہ نہو اور کسی کے باعث

سطر … و نہین اوس روے کتابی پہ ظفر
ترک کاتب نے لکھے ہین غلطے کی باعث

حزین

تخلص نام میر بہادر علے ولد میر نجف علے پوتا مستقیم الدولہ میر علے بخش خان بہادر کا جو کہ بہت بڑے خوشنویس تھے یہہ دادا اس شخص کا برادر زادہ نواب میر جملہ مرحوم کا ہے صحیح سید صحیح النسب ہے اوسکے ابا و اجداد ہمیشہ سرکار فیض آثار بادشاہی مین باعزاز تمام رہے دادا اوسکے مستقیم الدولہ خطاب پایا منجملہ اور اعزہ اور روساء شہر شاہجہان آباد کہ یہہ ہین چنانچہ اب تک میر بہادر علے مذکور اونکے پوتی کا مشاہرہ سرکار سے بدستور جاری ہے — مرزا محمد سلطان فتح الملک شاہ بہادر کے مصاحبون مین داخل ہین اصلاح شعر کے زین العابدین عارف سے جو چند روز کے دوست ہین لیتا ہی دیوان طیار کرلیا ہین مشہور و معروف یہہ چند شعر اوسکے طبع زاد ہین عمر اوسکی سنہ ۱۸۴۷ء مین ۲۲ برس کی ہے

در تک اوسکے نہ پہنچی کسی تدبیر سے ہم
رہی چکر مین سدا گردش تقدیر سے ہم

نعش پر وعدہ تو آنیکا کیا ہی اوسنے
سخت ناچار ہین پر موت کی تاخیر کیا ہم

نہ مری ہجر مین تیرے تو زندگی کسدن
سخت جان دہر مین سا کوئی کمتر ہوگا

تیرے دیوار سی یا در سی ہی ٹکرایا ہوگا
سر اٹھایا کے کبھو جسنے جو قیامت پائی

مرتی مرتی جو اونہین دیکھ لیا ایک نظر
پھر جو دیکھا تو نہ دلمین کوئی حسرت پائی

کوچہ یار مین جانا تو میرا ہو وسکے نصیب
مین سبب اوس کی مانند مچل جاؤنگا

قسم دویم

۴۲۸ ساہ کا نظم مین — سوئم ایک قصہ کا مروپ اردو مین نظم کیا ہوا اونکا ہی اور ... م ایک قصہ بطور مثنوی لپنے حالات مین چونکہ اکثر شوق شعر وسخن کا رہتا ہے لکھا ہے

سرشار

تخلص لالہ تلوک چند کہتری کا ہی جو کہ اچھا کہتا تھا قاسم نی نو سکہو نین اُسکو لکھا ہی مگر اب حال اوسکا معلوم نہین ہوا کہ کیسے شعر کہتا ہے

اس بیچ سی وہ دلبر چلی خو بو نین اکڑ کے ... چون ا ہ ... نین چلی ... ت کو اڑ کی
ارا ہوا اس ابرو ئی خمدار کا سرشار ... ی بیہو دہ مین پڑا پہڑ کی

سرور

یعنی سرور تخلص اعظم الدولہ نواب میر محمد خان بہادر مرحوم خلف الصدق نواب غفران مآب اعظم الدولہ ابو القاسم بہادر ... جنگ کا ہی حسب ونسب انکا لکہنا بسبب شہرت یافتہ ہونی کے کچہہ ضرور نہین حال انکا یہہ ہی ایک جوان ہی نہایت خوش طبع ... ی ہستی صورت نیک اخلاق پاکیزہ زندگانی شیرین گفتار محبت ومروت آثار ... عالی طبع خوش خطاب استفادہ کتب فارسی کا مرزا جان بیگ سامی سی کیا اور مشق سخن ابتدا مین میر فرزند علی موزون سی کی صاحب دیوان ہی۔ ایک تذکرہ مسمی تذکرۃ الشعرا بہت خوب اسنی لکھا ہی اور یہہ شخص مرید حضرت محمد شاہ محمد عظیم کا تہا سنہ بارہ سو پچاس ہجری مین فوت ہوا اس شخص کا تذکرہ دلی مین بہت مشہور ہے اور حق یہہ ہی کہ بڑی محنت اُسکی تالیف مین اس شخص نے اٹھائی ہی اور اکثر شاعر متقدمین اور متاخرین کہ لکھین ہین شیفتہ وغیرہ نے اُسی تذکرہ سی فائدہ اٹھایا

ہے وصل تلخ جان حزین آج ہی تن سی ... صدمی سی جدائی کہ جو کل جا سکئے تو اچھا

قسم دوم

۴۴۰ شمس الدین کا ہی مزار اوسکا قصبہ اجرارہ مین ہی اور یہہ بزرگ سادات گزدیدہ سے ہی اور طریقہ اوسکا خوارق عادات کی قسم سی اوس نواح مین مشہور تہا اور ہر سال مین ایک بار اس بزرگوار کی رحلت کی دن عرس ہوا کرتا ہی اور ماہ ذیقعد کے ستر ہوین تاریخ سی بیسوین تک وہان اکناف و اطراف کی جمع ہوتی ہین حاصل کلام یہہ میر فیض علی ایک جوان ہی اونکی اولاد سی بہت نیک بخت نہایت عزیز اور بڑا مسکین صالح پاکیزہ دین خوش عقیدہ شوق تحصیل علوم نقلیہ و عقلیہ کا اوسکو بہت تہا صرف واسطی تحصیل علم کی اپنے وطن سی نکلا حکیم قدرت اللہ خان قاسم کے مکان پر اوترے اونسی پڑہنا شروع کیا گاہ گاہ بسبب تفنن طبع کی ریختہ بہی کہتا تہا اصلاح اشعار میر عزت اللہ عشق سی لیتا تہا جو کہ فرزند قاسم کی ہین

سعید

محمد سعید قاضی بدایون کی رہنیوالی اس شہر یعنی شاہجہان آباد مین درمیان ۱۲۳۱ء کی واسطی تحصیل علم کے آیا عمر اوسکی اب یعنی ۱۲۴۲ء مین ۲۰ برس کی نواب زین العابدین خان عارف سی اصلاح لیتا ہی میرے مکان پر جب مشاعرہ درمیان ۱۲۴۱ء کی ہوتا تہا ہر دفعہ آتا تہا واقع مین یہہ شخص ذہین اور ذکی ہی یہہ شعر اوسکی ہین

اندام صاف یار مین موئی کمر نہین	اس آئینہ مین بال کا ہر گز اثر نہین
تو اوسکو جذب دل نہ کسی روز لا سکا	بس آزما چکی کہ ترا کچہہ اثر نہین
پیکا چند بار رہا تو گمان تہا یہین کہ ہو	کہلنے سے کہل گیا کہ نشان کمر نہین
اللہ ری ناز کی کہ وہ کہتی ہین ہر گہڑی	زلفون کی بوجہہ سی میری تہمتی کمر نہین
صدمہ اٹہائی فرقت جانان کا یون سعید	میری سوا یہہ اور کسی کا جگر نہین

بارہوین شعبان ۱۲۴۱ء کو میرے مکان پر مشاعرہ مین غزل اوسنی طرح پر کہی تہی جسکا انتخاب اوپر مینے لکہا ہی

سلطان

تخلص صاحب عالم مرزا ایزد بخش صاحب جنکو مرزا نیلی ہی کہا کرتی ہیں اولاد خاندان مرزا تیموریسے ہیں

دور رکہہ دوران سے ہی گردش دوران مجہی　　　نت رکہہ اسی زیر خراب آ باد سے گردان مجہی

سلطان

تخلص نواب نصر اللہ خان بن عبد اللہ خان ولد محمد علی خان روہیلہ برادر زادہ محمد یار خان کا ہے جو کہ پہلے اسی جواب مسند نشین ہی مالک ریاست رامپور کا تہا یہہ شخص بہت عیاش اور رنڈی باز دایم الخمر یعنے شراب خوار تہا ہر روز ایک رنڈی نئی نئی لیکر سوتا اور صد ہا لڑکیون کو بکر او نکا توڑ کر کسبی یا خانگی بنا دیگا وگا بسبب عیاشی کے فکر ریختہ بہی کرتا تہا

اوس لب سی کیا لعل کا جب رنگ برابر　　　دیکہا تو نہین اوسکی یہہ پاسنگ برابر

سلطان

تخلص جناب خواجہ سلطان خان صاحب خلف الرشید جناب خواجہ حسین علیخان بہادر جو کہ بڑی رئیس اور امراء عظام عظیم آباد کو سے ہین نسب انکا خاندان پدری سے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ العزیز تک پہنچتا ہے جد خامس انکی خواجہ نقشبندیہ تہے اور حضرت خواجہ بزرگ علیہ الرحمۃ کہ خواجہ زادہ نقش بندی ہین اور مانند آفتاب کے ہندوستان مین مشہور ہین وہی حضرت برادر حقیقی جد خامس جناب خواجہ حسین علیخان صاحب کی تہی آمدنی انکو لاکہہ روپیہ کی معہ مالگذاری سرکاری انکی ذات سی متعلق بعد انتقال احتشام الدولہ مبارز الملک راجہ خان بہادر خان بہادر دلاور جنگ کے بہ نشیم گہاٹی کے جو کہ خسر جناب خواجہ سلطان خان صاحب کے تہے آمد ایک لاکی

قسم دوم

۱۲۲۴ کے اور اونہ دنہ رہے تھے تھی گدی نشین مسند راجگی کے یہہ صاحب ہوئی اور مولد خواجہ سلطان خان صاحب اور اونکی والد بزرگوار کا عظیم آباد ہے اور باقی اور بزرگون کا مولد شاہجہان آباد ہے عمر انکی قریب چالیس برس کی چودہ برس کی عمر سے آج تک باوجود امارت کی فقیر دوست اور علم تصوف کی طرف بہت مائل چنانچہ عرصہ بیس برس سے فیض تربیت حضرت جناب سید قمر الدین قدس سرہ سے جو کہ ایک بڑی بزرگ عظیم آباد کی تھے حظ وافی اور بہرہ کافی حاصل کیا اور بیس برس کی عرصہ سے کمال شوق شعر و سخن کا حاصل تھا اور اب تک دو دیوان تصنیف فرما چکی ہین اور شاگرد کسی کے نہین ہین تین برس تک لکھنؤ مین رہے مشاعرہ اپنی مکان پر کیا اور سب شعرا کی دعوت کی تحصیل کتب عربی مین شرح ملا تک اور فارسی سے خوب جانتے ہین غرض کہ ان صاحب کی اشعارات ہماری پاس جن ایام مین کہ مشاعرہ میری گھر پر ہوتا تھا برسبیل ڈاک آیا کرتی تھی یہہ چند اشعار انکی واسطے تفنن ذوق ارباب خرد کی لکھتا ہون

پاس اپنی جو وہ غیرت شمش و قمر نہین — گویا وہ دن وہ رات وہ شام و سحر نہین
اس شوخ بیوفا سے جو ہی جنگ اندنون — پایا نہ مینی دل کو کہہ ہر ہے کدہر نہین
اب اپنی حق مین کوئی دوا کارگر نہین — اور کبھی دعا تو دعا مین اثر نہین
روز قیامت اور شب ہجر ایک ہی — اوسکی جو شب نہین ہے تو اسکی سحر نہین
سلطان تمہاری حال پہ روتے ہین لوگ سب — اور تمکو دیکہتے ہین تو رنج اسقدر نہین

سلیمان

تخلص مرزا سلیمان شکوہ بہادر جگت خلف اصدق حضرت شاہ عالم بادشاہ کا قوت تکیہ جلوہ فرمائی لکھنؤ کے رہے اکثر شعرائی او سجائی کی زلہ رباخوان نعمت اوسکی ہے مدت سے شفقت کی دشت مین جب وہ تذکرہ لکھتے تھے اکبرآباد مین یہہ صاحب تھی یعنی سنہ ۱۲۰۲ مین سے یہہ انکی شعر ہین

گالیاں سیکڑوں ہر بات بات پہ دینے لگے — دیکھو جھڑتی ہیں کہ منہ سے مری یار کی پہول
کس طرح لوں میں بلائیں کروں کیونکر تعظیم — دست و پا اپنی جو میں دیکھتی ہی یا رب ہے پہول
ہے اگر ایک شمہ اوسکو اپنا درد غم کی بھی — تو پہر یہہ چاہیئے ساری نیستان کو قلم بہی
رفع نہ اوٹھا بزم میں تو سونہہ سے دگر نہ — حالت ابہی ہو جائیگی تغییر کسو سے
جنازہ تیری دیوانہ کا اس تو قیر سے اوٹھا — کہ شور نالہ ہر ایک خانۂ زنجیر سے اوٹھا

شرف

تخلص مرزا اشرف علی پوتا میر شرف کا اور مشہورہ لکہنو ہے سے اوسنے اصلاح اشعار کی نظام الدین ممنون سے لی ہی بالفعل کہ سنہ ۱۲۶۸ھ میں موجود ہی یہہ شعر اوسکا ہین

چمک کی برق نے بھی دل پہ شعلہ بازی رات — نظر میں بہر گئی دامن کی وہ کناری رات
صد تجہے صید افگنی کی جب صنم چڑہ جاتی ہے — سیل خون صید تا بام حرم چڑہ جاتی ہے

مومن

تخلص جناب حکیم محمد مومن خان صاحب کا ہی جو کہ شاعر مشہور و معروف طبقہ چہارم میں موجود ہیں ایسی ذہین اور ذکی اور ظریف اور عقلمند آدمی کم ہوسکتے ہیں حال استعداد کا اونکی یہہ ہی کہ عربی میں مہارت بالکل اور نا ہر خوب جانتے ہیں اور کچہہ طب میں بہی مہارت ہی اصلاح اشعار کی شاہ نصیر سے اونہوں نے لی ہی مگر درباب فنون نظمیہ کے خداۓ اونکو وہ بہرہ دیا ہے کہ استاد نصیر وغیرہ تمام اقران پر سبقت لی گئی شعر اونکا بہت اچہا ہوتا ہی شاگرد اونکی بہت ہیں مگر سب سی ممتاز شاگرد میر حسین تسکین ہیں ایک دیوان اونکا بہت بڑا ہی جسکو نواب مصطفی خان شیفتہ نی فراہم کیا تہا درمیان سنہ ۱۲۶۴ھ کے وہ دیوان چہپوا دیا ہی اب عمر اونکی قریب چالیس برس کی ہوگی یہ شاعر اس طبقہ میں بڑی استاد کامل تمام کہے جاتے ہیں — مومن دہلوی — ناسخ لکہنوی — آتش لکہنوی — نصیر دہلوی — ابراہیم ذوق دہلوی — سوا اونکی اور شاعر بہی

قسم دوم

۴۴۴ بہت اچھے کہنے والے ہین مگر یہہ لوگ علمائی ہین انکی کلام کی سند ہو سکتی ہے بخلاف اوروں کے کہ وہ لوگ انکی شاگرد نہین ہین یا انکے انکی متبع ہین سوائی انکی شاعری کے مومن مذکور کو علم نجوم اور رمل بھی بہت خوب آتا ہے عروض خوب جانتے ہین چھہ مثنویان اور ایک دیوان انکی تصنیف سے ہے بہت خلیق اور حلیم ظریف آدمی ہے تمام اوقات شعر گوئی اور لہو لعب دنیا مین صرف کرکے تمام عمر عیاشی کے اوٹھاکر اب توبہ کی بلکہ شعر بھی کہنا چھوڑ دیا ہے مجھہ پر کمال عنایت فرماتے ہین اکثر شاگرد شعر کی سیر کرتے ہین اب پابند نماز و روزہ کے بھی بہ نسبت سابق کے بہت ہین یہہ چند شعر بطور نمونہ انکی ہین

اس نقش پا کے سجدے نے کیا کیا کیا ذلیل — مین کوچۂ رقیب مین بھی سر کے بل گیا

نجاؤنگا کبھی جنت مین مین نجاؤنگا — اگر نہووے گا نقشہ تمہارے گہر کا سا

یہہ ناتوان ہون کہ ہون اور نظر نہین آتا — مرا بھی حال ہوا تیری سے کمر کا سا

کیا ستاتی ہو کہ ہے ہجر مین جینا مشکل — تمسے بیرحم پہ مرتی ہے تو آسان ہوگا

خدا کی یاد دلاتی تھے نزع مین احباب — ہزار شکر کہ اوس دم وہ بدگمان نہوا

دل لگانے سے کہ تو اوٹھا سکے فرسے — جی بلا سے ہے رہا رہا نہ رہا

سوئے صحرا بھی اوس کوئے سے میری آہ کا — تنہا بھی ڈراندون غبار مرا کہجلا ہی ہے

کشتۂ ناز بتان روز ازل سے ہون مجھے — جان کھونے کی لئے اللہ نے پیدا کیا

وقت وداع لب سب آزردہ کیون ہوئے — یون بھی تو ہجر مین مجھے رنج و عذاب تہا

دھو دیا اشک ندامت نے گناہونکو میرے — تر ہوا دامن تو باری پاکدامن ہو گیا

اس حال کو پہنچی تری فرقت سے کہ اب ہم — راضی ہین گر اعدا بھی کرین فیصلہ اپنا

چشم غضب سے مشورۂ قتل کھل گیا — جو بات تیوری سے نظر ہے عیان ہے اب

اس ضعف مین تو جینے سے آتا ہے لب تلک — کہتے ہین تیز نالہ کو ہونا رسا عبث

ای روز حشر کچھہ شب ہجران بھی کم نہین — بدنام ہو جہان مین تیرے سبب عبث

طبقہ چہارم

مرجائیے کہیں کہ تو غم ہجران سے چھوٹ جائیے
کہتے تو ہیں بھلے کی وہ لیکن بری طرح

مجھ سے نہ بولو تم اسے کیا کہتے ہیں بھلا
انصاف کیجیے پوچھتے ہیں آپ ہی سے ہم

اوس کو ہیں چارہ گری مداوائے ہجوم شوق
آج اور زور کرتے ہیں بیطاقتی سے ہم

خون بہا قاتل بیدردی سے مانگا کسنے
کہ فرشتے بھی یہاں داغ دم دیتے ہیں

یار تھے یا دشمن جان تھے اطبا چارہ گر
لیلیٰ مرتی ہے زمانے کو سوئے صحرا میں

تا نہ پڑے خلل کہیں آپ کے خواب ناز میں
ہم نہیں چاہتے کہ اپنی شب دراز میں

دامن قاتل کو وقت قتل کیونکر چھوڑتا
بیکسی سے جان تھی اپنا کفن کے فکر میں

اے اجل کاش اٹھ جائیں شب ہجران میں
وہ دعائیں کہ تری جان کو ہم کرتے ہیں

وہ تیر ہیں تو بھی تو یہاں نہیں اے زندگی
یہ سوچ ہے کیا نہو اعدا کی خواب میں

اس نام کی صورت ہی جسکے دولت
مومن رہوں اور بتوں کو چاہوں

کیا کیجیے کہ طاقت نظارہ ہی نہیں
جتنے وہ بے حجاب ہیں ہم شرمسار ہیں

ستم زدہ اب مہرو کہاں سینہ چاک ہاے
لو اور بہی ستم زدہ روزگار ہیں

وفا سکھلا رہے گا دل ہمارا
تمہاری خاطر نامہربان کو

پسینہ کی جگہ آنے لگا خون
چھپاؤں کسطرح زخم نہان کو

سمجھتا کیونکر دیوانے کی باتیں
نہ پایا محرم اپنے راز دان کو

مومن تم اور عشق بتان ناز پرور تسخیر
یہہ ذکر اور موہنہ آپکا صاحب خدا کا نام لو

گو آپنے جواب برا ہی دیا ولی
مجھسے بیان نکیجے عدو کی پیام کو

لاغری سے زندگی مشکل ہوئی
ہے گران تر جان جسم زار سے

حسن روز افزون پہ غرا کس لیئے اے ہرزہ
یونہی گھٹتا جائیگا جیسا کہ بڑھتا جائیگا

اشعار مومن خان صاحب کی تذکرہ اول گلدستہ نازنیان میں بہت لکھے جا چکے ہیں سوای اسکی کلیات اونکا چھپ گیا ہے اب حاجت زیادہ لکھنے کی نہیں ہے

قسم دوم

آزردہ

تخلص مفتی صدر الدین خان بہادر صدر الصدور شاہجہان آباد گنجینۂ علم و کان حلم و بحر سخا مخزن لطف وجود و عطا یگانۂ دوران حسان ہندوستان [illegible] کامل فاضل اجل جنکی مثیل عالم با عمل مدح مین اونکی جو لکھون سو کم ہے کیونکہ وہ ایسے ہی عالم ہین صدہا شاگرد اونکی علوم و فنون درسیہ کی ہین اور بہت فاضل اونکی شاگردی مین داخل ہین ہر چند کہ مناسب نہین کہ اوس تذکرۂ شعراء اردو مین جو کہ اونکی سامنی کچھ حقیقت نہین رکھتا اونکا نام لکھون مگر اتنا مین جانتا ہون کہ بدون نام نامی اونکی کے یہہ کتاب رونق نہ پاوی گی اور پسند احباب نہ ہوگی کیونکہ اس زمانہ کی شعراء اردو گو نہین وہ مثل شاہنشاہ کی ہین گرچہ اشعار عربی اور استعداد فارسی کے اتنی کچھہ رکھتے ہین کہ اچھی اچھی مضمون کے حقیقت اونکی سامنی کچھہ نہین مگر پھر بھی بسبب اس امر کے کہ ہمہ دان ہین اشعار اردو بھی فرماتے ہین یہہ چند شعر اونکی اسم سامی پر لکھتا ہون تاکہ یادگار زمانہ رہین سنہ ۱۸۴۷ع مین قریب پچاس برس کی اونکی عمر ہوگی ــ یہہ اشعار اونکی ہین

نالون سے میری کب تہ و بالا جہان نہین
کب آسمان [illegible] زمین آسمان نہین

قاتل کو چشم تر نہو یہہ ضبط آہ دیکھہ
چون شمع سرنگی یہہ اوٹھا یہان دہوان نہین

کہتا ہون اوسی کچھہ مین نکلتا ہی موہ سے کچھہ
کہنے کو یون تو میری زبان او زبان نہین

مہکا ہوا ہی بیت حزن دیکھنا کوئے
یا نسیم مصر کا [illegible] گار روان نہین

اس قوم مین نہین کوئی آگاہ و رز کب
دہان خندہ زیر لب او دہ اشک نہان نہین

افسردہ دل نہو در رحمت نہین ہے بند
کس دن کہلا ہوا در پیر مغان نہین

لب بند ہون تو سوز درون سینہ کو کیا کرون
تہمتا تو مجہسی نالۂ آتش عنان نہین

ای دل تمام نفع ہے سودای عشق مین
ایک جان کا زیان ہی سو ایسا زیان نہین

ای جذبۂ شوق رحم کہ مد نظر ہے یار
جا سکتے وہان تلک نگہ ناتوان نہین

دلکو سمجھا کر اوس بزم سے آئین گے ہم ائے پناہی ہو اور وہان سے پہر آنا مشکل ۴۴۹

طبقہ چہارم

ناسخ

شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی بڑا مشہور شاعر طبقہ چارمی مین سے اوسکی اوستادی اور بلند فکری مین کوئی شک نہین اقسام شعر سے غزل خوانی اوسکو خوب آتی تہی اوسکی تیزی اور بلند پروازی اور پرگوئی مین کسیکو کلام نہین مگر بعضے یہہ کہتے ہین کہ ناسخ کو تتبع الفاظ کی نہایت تہی پر یہہ کچہہ اعتراض نہین ہو سکتا یہہ اور خوبی کی بات ہے ناسخ اور آتش دونو شاعر لکھنوی ہین اور مسلم الثبوت اوستاد ہین اونکی شاگرد ونمین بہت لوگ ہین لکھنؤ مین اکثر شاگرد انہین دو شاعرون کے ہین اور کسی شاعر کی ان دو شخصون کے سامنے اب ہماری زمانہ مین قدر نہین ہے اور واقعی وہ ایسے ہی ہین ناسخ کا ڈیل ڈول بہاری اور تیز ذہن رنگ کالا تہا کہتے ہین کہ بہت موٹا آدمی تہا اوسنے تین دیوان تصنیف کئے ہین شاگرد ناسخ کے اوسکی برابر کسی کو شاعر نہین سمجہتے ہین مینے بہی اوسکی تینون دیوان دیکھے ہین اب سنہ ۱۸۴۶ع مین چہپ کر طیار ہو گئے اور تمام ہندوستان مین مشہور ہو گئے ہین ۱۸۴۲ع مین ناسخ نے وفات پائی یہہ اشعار اوسکی ہین

مہندی سے ہے شعلہ قدم وحشت پری کا / پاپوش نے سیکہا ہے چلن کبک دری کا

مرتبہ کم حرص رفعت سے ہمارا ہو گیا / آفتاب اونچا ہوا اتنا کہ تارا ہو گیا

محشر مین ہمکو نامۂ اعمال دیکہہ کر / قاصد خیال آپکا خط کے جواب کا

دی ڈوپٹا تو اپنا ململ کا / ناتوان ہون کفن بہی ہو ہلکا

آئے اجل ایک دن آخر تجہی آنا ہے ولی / آج آتی شب فرقت مین تو احسان ہوتا

ذبح کر ڈالون گا گر اب کی تو بولا شب وصل / مینے سو بار تجہے مرغ سحر چہوڑ دیا

تہی شہادت سے غرض سو بس ادا مین ہو گئی / گو نہ قاتل سے نزاکت کی سبب خنجر اوٹہا

قسم دوم

۲۵۰ لاغر ایسا ہوں کہ میں اگر ہوا سی اڑ گیا
میری جگہ بستر میں ہے عالم کاغذ تصویر کا

بس میں ہوتا دہر پرائی میں کبھی اپنی نہ ہم
آہ میراری تھا یوں میں اگر دل ہوتا

پہلی نوبت بھی سوئی حسینان بہشت
ایکدم پاس جو وہ حور شمائل نہوا

اشک بی تاثیر کو تا دم گیا برسانے
منہہ کو باعث میرے گھر میں رات جانا رہ گیا

کیا خبر تھی کہ تری غیر کے گھر میں ہے جگہہ
رات بھر تو نہ کوئی تیرا ٹھکانا چھوڑا

مر گیا کیا نا ہم بیکش جو ہماری میفروش
مسجدوں میں بیٹھے اپنی اپنی دوکان چھوڑ کر

رنج اٹھائے میں حسینوں سی جفا میں کیوں
بعد مردن بھی نہ آنکھ اپنی پڑی گی حور پر

جو مجھکو یار ہی مارا تو غیر کو کرو قتل
عزیز واوسکی سوا اور انتقام نہیں

رفیق کسی کو گوارا یہان نہیں
جس سر زمین کہ ہم ہیں وہان آسمان نہیں

نہ کیوں بندہ و تیغ نکو جلا ہی تو ہردم
جہنم میں خدا بھی ڈالتا ہی اپنی دشمن کو

بھولی نہ بعد مرگ بھی ہم رقص یار کو
ٹھوکر سے آرزو ہی ہماری مزار کو

می پرستو آؤ کرلیں محتسب کو سنگسار
بیچ راہیں سنگ کچھ میخانہ کی تعمیر سے ہے

یہہ آدمی ہی کہ برسوں جمال رہتا ہی
وگرنہ ماہ کو یکشب کمال رہتا ہے

یہہ مہک رہا ہی مرا جسم آتش غم سے
کہ طوق بھی گردن میں لال رہتا ہے

تنگ ہو کر جب کہا میں کہ مرجاؤں کہیں
بدگمان سمجھا کہ اسکو اشتیاق حور ہے

آتی آتی کیوں نہ اوٹھی پاؤں پھا گئی دور سے
صبح ڈرتی ہی بہت میری شب دیجور سے

فتوی مے نے کر دیا اس درجہ مجکو بیخود آ کر
محتسب سی راہ پوچھی خانۂ خمار کے

ای مؤذن کر دعا جائی اذان
وصل کی شب اور کوئی دم رہے

ناسخ کے شعر تذکرہ سابق میں بھی بہت لکھی گئے ہیں لہذا اتنی ہی پر بس ہیں

وحشت

تخلص غلام علی خان خلف الصدق میر فرحت اللہ خان داماد مولوی محمد رشید الدین

طبقہ چہارم

الدین خان مرحوم کے خاندان کریم اور رود وان فہم سے ہیں پیدائش اُنہوں نے مراد آباد مین پائی اور نبارس اور شاہجہان آباد مین نشو و نما پایا درمیان ۱۲۴۰ ہجری کے بلند شہر میں سرکار انگریزی مین نوکر تہے اور اب کئی ۱۲۵۸ ہجری مین درمیان الور کے سرکار مہاراجہ الور مین لازم ہین شعر بہت اچہا کہتے ہین عمر اونکی قریب چالیس برس کی ہے شعر بہت اچہا کہتے ہین شاگرد مومن خان کے ہین یہہ شعر اونکی ہین

اونے دکہلایا جو خط غیر سو نہہ فق ہو گیا
ہاتہہ آیا اپنی یہہ نسخہ نیا اکسیر کا

میری مرنیکی خبر غیر کو یون دیتے ہین
مر گیا وحشت جان باز تری جانسے دور

یون آسان نہین جور اوٹہانے اوسکی
نوجوان یار ہے کچہہ فلک پیر نہین

مجکو کثرت نے گناہون کی بچایا کہ وہان
ایسی مجرم کی مقرر کوئی تعذیر نہین

دلمین عدو کی پڑ گئی کیا الفت آپکی
کچہہ اندنون میں یہ بہلی سے لطف و کرم نہین

مین سنکی مجہسی شکوۂ لطف عدو کہا
اونکو تو کچہہ بہی رشک جفا و ستم نہین

ناصح یہی تو مین محبت کی بات ہے
اونکو جو میری مرنیکا ہجران مین غم نہین

جوش وحشت سے یہہ حالت ہے کہ سایہ بہی مجہسی
یون گریزان ہی کہ سایہ سی گریزان ہو نہین

جلوۂ جانانہ کہان مجکو نصیب ای ہوس
حیرت آئی ہے ہجوم حسرت دیدار ہی

بی تکلف آئی وہ بہر تماشا وقت نزع
کام آسان ہو گیا یہان مردن دشوار ہے

دیکہون کیا سوی بہشت آنکہین مری
اٹ رہی ہین خاک کوی یار سے

نالہ مرا روز و شب مین سنکی عادت ہو گئی
اہل عالم اب نہین مرنے کے بانگ صور سے

تکرار ہی اوسکی حماقت ہو پند گو
گالی مین اونکی لیکن نا صح جو آیا مزا مجہی

گذرا ہی اس اعتماد محبت سی مین خدا
مجہسی چہپاتے ہین کاش وہ الفت رقیب کے

جو نجا تا ہو کہین کوچۂ جانان کی سوا
ایسی دیوانہ کو کچہہ حاجت تحریر نہین

۷ وصال

۲۵۲ حکیم نصراللہ خان فرزند حکیم ثناءاللہ خان فراق کے بڑا حکیم حاذق اور طبیب صادق ہے
درمیان ۱۲۵۸ھ کے عمر اونکی قریب ساٹھ برس کی ہے ابتدا مین فن طب اور فنون درسیہ
کی تعلیم اپنے باپ سے [illegible] صاحب سے بھی کچھ پڑھا غرضیکہ ہر ایک فن کے
ماہر ہین اور طب مین ید طولیٰ و دستگاہ رکھتے ہین اپنے باپ سے اصلاح شعر کی لیتے ہیں
اونکی تصنیفات سے کئی کتابین ہین ایک شرح تشریح الافلاک علم ہیئت مین عربی مین انہون
نے لکھی ہے ۔ اور اردو زبان مین ایک دہ مجلس امام حسین علیہ سلام کی حالمین مستوعب
لکھی ہے جو کہ درمیان ۱۲۶۲ ہجری مین دہلی مین چھپی ہے ۔ وہ کتاب میری پاس بہی ہے
مین نے بہی دیکھی حق یہہ ہے کہ محنت اوسکی تالیف مین اونہون نے بہت کی ہے اور اقسام
شعر مین سے سلام ۔ اور مرثیہ ۔ اور اشعار متفرقہ اونکی تصنیف سے ہین ہر سال ایک
سلام نیا کہتے ہین یہہ شعر اونکا ہے

آئینہ کہو رنے کو سب سے نرالا نکلا — مونہہ تو دیکھو یہہ بڑا چاہنی والا نکلا

اکبر

تخلص اکبر خان برادر کلان مولف گلشن بیخار نواب مصطفی کا اکثر صفات حسنہ سے متصف ہین
مدت سے فکر شعر و سخن کا کرتے ہین مومن خان کے شاگرد ہین یہہ شعر اونکے ہین

سوچے حضرت ناصح کوئی تدبیر وصال — حیف چارا کرے آپ سا دانا دل کا
خانۂ غیر مین گر سے لگنے لگا جی تیرا — ہمکو بہی اوس سے آتا ہے لگانا دل کا
ہوا نہ شوق سے اوس کوچہ مین گذر اپنا — ہمیشہ پیچھے رہا ہم سے راہبر اپنا
[illegible] عشق کا درمان نہ ہو کسی سے کبھے — کہو علاج کرے جا کے چارہ گر اپنا
تمکو اے اشک اکبر کو جب پایا گہر مین — باری اوسنے بہی جا کے ندیا اور کہین
اکبر تباہ دیکھکے دشمن کو ہنس دیا — اس بیوفا کو مجہسے محبت کہین نہ ہو

اشرف

طبقہ چہارم

تخلص حافظ اشرف خلف امام الدین لکہنوی کا یہہ ایک جوان صالح آزاد وضع حافظ قرآن تہا بسبب مناسبت طبع اور ذہانت کے بڑی دست قدرت علم موسیقی مین رکہتا تہا خط نسخ اچہا لکہتا تہا علوم دینیہ سے بہی کوئی ماہر تہا اوسنے ایک تفسیر قران شریف کی نظم اردو مین لکہی ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ ناتمام ہے شعر فارسی بہی بطور خود صوفیانہ موزون کیا کرتا تہا ــ خیال اور ٹپہ اور ترانہ ــ ٹہمری بہت بناتا تہا ایک ساز اوسنے ایجاد کیا ہے اوسکا نام سمندر مین رکہا ہے اشعار ریختہ کی اصلاح حکیم قدرت اللہ خان قاسم سے لیتا تہا اوسکی اشعار بازاریون کو خصوصًا خانم کے بازار والون کو بہت یاد ہین وہین وہ رہا کرتا تہا بازاریون سے محبت بہی بہت رکہتا تہا ہولی مین بہی ہیئے اوسکی شعر بازاریون کو پڑہتے ہوئے پایا ہے اوسکو بیس برس کا عرصہ ہوا کہ وفات پائی یہہ شعر اوسکی ہین

ابہرین ہمر کی طرح زلف کی پردہ مین آہ	تونے گو مونہہ کو چہپایا مجہی معلوم ہوا
دم بدم یہہ آنکہہ اشک تر سے آب خالی نہین	چشم سے یارب یہہ جہرنے کو کوئی جالی نہین
زلف جاناں سے ذرا آئی دن تو اتنے چکی چہل	حسن کا مارا دم لی ایسے ناگنی کالی نہین
آتش دل سے ہوا ہے مجہی یہہ ذر پیدا	کہ مری سینہ مین ہو وی یہ سمندر پیدا

اعظم

تخلص اعظم خان دہلوی کا جو ایک افغان حریف و ظریف تہا کسب سخن کا شاہ نصیر سے اوسنے کیا آخر یہہ فن چہوڑ کر کسب علوم کی درپے ہوا یہہ شعر اوسکی ہین

ایسی مضمون سے معلوم اوسکی ہے دم ہری ہے	جو اوسنے مجکو نامہ کاغذ کشمیر پر لکہا
دروہ واما ... جنا تعلیمون سے نہان رکہتے ہین ہم	شمع آسا شعلہ زیر استخوان رکہتے ہین ہم

ظہور

تخلص ... لکہنوی شاگرد محمد رضا ... کا تہا بالفعل میر ناسخ کے شاگردون مین شمار کیا جاتا ہے باقی حال معہ نام پردہ اختفا مین رہا یہہ شعر اوسکا ہے

قسم دوم

۴۵۴ نہ لیتا عر بہر نام رہائی تو اپنی دام مین لایا تو ہوتا

طوماس

ایک فرنگی بچہ ہے جنکو خانصاحب کہتی ہین شاگرد شاہ نصیر کا یہہ شعر اوسکا ہی

سودا ہو زلف یوسف ثانی کا اسقدر روتی ہین ہم کہڑی سر بازار زار زار

فیض

تخلص میر فیض علی فرزند میر تقی کا ہی سرکار وزیر الممالک مین ہمراہ اپنی باپ کی ملازم تہا شیفتہ کہتا ہے کہ یہہ شاعر خود سخنگوی کا بہت رکہتا ہی باوجودیکہ شعر اوسکا کوئی بہت اچہا نہین دیکہا شاید یہہ غرور اپنے باپ پر کرتے ہون یا آنکہ بموجب مثل الولد سر لابیہ کی اونکو کچہہ فخر ہو مگر افسوس کہ آگر اس دلیل سے آوی تو تمکو فخر ہی تو وجہہ فخر کی جانتے نہین اور صرف دعوی پر نازان ہی خلاصہ اوسکی شعرون کا لب لباب یہہ ہے

گل کہا موئی تہی جسکے لیے جسم زار پر دو پہول بہی نہ لائی کبہی وہ مزار پر

شوق مین تیری کنار و بوس کے ای جوش چشم موج کی مانند ہو جاتی ہین شب آغوش ہم

کدورت جب نہ تب انداز سی نکلا کی تیری ہماری خاک آئوین کوچہ مین کب تو جانی کہا

تنبیہ

واضح ہو کہ بیچ اس کے ہین تاریخ ماہ اپریل ۱۸۵۴ع کو دہلی سی طرف کوہستان کی میںنی سفر کیا جب کہ لنڈہور پر پہنچا دو ہین روز پہنچا منصوری مین جاکر قیام کیا اور بتقریب ملاقات چند احباب کی ایک محفل مشاعرہ مین جو کہ لنڈہور مین ہوا کرتے تہی جانی کا اتفاق ہوا اوس محفل مین جو لوگ اچہا شعر کہتے تہے اونکا حال معہ اشعار بطور یادگار مندرج کتاب ہذا کرتا ہون وہ یہہ ہین

شاد

طبقہ چہارم

محمد میر باز خان خلف طرہ باز خان قوم سے افغان غوری الاصل اوسکے قندہار کے لیکن بزرگ اوسکے انشی برس کی عمر سے قصبہ میرٹھہ مین جو چھپیس۲۶ کوس شاہجہان آباد سے جانب شرق مایل بشمال واقع ہے آبسے ہین روزگار پیشہ آدمی ہے علم فارسی سات برس کی عمر سے بارہ۱۲ برس تک میرٹھہ مین پڑہا پہر اٹھارہ۱۸ برس کی عمر تک زبان انگریزی گورنمنٹ اسکول مین تحصیل کی بالفعل ۱۸۴۷ع مین عمر اوسکی چوبیس۲۴ برس کی ہے مولد اور منشا اوسکا خاص میرٹھہ ہے اٹھارہ۱۸ برس کی عمر مین بتلاش روزگار بریلی مین گیا وہان جاکر بعہدہ ڈاک منشی مقام رودرپور مین کہ بریلی سے جانب شمال کو تمیس۳۰ کوس واقع ہے مقرر ہوا بعد چند روز کے وہان سے مستعفی ہو کر مقام میرٹھہ مین آیا پلٹن دوم گورہ کلاک مین عہدہ منشی گری پر ملازم ہوا اوسی پلٹن کے ہمراہ طرف انبالہ کے گیا وہان سے پلٹن مذکور کو حکم جانے کا طرف ملک سندہ کے ہوا وہ مستعفی ہو کر دفتر صدر ڈاک خانہ مین درمیان انبالہ کے ملازم ہوا اور چند روز تک محکمہ بخشی خانہ فوج مین بہی ملازم رہا اب عرصہ تین سال سے بتقریب روزگار مسٹر بی بخشی سوداگر کے درمیان ۱۸۴۷ع کے مقام کوہ لنڈہور پر موجود ہے شعر اچہا کہتا ہے ذہن سلیم اور طبع مستقیم رکہتا ہے ظریف و حریف آدمی ہے گرچہ طبیعت رندانہ اور آزادانہ رکہتا ہے مگر حیا اور لحاظ بزرگون کا ہے اوسکو دامن گیر رہتا ہے دو چار ملاقات سے بندہ کو ثابت ہوا کہ یہہ شخص بہت معتبر اور ذہین اور ظریف ہے اشعار اوسکے یہہ ہین

اثر یہہ ہے مری اس نالۂ پر زور و سوزان کا	کہ گردش مین ہے طبق گنبد گردون گردانکا
تصور بندہ گیا یار و جو گیسوہای جانان کا	دل بیمار مین عالم ہوا شام غریبان کا
لگا جلنے جہان گرمی رخ سے سربسر یارو	جو باد تند نے اوٹہا نقاب اوس آفت جانکا
زمین سقف لرزی اور زبان خامہ جل جاوے	لکہون گر وصف مین اوس ماہ زیر تیغ خوبان کا
جیسے رتبہ ہے ملا بادیہ پیماسے کا	ای جنون خلعت ملبتہ مدہ سے خوشا مکہ

اپنی دامن کیطرح دہجیان دامن کی تری — مین اڑاؤن گا سمجہہ قیس صحرا مجکو

ذبح ہاتون سے تو اپنی وہ کریگا قاتل — اس لئے قتل پر اپنی ہے تقاضا مجکو

پہنس گیا طائر جان پہر ہے نکلے کیونکر — حیف تار رگ تن بنگئے پہندا مجکو

شاد رویا ہیان تلک در فراق یار سے — میری چشم زار سے دنیا مین دریا ہوگیا

سرور

تخلص شیخ محمد بخش اللہ ہاشمی جعفری دلد شیخ فیض اللہ ساکن قدیم قصبہ مارہیرہ ضلع علیگڈہ روزگار پیشہ آدمی ہے مولد اوسکا موضع ماہیرہ درمیان ۱۲۳۶ ہجری مطابق ۱۸۲۰ ع کے ولادت پائی علم فارسی مولوی محمد حسین مارہیروی سے درمیان لنڈہور کے پڑہا۔ اور کچہہ صرف و نحو عربی مولوی وجیہ الدین سہارنپوری سے بعدہ مولوی فضل حق صاحب سے جو کہ ایک فاضل اجل ہماری زمانہ مین ہے مقام دہلی مین تحصیل کیا۔ پیشتر محکمہ اپیل کمشنری مین محرر رہا پہر پانچوین تاریخ ماہ مارچ ۱۸۴۳ع کو محکمہ کمشریٹ مین اوپر عہدہ گماشتہ گری کے لنڈہور کے بجای اپنے والد کے مقرر ہوا اب تک اوسی عہدہ پر ہے عمر اوسکی درمیان ۱۸۵۴ع کے ستائیس برس کی ہے۔ اور نام اوسکا تاریخی ذوالفقار حسن ہے جسکی اعداد نکالنے سے سنہ ولادت اوسکا یعنی ۱۲۳۶ ہجری نکلتے ہین ہر مشاعرہ مین کہ وہ لنڈہور کے مری اوسسے ملاقات ہوتے تہے شعر اچہا کہتا ہے دیوان اسکو ترتیب کو درپے ہے خلیق اور متواضع اور نیک بخت اور صاف دل آدمی ہے ہر ایک شخص کی خاطر کرنے کو مستعد ہوتا ہے اور جو کچہہ اوسی کو کوی کہدیتا ہے اوسی کو مانتا ہے کینہ کش آدمی نہین مگر افسوس کہ اصلاح کسی سے نہین لی اگر اصلاح ہے لیتا بیشک شعر بہت اچہا کہتا مگر یہہ بہی غنیمت ہے کہ اوستادون کے دیوان دیکہتا ہے ایسی آدمی کو بیشک قوت حاصل ہوتی ہے بہت شریف اور متواضع اور صاف دل آدمی ہے جسکا بیان نہین ہوسکتا یہہ چند شعر اوسکی انتخاب کرکے

کرکے لکہتا ہون وہ یہہ ہین

ہماری قبر پر اوگتی ہین جو اکثر گل لالہ
شکوہ بعد مردن ہی کہلا یہہ داغ پنہان کا

ہوا حاسد سی زیادہ غم مجہی مرگ عدو کا بہی
نہ بس دیکہا گیا پر اشک بہتا چشم جانان کا

ہوئی سینہ زنی ہاتہہ جب شل ہوی جاتی ہے
کہ اوسدم یاد آیا پہاڑنا مجکو گریبان کا

بتا کیا قبر عاشق کا بیاری چاہئے تم کو
بجائی سبزہ ہر جا پر شجر ہی عشق پیچان کا

گر نہین شان خدا اوس بت مین تو کسو ہلی
اوسکی پہرتی ہی مرا دشمن زمانہ ہو گیا

کیا نزاکت ہی وہ نہین اللہ اکبر دیکہنا
بارسی شانہ کشتی کی دردشانہ ہو گیا

بندۂ مسرور کو شکوہ نہین پیاری کبہی
کیجئی اب لطف پہلی جو ہوا تہا ہو گیا

میکشی دی چہوڑا اوسنی ہائی شوق بوسہ لب
جبکہ میری خاک سی لیا ریپانہ ہوا

مرگیا خجلت سی ہین اوس شمع رو کی بزم مین
شمع کی قربان ہو خاکستر جو پروانہ ہوا

ایکدم دنیا مین ہنس بولین دہان زخم سے
مت جگر سی میری یہہ تیر لب سوفار کہینچ

شور

تخلص شیخ محمد محی الدین صدیقی ولد قاضی اعز الدین فیض آبادی ضلع سہارنپور صاحب املاک تہا جو بالفعل ضبط ہو گئین ہین مگر کچہہ موافق گذارہ معاف ہین روزگار پیشہ ہی وطن قدیم اوسکا سہارنپور درمیان ۱۲۶۲ھ کے سہارنپور مین ولادت پائی اوسی جگہ فارسی تحصیل کی عمر اوسکی تخمیناً ستائیس برس کی درمیان ۱۸۴۶ع کہ سے چند عرصہ مقام انبالہ اور کوہ کسولی اور کوہ شملہ اور سپاٹو مین متلاشی روزگار پہرا بعد ازان وہان سی بحالت تلاش روزگار کوہ منصوری مین وارد ہوا ماہ جنوری ۱۲۹۵ھ کی بیچ محکمہ کمسریٹ چہاونی کوہ لنڈہور کی پاس مولوی بخش اللہ صاحب کی متعلق ہوا وہین رہتا ہی پر مشاعرہ مین کوہ لنڈہور پر ہمیری اوسکی ملاقات ہوی بہت نیک خلق نیک سیرت خوش صورت آدمی ہی فکر شعر دوستون کی کہنے سی کرتا ہی اصلاح کسی اوستاد

طبقہ چہارم

٤٥٩ جو ۱۲۶۳ ہجری مطابق ۱۸۴۶ء کے ہین بڑی رتبہ کا جلیل الشان شاعر ہی اور مضامین رجستہ
کی اوسکو اسقدر حاصل ہی کہ کسی شاعر کو آج تک نہین ہوی اگر اوسکو شہنشاہ شعرا کہین تو
بجا ہی کیونکہ وہ اسی رتبہ کا ہی شعر کہنا کیسا وہ خود شعر ہی اکثر اشعار اس شاعر بی نظیر کی دیکھنے
مین آئے مگر کوئی شعر بہرتی کا نہ پایا کوئی غزل ایسی نہین کہ اوسمین رطب و یابس کی بہرتی ہو
طرفہ تر یہہ کہ ہر غزل اوسکی دیکھنے مین آئی کسکے ساتھہ شعر کسی کی بجائش اوس سے کم نہ دیکھی
اگر قصاید کہین تو بجا ہی اور واقع مین اس شاعر کی قصاید سب سی اچھی ہوتے ہین اکثر شاعرون
مین اوسکی آتش زبانی کے سامنے شعرا زمانہ شرمندہ ہو کر سوا ناواہ واہ کف افسوس
ملتے ہین تیس برس کے عرصہ سی ملازم درگاہ حضور والا جناب ولیعہد شہنشاہ حال دہلی کی
ہین فن شعر مین بہی ابتدا عمر سی مصروف ہین مگر حالت صاحب آج تک یہہ عادت طبیعت مین
شکن ہی کہ جو شعر کہتے ہین کسیکو نہین سناتے عمر اونکی اس سال یعنی ۱۸۴۷ء مین قریب پچاس
یا اسی زیادہ ہوگی بادشاہ کے اوستاد ہین اصلاح شعر کی بادشاہ کو دیتے ہین اور
بہت لوگ انکی شاگردون مین ہین خصوصا بادشاہزادی بہت اصلاح انسے لیتے ہین
مذہب اونکا شیعہ سنی مین آیا ہی یہہ چند شعر انکی مین جو لکہتا ہون

غزل

چہکی چہکی غم کا کہانا کوئی ہمسی سیکہہ جا
جی ہی جی مین تلملانا کوئی ہمسی سیکہہ جا

ابر کیا آنسو بہانا کوئی ہمسی سیکہہ جا
برق کیا ہی جلملانا کوئی ہمسی سیکہہ جا

سنکی آمد اونکی از خود رفتہ ہو جاتی ہین ہم
پیشوا اپنے کو جانا کوئی ہمسی سیکہہ جا

ذکر حسن شمع لانا کوئی ہمسی سیکہہ جائے
انکو در پردہ جلانا کوئی ہمسی سیکہہ جا

جہوٹ موٹ افیون کا کہانا کوئی ہمسی سیکہہ جا
اونکو لا کر ڈرانا کوئی ہمسی سیکہہ جا

ہمنی اول ہی کہا تہا تو کری کا ہمکو قتل
تیورونکا تاڑ جانا کوئی ہمسی سیکہہ جا

لطف اوٹہانا ہی اگر منظور اوسکی ناز کا
پہلے اوسکا ناز اوٹہانا کوئی ہمسی سیکہہ جا

سم دوم

۴۶۰ جو سکھایا اپنی قسمت نے وگرنہ ہمکو غیر سے
کیا سکھائی گا سکھانا کوئی ہمسے سیکھہ جا

دیکھہ کر قاتل تو بھر لائی خراش دل مین خون
سچ تو یون ہے مسکرانا کوئی ہمسے سیکھہ جا

تیر و پیکان دل مین جتنے تھے دئے ہمکو نکال
اپنے ہاتھون گھر لٹانا کوئی ہمسے سیکھہ جا

کہہ دو قاصد سے کہ جائے کچھہ بہانہ سے وہان
گر نہین آتا بہانا کوئی ہمسے سیکھہ جا

خط بن لکھے اگر اوسے بھیجا تو مطلع درد کا
درد دل اپنا جتانا کوئی ہمسے سیکھہ جا

جب کہا قربان ہون دے بولی پیر اسکا ٹکر
جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ہمسے سیکھہ جا

وہان بھی ابرو یہان بھی پھیری گلی پر ہمنے تیغ
بات کا ایما سے پانا کوئی ہمسے سیکھہ جا

تیغ تو اوچھی پڑی تھی گر پڑے ہم آپ سے
دلکو قاتل کی بڑھانا کوئی ہمسے سیکھہ جا

زخم کو تو سیتے ہین سب سوزن الماس سے
چاک سینہ کا سلانا کوئی ہمسے سیکھہ جا

پوچھہ لو ان سے جسے کرنا ہو سجدہ سہو کا
سیکھے جو اپنا بھلانا کوئی ہمسے سیکھہ جا

کیا ہوا ایذا و قلق مین جون مردمک ہم رو سیاہ
لیکن آنکھون مین سمانا کوئی ہمسے سیکھہ جا

وله

خبر لون جیب کی یا مین رہون ہوشیار دامن سے
جنون اولجھین ہین ناخن جیب سے اور خار دامن سے

اٹکتا ہو نہ کھینچ کر رہا ہو تار دامن سے
نہ دامن خار سے چھوٹے نہ چھوٹے خار دامن سے

لگی ہے اس تمنا مین مری ہر خار دامن سے
کرون دستار مین گر ہو عطا ایک تار دامن سے

لگی اوس شعلہ خو کی کون جسا زار دامن سے
اولجھہ سکتا ہے کوئی برق کی بھی خار دامن سے

گرے گر دھوتی دھوتی تو جدا ہزار دامن سے
نہ چھوٹے خون مرا پر تیرے اے خونخوار دامن سے

مرا وہ گریہ غم خندہ عشرت سے بہتر ہو
اگر آنسو مرے پونچھے وہ گلرخسار دامن سے

وہ ہمسے خاکساروں کو جب اپنا خاک پا سمجھے
ہم اپنی خاکساری اپنے حق مین کیمیا سمجھے

نہ دی رخصت نظر کو کیون مری جانب تغافل نے
اسے بھی آپ کیا میرا بخت نارسا سمجھے

حساب اصلا نہو جیسے مجھسے میرے دل کے زخمون کا
حساب دوستان در دل اگر وہ دلربا سمجھے

طبقہ چہارم

اگر دل کو نکالا چیر کر پیکان تو رہنے دو | کہ عاشق اپنی پہلو مین اسی کو دل کی جا سمجھی

ہم وہ مجنون کہ دل اپنا ہی صحرا ہم کو | اور جون خیمہ لیلا ہے سویدا ہم کو

رکہہ کدورت بس اب ای چرخ نہ آزما ہم کو | ہمنے جانا کہ کیا خاک سے پیدا ہم کو

جابجا نام تو جون نقش قدم چھوڑ گیا | خاک گم ہو کی گیا ڈہونڈنی عنقا ہم کو

تن سے کیا جان کہ دل اپنی نکلنے پاوی | ہو بشرطی تری آنیکا بہروسا ہم کو

اسپہ مرتی ہین کہ کیون غیر کو تو نی مارا | وہ نصیب اوسکو ہوئی جو نہی تمنا ہم کو

ایک حلاوت ہی عداوت مین بہی دشنام کی | کہ دیا زہر بہی جو اوسنی تو میٹھا ہم کو

کہانے پینے کی قسم کہائی ہی ہمنی تجھہ بن | ورنہ ہی زہر تو ہر طرح گوارا ہم کو

واہ قسام ازل صدقی ہم اس قسمت کے | جام عشرت اوسی اور داغ تمنا ہم کو

اگر آتش مزاجون کو حسد ہو خاکسارون سے | تعجب کیا کہ ابلیس لعین دشمن ہی آدم کا

ترا ہنسنا جو یاد آیا برنگ قہقہہ صہبا | تو مینے تار ایک رونی کا لی ہچکیان باندہا

اوڑا دیکا دہوئین ایک آہ نے اس چرخ گردون کے | اگرچہ دہوئین نی دلکی زیر آسمان باندہا

میرا دل آگئی ہی سینہ مین ایک پہوڑا سا پکتا ہی | خیال خط سبز یار کی کیون برگ پان ترہا

مجکو ہر شب ہجر کی ہوگی جو روز حشر | مجہسی بہہ کدن کی بدلی آسمان لینی لگا

رامچند

ماسٹر رام چند خلف رائی سندرلال ولد رائی ٹیک چند قوم سی کایتہ رہنیوالی دہلی کی اس شخص سنی علوم فنون انگریزیہ مین اچھی مہارت پیدا کی ہی مدرسہ انگریزی شاہجہان آباد مین تعلیم پائی اخیر مین کچہہ کتب اردو اور ایک دو کتاب فارسی کی بھی واسطے صفائی زبان کی پہڑین مگر فنون انگریزیہ سی خوب ماہر ہی خصوصا ریاضی کی کتب مین بڑی دستگاہ اس شخص کو حاصل ہی اوصاف جبلیہ کا یہہ حال ہی کہ خندہ پیشانی بے کینہ صاف دل بےغش کہہ آدمی ہی بالفعل طلبا مدرسہ دہلی کی پڑہانے پر اور

قسم دوم

ریاضی سکھلانی پر لازم ہی اوسنی ایک جبر و مقابلہ مین کئی کتب انگریزیہ سے تالیف کی ہے اس کتاب کو چار سو چوراسی صفحہ مین وہ کتاب سوسائٹی اردو نی چھپوا دی ہی — اول مین ایک رسالہ چھوٹا سا قریب ۵۰ صفحہ کو جبر مقابلہ مین اوسنی تالیف کیا تہا وہ بہی چھپ گیا ہے — ایک رسالہ اصول علم مثلث بالجبرا و رتراشہای مخروطی مین اور علم ہندسہ بالجبر مین کئی کتب انگریزیہ سے ۲۳۲ صفحہ آٹھوین حصہ ایک تختہ کا تالیف کیا ہی — ایک رسالہ علم حساب جزئیات اور کلیات مین ۱۱۸ صفحہ کا تالیف کیا ہی — کتاب عجایب روزگار بہی تالیف کی ہوئی ماسٹر رامچند کی ہے یہہ شخص بہت ذہین اور عقلمند اور تیز فہم اور ذکی اور فہیم آدمی ہی بالفعل ۱۸۴۸ء مین عمر اوسکی قریب تیس برس کی ہی —

اجودھیا پرشاد

اجودھیا پرشاد قوم سے کشمیری رہنیوالی دہلی کی مرد متین اور ذہین اور عقلمند اور محنتی ہین حال اخلاق کا یہہ ہی کہ خلیق اور اہل مروت اور نیک اطوار آدمی ہے — ایک رسالہ علم مساحت قوانین مستعملہ مین ۷۷ صفحہ کا اوسکی تالیف سے اردو مین ہی جو چھپ گیا ہے — اور ہرشل صاحب کا رسالہ علم ہیئت کا بہی اسی شخص نے اردو مین ترجمہ کیا ہے —

ہردیو سنگہ

لالہ ہردیو سنگہ خلف بستی رام ولد بستی دہر سا ہو مدرسہ دہلی مین کا منشی گری انگریزی پر مامور ہین عمر اوسکی قریب ۲۸ برس کی ۱۸۴۸ء مین ہی ایک رسالہ علم پیمایش دو حصہ مین تالیف کیا ہوا اونکا چھپا ہی — ایک رسالہ اصول حساب مین ڈیمورگن صاحب کا بہی اوسکی تالیف سے ہے مگر اس رسالہ کی اصلاح اور درستی اور تصحیح مین منشی اشرف علی منشی مدرسہ نی کوشش کی ہے جیسا کہ اول رسالہ مین مولوی قادر علی صاحب کے

کے نسیح ہوی حال اخلاق کا یہہ ہی کہ یہہ شخص بے کینہ اور بہت صاف دل اور یار باش
اور اہل مروت ہی کارگذار اپنے کار مفوضہ کا بہت ہی نوکری کو اپنا کار خصوصی سمجھے بجان و
دل محنت کرتا ہے اور بہت ہوشیار تیز اور چالاک آدمی ہے اوسکو کبھی فرصت
سے بیٹھے ہوی نہین پایا جب دیکھا کار سرکار مین مصروف دیکھا خلیق اور نرم
آدمی ہے ۔

سید احمد خان

سید احمد خان منصف دہلی باشندہ قدیم شاہجہان آباد نیک بنیاد ہی بہت متواضع
اور حلیم اور خوش خلق اور نیک اطوار آدمی ہے ایک کتاب اعمال پر کار جنا سبہ
مین اور ایک تاریخ دہلی قدیم مین مسمی آثار الصنادید دربیان اردو کی تصنیف کی ہے
وہ چھپ چکی ہین بالفعل سنہ ۱۸۴۹ع مین عہدہ منصفی شاہجہان آباد پر مامور ہین استعداد
فارسی اچھی حاصل ہے ۔

مولوی مملوک العلی

مدرس اول مدرسہ دہلی جناب مولوی مملوک العلی تخلص مالک ہے بے بدل اور متقی بے
مثل اور فاضل کامل ہین عہدہ میر مولوی بشاہرہ سو روپیہ ماہواری مدرسہ مین مقرر
ہین حق یہہ ہی کہ اس فاضل کی جیسی قدر چاہیے ویسی نہین کیونکہ ایسے عمدہ فاضل بے
بدل بہت کم ہوتے ہین اور واقع مین بنا مدرسہ عربی ان کی ذات سے مستحکم ہے
فارسی اور اردو اور عربی تینون زبانون مین کمال رکھتے ہین ہر ایک علم اور فن
سے جو ان زبانون مین ہین مہارت تامہ اونکو حاصل ہے اور جس فن کی کتاب
اردو زبان مین انگریزی سے ترجمہ ہوتے ہی اوسکے اصل اصول بہت جلد اونکا
ذہن چسپان ہو جاتا ہے گویا اوس فن کو اول ہی سے جانتے تھی اور جس کام پر
مامور ہین آج تک کبھی کسی طرح کا خلل الوسع اونسے قصور نہین ہوا مدرسہ مین اونکی

۴۴۴ ذات بابرکات سی آشنا فیض ہوا ہی کہ شاید کسی زمانہ مین کسی اوستاد سی ایسا ہوا ہو بندہ
کے زعم مین یہہ ہی کہ کبہی ایسا فائدہ لوگون ذکسی فاضل سے نہ اوٹہایا ہوگا اگر اونکو کان
علم اور مخزن اسرار کہون تو بجا ہی کیونکہ وہ فاضل ایسا ہی ہے کوئی کتاب کسی فن کی مشکل
اوسکی پاس لیجا وُ حفظ پڑہا دین گی گویا اوسکو حفظ کر رکہی ہے اسی لئی رات دن
سوا مدرسہ کی اونکی گہر پر طلبا پڑی رہتے ہین ہر وقت اونکو گہیری رہتے ہین اور
وہ خلیق اسطرح کے ہین کہ کسی سی انکار نہین کر سکتی سبکو پہڑہاتے ہین تمام شب اور
دن مین شاید دو پہر رات کو آرام کرنا اونکو نصیب ہوتا ہوگا والا نہ رات دن درس
دہی طلبا مین گذرتا ہی اور باوجود اس کثرت درس اور فیض رسانی کی پابند شرع
شریف کی ایسی ہین کہ اسطرح کی آدمی کم دیکہنے مین آئے ہین غرضیکہ جتنا اونکی تعریف
مین لکہوں بجا ہے اگر کوئی امر بطور مبالغہ بہی لکہون وہ بہی امر واقعی اونکی ذات مین
پاتا ہون بہت بی نظیر فاضل ہے اونکی ثانی کوئی فاضل ایسا نہین ہی جس سے اسطرح
کا فیض عام اور تشفی خاص و عام حاصل ہو عمر اونکی سنہ ۱۸۴۷ع مین قریب ساٹہہ
برس کی ہوگی بہت خندہ پیشانی اور عقلمند اور ذکی اور ذہین اور تیز فہم اور محقق اور
مدقق ہین ــ تحریر اقلیدس کا ترجمہ زبان اردو مین چار مقالہ اول کا اور دو مقالون
آخر گیارہوین بارہوین کا کیا ہی حق یہہ ہی کہ علم ہندسہ کو پانی کی طرح بہا دیا ہی
اصل وطن اونکا نانوتہ ہی مدت سی شاہجہان آباد مین رہتے ہین ــ

مولوی احمد علی

یہہ صاحب بہی باشندہ شاہجہان آباد و نیک بنیاد کے ہین طلبا مدرسہ دلی مین
مبتدیون کو فارسی پڑہانے پر مامور ہین ایک کتاب قواعد اردو بنام چشمہ فیض
اونکی تصنیف سی ہے عمر اونکی سنہ ۱۸۴۷ع مین قریب ۳۵ برس کی ہے

اشرف علی

ضمیمہ چہارم

منشی میر اشرف علی منشی مدرسہ دہلی بہت ذہین اور ذکی آدمی ہی اردو زبان بہت پاک و صاف اور اچہی مہارت فارسی کی اونکو حاصل ہی ایک تاریخ کشمیر کی جو فارسی مین تصنیف کی ہوی محمد اعظم کے تہی بموجب حکم صاحب بہادر پرنسپل مدرسہ دہلی کی اردو مین انہون نے ترجمہ اوسکا کیا ہے بہت اچہا ترجمہ ہے اور رسالہ اصول حساب مین بابو ہردیو سنگہ کے مدد دی ہی اور بریف سروی ہسٹری کے ترجمہ مین بہی اونہون نے تصحیح اور اصلاح جاری کی ہے غرضیکہ یہ شخص بہت خلیق اور متواضع کشادہ پیشانی ہستی صورت ظریف و ادیب اور عقلمند آدمی ہے دوستی مین بہی صاف اور بے لگاؤ ہی یار وفادار اور بامروت قوم سے سید زیدی واسطی بڑی خاندان کا آدمی ہے

رام کشن

پنڈت رام کشن کشمری دہلوی بہت تیز فہم اور دانا اور ہوشیار اور ذکی آدمی ہی باوجود کثرت علم انگریزی اور مہارت تامہ فنون انگریزیہ کی زبان فارسی سے بہی جیسا کہ چاہیے ویسا واقف ہی اور اردو بہت صاف اور شستہ اوسکو ہے اوسکی ترجمون کی خوبی اور اچہے ہونے مین کچہہ کلام نہین بہت ظریف اور متین آدمی ہے طلبا مدرسہ دہلی کی تعلیم کے واسطے مامور ہے عمر اوسکی سنہ ١٨٤٧ء مین قریب ٣٥ برس کی ہوگی ـ ایک رسالہ علم طب مین انگریزی سے ترجمہ کیا ہوا اوسیکا ہی اور ایک اصول قوانین دیوانی ـ اور فوجداری ـ اور اصول قوانین کلکٹری ـ اور اصول قوانین گورنمنٹ ـ اور چوتہا باب سیر الاسلام کا ـ اور میکباٹن صاحب کی اصول دہرم شاشتر کا ـ اور اصول قوانین مال ـ اور قواعد صرف ونحو انگریزی اردو مین بعو ڈاکٹر اسپنجر صاحب کی ـ اور مزید الاموال باصلاح الاحوال علم

زراعت مین

حسینی

دوم

ماسٹر حسینی ایک ماسٹر واسطے تعلیم اطفال مدرسہ دہلی کے ہین عمر اونکی ۱۸۴۸ء مین قریب تیس برس کے ہے بہت تیز اور ہوشیار آدمی ہیں — تاریخ مغلیہ کا ترجمہ اردو مین اُنہون نے کیا ہے وہ چھپ گیا ہے اونکو جانورون سے مثل کبوترون اور مرغون کے بہت شوق ہے — کونڈر صاحب کے تاریخ ایران کا ترجمہ اونہی نے کیا — اور میگناٹن صاحب کے شرع شریف کا ترجمہ بمدد مولوی سید محمد صاحب کے — اور میگناٹن صاحب کی قانون محمدی فوجداری کا اور میگناٹن صاحب کے قوانین محمدی وراثت کا — اور پرنسپ کا خلاصہ قانون دیوانی کا — اور بیلی و ڈ صاحب کا خلاصہ — قانون فوجداری کا ترجمہ اونہی نے کیا ہے —

سبحان بخش

مولوی سبحان بخش صاحب مدرس سوم عربی مدرسہ دہلی بہت فہمیدہ اور عقلمند اور عالم آدمی ہین علم اونکو اچھا ہے مہارت فنون مستعملہ مین اچھی رکھتے ہین مدت سے مدرسہ دہلی مین ملازم ہین — ایک ترجمہ انہون نے وفیات اعیان یعنی تاریخ ابن خلکان کا کیا ہے — اور ایک تذکرہ مفسرین اور ایک تذکرہ حکما کا لکھا ہے وہ سوسائٹی اردو مین چھپ گیا ہے — اور توزک تیموری کا ترجمہ بھی اُنہون نے کیا ہے عمر اونکی ۱۸۴۸ء مین قریب ۴۰ برس کی ہے

نور محمد

ماسٹر نور محمد صاحب ایک مدرس تعلیم اطفال کے واسطے مدرسہ انگریزی دہلی مین ماموز ہین استعداد اچھی رکھتے ہین عمر اونکی قریب ۲۵ برس کے ہے — تاریخ بنگال — اور تاریخ مغلیہ کا اُنہون نے ترجمہ کیا ہے — تاریخ مغلیہ مین ماسٹر حسینی کے شریک ہین — سیر الاسلام مین بھی کچھ اونکا ترجمہ کیا ہوا ہے

نوازین

ایک طالب علم مدرسہ دہلی کا اچھے طالب علمون مین ہے — تذکرہ دیموستھنیز کا ترجمہ

طبقۂ چہارم

ترجمہ انہون نے کیا۔ اور جغرافیہ ہندوستان کا اردو مین لکھا ہے۔ اروٹ صاحب کے رسالۂ علم طبعی کے ترجمہ مین سروپ نراین کے شریک ہے۔

حسن علی خان

مولوی حسن علی خان مدرس مدرسہ فارسی خلیق اور ظریف اور ہوشیار اور بہت چالاک آدمی ہے اونہون نے قانون مال کا ترجمہ اور گلستان کا اردو مین اور الف لیلہ کا اردو مین اور کرۂ ارضی کا ترجمہ بموجب حکم پرنسپل مدرسہ دہلی کے کیا ہے وہ ترجمے چھپ گئی ہین عمر اوکی سنہ ۱۸۴۷ع مین قریب چالیس برس کی ہے۔

موتی لال

ایک اچھا طالب علم بہت ذکی مدرسہ انگریزی کا ہے عمر اوسکی سنہ ۱۸۴۷ع مین ۱۹ برس کے ہے تذکرہ سرو کا ترجمہ اوسنے کیا ہے

سید کمال الدین حیدر

ایک شخص قوم سے سید باشندہ لکھنؤ مترجم رسالہ مقناطیس کا جو چھپ رہا ہے۔ اور ایک رسالہ کپتان ولکوکس صاحب کا جسمین آلات ریاضی کا بیان ہے یہہ دونون کتابین سوسائٹی اردو مین چھپ گئی ہین اور حال کچہہ معلوم نہین ہوا مگر اتنا دریافت ہوتا ہے کہ چونکہ ترجمہ اس شخص کا بہت اچھا ہے یقیناً بول چال بھی اچھی ہوگی

دہرم نراین

پنڈت دہرم نراین ابن بشن نراین بہت خلیق اور باادب اور عقلمند اور ہوشیار اور چالاک اور تیز اور ذہین آدمی ہے اوسنے کئی کتابون کا ترجمہ کیا ہے ایک پولیٹکل اکونومی کا اردو مین اور کچہہ تاریخ انگلستان کا بھی کیا ہے وہ دونو چھپ گئی ہین درمیان ۱۸۴۷ع کے عمر اوسکی قریب ۲۲۔۲۳ برس کی ہے۔

کریم الدین

قسم دوم

۴۷۰ مؤلف تذکرہ ہذا نام بندہ کا کریم الدین ولد بزرگوار شیخ سراج الدین ساکن پانی
پت جو شاہجہان آباد سے چالیس کوس پر شمال کی جانب مائل بغرب واقع ہے مجہہ کمترین کے
جد بزرگوار پہلے پیلی بہیت جو گنگا پار ہے وہان کے پیرزادے کہلاتے تہے اونہون نے اکثر بلاد کے
سیاحی کر پانی پت مین آکر مقیم ہوی چونکہ بادشاہی جاگیر کی آمدنی رکہتے تہے
وجہہ معیشت سی بیفکر تہے ملکون کی سیاحی کرتے رہتے تہے جب میری قبلہ گاہ سراج الدین
پانی پت مین پیدا ہوی اونہون نے بہی اقامت پانی پت مین اختیار کی نادر شاہ کے
وقت مین ہمارا بہت اسباب اور مال لٹ کر برباد ہو گیا تہا اوسوقت سے پہر اسلوب
گہر کا درست نہوا دادا صاحب نے شوق زہد و تقوی کا کر کے مسجد نشینی اختیار کی جن
ایام مین ایک صاحب جو کہ اول ایک انگریز واسطے بندوبست ملک مفتوحہ ہندوستان کے
آکر انتظام جاگیرات کا کر گیا وارد پانی پت ہوا سب ملکون نے فرمان بادشاہی دیکہہ کر
ملکین واگذاشت کردین میری دادا کو جب بلایا وہ بسبب ورع اور تقوی اور بسبب اسکی
کہ وہ سب سے بے پرواہ تہے اور ایک سبب یہہ تہا کہ کچہہ جنون بہی اونکو ہو گیا تہا ایک صاحب کی پاس
نہ گئے اوسی جاگیر مذکور ضبط کی اون ایام مین قبلہ گاہ میری کچہہ ہوش رکہتے تہے جب وہ
ضبط ہو گئی کوئی صورت آمدنی اور خرچ کی متصور نہوئی جو کچہہ زیور یا اسباب گہر مین تہا
وہ بیچ کر کہایا کئے اور دادا صاحب نے مسجد مین بیٹہہ کر توکل اختیار کیا قبلہ گاہ صاحب
کو بہی کتب صوفیہ پڑہا کر مسجد نشینی کی تعلیم کی چنانچہ بعد اونکی انتقال کے میری قبلہ
بہی مسجد نشین رہے ساکنین پانی پت اونکی خدمت خرچ کے موافق کر دیتے تہے وہ
مسجد مین نماز پڑہایا کرتے تہے چند لڑکون کو تعلیم کر کے اپنا گذارہ اونکی آمدنی
سے کرتے تہے مینے جب ہوش سنبہالا اور سن تمیز کو پہنچا اول مین فارسی کے
دو چار کتابین پڑہ کر کتابین عرب کے پڑہنے شروع کین علم صرف و نحو پانی پت
مین پڑہ کر شاہجہان آباد مین آیا اسی جای پہر کر صرف و نحو معانی و منطق اور فلسفہ

طبقہ چہارم

فلسفہ اور طب اور فقہ اور اصول اور کچہہ حدیث تحصیل اون ایام مین اپنی ہاتہہ کی کتابت ۲۲۹
کرتا اوسکی مزدوری پر گذران کرتا تہا یہانتک کہ درمیان سنہ ۱۸۱۲ع کے جناب
مستطاب طامسین صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر نے بندوبست مدرسہ دہلی کا بخوبی کیا
اور نئی طالب علم تلاش کرکے اوسمین واسطی تحصیل کے رکہے گئی چنانچہ مین بہی اٹہارہ[18]
برسکی عمر اوسمین داخل ہوا مری تنخواہ سولہ[16] روپیہ ہوی — اوسجائی مینی علم منطق —
اور فلسفہ — اور ہندسہ — اور حساب اور ہیئتہ — اور پیمایش اور مناظر اور مرایا —
اور جبر و مقابلہ — اور کتب تاریخ — اور علم ادب عربی زبانمین اور علم فقہ پڑہا بعد
ازان جب کتب انگریزیکا ترجمہ اردو زبان مین سوسائٹی اردو نے کروا کی چہپوا کر
مشہور کرنا شروع کیا مینے بہی ہر ایک کتاب کو جو ترجمہ انگریزی سے اردو مین ہوے
بشوق تمام پڑہے اور آج کے دن تک یہہ التزام کر رکہا کہ جو ترجمہ سوسائٹی کرواتی
ہے مین بالضرور اوسکو تمام پڑہ کر لیتا ہون بعد ازان بوٹراس صاحب پرنسپل مدرسہ
دہلی کے حکم سے قوانین دیوانی اور فوجداری اور اصول قوانین — اور پولٹکل
اکونومی یعنی سیاست مدنی اور علم ریاضی انگریزی یہہ سب تحصیل کیا بعد فراغت اس
تحصیل کے اسی شہر مین مینے اپنا نکاح کیا اور اسیجائی رہنا اختیار کیا اور ایک چہاپہ
خانہ واسطی چہپوانے ترجمون کے بنایا مرا یہہ ارادہ تہا کہ اکثر فنون کی کتابین جو
مشکل ہین اونکو ترجمہ کرکے اور بہت حل او نکاحتی الوسع کرکے اسی مطبع مین چہپوایا کرون
اور اگر مجکو کچہہ نفع نہو تو مجکو کچہہ مضایقہ نہین عوام ہندوستانیون کو جو علوم سے
.بہرہ ہین سستی قیمت پر وہ کتابین بیچ کر علوم اور کتب غیر مشہورہ کو مشہور کرون
مگر اس ارادہ کی توڑنے والی بہی مہیا ہوگئی یعنے دو چار جاہلون نے اس مطبع مین
میری شریک ہوکر مجسے فریب کرکے وہ مطبع چہین لیا ہر چند کہ مینی یہہ سوچ لیا تہا
کہ اگر مین دعوی کرون کا حاکم بے شک مرا انصاف کریگا لیکن بسبب واقع ہونے

۱۲۷۰ چند مدت تک اسکو ایک وہ ارادہ پورا نہونے پایا کہ چار صبر کیا۔ اتفاقات عجیبہ سے اُنہیں ایام مین یہہ ہوا کہ بسبب قدردانی اور مہربانی کے ڈاکٹر اسپنجر صاحب پرنسپل مدرسہ دہلی نے جو کہ سکرتری سوسائٹی اردو کے ہین باوجود اسکی کہ وہ میری اس حالت تنگ سے خبر نہ تہے عنایت فرماکر مجکو کام ترجمہ کرنے کا دیا ہے بموجب حکم ڈاکتر صاحب ممدوح کے کئی کتابین ترجمہ کین جنکا حال مفصل لکہا ہون — اور شوق اشعار اردو کہنے کا مجکو مطلق نہین ہے بلکہ شعر کہنا مین برا جانتا ہون کیونکہ اہل علم کا یہہ پیشہ نہین ہے وہ لوگ جو معیشت سے فارغ البال ہین اپنے دل بہلانے اور حسرت نکالنے کا اونہون نے یہہ طور اختیار کر لیا ہے —

تالیفات سی میری یہہ کتابین ہین

تعلیم النساء

یہہ کتاب اردو مین اٹہہ تعلیمون پر مشتمل ہے — تعلیم اول خدا اور رسول کے شناخت مین تعلیم دوم فرایض مذہبی اور اسلام کی حقیقت کے بیان مین تعلیم سیوم مسایل حیض اور نفاس کی بیان مین تعلیم چہارم نسخجات مجرب اور تدابیر حفظ صحت بدن کے مین تعلیم پنجم رسوم باطلہ کے رد اور شرک کے بیان مین تعلیم ششم حقوق عورت پر شوہر کے اور شوہر پر عورت کی بیان مین تعلیم ہفتم بندوبست خانگی اور انتظام خانہ اور نوکرون سے ہوشیاری اور اموال کی دیانت داری مین تعلیم ہشتم دلایل عقلی و نقلی رد متعہ اور رد زنا اور چہپٹی — اور اغلام — اور غیر محرم مرد و عورت سے کسی ہم کلام ہونے مین

گلستان ہند

طبقہ چہارم

گلشن اول مین لطایف و ظرایف — گلشن دوم مین حکایات عجیبہ اور قصص غریبہ — گلشن سیوم مین نقلیات ہندی — گلشن چہارم مین ضرب الامثال ہند — گلشن پنجم مین عشق کے فسانے — گلشن ششم مین عورتون کے چلتر کا بیان — گلشن ہفتم مین علم اخلاق کی باتین اور پند دلپسند اور نصایح حکما کی گلشن ہشتم مین اشعار منتخبہ قابل یاد داشت اور حفظ کرنی کی اردو زبان یہہ کتاب بہت اچھی طیار ہوئی ہے —

۳ **تذکرہ شعرا ہند**

یہہ کتاب جو تالیف کی گئی بموجب حکم ڈاکٹر اسپرنگر صاحب پرنسپل مدرسہ دہلی کے

۴ **گلدستہ نازنینان**

یہہ مجموعہ اشعار اساتذہ اردو گو مشہورہ ہندوستان کا ہر جگہ سے جمع کرکے اور منتخب کرکے ۱۲۶۱ ہجری مین چہپا ہے اوسکی بہت جا بجا اشتہار دیا ہے

۵ **عجالۃ العلالہ**

یہہ ایک رسالہ عروض کا زبان اردو مین مینے تالیف کیا ہی اور ۱۲۶۱ مین چہپا کر مشہور کیا اس رسالہ کو بہت خواہش سے اکثر شعرا نے لیا ہی

۶ **رسالہ فرایض**

یہہ ایک رسالہ علم فرایض کا زبان اردو مین بہت مختصر بایں خیال لکہ ہر ایک ہندوستانی بہائی کو علم میراث ہو جاوی کیونکہ اکثر جہگڑی ورثہ کے عدالتون مین ہوتے ہین اور ہندوستانی اپنی حقوق سے واقفیت نہین رکہتے ... ۵ جلد ۱۲۶۱ ہجری مین چہپوا کر مشہور کے —

۷ **روض الاجرام**

یہہ ایک کتاب اردو مین سینے علم ریاضی کی بدین تفصیل تالیف کی ہی کہ اوسکی اول مین

۷ ۔ فن حساب ۔ اور پہر فن پیمایش ۔ پہر الجبر ۔ پہر ہیئت ۔ پہر جغرافیہ سب کا بیان
مستوعب اوسمین لکہا گیا ہی اور مختصر ہی ۔

۸ فوائد الدہر

یہہ ایک تذکرہ زبان عربی مین شعراء عرب کا ہینے لکہا ہے اوسکو تیرہ صدیون پر مرتب
کیا ہے ہر ایک صدی کی شاعر کو اوسی صدی مین لکہا ہی جسمین وہ مرا اور ہر ایک شاعر کا
حال معہ حال پیدایش اور نسب اور ماجرا اور تاریخ وفات کی لکہا ہی کسی کی تاریخ
نہین چہوڑی یہہ بہت بڑا تیار ہوا ہی

۹ تذکرۃ النسا

یہہ ایک تذکرہ عورتون کا ہینے لکہا ہے اسمین یہہ التزام کیا ہی کہ جو عورتین نامور
کسی فن مین پائی یا آنکہ وہ ملک کہلائے یا آنکہ اونسی سلطنت متعلق کی عرب مین
یا فارس مین یا ہندوستان مین یا یورپ مین یا تمام ایشیا مین کسی جای یا افریقہ
مین ہوئی ہے ہینے حتی المقدور نہین چہوڑی اسمین فقط عورتون ہی کا تذکرہ
ہے کسی مرد کا حال نہین ہے ابتک وہ معرض تالیف مین ہی تیار نہین ہوا اردو
زبان مین لکہا ہے ۔

۱۰ ترجمہ ابو الفدا

یہہ ایک تاریخ ابو الفدا اسماعیل بادشاہ ملک حمات کی تصنیف سی عربی زبان میز
نہی بموجب حکم ڈاکتر اسپنجر صاحب کی زبان اردو مین ہینے اوسکا ترجمہ ۱۲۶۳
ہجری سے اسطرح پر طیار کیا کہ اصل مین اس کتاب کے چہہ جلدین تہین پانچ جلدونکا
برین تفصیل کہ اول اور دوسری ۔ اور چوتہی اور پانچوین اور چہٹی کا ہینے
ترجمہ کیا ۔ تیسری کا بسبب جلدی کی مولوی محمد امیر سی صاحب بہادر سے
کروایا ہی بعد چہپنے کے اوسکو دو جلدون مین منقسم کیا ہے تین جلدین اصلی

طبقہ چہارم

اصل کا اول جلد مین — اور تین جلدین اصل کے دوسری جلد مین — درمیان سنہ ۱۲۶۳ کے وہ چہپ گئے ۲ ۳ ۷ ۲
ہے اس تاریخ مین حال ابتدا دنیا سے سنہ ۲۹ ۷ تک کا لکہا گیا ہے اردو مین
مینے اوسکا ترجمہ کیا ہے —

۱۱ تاریخ شعرای عرب

یہہ ایک تاریخ شعرای عرب کی ہے ترتیب تیرہ صدیون پر اوسی تذکرہ مؤلفہ اپنی سے جسکا نام فرائد الدہر رکہا ہے اور دو زبان مین بموجب حکم سکرتری سوسائٹی کے مینے اردو مین ترجمہ کرکے سنہ ۱۲۶۳ ہجری مین چہپوایا ہے بالفعل کہ سنہ ۱۲۶۷ ہجری مین وہ چہپ کر لیتا رہو گیا —

۱۲ محیط المحیٰ

یہہ ایک کتاب عربی زبان مین مینے تالیف کی ہے اسمین وہ نکات جو قابل یاد رکہنے کے اور وہ قصے جو حق مطالب مین کام آتے ہین یا انکہ کسی ضرب المثل کی وہ قصہ بنیاد ہے اور حکایات عجیب غریب کی اوسمین لکہی ہے ہین

۱۳ ترجمہ کتاب ڈاکتری

یہہ ایک ترجمہ زبان اردو میرین عربی سے مینے کیا ہے اصل مین وہ ترجمہ عربی بموجب حکم والی مصر محمد علی شاہ کے فرنچ زبان سے کیا گیا رہو کہ سنہ ۱۲۵۰ ہجری مین چہپا تہا مینے اوسکو اردو مین درمیان کوہستان یعنے کوہ منصوری پر جاکر ترجمہ سنہ ۱۸۴۷ ع مین کیا — پیدایش میری ماہ عید الفطر سنہ ۱۲۳۳ ہجری مطابق سنہ ۱۸۱۸ بتاریخ یکم روز عید بوقت نماز صبح بلدہ پانی پت مین افغانون کے محلہ مین متصل مسجد لشکر خان کے ہوئی اب میری عمر چہبیس ۲۶ برس کے درمیان سنہ ۱۸۴۷ ع کے ہے —

تکملہ

اسمین وہ شاعر ہین جنکی تاریخ وفات یا حیات کی معلوم نہین ہوئی گرچہ وہ کسی طبقہ کے لائق ہین مگر بسبب نہ ملنے اونکی تاریخ کے داخل تکملہ اونکو کر دیا ہے

بقا

میر بقا خان مشہور تخلص تھا یہہ ایک ہندوستانی مصنف ہی جسکی منوال نے ایک
بیت لکھی ہے

باسط

باسط خان ایک مصنف قصہ اردو گلشن ہند کا ہی—

احسن

تخلص ایک شاعر کا ہے جو کہ جنوب کے رہنے والوں میں شمار کیا جاتا ہی نام اوسکا محمد
مولی ہے صنعت تشبیہ اور کنایہ کو اکثر اپنے کلام میں لاتا ہی یہہ دو شعر اوسکی ہیں

کیوں عید نہو ہر مہ پیکر ستمگاری پر — نکلی ہے ہلال اوسکی ابرو کی اشاری پر
دو دیکھی نظر آدینہ پانی میں مہ خورشید — تو شب کو جو آ دیکھی دریا کی کناری پر

گیسو دراز

عبد اللہ حسینی گیسو دراز مصنف نشاط العشق کا یہہ ایک شرح زبان دکھنی
میں ایک رسالہ متعلق غوث الاعظم کی تصنیفات میں سے ہے جو کہ تصوف میں ہے
یہہ کتاب ٹیپو کے کتب خانہ سے بابت آئی تہی اب لندن میں درمیان سرکار کمپنی
کے کتب خانہ کی موجود ہی اصل کتاب کے مصنف کا نام عبد الغفور ہی—

گوبند سنگہ

مصنف ایک کتاب مسمی دسمہ بادشاہ کی گرنتہ کا

باقر

تخلص برادر کہین میر مسعود علی ہوز دن ساما نوی کا ہی جسکا نام میر باقر علی ہی یہہ
شخص مرد متواضع کشادہ پیشانی خوش خلق نیک زندگانی یار باش وارستہ
معاش دوست نواز محبت طراز نہایت غریب اور بڑی سری کا مسکین طبع اوسکی

طبقۂ چہارم

اوسکی مرثیہ اور سلام گوئی پر اکثر میلان رکھتی ہے گاہ گاہ غزل بھی کہتا تہا شاگرد اپنے ۷۵ ہ بڑی بہائی کا ہے

جو رتبا ن سے سینہ مین کیا کیا خراش ہے | دل دل ٹکڑی ٹکڑی سب ہی جگر پاش پاش ہے

غواص

مولانا غواص اس مصنف نے زبان دکہنی مین طوطی نامہ نظم لکہا ہے عبد اللہ قطب شاہ بادشاہ گولکنڈہ کی حکم سے

گردہار

ایک ہندو کبت اور دوہرہ کا مصنف ہے

گریان

میر محمد علی اور بموجب بیان ناسی کے میر علی محمد گریان بیٹا میر علی اکبر کا شاگرد شاہ قدرت اللہ تخلص قدرت کا اور میر ضیاء الدین کا لکھنو کا رہنے والا ہے۔

مجہی جب دیکہا تب ہاتہہ سے مکہڑ چہپا لینا | نکالا [illegible] اوسنی اور یہہ صاحب سلامت کا

ازاد

شیخ امیر الدین علم آزاد تخلص شاگرد غلام علی عشرت [illegible] کا تہا۔

بن تری اسیر چمن کو نہ گئی ہم ورنہ | [illegible] گل نے ہمین خوب رولایا ہوتا

آزاد

محمد فاضل آزاد یہہ ایک شاعر اور نکتہ دان مصنف ہے [illegible] اسکی حیدر آباد دکہن میں ہے اوسکی تصنیف صاف و شستہ ہے اور اوسکی اشعار ہو [illegible] ولی کے ہین جبکا کہ وہ ہم وطن تہا وہ اون فقیرون مین سے تہا جنکو آزاد کہتے [illegible] اسلئی اسنے یہہ تخلص اختیار کیا تہا یہہ میر کی تذکرہ اور علی حسینی کے بیان سے ثابت [illegible] اوسنی ایک کتاب بنام ظفر نامہ کی تصنیف کیہے یہہ ایک مثنوی ہے جسمین بیان کیا ہے اون فتوح کا جو کہ محمد حنیف

۲۲۴ ابن حنیفہ نے کہین یزید پر یہہ بیٹے حضرت علی اور حنیفہ کے جو کہ دوسری بیوی حضرت علی تھی اور اس شخص نے بہت دفعہ انکار کیا تہا اوس تخت نشینی سے جو کہ خلیفہ بنی امیہ کے مخالفین نے اوسکو پیش کیا تہا اور یہہ فوت ہوئی تہی ۸۱ سنہ ہجری مین عملداری عبد الملک کے مین جو پنجم روان خلیفہ امیہ کے نسل تہا اور اوسکی اولاد بہی ہوئی تہی مگر بعد فوت ہونے والد کے مشہور نہ ہوئی یہہ مشہور ہین بنام ابن الواصی کے

---

* یہہ دوسری بیوی حضرت علی کی تہین سواے حضرت فاطمہ علیہا السلام کے

استغنا ن

تخلص تہا اوسکا نام بہی اوسکا یہی ہے یہہ شخص فیض آبادی تہا اصل اوسکی فرنگ سے ولادت اوسکی ہندوستان مین ہوئی۔

خط کا یہہ جواب آیا جو لکہا پہر کبہی خط ۔۔۔ کر ڈالونگا ایک دم مین تری انکہی پرزے

تاب

تخلص مہتاب رای نام اصل اوسکی بلدہ کشمیر مولد اور منشا اوسکا یہہ دہلی خطہ دلپذیر یہہ شعر اوسکی ہین۔

خوبو تمہاری ہمیشہ سے تمہاری اگر ایسی ۔۔۔ تو کاہیکو بہتی مری آنکہی فتنہ گر ایسی

یا تنگ نکر ناصح نادان سبہی اتنا ۔۔۔ یا چلکر دکہا دی دہن ایسا کمر ایسی

رسا

تخلص مولوی علیم اللہ ضلع سشرق کا رہنے والا ہے اوسکا یہہ ایک شعر ہے۔

کیا حوصلہ تہا دلکو ستمگر کی چاہ کا ۔۔۔ خانہ خراب ہو تجہہ روسیاہ کا

تاشیم

تخلص میر صادق علی حیدرآبادی کا ہے یہہ شعر تصنیف شیرین اوسکا ہے۔

طبقه چہارم

اعدا کی صف چلی وہ تیغ آب دار | ہون ایک کر دو و ہین او ر دو کر دو ہین چار ۷ ۱۲

رسا

تخلص مرزا علی خلف الصدق مرزا سید و سلاطین دہلی سے ہے اولاد تیموریہ سے۔

مثل سیماب ہو گیا اوس بن | اس دل بیقرار کا عالم

ہم بہی ہین رسا وقت کہ یہان اپنے سلیمان | ہین قید مین ہر ایک پریزاد ہماری

رستم

تخلص سید رستم علی خان متوطن جالنشہہ کا جو کہ مضافات سرکار سہارنپور سے ہے نواب عبد اللہ خان فرخ سیری کے پوتون مین سے ہے یہہ شعر اوسکا ہے۔

کب تلک ہجر کے دن دیکہی ہم دیکہینگی | آنکہین اشک سے برات کو نم دیکہینگی

روشن

تخلص ایک شخص کا ہے جسکی طرف یہہ شعر منسوب ہے۔ اور حال اوسکا روشن نہین ہوا۔

جی مین یہہ تہا کہ جان کیجی نثار | ایکدم بہی وہ بیوفا نرہا

روشن

تخلص روشن شاہ نام کا ہے بریلی سے جو کہ مولد اوسکا ہے نقل کر کے میرٹہہ مین سکونت قبول کی لباس ملایق دنیا کو تن سے دور کر کے ارباب تجرد سے مرتبط ہوا۔

دیکہہ کر مجکو مونہہ چہپایا اور حیا کا نام کیا | واہ ری تیری دانشمندی عاشق بہی کیا کام کیا

خیال

تخلص ایک کایستہ زادہ جیسکہہ رای نام کا ہے کہ شعر فارسی بہی موزون کرتا ہے اور علوم عربیہ کی تحصیل کا خیال بہی سر مین رکہتا ہے۔

تو جو رستم کرنہ سکہائی سے کسی کے | کچہہ بہل نہین پانی کا ستائی کسی کے

حسرت ہی رہی چین مری آہ پس از مرگ | بالین پہ دم نزع نہ آئی سے کسی کا

قسم دوم

۸۷۴ ای یاسمن اوسی نہ مقابل ہو کہ جسکا　　میلا ہو برن ہاتہہ لگا ئی سی کسی کے
پہر دل نے جگر ہو گئی غیر دن کی بہی تازہ　　تربت پہ مری پہول چڑہا ئی سی کسی کے

آگاہ

تخلص نور خان نام جوان آگاہ ایک شخص ہی قوم افاغنہ سی مؤلف گلشن بیخار کہتا ہی
مگر اوسکی سوا اور کچہہ حال اوسکا مین نہین جانتا —

مونہہ دیکہو اپنا سیکہو ابہی رسم چاہ کی　　باتین بنا بنا کے نہ لیجے نباہ کی

آگاہ

محمد صلاح آگاہ دہلوی مغل بادشاہ محمد شاہ کے عہد مین تہا یہ شخص مصنف ہی اشعار دیپکا
جنمین کہ خیالات پرلی درجی کی بہری ہوئی ہین اور اوسکا کلام بہی بہت خوب ہی —

آشنا

شاہ بنگہ کہتری کا تخلص جو کہ فارسی شعر بہی موزون کرتا تہا یہہ شعر اوسکا ہی —

تری برگشتہ مژگان جسی مین دیکہی ہی ای ظالم　　وہی آن اب تلک جی مین مری ہر دم کہٹکتی ہی

آشنا

تخلص حکیم میر علی سبہارنپوری وہ سادات اوس قصبہ سی ہے ایک مدت سرکار نجیب الدولہ
بہادر کی مین نوکر رہا طبابت مین دست قدرت رکہتا تہا آخر کو سرکار نجف قلیخان
مرحوم کی مین طبیبون مین ملازم ہوا شعر فارسی اور ریختہ دونو کہتا تہا —

گرد باد کی مانند وہ کہ آشنا تہا دل　　اڑ گیا خدا جانے کون سی بیابان کو

آشنا

تخلص مرزا جگن مرحوم پسر دوم قاضی رحمۃ اللہ کا اچہا جوان صالح اور نیک خو خوش
طبع کشادہ رو تہا — گاہ گاہ فکر شعر بہی رکہتا تہا —

نام خدا جوان ہو شوخی کو چہوڑ دو　　مہدی لگا کی چپکی رہو تو بہلی رہے

اشرف

تخلص ایک عزیز باشندہ لکھنؤ شیرین کلام محمد اشرف نام کا یہہ مطلع اوسکا ہی

آ بیٹھو تو ٹک باتین کرین تم سی میان ہم   پھر دیکھیو ایک دم مین کہان تم ہو کہان ہم

اصغر

تخلص سید امجد علی اکبرآبادی برادر کلان حکیم محمد میر کا خاندان بزرگ سی ہی یہہ شخص اولاد امجاد حضرت محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی سی ہی اور خود سید زادہ ہی شاہ عبداللہ قادری بغدادی علیہ الرحمۃ سی خلافت پائی تمام وقار اور تورع اور پارسائی نام کو زندگانی کے اوسکو خیالات سی ہی۔

تیغ کو کھینچ کیا ذراتی ہو   کام عاشق کا کیا ہی مرجانا

ہوا ہون تنگ خفا اتنو اپنی جینے سے   لگا ہی یون کا مین اوس تیغ زن کو سینے سے

اصغر

تخلص میر اصغر علی کا یہہ شخص قصبہ اربیٹرہ کا رہنیوالا ہی مرد قابل فارسی دان شیرین زبان ہی شعر فارسی بھی کہتا ہی ایک دیوان بھی رکھتا ہی مطب مین ایام بسر کرتا تہا یہہ شعر طبع زاد اوسکی ہین سہ

تری بس مانگ سی کیا معنی دلخواہ پیدا ہی   شب معراج کی اس خط سی گویا راہ پیدا ہی

ہوا ہی مانگ مین دل گم کہو مین ڈہونڈون کدہر   کہ آدہی رات ایدہر ہی اور آدہی اوتہر

افسردہ

تخلص ایک شاعر کا ہی جس کا نام معلوم نہین ہوا مگر اتنا دریافت ہوا ہی کہ یہہ شاعر مرثیہ گوئی مین اپنی وقت مین ہم عصرون پر سبقت لی گیا تہا اور بہت دردانگیز مرثیہ کہتا تہا بہت مشہور ہی مانجملہ اسکی دیکھی ہی اسکی مرثیہ مین رقت بہت ہی اور مضامین بھی

حسم دوم

۸۰ ۴ اچہا اچہی مانند تہا ہی یہہ چند شعر اوسکی نژتیہ سی لکھی جاتی ہین ۔ ۳۲ بند سے

اودہر حسین تہی روتی اودہر علم بردار
گیا بچشمۂ کوثر جو خون مین سرشار

کہڑی تہی برلب کوثر جو حیدر کرار
یہہ پوچہتے تہی شہیدون سو دمبدم ہر بار

فدا حسین پہ قاسم ہونا زمین آیا
یہ کیا سبب کہ عباس کیون نہین آیا

ابہی یہہ ذکر تہا ظاہر ہوا لہو ایک جوان
کہا شہیدون نی وہ آیا شہ کا بہائی جان

علی نی ہاتہہ نہ دیکہی جو اوسکی تن پہ وہان
بہت سی روئی ید اللہ تب بہ آہ و فغان

ہوئی جو دل پہ غم و درد کی فزاوانی
پکاری ای مری عباس جعفر ثانی

قریب آیا تو چہاتی لگا لیا اوسکو
اوٹہا کے ساغر کوثر جو مین دیا اسکو

ہزار بار وہ پر حبا کہا اوسکو
لیا تو اوسنی پہ ایک جوش غم ہوا اوسکو

کہا ابہی تو امانت مین یہہ رکہو پانی
حسین بہائی بہی آلیوین تو پیون پانی

یہہ بات سنتی ہی کوثر پہ روئی سب مظلوم
حسین آئی تب اوسنی تر کیا حلقوم

گئی حضور نبی بہی او نہین علی معصوم
اب آگی کیا کہون احوال اسکو ہی معلوم

جو درد دلکو ہوا افسردہ شہ کو روئی گا
کسی بہی وہ ذرہ مبتلا نہو وی گا

غلام احمد

قاضی غلام احمد مصنف ایک کتاب اردو احکام النسا کا اوسکی دو جلد انجمن سوسائٹی مین موجود ہے ۔

غلام حسن

طبقۂ چہارم

غلام حسین خان لوہا سنے اوسنے ایک مثنوی جلوہ نام لکھی ہے۔ ۱۲۰۴

گجراتی

شاہ علی گجراتی درویش یہہ مصنف ایک کتاب دوہرہ کا ہے جسین مضامین صوفیانہ مندرج ہیں اور ایک کتاب اوسنے بنام صندل سنگار تصنیف کی ہے جو ایک قسم کوک شاستر کی ہے۔

افغان

افغان تخلص افغان درویش پیشہ یہہ بہی ایک ہندوستانی شاعر ہے

حبیب

وہ حیدرآباد میں پیدا ہوا اور وہین تعلیم پائی محمد علی عزت اوسکا استاد تہا۔

حیدر

غلام حیدر نام تخلص حیدر

ہینگا

میر ہینگا دہلوی کہتے ہیں کہ وہ کہیں عاشق ہوگیا تہا اوسکو رقیبا سنے بسبب حسد اور رشک کے تیغ کین سے ہلاک کیا۔

اعظم

تخلص محمد اعظم کا جو کہ ایک کنبوہ بچہ تہا لکھنؤ کا اور اوسکو آصف الدولہ بہادر کے محل سرا سے علاقہ حاصل تہا یہہ بہی ایک درد گو شاعر ہے۔

اعلی

میر اعلی بیٹا ولایت اللہ خان کا وہ ایک امیر تہا دہلی کا اور اوسکی استعداد شعری مشہور ہے ابراہیم مصنف گلزار سنے اوسکو دیکھا تہا عہد جنگ نواب شجاع الدولہ کے مین جسکی ریاست مین کہ وہ علاقہ رکہتا تہا جبکہ وہ انگریزوں سے

قسم دوم

۲۸۲ ہوا اور وہ بڑا عیاش اور عاشق مزاج آدمی تھا۔

حبیب

وطن اوسکا معلوم ہوا کہ مرادآباد ہے لیکن نام نہین معلوم ہوا کہ کیا نام اوسکا تھا یہہ شعر اوسکا ہے۔

خانہ ویران نے مری کرچہ کرا دسنی حبیب　　بہ خدا جشن نکہت آباد رکھی خانۂ دل

جام

تخلص کوڑ سین نام کاہے والا بر ہولی کا ہے شرف الدین مسور فرزند غلام محی الدین نے اوسکو اپنی شاگردون مین لکھا ہے۔

چڑہی ہر پاؤ کی گہوڑی پہ گو فوج ہوا لیکن　　نہ دہوئی کر سکی نالکون سے تیری ہمنانی کا

پریم کسوار اداس

مصنف ایک کتاب ہندی ترجمہ بہاگوت کا جو بارہوین پرت کا ترجمہ ہے

امانت

تخلص امانت رای نام دریہ مین جو کہ ایک محلہ شاہجہان آباد کا ہے مسکن رکہتا تہا اوسکا ہے

تشریف یہان نہ لاؤ پر نامہ بر تو بہیجو　　مت لو خبر ہماری اپنی خبر تو بہیجو

الفت

تخلص ہے ایک شخص کا باشندہ مظفرنگر کا اوکیفیت اوسکی کچہہ معلوم نہین ہوئی شیفتہ کہتا ہے کہ شعر جو اوسکا دیکہنے مین آیا خالی کیفیت سے نہ تہا اسواسطے لکہا گیا۔

ہمیشہ کہتے تہے الفت کو لوگ شیفتہ نصیب　　سو آج کوچہ مین تیری ہوا بہشت نصیب

تجرد

تخلص میرزا مشہو نام حال اوسکا معلوم نہین ہوا یہہ مطلع اوسکا ہے۔

اوسکے رخ میں لطف ہے سو ماہ کو خبر نہین　　خورشید کیا ہے اوسکی تجلی کو خبر نہین

طبقۂ چہارم

سلیمان

ایک شخص مجہول الحال ہی اوسکا کلام سے یہہ شعر ہے -
تجھ سی ظالم سی تا دیکھیو طرّاری دل ـــ کچھہ بھی دہڑکا نہ گیا یاں سے جگرداری دل
کتاب قصۂ فرہاد و دفتر مجنون ـــ یہہ دو ورق ہین مری عشق کی کہانی کے

تجمّل

تخلص ایک شخص باشندہ لکہنؤ کا ہے
جسگہڑی لیلی مین یہہ دیدہ تر بیٹھہ گیا ـــ اوٹہتی اوٹہتی مری آخر کو وہ گہر بیٹھہ گیا

ایمان

تخلص شیر محمد خان حیدرآبادی کا ہی کہتے ہین کہ سر جہائی قلم استادی کا بلند کرتا تہا اس شخص نے ایک قصیدہ مدح نواب وزیر کی مین کہا ہی جسکی اوّل کو شعر یہہ ہین
ای ابر عنایات خدا آیۂ رحمت ـــ سرسبز ہوا تجھسی گلستان وزارت
گلشن مین زمانہ کی کبہو سیر فلک نی ـــ دیکہا نہین تجہسا گل خندان وزارت
ایمان کی یہہ حق مین دعا تیر ہی دن رات ـــ ای موجب شادابی بستان وزارت
طوبی کی طرح سایۂ فگن سر پہ جہان کی ـــ تا حشر ہو یا رب ترا دامان وزارت
جار آنکہین مجہسی کبہو ہوتی ہی شرماتا ہی وہ ـــ ہاتہہ تک کتنی ہی پیرا پانو پہیلاتا ہی وہ
روا ہی کونسی حسرت بین کہ ای عشق ناانصف ـــ دل پر ویز خوش ہو خاطر فرہاد حزین ناکام
ٹپک پڑتا ہی خون دل مری یان انکہون سے ـــ مئی گلگون کا جسدم بزم مین ساغر چہلکتا

ایما

تخلص ایک مرد کا ہی جو کہ خاندان عالیشان یعنے دودمان مصطفوی علیہ الصلواة والسلام سے میر حسین علی خان نام کا یہہ بہی ممالک جنوبیہ عمدہ زادون سی شمار کیا جاتا ہی کلام اس سید والا تبار کی تاحال کیفیت سی نہین محمد خان ایمان کی روش پر اسنی یہہ ایک

قسم دوم

۴۸۱ قصیدہ نواب وزیر کے مدح میں کہا تہا یہہ چہہ شعر اوس قصیدہ کے جو دستیاب ہوی ہیں لکہی جاتے ہیں —

بہتی ہے تجہی نام خدا شان وزارت | ہی ذات مقدس تیری شایان وزارت
رونق ہے تری ذات سے بازار شہی کو | وابستہ تری دم سے ہے سامان وزارت
چاکر کی تری قیصر و فغفور ہیں چاکر | اسکندر و دارا ہیں غلامان وزارت
للکار سے لرزی ہے تری گنبد گردون | لاریب ہے تو رستم دستان وزارت
روتی رہیں اعدا تری گلزار جہان میں | شبنم کی طرح ای گل خندان وزارت
صدقی سے سدا پنجتن پاک کے آیا | ہو چار جہت تابع فرمان وزارت

اوارہ

میر محمد کاظم آوارہ یہہ بہای میر زین العابدین کے آشنا کہا تہا

پروانہ

تخلص محمد بیگ نام شعرا رخیرآبادسی ہے ایک مطلع اوسکا ہے

قتل کر ہان مت کسو کی قسم | تجہی قاتل مری لہو کی قسم

موہن ناوی جایا

مصنف ایک کتاب منوسنگاچرترا کا اس کتاب میں بہت بحث جنس کے ہے اور اوکی اظہار رسایل میں گفت گو یہہ قصہ بہت دلچسپ ہے —

نبی

میر غلام نبی بلگرامی اوسکی دو ہزار چار سو دوہرہ تصنیف سے ہے وہ میر عبد الجلیل کا بہانجا تہا اوسکی دوہرون کے مثل دوہرون بہاری کے قدر ہے موسیقی وغیرہ علوم سے ماہر تہا —

طالع

طبقہ چہارم

میر شمس الدین طالع لکہنو کے قرب وجوار مین رہتا تہا وہ بہی مشہور بسبب ذکا اور ذہن کے ۴۸۵
اور خوبصورتی کے ہے جوالکال ہی مین فوت ہوا۔

اویسی

تخلص شاہ محی الدین کا مشایخ زادون بریلی سے ہے دکہن کو چلا گیا تہا یہہ ایک مرد تہا
اولاد حضرت غوث الثقلین قدس سرہ سے اور بعضی کہتے ہین کہ یہہ ایک پیرزادون مین
سے تہا بعضے کہتے ہین کہ سادات قادریہ سے تہا لیکن نجیب زادہ قریشی الاصل تہا
واللہ اعلم حال اوسکا یہہ ہے کہ یہہ مرد بظاہر و باطن یکسان اور صلاح و فلاح سے پیراستہ بقدر
کفایہ علوم متعارفہ سے بہرہ اندوز تہا شعر فارسی بہت بمتانت کہتا تہا گاہ گاہ ریختہ بہی
طبع نقاد اوسکی سے نکلتا تہا سرہندی الاصل مولد اوسکا دہلی آخر کو بریلی چلا گیا تہا
اوسی جای مین رحمت حق سے لاحق ہوا یہہ اشعار اوسکی ہین۔

باغ مین گلعذار ہو فصل بہار ہو نہو — مین ہون غزل سرا و تان بلبل زار ہو نہو
آیا جو میرا قاصد کل یار کی کوچہ سے — بیتاب ہون مین پوچہا کچہہ کہہ خبر تازہ
تب اونے کہو مجہسی وہ بات کہ سنتی ہی — خرمن مین پڑا دلکی یکبار شرر تازہ
یعنے کہ جلایا خط اوس شعلہ طبیعت نے — مضمون کی تہی جسکی ہر ایک سطر تازہ

برشتہ

تخلص شرف الدین نام کا یہہ ایک شخص نیا وارستہ مزاج ہو ریجان آشفتہ کی شاگردون میں
سے ہے۔

رشتہ توڑا برشتہ الفت کا — دیکہہ اوسنی شکستہ حال ہمین

برہمن

دتارام برہمن اوسکی اشعار کی بہی قدر ہے سنہ لال اسنے جو ایک کتاب علم بلاغت مین
تصنیف کی ہے اوسمین کئی غزلین اوسکی انتخاب کی ہین۔

طبقہ چہارم

تخلص مرزا صادق کا ہے یہہ ایک شخص تارک دنیا تہا یہہ شعر اوسکا ہے ۔

گئے دونو جہان کے کام سے ہم نہ ادہر کے رہے نہ اودہر کے رہے
نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادہر کے رہے نہ اودہر کے رہے

یہہ غزل ہندوستان مین قوال لوگ بہت گاتے ہین ۔

شعلہ

تخلص امرناتہہ کشمیری کا ہے جو درمیان لکہنو کے پیدا ہوا اور وہین پرورش پائی اچہی طبیعت رکہتا ہے یہہ شعر اوسکا ہے ۔

تہی نہ سیماب جو ہوس نہ طلا زرگر کے ہم — کیا سمجہہ کر چرخ نے ہمکو ملایا خاک مین

فارغ

میان فارغ شاگرد میر ہے دیوان اس شاعر کا ڈاکٹر اسپرنگر صاحب بہادر کے کتب خانہ مین اوسکی مرید کے ہاتہہ کا لکہا ہوا موجود ہے ۔ اشعار اوسکی قدما کے طور پر ہین یہہ شعر اوسکے بہت مشہور ہین ۔

اس ہستی کا نام و نشان بیچتا ہون — مین ارزان یہہ جنس گران بیچتا ہون
عوض نیستی کی یہہ ہستی تمام — بدل بیچتا ہون بجان ہون
متاع دل و دین و صبر و خرد — خریدار ہووے تو ہان بیچتا ہون
ہوا اس نسیم تن کا یہہ سودا مجھے — جو آوے تو کون و مکان بیچتا ہون
خریدار اپنا مین پاؤں اگر — تو مفت اپنی ساری دوکان بیچتا ہون
رہ گیا بسکہ فقط حسرت دیدار نگاہ — چین دیتی نہین تسپر بہی دل و جان مجہے
اہل مینا ہین سمجہتے ہو خدا کی واسطے — قطرہ مے دی تا بہی خشک گشائی و اسکی
ہوس ہے دل مین تری تیغ جانفشانی کی — وہ کون سی گہڑی آویگی شتابی کی
جو بسمل تمہارا پہڑکنے لگے — کلیجا فلک کا دہڑکنے لگے

قسم دوم

ہم اٹہا دون زرا دل سے کدورت جو ۔ تو بجلی سا ہو دم کو شکنے لگے

شفا

تخلص حکیم یار علی کا ہی جو کہ بنیا سرائیتی ہی یہہ شعر اوسکا ہی۔

جون ڈانک دینی ہی دونا لگی ہی یاقوت ۔ چمکا ہی رنگ پان سی جو ہر تیری سبون کا ۔

شکوہ

تخلص میر شکوہ علی ساکن راوہ یہہ شعر اوسکا ہے۔

نہ دم مین دم ہی نہ اب نم رہا ہی آنکہون مین ۔ کبہی جو روئی تہی خون ہم رہا ہی آنکہون میں

شوق

تخلص روشن لعل کا علم موسیقی مین دست قدرت اچہی رکہتا تہا یہہ شعر اوسکا ہے۔

گردش چشم دکہانا نہ گل اندام کہین ۔ ورنہ ٹوٹی گی صراحی کہین اور جام کہین

عقدۂ دل نہ کہلا ناخن تدبیر کو ساتہہ ۔ آخرش کام پڑا پنجۂ تقدیر کو ساتہہ

شور

مرزا محمود بیگ عرف لہو بیگ ایرانی ہے مگر وہ دہلی مین پیدا ہوا سپاہی پیشہ تہا
یہہ شعر اوسکی ہین۔

ایک آہ سرد بہرنا اور دلکو تہام لینا ۔ ہوتا ہی گاہی گاہی یون تیرا نام لینا

وہ قتل کو ہماری ارشاد کر رہے ہے ۔ یہان کلمۂ شہادت ہم یاد کر رہے ہین

غضب آنکہین ستم ابرو عجب موہنہ کی صفائی تہی ۔ خدا نے اپنی ہاتون سی تیری صورت بنائی تہی

شہامت

تخلص شاہ شہامت علی کا ایک درویشون بلادشہ تہی سی تہا یہہ شعر اوسکا ہی ۔

یاد حق گر ہو نہ دلمین تو یہہ قالب بے نفس سوم بوم ہو جاتا ہی وارث خانہ ویران کا۔

شیدا

طبقہ چہارم

ایک شخص باشندہ مرادآباد کا ہے اور حال اوسکا معلوم نہیں

کرتے ہو کیوں سبک تم درسے مجھے اوٹھا کے — کیا میری بیٹھنے کا خاطر پہ بار گزرا

صادق

تخلص صادق علی خان امراء عظیم آباد سے ہے یہہ شعر اوسکا ہے—

وہ ہے برق سے بار کر چاہ ذقن میں آب — دیکھی تو خضر کے بھی بھر آئی دہن میں آب

صادق

میر جعفر خان امراء دہلی سے تہا یہہ شعر اوسکا ہے—

شرم سے نام وہ نہیں لیتا — پھر ہمارا خطاب ہے کوئی

صبا

ایک شخص کا تخلص ہے جو کہ میر ضیاء کے شاگردوں میں سے تہا یہہ شعر اوسکا ہے—

جمع کرکے درد ساری تونی دل پیدا کیا — کہہ تو اے دست قضا پھر اسمیں کیا حاصل کیا

ترکہ محروم بوسی سی ہمیں قائل کرتے ہیں — جو مانگی سوا اوسی و تیغ میں جسکو قتل کرتی

صفا

تخلص نام اور حال اوسکا معلوم نہیں یہہ شعر اوسکا ہے—

محتسب جہوٹ ہے یہی کسنی بھری شیشہ میں — رہ گئی ہے بوری کا نسو بہکے تری شیشہ میں

ضبط

میر حسن شاہ فقیر لکھنوی ہے اور حال اس فقیر کو معلوم نہیں یہہ شعر اوسکا ہے—

نقد دل وحشت میں کہو کر ایک جنون پیدا کیا — ہمنی بازار محبت میں یہہ کیا سودا کیا

ضمیر

شیخ مدار علی ضمیر اکبرآبادی شاگردوں ولی محمد نظیر سے ہے یہہ شعر اوسکا ہے—

میں جاتا ہوں نہ خراب کچہ تمہی بھی ہے خیال — چشم خواب آلود وہ اوسکی فتنہ بیدار ہے

قسم دوم

طره

تخلص طره بازخان ایک شخص بنارسی ہے یہہ شعر اوسکا ہے۔

مصوّر کہینچے گر اوس شوخ کی تصویر کاغذ پر ۔ مری صورت بہی ہو زیر قدم تحریر کاغذ پر

ظاہر

تخلص میر محمدی کا ہی اصل اوسکی شاہجہان آباد و گروہ اکبرآباد مین رہنی لگا ہے یہہ شعر اوسکا ہے۔

یہہ تو سب جور و جفا ہو گئی خوگر ہمکو ۔ چاہئی اب ستم نو کوئی ایجاد کرو

ظہور

تخلص ظہور اللہ بیگ تورانی کا ہی مولد اوسکا شاہجہان آباد ہی یہہ شعر اوسکا ہے

ایسا نہو قاصد کہ ترا کام نہووی ۔ گم نامۂ حال دل گم نام نہووی

عالیجاہ

تخلص خلف الرشید نواب نظام الملک بہادر کا ہے شاید سیر المتاخرین مین اس شخص کا حال لکہا ہوا ہے یہہ شعر اوسکا ہے۔

رات دن اشک سی آنکہون مین تری بہتی ہی ۔ شاخ نرگس اسی پانی سی ہری رہتے ہین

عاصی

تخلص منشی امداد حسین کا ہی مجکو اتنا معلوم ہے کہ شاید یہہ شخص موجود ہی اور کچہہ انگریزی اور فارسی دونون جانتا ہی یہہ شعر اوسکا ہے۔

بتا کسکس طرح سے دلجلا رو کو سینہ صدچاک دکہلاؤن ۔ رہا تہا ایک دل سو جل گیا کیا خاک دکہلاؤن

عاصے

تخلص ایک مرد کا جو رہنے والا رامپور کا ہے یہہ شعر اوسکا ہی۔

گلاب ہی گرمی سی رنگ کی وہ گل اندام ۔ اللہ یہہ کیا لطف کی نازک بدنی ہے

طبقۂ چہارم

عاقل

تخلص عاقل شاہ فقیر کا ہے جو شور ید فرنگیا اور آزاد تہا۔

قید ہی یہان کچہہ نہین اور چہوٹ ہی سکتے نہین   واہ واہ اس دام کو اور آفرین صیاد کو

عاشق

تخلص ایک باشندہ مزورکا ہی یہہ مطلع اوسکا ہے۔

فقط تو ہی نہ میرا ای بتِ خونخوار دشمن ہی   تری کوچین اپنا ہر در و دیوار دشمن ہے

عبرت

تخلص میر ضیاء الدین کا جسنی نواب محبت خان سے اصلاح لی ہی یہہ شعر اوسکا ہے

ثبات نہین کوئی سیماب کی مانند   پر وہ بہی نہین اس دلِ بیتاب کی مانند

عبدالواسع

حال اوسکا معلوم نہین ہوا یہہ شعر اوسکا ہے۔

بجز رفاقت تنہائی آسرا نہ رہا   سوائی بیکسی اب کوئی آشنا نہ رہا

عزیز

تخلص کبہاری لعل کا وہ ایک شخص تہا خوش قیاس فارغ فکر اور تلاش سرا اوسکی یہہ شعر اوسکا ہے۔

بات اب امتحان پر آئی ہے   عزیز خفتہ کو تاہ جان پہ آئی ہے

تخلص عزیز اللہ دکہنی کا ہے یہہ بیت اوسکی ہی۔

ایسی بیدردی کیون دلکو لگایا ہمنے   عشق مین جسکی کبہو چین نپایا ہمنے

عزیز

تخلص مہاراج سنگہ کا ہے یہہ شعر اوسکا ہے۔

ضعف سی ہر رگ تن جسکی ہو تار بستر   کیونکہ بستر سی وہ بیمار نہ اوٹہی اوٹر جیسے

طبقہ چہارم

عشقی

سوای اسکی کہ ایک فقیر رہنے والا مرادآباد کا تہا اور حال اوسکا مجکو معلوم نہین ہوا یہہ شعر اوسکا ہے۔

کوئی تو ہے کہ پہرہ کوئی سرو رواں ہو دیکہا تو یہاں ایک نرالی آفت جان ہے

عظیم

تخلص نام اوسکا معہ حال کے معلوم نہوا یہہ شعر اوسکا ہے۔

کچہہ سمجہہ مین نہین آتا ہے بجز جلوۂ یار جب کہ ہم دل مین عظیم اپنے نظر کرتے ہین

علی

تخلص مرزا علی نقی دہلوی کا ہے یہہ صاحب دیوان ہی یہہ شعر اوسکا ہی۔

جدائی مین تری ہم کیا کہین کسطرح جلتے ہین بجای موی بدن سر آگ کر شعلہ نکلتے ہین

علی

تخلص علی محمد خان کا ہے جو مرادآباد کا رہنے والا ایک پٹہان ہی جو اعظم الدولہ کہلاتا ہے یہہ شعر اوسکا ہے۔

دہیان مین لاتے ہین جب اوسکی لہری کسیکی گات ہم لہرتی ہین تب وہین چہاتی پہ ناگن ہو کے ہم

عیاش

تخلص میر یعقوب باشندہ لکہنو کا ہے مرثیہ کہنے کا اوسکو بہت شوق تہا یہہ شعر اوسکا

جز بیداد مجکو سنگ فسان پر تیز کر وقت قتل آتا ترحم مجہہ پہ ای خونریز کر
پیر میخانہ نہین کہتا ہی ہر ایک رند کو صحبت زاہد سے کہتا ہو کسیکی پرہیز کر

غالب

تخلص غالب علی خان نبیرہ دوندی خان کا جو کہ شجاعت مین رستم زمانہ بلکہ یگانہ تہا یہہ شعر اوسکا ہے۔

جان ملب میں تری اس چشم کی بیمار بہت — تیر مژگان سی ہوئی ہیں جگر افگار بہت ۴۹۳

غازی

تخلص ایک دکھنی شاعر کا ہے یہہ شعر اوسکا ہے۔

تمہیں مژدہ ہو دیوانو مقرر پھر بہار آئی — کہ بوئی گل سو دوش ہوا پر ہو سوار آئی

غافل

تخلص رای سنگہ کا ہے اسکو حساب اچھا آتا تھا یہہ شعر اوسکا ہے۔

وصف کرتا ہی اون لبوں کا جب — غافل اوس وقت لعل اوگلتا ہے

غافل

تخلص بختاور سنگہ مرادابادی کا ہے یہہ شعر اوسکا ہے۔

بیمار عشق کو نہ دوا ہو طبیب سی — مرجائی یا جئی کوئی اپنی نصیب سی

غربت

تخلص ایک شخص متوطن مرادآباد کا ہے یہہ شعر اوسکا ہے۔

گرچہ چھپتا شمع چھپتا لیک نہ چھپتا غم عشق — ہم تو غربت کی اسی بات کی دیوانی ہیں

غریب

تخلص شیخ نصیر الدین احمد کشمیری کا جو دہلی میں پیدا ہوا صاحب دیوان فارسی ہی
اردو بھی کہتا تھا یہہ شعر اوسکا ہے

حال دل شوریدہ کہوں کس سی غریب آہ — وہ درد نہیں جسکی طبیبوں سی دوا ہووے

غنی

تخلص ایک شخص کا ہے جو رہنے والا عظیم آباد کا ہے یہہ شعر اوسکا ہے۔

اگرچہ ذوق کا نی میں مزا ہے — تو ایام جوانی میں مزا ہے

فدا

تخلص یاقوت محمود خان صدر الصدور کا ہے جسکو شوق تحصیل علم کا بہت تھا یہہ شعر اوسکا

۴۹۴ جون شمع ضبط نارہ تو پھنے کیا فدا پرلس چلا نہ گریہ سے بے اختیار سے

فدائی

تخلص مرزا عظیم بیگ سوداگر کا ہی یہہ شعر اوسکا ہے ـــ

یار گوشتی ہیں ہر اور عیش سر مایوسی ہے نقش پا یک بہی مری در پہ جا سوسی ہر

فدوی

تخلص میر فضل علی شاعر کا ہی یہہ شعر اوسکا ہی ـــ

یارسی ہی سلطف می کا آہ یہہ ہو وہ نہو یہہ کوئی محفل ہی ساقی واہ یہہ ہو وہ نہو

فراقی

تخلص پریم کشور پوتا راجہ جوگل کشور کا جو کہ شراب بہا پیا کرتا تہا اوسکا حال سب لوگ جانتے ہیں کہ دنیا کو چہوڑکر دین اختیار کرکے متوکل اور زاہد ہوگیا تہا یہہ شعر اوسکا ہے ـــ

ہوئیں آنکہیں گلابے روتی روتے گلابی کی نہ دیکہی شکل افسوس

فگار

مرزا قطب علی بیگ ایک شخص دہلوی ہے تذکرہ اعظم الدولہ میں اوسکا یہہ شعر لکہا ہی واضح ہو کہ یہہ تذکرہ اوّل سب تذکروں کے درمیان دہلی کے لکہا گیا ہے ـ شیفتہ نے گلشن بیخار میں اس تذکرہ سے بہت مدد لی ہر اور مصحفی وغیرہ اور شاعروں نے بہی اس تذکرہ سے مدد لی ہے مگر تذکرہ میر اسی اوّل ہر ـــ

مت پوچہہ فگار اب تو مر اسکن و ماوا مانند بگولے کے سدا بیوطنی ہے

فیض

تخلص پنڈت کرپا کشن کشمیری کا ہے جو شاعروں لکہنو سی شمار کیا جاتا ہر یہہ شعر اوسکا ہے ـــ

طبقۂ چہارم

روشنی ہون مین نہ خاک سے بسمل اگر   دیکہتا میری تڑپنے کو جو قاتل اگر   ۴۹۵

قرار

تخلص میر حسین علی کا ہے جسکا حال معلوم نہین یہہ شعر اوسکا ہے۔

کسطرح قرار اوس سے کرون درد دل اظہار   سنتا ہی نہین وہ بت مغرور کسی کے

کامل

تخلص مرزا کامل بیگ نام کا یہہ شعر اوسکا ہینہ۔

مژگان سے گر ابہی دل ابرو کرے ہے ٹکڑے   یہہ بات مینی کہکر جب اوسکی داد چاہی

کہنے لگا کر ترکش جسوقت ہو وے خالی...   تلوار پہر نہ کہینچی تو کیا کرے سپاہی

کبیر

تخلص حکیم کبیر علی سنبہلی کا جو کہ متعلقات مراد اباد مین سے ہے طب مین اوسکو اچہی دستگاہ تہے یہہ شعر اوسکا ہے۔

ایک ہی یار سے جی ناک مین آیا ہے کبیر   زیست معلوم اگر ایسے ہی دو چار رہین

کریم

تخلص کریم اللہ خان افغان کا ہے یہہ شعر اوسکا ہے۔

نہ تہی قدرت تجہی گر رو برو جانے کے کریم   زیر دیوار ہی جانا کہ سنا یا ہوتا

گریان

میر محمد علی لکہنوی گریان یہہ شعر اوسکا ہے۔

ابہی جب دیکہنا تب ہاتہہ سے اوکہڑا چہپا لینا   نکالو اوسنی او رہہ صاحب سلامت کا

گستاخ

مرزا علی لکہنوی گستاخ یہہ شعر اوسکا ہے۔

جی لگایا تہا سمجہہ ہو ویگی فرحت حاصل یہہ نجانا تہا کہ آوے گی قیامت لازم

قسم دوم

مائل

تخلص سید کاظم علی خیرآبادی کا، عین حالت شباب میں فوت ہوا یہہ شعر اوسکا ہے ۔
شب ہجر اند کرآہ ایک طرف ۔ لاکہا بر سیاہ ایک طرف

مبتلا

تخلص نام اوس شخص کا مرزا کاظم بیگ صاحب دیوان اور تذکرہ ہی اصل اوسکی مشہد مقدس کروہ لکہنؤ مین پیدا ہوا فارسی شعر بہی کہتا ہے ۔
شیشۂ دل پٹک دیا تو نے ۔ سنگدل آہ کیا کیا تو نے

مبتلا

ایک شاعر ہے جسکا نام و حال معلوم نہین ہوا یہہ شعر اوسکا ہی ۔
وہ تری سایۂ دیوار مین پائی راحت ۔ چاندنی رات کو ای شوخ تہ پہول گئی

محو

تخلص حسین علی خان اکبرآبادی کا جو سرکار انگریزی مین ملازم تہا یہہ شعر اوسکا ہے
شکپ پیتی ہی مری قبر پہ گل کے بدلی ۔ گالیان دیکہی مرے گور کی بہی قطعہ بدلی

محو

تخلص شیخ عظیم اللہ کا جو اہل پرتہہ سی ہے ۔
متاع دل گرانمایہ بہی اپنا پاس ای ہمدم ۔ یہہ دولت اوسکو بخشین گی جسی ہم یار دیکہین گی

محشر

تخلص اکرام اللہ خان سہارنپوری کا بڈہاون مین وہ مشہور شاعر گذرا ہے یہہ شعر اوسکا ہین
آچہپا شور قیامت تری دامان کی تلی ۔ فتنہ سوتا ہی تری سایۂ مژگان کی تلی
ہین منتظر نہین آتا کوئی بہی محشر ۔ کوئی دن اور اگر دردانتظار رہے

مرزا

طبقۂ چہارم

تخلص ہدایت اللہ دہلوی کا ہے جو کہ ماہرین فن موسیقی سے گذرا ہے یہہ شعر اوسکا ہے—

دل ہاتھہ اشک آنکہہ سے جی تن سے چلا جائے ای وائے مصیبت کوئی کس کس کو سنبھالی

مسیح

تخلص برات نام سوداگر کا ہے کشمیری الاصل تہا یہہ شعر اوسکا ہے—

شاید کہ موئے زلف کا شانہ تہا دست غیر بیتاب رات تہا جیکو مری پیچ و تاب سے

مشتاق

تخلص حافظ تاج الدین ساکن میرٹہہ کا جو آنکہوں سے بیبکا تہا یہہ شعر اوسکا ہے

کوہکن و پرویز کو قصہ اپنا اپنا سنانی دو مشتاق ہے یہہ دو ہی افسانہ شیرین ایک ہی بازو

تخلص محمد واصل نام کا جو بداؤں مین ایک شاعر گذرا ہے—

ہماری کام پہ ہر چند آسمان پہری کبھی قسم ہے جو اس طرف کو آندہی پہری

مشہور

تخلص ایک شخص غیر مشہور کا ہے جو قوم سے کایتہ رہنے والا بریلی کا ہے یہہ شعر اوسکا ہے جو لکہا جاتا ہے—

خوشی کیوں نہ ای مشہور اب بغلیں بجائیں ہم لیگا یار ہمسی آج پہر ایر و پہڑکتی ہیں

معقول

تخلص حال اوسکا واضح نہوا یہہ شعر اوسکا ہے

رقیبوں پہ غضب ہم ڈر گئی ہیں ہوا زخمی کوئی مرہم گئی ہیں

مغنی

تخلص محمد امین ساکن ممالک شرقیہ کا ہے وہ کول مین فوت ہوا تہا یہہ شعر اوسکا،

سرمہ منظور نظر ٹہہرا ہے چشم یار کو نیلا گنبد ہی پہنایا مردم بیمار کو

مغل

طبقۂ چہارم

تو اپنے خواب میں ہی بر نہ آئی آرزو   ہم خیال وصل جانان پیشتر باندھا سکے

مرم گین چشم کے بیمار سکے جلد خبر   بو تا ہی نہیں کہتے ہین بڑی دیر ہوے

نالان

ایک شاعر عظیم آباد کا ہے یہہ شعر اوسکا ہی —

کچہہ اندنون مین تھی یہہ زور خونکالی   ملا کسی سی جا کر بدنام ہم کو کرتا

نامی

تخلص مرزا رجب علی بیگ ایک امیر لکھنو کا ہی امیر الدولہ حیدر بیگ خان

اوسکا چچا تہا یہہ شعر اوسکا ہے —

بسکہ مدت سی ہی راہ انتظار یار پر   چہاگئی آخر سفیدی دیدۂ خونبار پر

نامی

تخلص ایک شاعر کا ہی جسکا نام معلوم نہین یہہ شعر اوسکا ہی —

آتش عشق سی نامی کا جگر جلتا ہے   آپہ ہنس ہنس کے یہہ کہتے ہین کوئی آ دیکھی

وہ گیا خوب شگل ٹہیک ہہ ہندی کی رسوم   گہر کسی کا جلی اور کوئی تماشا دیکھے

نثار

تخلص نثار علی بلگرامی کا ہے جو ایک مرد عاشق مزاج تہا یہہ دو شعر اوسکی ہین —

او تری ملک فلک سی یوسف زمین سی نکلی   ممکن نہین کہ تجسا کوئی کہین سی نکلے

بوسہ کو ہم لی گالی شیرین لبون سی پائی   یہہ ہی نصیب اپنی زہر انگبین سی نکلے

نجات

تخلص سید زین العابدین کا ہے کہتے ہین کہ فارسی مین بڑی دست قدرت رکہتا ہے

خصوصًا فارسی قصاید اور غزل خوب کہتا ہے گاہے گاہی فکر ریختہ بہی کرتا ہے

یہہ شعر اوسکی ہین —

قسم دوم

۵۰۰ جہان تلک سرکو پٹک ہجر مین توڑی پتھر　　کہ نہین دامن کہسار چھوڑی [illegible]
آنکھین تھہر گئین سینہ مین ٹپکتی آنسو　　بل بی ہجران تری قدرت کر [illegible]

نیاز

تخلص میر محمد نام اکبرآبادی ہے لڑکون کو پڑھایا کرتا ہے ۔
کیا لیا ہی دسترس اپنی جو پہنچی تیری دامان تلک
نہ پہنچی ناتوانی سی یہہ ہاتھہ اپنی گریبان تلک

واقف

تخلص ایک فقیر کا فیض آباد مین رہتا تہا شعر اوسکی دلچسپ ہین یہہ شعر اوسکی ہین ۔

سرد ہی بازارِ خوبان گرم بازاری نہین　　کتنے یوسف دیکھتا ہون پر خریداری نہین
خوبرو ہوکے باوفا ہووے　　مین نا نون اگر خدا ہووے
عشق مین فضل و ہنر چاہیے　　آہ مین تھوڑا سا اثر چاہیے
صبح پر وصل یار کے ٹہرے　　ہائی پہر انتظار کے ٹہرے

وحدت

تخلص جمعیت رائی کایتھ کا ہے پرنیہ مین رہتا ہے یہہ شعر اوسکا ہے ۔

ہر دم ہی عندلیب کو اب عزم نالگی　　فصل بہار آتے ہی اسکو ہوا لگے

ولی

تخلص مرزا ولی محمد اصل اوسکی دہلی ہی پہر مرشدآباد مین جاکر رہا یہہ دو شعر اسکے ہین جو کہی جاتے ہین ۔

کبہو جو زینت اوشہا وی تو سو نہہ نظر آوی　　اسی امید مین گذری ہی صبح و شام ہمین
بنفشہ تہا چمن مین جو وہ یار رد اکر سے　　لی برگ گل کو ہاتھ مین دیکہا جباکری

ہرچند

طبقۂ چہارم

تخلص ہر چند کشور پوتی راجہ جوگل کشور کا بادہ فروش تھا یہہ شعر اوسکا ہے —

پردہ ظلمات دل پرسی وہ وہیں سب گوشہ گئی ۔ شمع رو نے جب چراغ بزم کو گل کر دیا ۵۰۱

ہمدم

تخلص عبداللہ خان ساکن رامپور نواب فتح علی خان کا ہے یہہ شعر اوسکا ہے —

تو گرفتار ہوں کچہ رسم بھی یاد نہین ۔ اسس لئی لب پہ مری نالہ و فریاد نہیین

کسکو حال دل غمگین سناؤن اپنا ۔ قیس صحرا مین نہین کوہ مین فرہاد نہین

ہوش

تخلص غلام مرتضی فرخ آبادی کا ہے یہہ شعر اوسکی ہین —

جان گر تن سی جدا ہو تو جدا ہو لیکن ۔ جان منظور نہین تیری جدائی مجھکو

باغ ہستی کی وہ دہن سوجہ گئی کیفیت ۔ می گلرنگ جو ساقی نے پلائی مجھکو

زاہد کا دل نہ خاطر می خوار توڑیئے ۔ سو بار توبہ کیجئے سو بار توڑیئے

یحیی

تخلص ایک شاعر کا ہے جسکا حال مجکو معلوم نہین ہوا یہہ شعر اوسکی ہین —

اوس گل کی آرزو نہ گئی ہے نہ جائیگی ۔ داغون نے دلکو باغ بنایا تو کیا ہوا

مانند اشک دل نے دولت نہ چھوڑینگے ۔ آنکھون سی تمنی ہمکو گرایا تو کیا ہوا

سو دلیتی نہ دلبا کر ہم آخر سمجھ گئے ۔ تمنے نہ اپنا بھید بتایا تو کیا ہوا

امید

تخلص ایک شاعر باشندہ حیدرآباد کا ہے یہہ شعر اوسکا ہے —

کیا جواہر خانۂ الفت مین آب و رنگ ہے ۔ معدن کو ہین جسکی [illegible] سنگ ہے

تمام ہوا طبقات شعراء ہند

خاتمہ

قسم دوم

واضح ہو کہ سنہ ۱۱ ہجری سے شعراء اردو نے بہت فروغ پایا اور تمام ہندوستان مین
چرچا اور شوق غزل خوانی اور شعر گوئی کا علی العموم ہو گیا چنانچہ وہ آج کے زمانہ تک
کہ سنہ ۱۲ ہجری ہین اوسی طرح پر شوق ترقی پر ہے جتنے شاعر کہ مینے اس کتاب مین
لکہے ہین یقیناً کچھہ زیادہ لکہے گئے ہونگے بہ نسبت اوس مجمع کی جو ہر ایک شہر مین
پائے جاتے ہین یہہ سچ ہی کہ جسطرح پر مینے اس تذکرہ کے لکہنے کا ارادہ کیا تہا
وہ پورا نہوا مگر بعد اوسکی چہپنے کے پہر مین سعی اس امر مین بہت کرونگا اور ایک
اور تذکرہ جمع کرونگا جسمین تحقیق ہر ایک شاعر کے حال کے بخوبی کر کے یادداشت
اپنی انشاء اللہ تعالی صفحہ روزگار پر چہوڑونگا گرچہ وہ کتنا ہی بڑا ہو جاوی کیونکہ
جبکہ ارادہ حال تاریخی لکہنے کا ہوا اور شاعر بہی بہت ہوی بیشک اوسکی جلد مبسوط ہو جاوے
گے اور یہہ تذکرہ جو صرف بموجب حکم ڈاکٹر اسپنجر صاحب بہادر کے جو کہ ایک فاضل
کامل اور عالم اور قدردان اہل علم پرنسپل مدرسہ دہلی کہ ہین واسطے سوسائٹی اردو کی
مینے طیار کیا تہا اسلئی یہہ لحاظ بہی اسمین ضرور تہا کہ کوئی شاعر بہی نرہ جائی اور
بہت مبسوط بہی نہو اس لحاظ سی جسطرح کہ میری دلمین ارادہ تہا وہ پورا نہو سکا اب
عرض یہہ سب صاحبون سے جو کہ اس تذکرہ کو ملاحظہ فرماوین یہہ کرتا ہون کہ جس
جائی بندہ سی سہو یا کچھہ غلطی ہوئی ہو اوس سی اطلاع فرماوین اور جس شاعر کا
سن ولادت یا سن وفات یا حال زمانہ حیات کا معلوم ہو اوسکی مجکو ضرور اطلاع
بخشین تا کہ وہ ارادہ جو میری دلمین ہے خدا تعالی کے مددگار صاحبون کے
عنایت سی پورا ہو جاوی واللہ المستعان وعلیہ التکلان —

تنبیہ

واضح ہو کہ چار ... طبقون مین جو شاعر نامور اور بے بدل گذری ہین اور
... گو ... فائدہ ہوا ہے اور وہ مسلم الثبوت اوستاد تہی جنکی کلام

کے ہندوستان کے سبب سے ہے اونکا نام طبیعہ ثبت کرنا مجکو بہت ضرور معلوم ہوتا ہی کیونکہ
گرچہ جند ہندوستانیون کو جو اون سے واقف ہین مفید کم ہے لیکن اکثر ہندوستانیون ۵۰۳
اور جمیع باشندگان ولایت دور دراز کے حق مین یہہ بہت مفید ہوگا لہذا
اونکی نام لکہتا ہون —

طبقۂ اول

اس طبقہ مین نامور شاعر یہہ گذری ہین — میر یعنی تخلص میر بڑا اوستاد
ہے اوسکی برابر آج تک کوئی شاعر نہین ہوا — مرزا رفیع السودا ہجو کے طرف
بہت مایل تہا اسلئے اوسکو برا کہتے ہین اور استاد مسلم الثبوت ہونے اور
اوسکے استعداد شعری مین بہی کوئی قصور نہین اب کوئی اوسکی مقابل کا باقی نہین
ہے — مرزا جان جانان مظہر بہت متقی پارسا آدمی تہے طبیعت نازک رکہتے
تہے — خواجہ میر درد اس شاعر کے بہی گفت گو کسی کے کلام نہین پہنچے —
میر سوز بڑا اوستاد تہا — آرزو علوم مین دست قدرت بہت رکہتا تہا
شعر گوئی مین شعرا سے کچہہ زیادہ بالاتر نہین کرسکتا تہا مگر اوستاد
آدمی ہے — ابرو اچہا کہتا ہے استادی گرچہ محاورہ اوسکا اچہا نہیں

طبقۂ دوم

اس طبقہ مین مصحفی ایک اوستاد کامل گذرا ہے جسکا حال اوسکی جای پر موجود
ہے اس شاعر نے گرچہ طبقہ اول مین بہی شریک ہوکر اشعار کہے ہون لیکن فروغ
اسی طبقہ دویم مین ہوا اور مینے یہی التزام کیا ہے کہ جس شاعر کو جس
زمانہ فروغ ہوا اوسی طبقہ مین اوسکو لکہا ہے گرچہ وہ طبقہ اول مین تہا
ہو — جرأت یہہ بہی بڑا شاعر ہے صاف صاف مضامین اوربہت خوب
باندہتا ہے — انشاء اللہ خان یہہ بڑا رنگین شاعر تہا

[illegible] تعریف کی ہین اس شاعر کے طرز کو بھی کوئی آج تک نہین پہنچا ہے
رنگین گرچہ غزلیات بہت کہتا تھا مگر اشعار بھی اوسکی اچھے ہین اوستادونمبر

طبقہ سوم

اس طبقہ مین میر[1] نظام الدین ممنون بڑا شاعر گذرا ہے جسکی بہت شاگرد تھے
اور ایک بڑا دیوان اوسکا موجود ہی گرچہ پانچ چار برس کا فاصلہ ہوا کہ وہ
فوت ہوا مگر طبقہ سیوم ہی مین شمار کیا گیا اسواسطے کہ مری معاصرین مین سے
نہ تھا مدت کا پرانا شاعر تھا بڑا ہو کر فوت ہوا — نصیر[2] یہہ بھی بڑا استاد
گذرا ہی اسکی صدہا شاگرد تھے اور ہر ایک قصبہ اور شہر مین مشہور مثل لکھنو
کانپور وغیرہ مین اوسکی شاگرد موجود ہین — نظیر[3] یہہ [illegible]
بڑا شاعر ہے گرچہ ہماری زمانہ کے شعرا اوسکو [illegible] مگر اوسکی [illegible]
اور اوستاد ہونے مین کوئی شک نہین —

طبقہ چہارم

اس طبقہ مین وہ شعرا جو میری زمانہ مین بقید حیات مین [illegible] خان [illegible]
شاعر اور جلیل القدر استاد [illegible] دیوان [illegible] ابراہیم ذوق استاد [illegible]
اوستاد اور حکمت اوستاد مسلم الثبوت ہین — احسان حافظ عبدالرحمن خان احسان محمد شاہ
کے وقت کا شاعر ہی جو اس زمانہ تک موجود ہی اور بڑا اوستاد ہی اوسکی بہت شاگرد
ہین عارف بڑا پرگو خوش گفتار استاد ہی میری اوسکی کمال دوستی ہی قطع نظر دوستی کے
[illegible] استادی مین شک نہین زیادہ تر شاعر ہی غالب مرزا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] استاد [illegible] دو تو [illegible] مین [illegible]
[illegible] طبقات الشعرا ہند مولفہ مولوی کریم الدین ۱۸۴۸ء